(سلسلہ انجمن ترقی اردو نمبر ۳۵)

جاپان

اور اس کا

تعلیمی نظم و نسق

جس کو سرکار عالی کے حکم سے

سید راس مسعود بی اے (آکسفورڈ) (نواب مسعود جنگ بہادر)

انڈین ایجوکیشنل سروس ناظم تعلیمات حیدرآباد دکن، سابق فیلو آف دی یونیورسٹی آف کلکتہ، فیلو آف دی یونیورسٹی آف مدراس، رکن مجلس عالی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، ممبر آف دی کورٹ آف دی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بعد سفر یورپ انگریزی میں تالیف کیا

اور

محمد عنایت اللہ بی اے

(اسسٹنٹ ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے ترجمہ کیا)

مطبوعاتِ انجمن

تاریخ تمدن - مسٹر ٹامس بکل کی شہرۂ آفاق کتاب
کا ترجمہ ہے الف سے یے تک تمدن کے ہر مسئلہ پر
کمال جامعیت سے بحث کی گئی ہے اور ہر اصول
کی تائید میں تاریخی اسناد سے کام لیا گیا ہے اس
کے مطالعے سے معلومات میں انقلاب اور ذہن
میں وسعت پیدا ہوتی ہے - حصہ اول عہ کلدار
حصہ دوم للعہ کلدار

فلسفۂ تعلیم - ہربرٹ اسپنسر کی مشہور تصنیف اور
مسئلہ تعلیم کی آخری کتاب ہے غور و فکر کا بہترین کارنامہ
والدین و معلم کے لئے چراغ ہدایت ہے - تربیت
کے ربانی قوانین کو اس قدر صحت کے ساتھ مرتب
کیا ہے کہ کتاب الہامی معلوم ہوتی ہے اس کا
نہ پڑھنا گناہ ہے قیمت (عہ) کلدار

مشاہیر یونان و روم - ترجمہ ہے [illegible]
انشا پردازی میں اصل کتاب کا مرتبہ دو ہزار
برس سے آج تک مسلم الثبوت چلا آتا ہے ادبیات عالم
بلکہ شیکسپیر تک نے اس چشمہ سے فیض حاصل کیا ہے
وطن پرستی اور بے نفسی عزم جواں مردی کی [illegible]
ہے اس کا ہر ایک صفحہ معمور ہے جلد اول غیر مجلد
کلدار جلد دوم غیر مجلد عہ کلدار

تاریخ اخلاق یورپ - اصل مصنف پروفیسر
لیکی کا نام علم و تبحر، تحقیق و صداقت کا مرادف
ہے یہ کتاب کئی ہزار برس کے تمدن معاشرت
اصول، اخلاق مذاہب و خیالات کا مرقع ہے
حصہ اول (سے) حصہ دوم عہ کلدار

تاریخ یونان قدیم - یہ کتاب مطالب کے لحاظ سے
مستند کتابوں کا خلاصہ ہے اور زبان کے لحاظ سے سلاست
و شگفتگی کا نمونہ، اس کا نقطۂ خیال خالصاً ہندوستانی
ہے ایف اے کلاس کے طلبا جو یونانی قدیم تاریخ
سے گھبراتے تھے اس کتاب کو انتہا درجہ مفید پائیں گے
مجلد عہ کلدار

انتخاب کلام میر - میر تقی میر تاج شعرائے اردو
کے کلام کا انتخاب ہے مولوی عبدالحق صاحب
سکریٹری انجمن ترقی اردو نے یہ انتخاب ایک
مدت کی سعی و محنت کے بعد کیا ہے اور شروع
میں میر صاحب کی خصوصیات شاعری پر
۴۴ صفحہ کا ایک عالمانہ مقدمہ بھی لکھا ہے
قیمت عہ کلدار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اگر حضرتِ آقائے ولی نعمت (جن کی اطاعت گزاری کا شرف مجھ کو حاصل ہے) اپنی رعایا کی صائب ترین تعلیم کے تمام معاملات میں ذاتی و حقیقی دلچسپی نہ لیتے ہوتے تو یہ چند اوراقِ پریشان پردۂ خفا سے باہر قدم نہیں رکھ سکتے تھے۔ جس فیاضی و کشادہ دلی سے حضرتِ خداوندِ نعمت نے میری درخواست سفرِ جاپان کو شرفِ قبول بخشا اس کے اظہارِ تشکر و امتنان کے لئے میرے پاس الفاظ موجود نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب آگیا ہے جب کہ حیدرآباد کو حضرتِ خداوندِ نعمت کے سایۂ عاطفت میں وہ دماغی بیداری نصیب ہوگی جو اسلامی دنیا کو مشہور خلفائے بغداد کے دورِ حکومت میں نصیب ہوئی تھی۔

جو کچھ میں نے جاپان میں دیکھا اس نے میرے اس یقین میں اور زیادہ وثوق

پیدا کر دیا کہ حضرت جہاں پناہی کا جامعۂ عثمانیہ کو قایم کرنا اُن عہد آفرین تدابیر میں سے ایک تدبیر ہی جو انسان کے کاموں اور کوششوں کو صدیوں تک متاثر کرتی رہتی ہیں۔ مؤرّخ اس جامعہ کی طرف اشارہ کر کے بتائیں گے کہ یہی اصل محرّک اُس علمی و دماغی ترقی کا ہی جو ہمارے ملک سے ایک دن ظہور میں آنے والی ہی۔ اور جب آئندہ نسلوں کو معلوم ہوگا کہ یہ عاقبت بینی و دور اندیشی کس ضمیر روشن کی تھی جس نے ہند میں سب سے پہلے تعلیم کو ایک صحیح اور فی الواقع قومی بنیاد پر قایم کیا تھا تو نہایت تعظیم و دلی عقیدت سے اس شاہِ ذی جاہ کا نام اُن کی زبانوں پر آئے گا جس سے آج سلطنتِ حیدر آباد کو زینت ہی۔

جس وقت میں نے اس رپورٹ کی تالیف شروع کی تو اُس وقت میرا مقصد یہ تھا کہ صرف جاپان کی تنظیم تعلیم کا حال لکھوں لیکن اس مسئلہ کو جس قدر گہری نظر سے دیکھا مجھ کو یہی یقین ہوتا گیا کہ مختلف ادارات تعلیم کا جو فی زمانہ موجود ہیں محض شمار کرا دینا یا ان کا حال لکھ دینا کافی نہ ہوگا۔ میں اس امر کو محسوس کرنے لگا کہ جاپان کی خالص تعلیمی کوششوں کو بخوبی سمجھنے کے لئے کچھ حال اُس کی سیاسی تاریخ کا بھی جاننا ضروری ہی اور یہ کہ ایک مضمون دوسرے مضمون سے جدا نہیں ہو سکتا۔

پس میں نے ذیل کے اوراق میں کسی قدر تفصیل سے جاپان کی سیاسی حالت سے بحث کی ہی (یعنی اُس حالت سے جو ملک میں اقوام غیر کے داخلہ سے پہلی تھی، اور اُس حالت سے جو اس وقت ہی) اور مجھ کو امید ہی کہ ان بیانات سے میں نے ترقی جاپان

کی پوری عظمت و بزرگی کا اندازہ کرنا ناظرین کے لیئے آسان کردیا ہوگا۔

کسی علمی تحقیق کا یا ملک کی نسبت دقیق علم رکھنے کا دعویٰ مجھ کو نہیں ہے تاریخی معلومات کا زیادہ تر حصّہ میں نے ایسی کتابوں سے اخذ کیا ہے جن کے مصنفوں نے اپنی تمام تمام عمر جاپان کی نسبت ہر قسم کی واقفیت پیدا کرنے میں گزاری تھی ساڑھے تین مہینے جو میں جاپان میں صرف کرسکا وہ زیادہ تر وہاں کے سرکاری دفتروں میں بیٹھکر کام کرنے یا تعلیمی ادارت کے معائنہ میں گزرگئے۔ اور جس قدر فرصت کے اوقات تھے وہ مختلف عہدہ داروں سے ملاقات میں صرف ہوئے (خاص کر ایسے عہدہ داروں سے جن کا تعلق تعلیم سے تھا) لیکن جس بات کا دعویٰ کرنے کی میں جرأت کرسکتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس قدر وقت مجھ کو ملا تھا اُس کو میں نے جہاں تک میری قدرت میں تھا اس کوشش میں صرف کیا کہ ملک کو سمجھوں اور وہاں کے باشندوں کے تخیلات معلوم کروں۔

یورپ اور امریکہ کے اکثر مصنّف جاپان کی اب اس وجہ سے تحقیر کرنے لگے ہیں کہ وہ ایک تجارتی قوم بن گیا ہے لیکن جو لوگ ان مصنّفوں کے بیانات پڑھ کر میرے بیان کو ایسا سمجھیں کہ اُس میں جاپان کی تعریف بہت کی گئی ہے تو اُن سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اس بات کو یاد رکھیں کہ میں ایک ایشیائی ہوں اور اس اعتبار سے میں اُن مشکلات و موانع کی اصلیت کو بہ نسبت اہلِ یورپ و امریکہ کے زیادہ صحیح و ذاتی طور پر سمجھ سکا جو جاپان نے قومی اتحاد اور پوری آزادی حاصل کرنے

کی راہ میں اپنے سامنے سے ہٹا دیئے تھے۔

اگر یہ خیال کیا جائے کہ موجودہ جاپان کی تیز روشنی نے میری آنکھوں کو چکاچوند کر دیا ہے تو اس کی وجہ زیادہ تر یہ سمجھنی چاہیئے کہ میں اس اندھیرے سے نکلا تھا جو ہم کو ہند میں گھیرے ہوئے ہے۔

میں جاپان جب گیا تھا تو جاپان کی عظمت کا کچھ بہت معتقد نہ تھا۔ لیکن جب وہاں سے واپس آیا تو اس کی سیاسی بزرگی کا پورا قائل ہو کر آیا۔

میں یہ دیباچہ بغیر اپنے متعدد دوستوں کا شکر ادا کیئے جنھوں نے میرے کام میں طرح طرح سے میری مدد کی ختم نہیں کر سکتا۔

ہند میں، میں نواب ولی الدولہ بہادر صدر المہام صیغۂ عدالت سرکار عالی حیدرآباد کا ممنونِ احسان ہوں کہ جب میں نے سفرِ جاپان کی اجازت چاہی تو آپ نے نہایت مہربانی فرما کر میری درخواست کی تائید فرمائی۔ میں اپنے معزز کرم فرما نواب نظامت جنگ بہادر صدر المہام سیاسیات سرکار عالی کا بھی نہایت ممنون ہوں کہ سفرِ جاپان سے متعلق جس قدر باتیں تھیں اُن میں آپ نے ذاتی طور پر دلچسپی لی۔ میں اپنے محب مکرم نواب حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینانس سرکار عالی کا بھی نہایت شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میرے لیئے بہت سے اپنے دوستوں سے خطوط معرفی حاصل کر کے مجھ کو عنایت فرمائے اور نہایت قیمتی مشورے اُن مضامین کے بارے میں دیا جن سے میں نے

اس کتاب میں بحث کی ہے۔ میں سر ایم وس ویس وریا کا بھی شکر گزار ہوں
کہ اُنھوں نے جاپان کے بعض اعلیٰ افسروں کے نام خطوطِ معرّفی مجھ کو دیئے نظام
کالج کے پروفیسر میک یون کا بھی میں نہایت ممنون ہوں کہ اُنھوں نے جاپان
کی کتب نصاب میں جو سائنس کی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں اُن کے لیئے انگریزی
اصطلاحات تلاش کرنے میں میری مدد کی۔ اور میں اپنے پُرانے دوست مسٹر این
جی ولنکر پروفیسر عثمانیہ یونی ورسٹی حیدرآباد کا بھی ایک نہایت ضروری مگر بڑے
تکلیف دہ کام کے لیئے شکر گزار ہوں یعنی یہ کہ میری کتاب کے جو پروف مطبع
سے آتے گئے اُن کے پڑھنے کی تکلیف اُنھوں نے گوارا فرمائی۔

جاپان میں مجھ کو سب سے پہلے مسٹر ہوت چند ادوانی کا شکریہ ادا کرنا ہے
جنھوں نے یوکوہاما میں اپنے گھر میں مجھ کو چند روز مہمان رکھا اور ایسا اخلاق برتا
کہ مجھ کو اُن کا گھر اپنا گھر معلوم ہوا۔ میں مسٹر ہیملٹن ہومز کا بھی ممنون ہوں جو
یوکوہاما میں شہنشاہِ معظم برطانیہ کے کونسل ہیں۔

صاحب موصوف نے نہایت مہربانی فرما کر مجھ کو جاپانی خفیہ پولس کی ناگوار
کارروائیوں سے نجات دلوائی۔ ہز اکسلنسی مسٹر انیوئے گورنر صوبہ کاناگاوا کا
بھی میں ممنونِ احسان ہوں کہ اُنھوں نے ازراہِ کرم مسٹر جیروانیو افسر اعلیٰ محکمۂ
تعلیم صوبہ کو مقرر فرمایا کہ جو تحقیقات میں کرتا تھا اس میں میری مدد کریں۔ میں
کابینۂ تاکاہاشی کے وزیرِ امورِ داخلی ہز اکسلنسی مسٹر ٹوکونامی کی بھی ان مہربانیوں

اور عنایات کا شکر گزار ہوں جو انھوں نے میرے کل زمانہ قیام جاپان میں مجھ پر ظاہر فرمائیں اور جس بے تکلف طریقہ سے انھوں نے مجھ کو چند سوالات پر ان سے بحث کرنے کی اجازت دی۔ ایسے صاحبان ذی علم کا بھی میں ممنون جیسے کہ شہنشاہی جامعہ ٹوکیو کے ڈاکٹر ٹاکا کوسو اور ٹوکیو کے جامعہ تجارت کے ڈاکٹر اوایدا ہیں ان صاحبون نے وہ تمام مشکلات مجھ کو نہایت صاف طریقہ پر سمجھائیں جو ابتدائی زمانہ میں یورپ کی کتابوں کو جاپانی زبان میں ترجمہ کرنے میں پیش آئی تھیں۔ جاپان کی معاشرتی زندگی کے متعلق جس قدر معلومات حاصل ہوئیں وہ شہنشاہی جامعہ ٹوکیو کے پروفیسر اسپیٹا ورمسٹر یوری ساڈاٹو کوگاوا اور مسٹر ہیساٹا کی دوستی کی بدولت ہوئی۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ صاحبان موصوف سے میرے مراسم دوستی اب عمر بھر کے لیئے قایم ہوگئے ہیں۔ جو برادرانہ برتاؤ ان احباب کا میرے ساتھ رہا ہے اُس کے شکریہ کے لیئے میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں جو پورے طور پر میری شکر گزاری کو اُن پر ظاہر کرسکیں۔

حیدرآباد دکن
۵ر اپریل سنہ ۱۹۲۳ء

سید راس مسعود

فہرستِ مضامین

صفحہ	مضمون

نقشے

پہلا باب

ملک اور ملک کے لوگوں کے خصائل

دنیا کے نقشے پر جاپان کی شکل دیکھئے تو یہ مثال بہت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جاپان
ایک پانی میں ڈوبے ہوئے پہاڑ کی چوٹی ہے جو سمندر کی سطح سے اُبھر آئی ہے۔ یہ ملک
چونکہ تین ہزار سے زائد جزیروں پر مشتمل ہے اس لئے وہ درحقیقت ایک مجمع الجزائر
ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آتش فشاں مادوں کی قوتیں خاص کر اس ملک کا باعثِ وجود ہوئیں
اور یہ قوتیں اب بھی کچھ کم نمایاں نہیں ہیں۔ دو سو کے قریب آتش فشاں پہاڑ اس
وقت اس ملک میں موجود ہیں جن میں سے پچاس کے قریب کم و بیش مشتعل حالت
میں رہتے ہیں۔ اس قدر آتشین پہاڑوں کے موجود ہونے کا خوفناک نتیجہ جا بجا

کے اُس شدید نقصان سے ظاہر ہوتا ہی جس کا تذکرہ اس ملک کی قدیم تاریخوں میں بکثرت آیا ہی۔ زمانۂ حال میں بھی یعنی ۱۸۸۴ء سے ۱۹۰۵ء تک اس ملک میں (۳۰۶۸۰) زلزلوں سے کم نہیں آئے ہیں گویا فی یوم چار زلزلوں کا اوسط نکلتا ہی جو بہت زیادہ ہی۔ اس ملک میں پہنچتے ہی کچھ دنوں بعد مجھکو بھی بدقسمتی سے ایک زلزلہ دیکھنا پڑا جو گزشتہ بیس برس کے زلزلوں میں سب سے زیادہ سخت تھا۔ اس زلزلے میں مکانوں کو گرتے ہوئے اور آدمیوں کو اُن میں دب کر مرتے ہوئے دیکھ کر جو قطعی مجبوری اور بے بسی مجھکو محسوس ہوئی تھی اس کو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔

لیکن ان آتشیں پہاڑوں نے باوجود کہ اُن سے متواتر جانوں کا نقصان ہوتا رہتا ہی ملک کو طرح طرح سے مالا مال بھی کر دیا ہی مثلاً انھوں نے کبریتی اور معدنی چشمے جو مختلف طبّی تاثیرات رکھتے ہیں ملک میں اس کثرت سے پیدا کر دیئے ہیں کہ آبی علاج میں جاپان کا دنیا کے تمام ملکوں پر عنقریب سبقت لے جانا بالکل ممکن ہی۔ ماسوا اس کے ان پہاڑوں کی راکھ اور مٹّی ملک کی زمین کو جو پہلے ہی سے سیر حاصل ہی بہت قوت بخشتی ہی اور اس طرح سے تمام ملک کی زرخیزی میں ترقی ہوتی ہی جس پر قوم کے زیادہ تر حصّے کا قطعی انحصار اپنے گزارے کے لئے ہی۔

اس کے علاوہ ملک میں کثرت سے دھاتیں اور معدنیات مثلاً سونا، چاندی تانبا، سیسہ، قلعی، لوہا، مٹّی کا تیل اور پتھر کا کوئلہ موجود ہیں۔ پتھر کے کوئلہ کا

ذخیرہ زمین میں اس کثرت سے پھیلا ہوا ہی کہ غیر ملکوں کے تقریباً کل جہاز جو جاپان سے گزرتے ہیں وہ اُس کے بندرگاہوں میں ٹھہر کر کوئلہ بھرتے ہیں اور یہ باشندگانِ جاپان کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہی۔ سمندر اور بحیرے بھی جو جاپان کے گرد موجود ہیں وہ قوم کے لئے خوراک کا ایک لازوال ذخیرہ پیش کرتے ہیں کیونکہ ان میں انسان کی غذا کے لائق بہتر سے بہتر قسم کی مچھلیاں بکثرت ہوتی ہیں جو اُبلے ہوئے چاولوں کے ساتھ جاپانیوں کی عام غذا ہیں۔

رقبہ میں جاپانِ خاص تقریباً ۱۴۲۰۰۰ مربع میل ہی اور اخیر مردم شماری کے مطابق جو ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی آدھی رات کو عمل میں آئی اس کی آبادی (۵۵۹۶۱۱۴۰) تھی۔ مجموعی آبادی کل سلطنت جاپان کی جس میں کوریا، فارموزہ، جزائر سگالین وغیرہ وغیرہ شامل ہیں (۷۷۰۰۵۵۱۰) تھی پس اگر مقابلہ کیا جائے تو جاپانِ خاص کا رقبہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے دوچند رقبے سے بہت کم اور باشندگان کی تعداد یہاں کے باشندوں کی تعداد سے چہار چند سے زیادہ ہوتی ہی۔

تاریخ جاپان کا مطالعہ کرنے سے مجھکو بعض باتیں انگلستان اور جاپان میں بہت مشابہ معلوم ہوئیں۔ ایشیا کے نقشہ پر جاپان کا موقع یورپ کے نقشہ پر جزائر برطانیہ کے موقع سے بہت سی خصوصیات میں ملتا جلتا ہی۔ اس کے علاوہ جس طرح جزائر برطانیہ کے سرد موسم میں "موج حارّہ" کے گزرنے سے کسی قدر گرمی پیدا ہو جاتی ہی اسی طرح جاپان کے سرد موسم میں کوروشیو (سیاہ موج) کے

گزرنے سے کسی قدر اعتدال آجاتا ہی۔ یہ "موج" خط استوا کے قریب بحرالکاہل میں بادِ تجارت کے اُٹھنے پر پیدا ہوتی ہی۔ تاریخی اعتبار سے بھی جس طرح ۱۵۸۸ء میں ملکہ الزبتھ کے دَورِ حکومت میں اسپین نے آرمادا نامی جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ انگلستان کی تسخیر کو بھیجا تھا اسی طرح تیرہویں صدی عیسوی کے آخری حصّے میں یعنی ۱۲۸۱ء میں قبلائی خاں نے مغلوں کا ایک زبردست بیڑہ جاپان کی تسخیر کے لئے بھیجا اور جس طرح اسپین کا بیڑہ ایک سخت طوفان کے اُٹھنے سے پراگندہ ہوا اسی طرح مغلوں کا بیڑہ جاپان کے قریب پہونچتے ہی طوفان کے زور سے تباہی کو پہونچا جس میں مغول کثرت سے ہلاک ہوئے۔ بیان ہوا ہی کہ جاپان کے دشمنوں کی کشتیاں موجوں کے تھپیڑوں میں سے اُچھل کر اونچے چٹانوں میں اٹک گئیں اور وہاں پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں یا اگر موجوں نے ان کو اُچھال کر خشکی میں ڈال دیا تو زمین پر اس طرح لڑھکتی پھریں جیسے کاک کے ٹکڑے پانی کی کف دار لہروں پر ڈوبتے اُبھرتے ہیں۔ دشمن سے اس طرح نجات پانے کی یادگار میں انگریزوں نے اس عبارت کا سکّہ مسکوک کیا کہ " خدا نے طوفان بھیجا اور وہ پراگندہ ہوگئے" اور جاپانیوں نے اس بلا کے دُور ہونے پر یہ کہا کہ " ہمارے خدا اور ہمارے آسمان نے دشمن کے خدا اور آسمان کو مغلوب کرلیا"

اخیر مشابہت یہ دیکھی کہ جس طرح انگلستان نے اپنی قدرتی علیحدگی کے باعث یورپ کے مشاغل زندگی سے بے تعلق رہ کر مختلف نسلوں کے لوگوں کو جو اس میں

سکونت رکھتے تھے متفق و متحد کرکے ایک قوم واحد بنا دیا بعینہ یہ ہی عمل جاپان سے ظہور میں آیا۔ اب رہی قوم کی علمی و دماغی ترقی تو جس طرح نارمن فرانس نے سکیَن انگلستان کو مہذب و متمدن بنایا اسی طرح کوریا نے جاپان کو تہذیب و تمدن سکھایا کیونکہ چین کا تمدن جس سے جاپانیوں نے سب سے پہلے سبق لیا وہ کوریا ہی کے رستے جاپان میں پہونچا تھا۔

اگر علم الانسان کے اعتبار سے بھی دیکھئے تو موجودہ قوم جاپان انگریزوں کی قوم کی مثل مختلف عناصر کی ترکیب کا نتیجہ ہے۔ جس طرح انگریزی قوم نے کلٹ سکسین اینگل، جوٹ، ڈین اور نارمن قوموں کے میل سے اپنی قومیت قائم کی اسی طرح جاپان کی موجودہ قوم نے چین، ملایا، کوریا، چینی تاتار، منغوستان اور کسی قدر ہند کے باشندوں سے اپنے قومی شیرازے کی بندش کی۔

ان تمام متشابہ اسباب نے جاپانی قوم کی طبیعت میں وہ ہی خواص پیدا کر دیئے جو انگریزی قوم کے ہیں اور جب تک جاپانیوں میں میرا قیام رہا میں نے اُن کی اور انگریزوں کی طبیعتوں میں باربار مشابہتیں محسوس کیں۔ مثلاً جو تمکنت اور کم آمیزی انگریزوں میں دیکھی وہ ہی جاپانیوں میں نظر آئی۔ اسی طرح بحری کاروبار میں جفاکشی شجاعت اور اطمینان قلب سے مشکل پر عبور کرنے کا مادہ جس نے انگلستان کو آج کل دنیا میں سب سے بڑی بحری قوت بنا دیا ہے جیسا انگریزوں میں پایا ویسا ہی جاپانیوں میں دیکھا۔

لیکن جاپانیوں کی تاریخ میں دو باتیں بالکل عدیم المثال ملیں۔ ایک یہ کہ موجودہ فرماں روا خاندان کے شہنشاہ اُن پُرانے وقتوں سے حکومت کرتے چلے آئے ہیں جب کہ انسان کی تاریخ محض ایک داستان کی حیثیت رکھتی تھی۔ دوسرے یہ کہ جاپان کو کئی بار مسخر کرنے کی کوشش کی گئی مگر حملہ آوروں کو ہمیشہ ناکامی کے ساتھ واپس ہونا پڑا۔

قومی ہمدردی میں حد درجے کا شغف اور ملک کی خیر خواہی میں انتہائی انہماک جاپانیوں کی طبیعت کا سب سے بڑا جوہر ہے۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ یہی دو چیزیں وہ سنگلاخ بنیاد ہیں جس پر جاپانِ جدید کا پورا قصر بلند ہوا ہے۔ مختلف مدارس کے لڑکوں سے جن میں کوئی چھوٹی اور کوئی بڑی عمر کا تھا میں نے سوال کیا کہ تمھاری زندگی کی سب سے بڑی آرزو کیا ہے؟ اس سوال کا جواب ہمیشہ یہی ملا کہ "حضرت ہماری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ ہم کو اپنے ملک اور اپنے شہنشاہ کی شان و عظمت کے لئے اپنی جان قربان کرنے کا موقع حاصل ہو۔" یہ جواب ہمیشہ ایسے خلوص سے دیا جاتا تھا کہ مجھکو وہ بہت ہی موثر معلوم ہوتا تھا۔

جاپان کے لوگ اپنی تمام قوم کو ایک کنبہ سمجھتے ہیں اور اس کنبہ کا سب سے بڑا بزرگ اپنے شہنشاہ کو جانتے ہیں۔ اور تعجب یہ ہے کہ یہ قرابت قریبہ جب سے ان کی سلطنت کی بنیاد پڑی ہے آج تک ایک ہی طریقے سے برقرار چلی آتی ہے۔

اس کے بعد جو ترقیاں جاپان کی تاریخ میں ہوئیں اُن کے سمجھنے کے لئے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جاپانی اپنے شہنشاہ کو صرف بادشاہِ وقت ہی نہیں سمجھتے بلکہ اُن کا

یقین ہے کہ ہمارا شہنشاہ ایک زندہ خدا ہے۔ برخلاف موجودہ اقوام یورپ کے جاپانیوں
کے دل میں اپنے شہنشاہ کی عظمت اس درجہ متمکن ہے کہ وہ کبھی اُس کا چہرہ اپنے سکّوں
یا ڈاک کے ٹکٹوں پر بنانا جائز نہیں سمجھ سکے۔ چونکہ یہ چیزیں برتنے سے بگڑتی او
خراب ہوتی رہتی ہیں اس لئے اگر اُن پر شہنشاہ کی مورت بنائی جائے تو وہ اس
سخت بے ادبی بلکہ توہینِ مذہب خیال کریں۔ نیز دریافت ہوتا ہے کہ ۱۸۶۸ء تک
شہنشاہ کی تصویر بھیجنے یا اُس کو بے نقاب کرنے کے بارے میں ایک قانون جا
تھا۔ اس قسم کی تمام تصویریں ممنوع تھیں اور جو شخص شہنشاہ کی تصویر کو منظر عام پر رکھ
تھا اُس کو اس جرم کی پاداش میں سزائے موت دی جاتی تھی۔ اب تک یہ حال ہے
کہ گو شہنشاہ کے فوٹو گراف فروخت کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے مگر ان کی تصویر کو
کھلا رکھنا قوم کے مذاق کے بالکل خلاف ہے۔ لوگ ہمیشہ شہنشاہ کی تصویر کو ہر جگہ
یہاں تک کہ دکانوں میں بھی کاغذ یا کپڑے کے غلاف میں رکھتے ہیں۔

شہنشاہ کی تقدیس و تعظیم کا ثبوت میرے علم میں اس واقعہ سے بڑھکر جو یہاں
نقل کیا جاتا ہے، کہیں نہیں ملتا۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ ایک مرتبہ ایک مدرسہ
میں دفعتاً آگ لگی اور شعلے اُٹھنے شروع ہوئے، مدرسہ کا ایک لڑکا ان شعلوں
میں گھس کر دوڑتا ہوا صدر مدرس کے کمرے میں آیا۔ یہاں جیسا کہ جاپان کے
مدرسوں میں دستور ہے شہنشاہ کی تصویر لگی تھی۔ لڑکے نے یہ دیکھکر کہ تصویر کو
مع چوکھٹے کے صحیح و سلامت لے جانا اب ممکن نہیں فوراً چوکھٹے میں سے تصویر

نکالی اور اپنا پیٹ چاک کرکے اس کو اندر رکھ لیا اور اس حال میں دوڑ کر باہر نکلنا چاہا مگر اب آگ بہت تیز ہوگئی تھی لڑکا کچھ دور بڑھا تھا کہ وہیں جل کر ختم ہوگیا۔ فوراً لوگوں نے اُس کی نعش باہر نکال کر اُس کے شکم سے تصویر نکالی جو بجز اس کے کہ کسی قدر مڑ تڑ گئی تھی باقی بالکل صحیح حالت میں نکلی۔

جاپانی اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ کوئی ان کے شہنشاہ کو ایسے مقام سے دیکھے جو شہنشاہ کی جگہ سے بلند ہو۔ اس بارے میں آج کل یہ قانون ہے کہ جب شہنشاہ کی سواری کسی کوچے سے گزرے تو مکانوں کے دروازوں اور کھڑکیوں کے پردے فوراً گرا دیئے جائیں اور سب لوگ مکانوں سے نکل کر سڑک پر کھڑے ہوجائیں۔ یہ قانون ایسا سخت ہے کہ یوروپین لوگ بھی جو اس قانون سے قدرتی طور پر لاعلم ہوتے ہیں اُس کے اثر سے نہیں بچ سکتے۔ پولس کی مسلوں میں انگریزوں اور امریکانیوں کے ایسے مقدمات بہت موجود ہیں کہ ان لوگوں نے اپنے ہوٹلوں کے کمروں سے نیچے سڑک پر غل سُنا اور اس شوق میں کہ دیکھیں نیچے کیا ہورہا ہے کھڑکیاں کھول کر جھانکنے لگے لیکن پولیس کو معلوم ہوتے ہی یہ لوگ اس قصور میں کہ انھوں نے شہنشاہ جاپان کو اونچی جگہ سے دیکھنا چاہا فوراً مجسٹریٹ کے سامنے حاضر لائے گئے۔

چندسال کا عرصہ ہوتا ہے کہ گاؤں کے ایک چودھری نے جو شہنشاہ کا فرضی نام تو جانتا تھا مگر ان کے اصلی نام سے واقف نہ تھا اس حالت لاعلمی میں گاؤں کے

ایک لڑکے کا نام یُوشی ہیتو رکھنے کی اجازت دیدی اور گاؤں کی کتاب میں بھی یہی نام درج کردیا۔ جس وقت یہ حال معلوم ہوا تو اُس سے استعفا طلب کیا گیا۔ مگر اس غریب چودھری کو اپنی اس غلطی کی وجہ سے ایسا رنج و ملال ہوا کہ اُس نے فوراً خودکشی کرلی شہنشاہ می جی آں جہانی جن کے دورِ حکومت میں جاپان نے سب سے پہلے یورپ کا تمدن اختیار کیا اور یہ ملک دنیا کی ایک زبردست طاقت بن گیا ان کی جو عظمت تمام قوم جاپان کے دل میں قائم ہے، اُس کی کیفیت حال کے ایک یورپین مصنف نے جن کا نام ڈاکٹر ٹک گوورن ہے بہت خوبی سے بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ :

"وہ فرماں روا جن کی قبر کو لوگ سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور جہاں زائرین بکثرت آتے ہیں شہنشاہ می جی ٹینو ہیں۔ ان کا مقبرہ کیوٹو کے قریب ہے اور دنیا کے نہایت پُراثر مقامات میں سے ایک مقام ہے۔ یہاں ایک بہت بڑے مصنوعی سفید پہاڑ کے نیچے یہ واجب التعظیم شہنشاہ دفن ہے۔ مقبرے کے سامنے ایک عمارت بنا دی ہے۔ جہاں معمولی دنوں میں صدہا اور تہوار کے دنوں میں ہزارہا زائرین آتے ہیں اور قبر کے سامنے سرِ نیاز خم کرتے ہیں لیکن ان کا طریقۂ تعظیم وہ نہیں ہے جو ہم مغرب کے لوگ کسی معزز میّت کے ساتھ اختیار کرتے ہیں بلکہ جاپانیوں کی تعظیم و تکریم ایک ایسی قادر اور ناپیدید روح کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے جو ہمیشہ اُن کی التجاؤں کا جو اُس کی بارگاہ میں پیش کی جاتی ہیں لحاظ کرتی ہے، اور جو اُن التجاؤں کے منظور کرنے پر قادر اور آمادہ رہتی ہے۔ کیوں کہ جاپانیوں کو اس کا یقین ہے کہ مرنے کے

بعد روح نہ بہشت میں جاتی ہے اور نہ دوزخ میں بلکہ وہ اس قبر کے گرد پھرتی رہتی ہے جہاں اُس کا جسم دفن ہے۔ یا اُس عمارت کے قریب موجود رہتی ہے جو اُس کی یادگار میں بنائی گئی ہے ... " " یہی وجہ ہے کہ شاہانِ سابق کی روحوں کی نسبت فرض کیا جاتا ہے کہ اب تک اُن کی آنکھیں اس ملک کو دیکھ رہی ہیں جس پر اُنھوں نے حکومت کی تھی اور جس سے اُن کو اُنس تھا اور اب بھی یہ روحیں جب اپنے جانشینوں کی رعایا سے اپنی تعریف و توصیف سنتی ہیں تو خوش ہوتی ہیں۔ چنانچہ قومی امور کے متعلق جس قدر مسائل ہوتے ہیں مثلاً لڑائی کا شروع کرنا یا عہد نامۂ امن پر دستخط کرنے ان سب باتوں کی باقاعدہ اطلاع اِن روحوں کو دی جاتی ہے اور ہر کام کے لئے اُن سے دعائے خیر طلب کی جاتی ہے۔"

زندگی کو اہم پہلو سے دیکھنے کی قابلیت گو جاپانیوں میں بہت ہے لیکن بہ حیثیت مجموعی وہ ایک زندہ دل اور خوش رہنے والے لوگ ہیں جو عموماً اپنی زندگی ہنسی خوشی سے گزارتے ہیں اور جو پریشانیاں زرا زرا سی بات پر ہم ہندیوں کے اطمینانِ قلب کو غارت کر دیتی ہیں وہ اُن کو بالکل نہیں ستاتیں۔ جاپانی اس قسم کی تکلیفوں کو اپنے روزانہ کاروبار کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔

باوجود اس کے خودکشی کے وقوعے جن میں طلبہ اپنی جان کھوتے ہیں ہر سال متعدد پیش آتے ہیں۔ یہ طلبہ اس قصد سے کہ مغربی علوم میں اعلیٰ معیار کو جس قدر جلد ممکن ہو حاصل کرلیں، نہایت سخت محنت اُٹھاتے ہیں اور اس وجہ سے اُن پر ایسی

مایوسی اور افسردگی چھا جاتی ہے کہ وہ خودکشی کر لیتے ہیں۔ ہزارہا جاپانی طلبہ
ہیں جو دن یا رات کے کسی حصّے میں مزدوروں کی طرح کام کرتے ہیں تاکہ جو کچھ
ملے اُس سے کالج کی فیس ادا کریں۔ لیکن تمام قوم میں غیرت وخودداری اس
ہے کہ کسی رعایت یا مہربانی کے لیئے بالخصوص مالی امداد کے لئے کسی سے ا
جو ہمارے ملک میں ایک عام بات ہے اُن کے ہاں تقریباً معدوم ہے۔

ٹوکیو میں وہاں کی جامعہ کے ایک طالب علم سے مجھکو ملنے کا اتفاق ہ
اس غریب کا یہ حال تھا کہ اپنی درسگاہ سے چھ میل دُور ایک کھیت کی رکھ
کیا کرتا تھا کہ اس خدمت کے عوض جو کچھ روپیہ ملے اس سے تعلیم کے اخراجات
کرے۔ صبح سورج نکلتے ہی اپنا کھانا پکاتا تھا اور پھر وہاں سے چونکہ سوار
کچھ پاس نہ ہوتا تھا درسگاہ کو پیدل آتا تھا اور چوبیس گھنٹے میں صرف ایک
کھاکر زندگی بسر کرتا تھا۔ جب اس طالب علم سے زیادہ واقفیت ہونے پر مع
ہوا کہ وہ نہایت نیک خصلت اور شائستہ مزاج ہے اور اس کی تنقیدی نظر
بڑھی ہوئی ہے، تو میں نے کچھ روپیہ سے اُس کی مدد کرنی چاہی لیکن اتنا فق
کرتے ہی جس قدر غیرت، شرم اور تکلیف کے آثار اُس کے چہرے سے ظ
میں کبھی ان کو نہیں بھول سکتا۔ فوراً نہایت استغنا کے ساتھ مگر مودب طر
یہ طالب علم مجھ سے کہنے لگا کہ: " جاپانِ قدیم کے جانبازوں کا خون چونکہ
رگوں میں موجود ہے اس لیئے میرا فرض ہے کہ جہاں تک حوصلہ اور پامردی

دے سکے زندگی کی راہ میں جس قدر مشکلات پیش آئیں ان کو بلا امداد غیرے برداشت کروں"۔ اتنا سن کر مجھکو پہلی بار معلوم ہوا کہ باشندگان جاپان کے اخلاقانہ اطوار اور ہنستے ہوئے چہروں میں درحقیقت کیسی ہمّت و حوصلہ مندی پوشیدہ ہی۔

اس موقع پر چند جاپانی بیواؤں کی خودکشی کے واقعات بھی جو جنگ جاپان و روس کے زمانے میں پیش آئے یاد آتے ہیں۔ یہ خودکشیاں اس لئے کی گئی تھیں کہ ان بیواؤں کے اکلوتے لڑکے اپنے ملک کے لئے لڑنے کو میدانِ جنگ میں جا سکیں کیونکہ ملک کا قانون یہ تھا کہ زندہ بیواؤں کے جو لڑکے اکلوتے ہوتے تھے وہ فوج میں بطور سپاہی کے بھرتی نہیں کئے جاتے تھے۔

میں اس امر کو محسوس کرتا ہوں (اور نہایت قوت سے محسوس کرتا ہوں) کہ ایک قوم جس میں حب الوطنی اس شدید درجہ پر پہنچی ہوئی ہو اُس کو کبھی اُن اخلاقی اور سیاسی ذلّتوں کا سامنا نہیں ہو سکتا جو دنیا کے زیادہ تر حصّے کو اس وجہ سے اُٹھانی پڑی ہیں کہ وہ ایک غیر قوم سے مفتوح یا اُس کا محکوم ہو گیا ہی۔

جاپانِ قدیم میں جو تربیت "سمورائی" کو دی جاتی تھی اور جن کے لئے ہندوستان کے چھتریوں کی مثل سپہ گری کا فن بلا شرکت غیرے مخصوص ہو گیا تھا وہ ایسی تربیت تھی جس نے دنیا میں ایک ایسا انسان پیدا کرنے کی طرف میلان کیا جس کی مثال یقیناً بیسویں صدی میں سوائے جاپان کے کہیں اور نہیں مل سکتی لیکن ابھی یہ دیکھنا ہی کہ مغربی تہذیب و تمدن سے جو تعلق اس وقت پیدا ہو رہا ہی وہ "سمورائی" کے

شجاعانہ طور وطریقوں میں انحطاط پیدا کرنے کی طرف مائل ہوگا یا نہیں۔ میرا ذا
خیال یہ ہی کہ شجاعت وجوانمردی کے کارنامے جن کی ہزارہا مثالیں جاپانی قو
کی تاریخ میں پائی جاتی ہیں ایسے ہیں کہ وہ ہمیشہ جاپانیوں کی حوصلہ افزائی کا
بنے رہیں گے! اور خواہ کسی قسم کے تہذیب و تمدن سے اُن کو واسطہ پڑے جو خیا
زمانۂ گزشتہ میں صدہا برس تک قوم کی طبیعت کا خمیر بن چکے ہوں اُن کا مٹنا
مٹایا جانا ممکن نہیں۔

سب سے مقدم چیز "سموراییوں" کو یہ سکھائی جاتی تھی کہ وہ اپنے جذبات کو
کبھی ظاہر نہ ہونے دیں۔ تکلیف یا خوشی یا خطرے کا مقابلہ کرنا اُن کو اس طرح سکھا
جاتا تھا کہ ان حالتوں میں سے کسی حالت کی بھی کوئی علامت اُن سے مطلق ظاہر
نہ ہونے پائے اور یہی چیز اب تک ایک جاپانی سپاہی کا بڑا وصف خیال
کی جاتی ہی۔

روس اور جاپان کی لڑائی میں پورٹ آرتھر کے سامنے جو ہمّت و دلیری
جاپانیوں سے ظاہر ہوئی اُس سے بڑھکر جانبازی و شجاعت کا نمونہ کیا ہو سکتا ہی
اسی دلیری و جوانمردی کا ایک واقعہ ایک انگریز نے اس طرح بیان کیا ہی کہ:
"جب ایسے رضاکاروں کی ضرورت بیان کی گئی جو پورٹ آرتھر کے بندرگا
کا بحری رستہ بند کرنے کا ذمہ لیں تو اس خطرناک خدمت کے لئے دو ہزار آدمیو
نے اپنی درخواستیں پیش کیں جن میں سے بعض درخواستیں سائلوں نے اپنے خون

سے لکھی تھیں لیکن ان میں سے صرف ،، افسر جوان اِس کام کے لئے منتخب کئے گئے۔ جب یہ لوگ پورٹ آرتھر کو روانہ ہونے لگے تو اُس وقت جو رسمیں ادا کی گیئں وہ نہایت ہی موثر و دلگداز تھیں۔ جنگی جہاز ،، اساما ،، پر کپتان باشیرو نے ایک بڑا چاندی کا جام جو ولی عہد جاپان نے ان کو بطور تحفے کے دیا تھا اُٹھایا اور اُس کو پانی سے بھرا (یہ جاپان کی قدیم رسم ہے کہ جب قریب کے عزیزوں سے دائمی مفارقت ہوتی ہے تو پانی پیتے ہیں) اور پھر ان ،، لوگوں سے اس طرح خطاب کیا: ” اس وقت، تم لوگوں کو پورٹ آرتھر کے بندرگاہ پر اُس کا رستہ بند کرنے کے لئے روانہ کرنے میں جہاں سے زندہ بچ کر آنے کا احتمال ہزار میں صرف ایک درجہ ہو سکتا ہے مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اپنے فرزندوں کو اس کام پر بھیج رہا ہوں لیکن آج اگر میرے سو فرزند ہوتے تو بھی ایسی بہادری کے کام پر میں ان کو بھیجدیتا۔ اور اگر ایک اکلوتا فرزند رکھتا ہوتا تو بھی یہ ہی کرتا۔ اپنا فرض ادا کرنے میں اگر تمھارا بایاں ہاتھ جاتا رہے تو داہنے سے کام لو اور اگر دونوں ہاتھ جاتے رہیں تو دونوں پاؤں سے کام لو۔ اور اگر دونوں پاؤں بھی نہ رہیں تو اپنے سر سے کام لو اور اپنے افسر کے حکم کی پوری تعمیل کرو۔ میں تم کو موت کی جگہ بھیجتا ہوں اور مجھکو اس میں زرا شبہ نہیں کہ تم مرنے کے لئے آمادہ ہو لیکن میں تم کو یہ نصیحت نہیں کرنی چاہتا کہ اپنی جانوں کو دوبھر سمجھ لو یا محض بڑا نام پیدا کرنے کے لئے فضول خطرے اُٹھاؤ۔ مجھکو تم سے جو کچھ درخواست کرنی ہے وہ یہ ہے کہ بلا اپنی جان کے خیال کے

اپنا فرض ادا کرو۔ جو پانی کا جام اس وقت تمھارے لئے پیا گیا ہے وہ اس سے نہیں ہے کہ تمھاری ہمت بڑھاؤں بلکہ اس لئے ہے کہ تم کو "اساما" کی بہادری شجاعت کا حقیقی نمایندہ بنا دوں۔ یہ بڑی شرم کی بات ہوتی کہ موت کے منہ میں جانے کے لئے شراب پلاکر ہمارے جوانوں میں دلیری پیدا کرنے کی ضرورت پڑے۔ میں اُس خوشی کے دن کا منتظر ہوں جب کہ تم کو پھر کامیابی کے ساتھ واپس آتے ہوئے دیکھوں، پس جوانوں اپنی جانوں کو شہنشاہ کے ارادہ و قصد پر وقف کر اور بالکل خاموشی ویکسوئی سے اپنے سخت فرائض کو ادا کرو"۔

ان منتخب لوگوں میں کمانڈر ہیروزے بھی تھا۔ پورٹ آرتھر کا رستہ بند کرنے کے لئے پہلی بار جب کوشش کی گئی تو اس سے کچھ قبل ہیروزے نے اپنے گھر والوں کو لکھا کہ: "یہ کس طرح ممکن ہے کہ وطن کی محبت میں جان قربان کرنے سے مجھکو انکار ہو۔ یہ بڑی شاندار موت ہوگی کہ پورٹ آرتھر کے دروازے کے سامنے اپنے جہاز کے ساتھ میں بھی ڈوب جاؤں"۔ دوسری مرتبہ کی کوشش سے کچھ پہلے جس میں کمانڈر ہیروزے کی جان گئی ہیروزے نے لکھا "جب مجھکو علم ہے کہ بہادروں کی روحیں سات بار اس دنیا میں اپنے ملک کی خدمت کے لئے واپس آتی ہیں تو میں نہایت اطمینان سے اپنی جان قربان کرنے پر آمادہ ہوں اور اس اُمید میں کہ اس مرتبہ کے عزم میں قطعی کامیابی ہوگی میں اپنے جہاز پر نہایت خوشی سے جاؤں گا"۔

یہ دلیری اور جواں مردی محض ایک قاعدہ کی پابندی کا نتیجہ تھی جس کی پابندی اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک کو سکھائی جاتی ہے اور جس کا مضمون یہ ہے کہ "رعیت ہونے کی حیثیت سے انسان کا سب سے بڑا فرض اپنے ذاتی فوائد کو قوم کے فوائد پر قربان کر دینا ہے۔ انانیت دشمن ہے تعاون کی اور بلا تعاون کوئی بڑا کام ممکن نہیں"۔ سمورائی مردوں، عورتوں اور بچوں کو جاپان قدیم میں تلوار چلانی سکھائی جاتی تھی۔ یہ اُن کے آداب و قواعد ناموس میں منضبط تھا کہ کوئی سمورائی لڑائی میں اپنے آپ کو دشمن کے حوالہ نہ کرے، یہ ہی وجہ ہے کہ جاپان کی تاریخ میں ہزارہا مثالیں اس کی ملتی ہیں کہ لڑائی کے میدان میں اگر سپاہیوں یا اُن کے افسروں کو شکست ہوئی ہے تو انھوں نے فوراً ہراکیری (یعنی خودکشی) کرکے اپنی جانیں تلف کر دیں، مگر کبھی دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر اسیرانِ جنگ نہ بنے۔ ہراکیری کا طریقہ جاپان میں دَورِ جدید کے شروع ہونے سے پہلے قانوناً جائز مانا جاتا تھا اور اب بھی خودکشی میں جس ہمت سے کام لینا پڑتا ہے اُس کی وقعت قوم کی نظروں میں بہت ہے۔ اور خودکشی کرنی کسی طرح جان دینے والے کی موجب بدنامی تصور نہیں کی جاتی۔

سابق میں جو سمورائی سرکاری طور پر مجرم ثابت ہوتے تھے تو وہ جلاد کے حوالے نہ کئے جاتے تھے بلکہ ان کو اجازت دی جاتی تھی کہ خود اپنے تئیں ہلاک کر دیں۔ اس قسم کی اجازت بڑی مہربانی اور رعایت سمجھی جاتی تھی۔ اس کام کے لئے

عام اور وقت کی باضابطہ اطلاع دی جاتی تھی اور سرکاری ملازموں کو حکم ہوتا تھا
موقع پر حاضر رہیں۔ مردوں کی خودکشی کا طریقہ یہ تھا کہ زمین پر سیدھے بیٹھ کر اپنا پیٹ
چاک کر ڈالتے تھے مگر کسی قسم کی تکلیف کے آثار اپنے چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیتے تھے
عورتیں اپنا گلا کاٹ کر خودکشی کرتی تھیں۔

جاپان میں اب تک یقین کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی کسی کی توہین کرے تو اس کی تلافی کے
صرف دو ہی طریقے ہیں، ایک طریقہ یہ ہے کہ جو شخص توہین کرے اُس کو ہلاک کر دیا جائے
دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس کی توہین کی گئی ہو، وہ خود ہلاک ہو جائے کیونکہ بغیر توہین کی تلافی
کئے زندہ رہنا معیوب سمجھا جاتا ہے پس غیر ملک والوں کو جنھیں جاپان جانے کا اتفاق ہو
اہلِ جاپان سے خواہ وہ کسی طبقے کے ہوں برتاؤ کرنے میں غایت درجہ احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیے

میرے ایک ہندوستانی دوست نے جو بتقریب تجارت یوکوہاما میں مستقل سکونت
رکھتے ہیں مجھ سے بیان کیا کہ ایک موقعے پر کس طرح بالکل نادانستہ اُنھوں نے اپنے تئیں
ایک سخت مشکل میں مبتلا کر لیا۔ واقعہ یہ تھا کہ وہ کہیں جا رہے تھے۔ قلی ساتھ تھا۔ جلدی
بہت تھی۔ قلی کو مزدوری دینے لگے تو ایک سکّہ نکال کر اس کی طرف پھینک دیا۔ مگر
جونہیں قلی کی صورت دیکھی تو ہمارے ہندوستانی دوست کے اوسان باختہ ہو گئے۔ قلی کا چہرہ
غصّے سے دفعتاً لال انگارہ ہو گیا تھا اور نہایت قہرناک طریقے سے جواب طلب کرتا تھا
کہ شہنشاہ کا نشان جو سکّہ پر بنا ہے اس کو نیچے پھینک کر کس واسطے بے ادبی کی گئی۔
خوش قسمتی سے اس وقت میرے دوست کے ایک جاپانی ملنے والے آ گئے اور بات زیادہ
نہ بڑھنے پائی۔ یہ جاپانی دوست اس ماجرے کو دیکھتے ہی سمجھ گئے اور اُنھوں نے زمین سے

فوراً اسکو اُٹھا کر نہایت تعظیم سے قلی کو پیش کیا اور ہندوستانی دوست کو تاکید کی کہ آئندہ اس قسم کی ہرگز غلطی نہ کریں۔

اپنی عزت کے علاوہ دوسروں کی عزت کرنے کا مادّہ بھی جاپانیوں میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ چنانچہ یہ دیکھ کر مجھکو ہمیشہ لطف آتا تھا کہ والدین اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے بھی اسی ادب و اخلاق سے باتیں کرتے تھے جو وہ اپنے برابر والوں سے برتتے تھے۔

اس طرح گو خودداری، حب الوطنی، شہنشاہ کے ساتھ بدرجہ اتم وفاداری ہر شخص کے دل میں ہر ممکن طریقے سے نقش کی جاتی ہے لیکن میرے خیال میں یہی وہ چیزیں ہیں جنھوں نے جاپانیوں کو دنیا میں سب سے زیادہ سریع الاحساس و نازک مزاج قوم بنا دیا ہے۔ یہ نازک مزاجی اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ بالعموم غیر ملک کے آدمی کو جاپانیوں سے ایسی بے تکلف دوستی پیدا کر لینی بہت دشوار معلوم ہوتی ہے جو ہم ہندیوں اور یورپین لوگوں میں پیدا ہو جانی ایک معمولی سی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سریع الاحساسی کے ساتھ ساتھ تجارت کے میدان میں حریفانہ تعلقات اصلی سبب اس منافرت و مغائرت کا ہو گئے ہیں جو دوسری قوموں کے دل میں باشندگان جاپان کی طرف سے پیدا ہو چلی ہیں

جاپان کے مفلس سے مفلس لوگ بھی اپنی قومی عزت کا بے حد خیال رکھتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں ایک انگریز پادری کو جو واقعہ ذاتی طور پر پیش آیا اور جس کا حال میرے ایک دوست نے مجھکو لکھکر بھیجا یہاں بیان کر دینا کافی ہوگا۔ ان پادری صاحب کے جاپان میں ایک سفر ایسا پیش آیا جس میں اتفاق سے ان کا کل سامان گم ہو گیا حالانکہ سامان پر پتہ لکھنے اور اس کے صحیح اندراج کے متعلق جس قدر کارروائی تھی وہ بہت

احتیاط سے ہو چکی تھی جب پادری صاحب ٹوکیو پہونچے تو یہ معلوم کر کے کہ ان کا
سامان کہیں اور بھیجدیا گیا ہی سخت پریشان ہوئے۔ ریلوے کے ملازموں نے ان کا اطمینان
کرنا چاہا کہ جس وقت سامان اسٹیشن پر آجائے گا تو وہ آن کے پاس ٹھیلہ پر رکھکر بھیجدیا
جائے گا۔ بشرطیکہ ٹھیلہ کا کرایہ پہلے سے وہ جمع کر دیں۔ پادری صاحب نے اتنا سن کر
کہا کہ اگر اس قسم کا قصہ انگلستان میں پیش آیا ہوتا تو ریلوے کمپنی خود بغیر کرایہ لئے
مالک کے مکان پر اس کا سامان پہنچوا دیتی۔ اتنا کہنے پر پادری صاحب نے دیکھا کہ ریلوے کے
تین چار ملازم باہمی مشورے میں مصروف ہو گئے ہیں اور مشورہ کے بعد ان میں سے
ایک آدمی آن کی طرف آکر یہ کہتا ہی کہ آپ کا سامان بلا کرایہ آپکے مکان پر پہنچ جائیگا
پادری صاحب کو جاپان میں رہتے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اور آن کو یہ علم
نہ تھا کہ ریلوے کا کل انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہی اور ریلوے کے ملازموں کو
بہت ہی قلیل تنخواہ ملتی ہی لیکن جب اُنھوں نے حالات تحقیق کئے تو معلوم ہوا کہ ان
لوگوں کو یہ معلوم کر کے کہ انگلستان کسی بات میں بھی جاپان سے فضیلت رکھ سکتا ہی
ایسی غیرت آئی کہ انھوں نے اپنی قلیل تنخواہوں سے فوراً چندہ کیا اور اس چندہ سے
ٹھیلے کا کرایہ ادا کر کے پادری صاحب کا کل سامان آن کے گھر مفت بھجوا دیا۔

جاپان کی عورتوں کی نسبت میں بہت اعلیٰ درجے کی رائے رکھتا ہوں۔ میں ان کی
تعلیم و تربیت کا ایک کامل نمونہ سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں حسن و خوبی کو پہچاننے اور
جمالی اثرات کو قبول کرنے میں وہ فرانس کی عورتوں سے بھی کم از کم سو برس آگے ہیں
باوجودیکہ اہل یورپ نے اپنے براعظم پر فرانس کی عورتوں کو ان باتوں میں سب سے افضل

سمجھا ہی۔ چونکہ ان کو پردے میں اس طرح علیحدہ نہیں رکھا گیا ہی جیسے کہ ہماری عورتیں صدیوں سے علیحدہ رہتی چلی آئی ہیں اس لئے اُن کے خیالات و حرکات و سکنات میں وہ آزادی ہی جو ہندوستان میں ہرگز عام نہیں۔ قوائے جسمانی بہت مضبوط رکھتی ہیں لیکن اس جسمانی مضبوطی کی وجہ سے ان میں وحشت نہیں ہی۔ شرمیلی ہوتی ہیں مگر اپنے کاروبار میں دوسرے کی محتاج نہیں ہوتیں اور اپنے روزمرّہ کے کام کاج میں کسی قسم کی خودغرضی سے کام نہیں لیتیں۔ جاپان کی عورتوں نے ثابت کردیا ہی کہ وہ مصیبت کی حالت میں صابر اور تکلیف کی حالت میں قوی دل رہتی ہیں۔ وہ وفادار بیویاں ہوتی ہیں۔ چاہنے والی مائیں ہوتی ہیں نیک بخت لڑکیاں ہوتی ہیں اور جیساکہ تاریخ سے ثابت ہی ان میں دلیری و جسارت بھی ایسی ہوتی ہی کہ ان کا مقابلہ مردوں سے کیا جاسکتا ہی حقیقت میں عورتیں بمقتضائے انسانیت جس توجہ سے اپنے خاوندوں کے حق میں اپنے فرائض ادا کرتی ہیں اس کا ثبوت یہ ہی کہ بیویوں کی ناوفاداری سے طلاق کے وقوعے جاپان میں تقریباً معدوم ہیں۔ ایک بڑے مستند مصنف نے کل قوم جاپان کے خصائل اس طرح ایک فقرہ میں بیان کئے ہیں :-

"سادگی، محنت، بردباری تو اُن لوگوں کے اوصاف ہیں جن کو روٹی پیدا کرنی پڑتی ہی اور شجاعت اور قومی ہمدردی بدرجہ کمال کل قوم کے اوصاف ہیں"

سموارائی کے قواعدِ عزت و ناموس نے جاپانی عورتوں کی طبیعت اور روزمرّہ کے چلن پر بھی مردوں ہی کی مثل گہرا نقش کیا ہی۔ مثلاً جاپانیوں کے آداب اخلاق کا ایک بڑا اصول یہ ہی کہ کسی اجنبی شخص پر اپنے غم والم کا بار نہیں ڈالتے۔ اکثر

ایسا ہوا ہے کہ ایک جاپانی عورت اپنے کمرہ میں تو اکیلی بیٹھی اپنے شدید غم و الم کا اظہار کر رہی ہے لیکن اگر کوئی اجنبی اس وقت گھر میں ملنے چلا آیا ہے تو فوراً کمرہ سے نکل کر نہایت صبر و استقلال کے لہجہ میں اپنے اکلوتے بیٹے کی موت کا واقعہ سنانے لگی ہے۔

چونکہ غیر ملک والوں کو اس کا اندازہ نہیں ہوتا کہ دل کو مضبوط کر کے اپنے جذبات کو بالکل پوشیدہ رکھنا کس طرح ممکن ہے اس لئے وہ غلطی سے جاپانیوں کو ایک دھوکہ دینے والی قوم کہنے لگتے ہیں۔

گو آج کل جاپان بھی دوسرے ملکوں کی مثل لڑائی کے میدان کو چھوڑ کر تجارت کے میدان میں سرگرم کار رہے لیکن برخلاف دوسرے ملکوں کے جاپان میں اب بھی وہ قوتیں موجود ہیں جو اگلے زمانے میں کامل سمورائی پیدا کرنے کا مادہ رکھتی تھیں بالخصوص جہاں آپس کے معاملات ہوں۔ فرق جو کچھ پیدا ہوا ہے وہ ان قوتوں کے اظہار کی شکل میں پیدا ہوا ہے۔ بہت سی باتوں میں جو حال جاپانیوں کا پرانے زمانے میں تھا وہی اب بھی ہے اکثر وفادار نوکر اپنے آقاؤں کو ایسے کام سے روکنے کے لئے جو اُن کی نیک نامی یا مال و دولت کے حق میں مضر ہو خودکشی کر کے حالتِ نزع میں ایسے کام سے باز رہنے کی اُن کو وصیت کرتے ہیں۔

جس طرح کہ جاپان قدیم کے مدارس میں سمورائیوں کے لڑکوں کو فنونِ جنگ سکھائے جاتے تھے اور پھر ان کو ملک میں سفر کرنے کا حکم دیا جاتا تھا کہ ہر قسم کی جسمانی تکلیفیں اُٹھانے کے وہ عادی ہو جائیں، اسی طرح میں نے دیکھا کہ جاپان کے موجودہ مدارس میں بھی نصاب تعلیم

میں سب سے ممتاز جگہ جسمانی تربیت کو دی گئی ہے۔ معلّم اور شاگرد ضروری سامان اپنی پیٹھ پر رکھکر لمبے لمبے سفر پیادہ پا کرتے ہیں اور موسم کی سختیوں کو جھیلنے کی عادت ڈالتے ہیں۔ اگر جسمانی قابلیت میں تمام دنیا کی قوموں کا امتحان لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ جاپانی باوجود اس کے کہ وہ ایک نہایت پرانی قوم کے لوگ ہیں۔ اس امتحان میں بہت اونچی جگہ پائینگے۔

جاپان اپنی تاریخ پر جیسے پہلے فخر و مباہات رکھتا تھا وہی حال اب بھی ہے اور برخلاف ہمارے وہ اپنے تمام قومی نوشتوں و تاریخی تذکروں کو محفوظ اور مرتب رکھنے کی طرف بے انتہا متوجہ رہتا ہے۔

دیگر واقعات جو جاپان کی تاریخ میں مجھکو بہت ہی قابل توجہ معلوم ہوئے وہ یہ تھے کہ برعکس دوسرے ملکوں کے جاپانیوں میں کامل سمورائی وہی گنا جاتا تھا جو سپاہی بھی ہوتا تھا اور عالم بھی۔ دوسرے یہ کہ یورپ کے عیسوی ملکوں سے تعلقات ہونے سے قبل یعنی سولھویں صدی عیسوی کے وسط سے پہلے جاپانی لوگ جانتے تک نہ تھے کہ مذہبی تعصب کس چیز کا نام ہے۔

جسمانی صفائی اور پاکیزگی میں کوئی قوم آج ایسی نہیں ہے جو جاپانیوں کی ہمسر ہو۔ کیا امیر اور کیا غریب ہر شخص غلیظ رہنے کو ایک اخلاقی جرم سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جاپانیوں کے گھر آج دنیا کے سب سے زیادہ پاک اور ستھرے گھروں میں شمار ہوتے ہیں۔

دوسرا باب

جاپانیوں کا مذہب

اگر اس زمانہ کے کسی جاپانی سے پوچھیے کہ تمہارے مذہبی عقائد ٹھیک ٹھیک کیا ہیں تو جس طرح آج کل کا ایک ہندو اس سوال کے جواب میں قاصر رہتا ہے اسی طرح جاپانی بھی اس کا کوئی جواب ٹھیک ٹھیک نہیں دیسکتا۔ تاہم جاپانی قوم کی موجودہ مذہبی زندگی کو بیان کرنے کی کوشش کرنی میرے لیے ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے تاریخ جاپان کے بہت سے اہم حالات اور واقعات سمجھ میں نہیں آسکتے۔

اس ملک کے سب سے قدیم مذہب کا نام شنٹو ہے جس کا لفظی ترجمہ "دیوتاؤں کا طریقہ" ہوسکتا ہے۔ یہ ایسا مذہب ہے جس میں نہ کوئی مجموعہ تسلیم شدہ عقائد کا ہے اور نہ جس کی کوئی مقدس کتاب ہے اور نہ کوئی اخلاقی ضابطہ۔ اس مذہب کو اسلاف اور کائنات پرستی کا ایک مجموعہ سمجھنا چاہیے۔ دراصل یہ مذہب جاپانیوں کی اس خاندانی زندگی کی مضبوط شیرازہ بندی کا ایک نتیجہ ہے جو از یاد رفتہ زما

سے اس قوم کی خصوصیات سے چلی آتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ پیروانِ شنٹو کا یقین ہے کہ عالم ظاہر اور عالم غیب میں مضبوط تعلقات ہیں اس لیے جو لوگ زندہ ہیں وہ اپنے اعمال سے مُردوں کی ارواح کو خوشی یا تکلیف پہونچا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جیسا کہ پروفیسر چیمبر لن لکھتے ہیں کہ "باپ کی قبر کی طرف سے بے توجہی کرنی یا باپ یا کسی اور عزیز کی موت پر جن سالانہ رسوم کا رواج ہو گیا ہے ان کے ادا کرنے میں بے پرواہی کرنی ایسی بات ہے جس سے سخت سے سخت مادہ پرست جاپانی بھی خوف سے کانپ اُٹھتا ہے گو اپنی عاقبت کی پروا ایک جاپانی کو مطلق نہیں ہوتی مگر یہ ایک عجیب متضاد بات ہے کہ اُس کے طرز عمل سے یہ ہی ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ مر گئے ہیں وہ اُس کی خبرگیری کے محتاج ہیں۔"

اندازاً کہا جا سکتا ہے کہ چھٹی صدی کے تقریباً وسط تک جاپانیوں کو اتنا بھی محسوس نہیں ہوا تھا کہ مذہب بذاتہ کوئی جداگانہ چیز ہے۔ انیسویں صدی کے وسط میں جب جاپان کے موروثی وزرا کا زور توڑنے کے لیے جن کو شوگن کہتے تھے اور جو فی الحقیقت ملک میں سفید و سیاہ کے مالک بن بیٹھے تھے تمام قوم میں ایک جوش و خروش پیدا ہوا تو اُس وقت قومی ہیجان کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ بدھ مت کے مقابلہ میں جو اُن موروثی وزرا کا مذہب تھا لوگوں نے قدیم مذہب شنٹو کو پھر زندہ کرنا چاہا اور اُس کو زندہ کرنے کے لیے اسوقت بھی صرف دو اصولوں کا ماننا ضروری سمجھا۔ ایک یہ کہ انسان

کو فطرتی جذبات کی پابندی کرنی چاہیئے، اور دوسرے یہ کہ شہنشاہ کی اطاعت کرنی اُس پر فرض ہے۔

اگرچہ عہد عیسوی کے ابتدائی سنین میں کنفیوسوس کا مذہب چینی تمدن کے دیگر لوازم کے ساتھ جاپان میں شروع ہو گیا تھا لیکن عہد وسطی میں جب کہ تقریباً تمام ملک پر بدھ مذہب حادی تھا اور کوئی دوسرا مذہب اس کا حریف مقابل نہ تھا تو کنفیوسس کا مذہب ملک میں دبا رہا لیکن جب ای اے یاسو نے جو توکوگاوا وزارت کا بانی اور اس کا بڑا معمار تھا، سترھویں صدی کے ابتدائی حصہ میں کنفیوسوس کی مذہبی کتابیں جاپان میں پہلی بار چھپوائیں تو کنفیوسوس کے مذہب کو ایک نئی قوت حاصل ہو گئی۔ اس زمانہ سے لے کر اس وقت تک کہ جاپان جدید طریقوں میں ڈھالا جائے (جو تقریباً دو سو پچاس برس کا زمانہ ہوتا ہے) کل جاپانی قوم کنفیوسوس کے مذہبی خیالات سے برابر متاثر ہوتی رہی۔

برخلاف بدھ مت کے کنفیوسوس نے اپنی فلسفہ میں (اور فی الحقیقت وہ فلسفہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے) الٰہیات کی ان بلند پروازیوں کو جو عبادات میں کشف اور بیخودی سے پیدا ہوتی ہیں پسند نہیں کیا۔ اُس نے اپنی توجہ صرف اخلاق اور نظم حکومت کے ایسے تفصیلی اُمور پر محدود رکھی جو روزمرہ پیش آتے ہیں اور والدین اور سیاسی حاکموں کی بلا عذر اطاعت کرنے کو اپنے اصول کی بنیاد قرار دیا۔

چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں بدھ مت جاپان میں پہونچا اور بہت جلد اس کی

الٰہیات اور رسوم اور اخلاقی دستور العمل شنتو کے غیر معین مذہبی مسائل پر چھا گئے علاوہ اس کے بدھ مت کے پروہتوں نے اپنے مذہب کو پسندیدۂ خلائق بنانے کے لیے یہ چال چلی کہ شنتو دھرم کے دیوتاؤں کو قدیم بدھوں کا اوتار ظاہر کر کے اپنے معبدوں میں ان کو جگہ دی۔

بدھ مت کی یہ تعلیم تھی کہ علم یا قلب کی روشنی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ اور خودی کو کمال تک پہونچانا ذریعۂ نجات ہے۔ اور یہ کہ حصول بقاء حیات یا دیوتاؤں کے سامنے ان کی ستائش اور منت گزاری میں عمر بسر کرنی آخری مقصد نہیں ہے بلکہ قطعاً نروان (نیستی) میں فنا ہو جانا روح کی آخری منزل ہے اور یہ کہ عدم سے وجود میں آنے کو ایک امر قبیح سمجھنا چاہیے جس کی دو جڑیں ہیں ایک جہالت اور دوسری نفسانی خواہشیں۔ غرض بدھ مت کی تعلیم نے جاپانیوں کے مذہبی خیالات کو اپنا گرویدہ کر کے انکو اپنے حلقہ میں جگہ دی اور اب تک ان میں اکثر اسی طریقہ پر قائم ہیں۔

سب سے پہلے جاپان کے معاونین تعلیم بدھ مت کے پروہت تھے اور چونکہ یہ لوگ اپنے زمانہ کے بڑے عالم تھے اس لیے تدبیر مملکت اور دیگر قومی تحریکیں پیدا نیا اثر پہونچاتے تھے۔ لیکن چونکہ نہ تو شنتو مذہب میں اور نہ کنفیوسوس کے عقائد میں اور نہ بدھ مت میں ایک خدائے برتر وقادر پر ایمان رکھنے کی تعلیم موجود ہے اس لئے اگر کوئی باہر کا سیاح اس ملک میں آ کر خدا کا نام تعظیم وتکریم سے لیتا ہے تو بالعموم آج کل کے جاپانی اس پر ہنس پڑتے ہیں۔

سولھویں صدی عیسوی کے وسط میں عیسائی مذہب جاپان میں داخل ہوا لیکن چونکہ اس مذہب کے داخلہ سے جو فوری نتائج پیدا ہوئے وہ زیادہ تر سیاسی تھے نہ کہ روحانی اس لیے میں اُن کا ذکر دوسری جگہ کرونگا۔ یہاں یہ کہنا کافی ہے کہ جو حالات اوپر بیان ہوئے ان کی وجہ سے موجودہ جاپان کے مذہبی خیالات شنٹو دھرم اور کنفیوسوس کے عقائد اور بدھ مت کے الہیات اور عیسوی مذہب کی اخلاقیات کا ایک مجموعی نتیجہ ہیں۔

چونکہ متذکرہ بالا مذاہب میں شنٹو سب سے پرانا مذہب ہی جس کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ خاص اہل جاپان ہی کا ایک نتیجہٴ فکر ہے اور چونکہ یہ مذہب مختلف صورتوں میں ابتک اس طرح جاری ہے کہ جاپانیوں کو اپنی زندگی کا مآل اُسی میں نظر آتا ہے اور ملک کے زیادہ تر باشندوں پر اُسی کا اثر ہے اس لیے اس مذہب کا کسی قدر ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

جاپان کی سب سے پرانی کتابیں جن پر اس کی تمام پرانی تاریخ کا حصر ہے دو ہیں ایک کتاب "کوجیکی" (پرانے واقعات کا مجموعہ) ہے جو ۱۲-۷۱۱ء عیسوی میں تالیف ہوئی تھی اور دوسری کتاب "نیہون شوکی" (تاریخ جاپان) ہے جو ۷۲۰ء میں لکھی گئی تھی مناسب ہوگا کہ میں یہاں "کوجیکی" سے آفرینشِ عالم کا حال نقل کروں، کیونکہ اسی میں اُس مذہب کی ابتدائی باتیں پہلی بار قلمبند ملتی ہیں جو اس ملک میں غیر مذہب کے آنے تک بغیر آمیزش جاری رہا۔ دُنیا کے پیدا ہونے کا ذکر اُس میں اس طرح

بیان ہوا ہے کہ "ارض وسما کے آغاز میں سب سے اونچے آسمان کے بیچ میں ایک کامی عالم وجود میں آیا جس کا نام امی۔نو۔مینا کا نوشی۔نو۔کامی تھا۔اس کے بعد دو کامی اور ظاہر ہوئے جنکا نام تاکامیموسوبی۔نو۔کامی۔اور کامی۔میموسوبی۔نو۔کامی تھا یہ تینوں کامی خود پیدا ہوئے تھے۔ وہ ایک تھے اور غائب تھے۔دنیا اس وقت نئی تھی اور پانی کی سطح پر تیل کی ایک بوند کی طرح تیرتی پھرتی تھی۔ اور اس پر چیزیں اس طرح پیدا ہوتی تھیں جیسے سرکنڈے کی شاخیں پھوٹتی ہیں اور ان میں سے ایک اور کامی پیدا ہوا جس کا نام اوماشی۔اشی کابی۔ہیکوجی۔نو۔کامی تھا۔اس کے بعد امی۔نو۔ٹوکوتاچی۔نو۔کامی یا کونی۔نو۔ٹوکوتاچی۔نو۔کامی ظاہر ہوا۔یہ کامی بھی خود پیدا ہوئے تھے۔ایک تھے اور غائب تھے"۔ لفظ کامی کی لغوی معنی ہیں کوئی چیز جو اپنے سے اونچی یا بلند ہو جیسے کہ دیوتا یا شہنشاہ یا کوئی ملکی سردار۔

کتاب "کوجیکی" میں آگے چل کر بیان ہوا ہے کہ امی۔نو۔مینا کا نوشی۔نو۔کامی سے جاپان کے شہنشاہ اور شہنشاہی خاندان کے لوگ اور دونوں میموسوبی سے شرفائے جاپان پیدا ہوئے ہیں۔آسمان کے کامی (یعنی خالص خون والے سردار) اور زمین کے کامی (یعنی مخلوط خون والے سردار) بھی انھیں سے پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر کومے کے الفاظ یہ ہیں کہ "آسمان و زمین کی ابتدا سے جاپان ایک بڑا خاندان چلا آتا ہے جس کا سرِ خاندان شہنشاہ رہا ہے۔حاکم اور محکوم میں کوئی چیز حائل نہ تھی اور نہ کسی قسم کی ذاتیں یا خاندانی نام موجود تھے۔کیونکہ شہنشاہ کی حکومت

پدرسری میں یہ سب لوگ ایک ہی درجہ پر کامی کے فرزند تھے۔"

شنتو مذہب کی ایک عجیب خصوصیت برخلاف دیگر مذاہب کے یہ ہے کہ دیوتاؤں سے فائدہ حاصل کرنے کی اُمید میں اُن سے التجا کرنی مذہب میں شامل نہیں ہے۔ قدیم شنتو مذہب میں شامل رہنے کے لیے اتنا ہی ضروری تھا کہ فطرت کے پابند رہو اور "حسن فطرت" سے حظ اُٹھاؤ۔

مذہبی رسوم یہ تھیں کہ پاکیزگی ہوا یا پانی سے حاصل ہوتی ہے موت اور خون نجس کرنے والی چیزیں ہیں اور چونکہ کامی ہر چیز کو دیکھ سکتے تھے اس لیے حکم تھا کہ ہر شخص اپنے جسم اور اپنی روح کو دل کی تہ تک صاف رکھے۔ شنتو کا ایک بھجن یہ ہے:۔

پاک ہوجیو آسمان،
پاک ہوجیو زمین،
پاک ہوجیو باطن اور ظاہر
اور چھ جڑیں۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل جاپان تمام چیزوں کی پاکیزگی کے کس درجہ خواہشمند تھے۔ چھ جڑوں سے مُراد حواس خمسہ اور ایک دل ہے جو متخیلہ کا مقام سمجھا جاتا تھا۔ تمام چیزوں کو صاف وستھرا رکھنے کی خواہش اب تک جاپانیوں میں بڑی خصوصیت کے ساتھ موجود ہے اور بلاشبہ یہ ہی وجہ ہے کہ وہ آج کل کی دُنیا میں سب سے زیادہ صاف اور ستھری قوم ہو گئے ہیں۔

شنتو مذہب کے ماننے والوں کو قدیم زمانہ میں بھی یہ سکھایا جاتا تھا کہ ایک حقیقی جاپانی کے لیے یہ امر شایاں نہیں کہ خطرے کی حالت میں مدد کے لیے وہ اپنے کامی کو پکارے۔ تمام خطرے اور تکلیفیں بغیر اُن کی مدد کے جو زمین پر ہیں یا آسمان پر اُٹھانی چاہئیں جس پروفیسر کی عبارت میں نے اوپر نقل کی ہے جہاں وہ شنتو مذہب کے اثرات موجودہ جاپان پر بیان کرتا ہے وہاں لکھتا ہو کہ "آج تک شنتو مذہب کے پیرو صرف اپنے شہنشاہ کی خیر وسلامتی کی دعا مانگتے ہیں۔ اپنے لیے دعا نہیں مانگتے اور شہنشاہ روزانہ اپنی رعایا کی خیر وسلامتی کے لیے دعا کرتا ہے۔ شہنشاہ کو ایک زندہ کامی سمجھا جاتا ہے۔ جس کی عظمت اور محبت قوم کے دل میں سب سے بڑھکر ہے۔ شہنشاہ خود اس قوم سے جس کی خبر گیری اُس کے سپرد ہے محبت رکھتا ہے۔ اور اُس کی حفاظت کرتا ہے شہنشاہ اور قوم کا یہ تعلق ایسا ہے جس کو جاپان کا ہر متنفس بخوبی سمجھے ہوئے ہے۔ بادشاہ ہماری ضروریات پر توجہ کرتا ہے اور ہماری تکلیفوں کو محسوس کرتا ہے۔ پس اس کے بعد کیا چیز باقی رہتی ہے جس کو ہم بلا واسطہ کامی سے مانگیں۔ شنتو مذہب شہنشاہ پرستی ہے۔ "کامی کی رضا شہنشاہ کی رضا ہے" یہ ہی وہ اصول ہے جو ہر ایک جاپانی کی لوح دل پر نقش ہے "۔

شنتو کی رسوم ، کنفیوسوس کی پند ونصائح ، بدھ مت کے عقائد غرض ان سب کے مخلوط ہو جانے سے مذہب میں وہ خلط مبحث پیدا ہو گیا ہے جو اس وقت جاپان میں جاری ہے۔ رسوم عامہ میں شنتو مذہب کے قاعدے برتے جاتے

ہیں۔ مذہبی عقائد بدھ مت کے ہیں۔ اور قوم کی اخلاقی زندگی تمام تر کنفیوسوس کی تعلیم کی پابند ہے۔ اس حالت میں آج کل کے جاپانی قدیم کامی کی بھی عزت کرتے چلے آتے ہیں اور گوتم بدھ کی بھی۔ مگر اس کی پروا نہیں کرتے کہ یہ کون ہے اور وہ کون ہے کامی و شہنشاہ کے ساتھ انتہائے صدق و خلوص کا خیال وہ چیز ہے جس سے بہادر سمورائی کا وہ ضابطہ عزت و ناموس مرتب ہوا ہے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا۔

جاپان میں ہر معمولی آدمی کا یقین ہے کہ دیوتا ایزاناگی اور اُس کی بیوی ایزانامی نے جاپان کے جزیروں کو پیدا کیا ہے اور ان دونوں کی بیٹی اماتیراسو وہ ہے جس نے اپنے پوتے کو یہ کہکر آسمان سے نیچے بھیجا کہ "جاپان جا۔ جہاں کے میدان سرسبز و شاداب ہیں۔ وسیع جاپان پر ہماری نسل تا ابد حکومت کرے گی اور ہماری اولاد مثل زمین و آسمان کے ہمیشہ قائم رہے گی" اس عقیدہ کی طرف کہ جاپان اور اُسکے شہنشاہوں نے دیوتائی جنم پایا ہے اب تک سرکاری و اخلاقی طور پر بہت توجہ دلائی جاتی ہے۔

میں نے ایک بڑے روشن خیال جاپانی سے پوچھا کہ "کیا اس قسم کے قصوں اور افسانوں کی تعلیم ایک ایسی قوم کے نوجوانوں میں جاری رکھنی درست ہے جو نہ صرف ماہرین سائنس پیدا کرتی ہے بلکہ خود علمی تحقیق و تنقید کی ضرورت کی معترف ہے"؟ جب میں نے یہ سوال کیا تو مجھکو فوراً یہ سیدھا جواب ملا کہ اس قسم کی باتوں کا یقین اس عقیدہ سے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے جس کو یورپ کے مدارس میں بڑی توجہ اور اصرار سے سکھایا جاتا ہے زیادہ مہمل نہیں ہے۔

میں نے ایک مشہور جاپانی پروفیسر کے مذہبی اقرارات مطالعہ کیے ہیں جن کو میں یہاں نقل کرتا ہوں کیونکہ میرے خیال میں وہ اس کل مضمون کو بہت روشن کر دیتے ہیں۔ پروفیسر موصوف کہتے ہیں "سوال یہ ہے کہ انسان مذاہب رکھنے کی حالت میں زیادہ خوش رہ سکتا ہے یا مذاہب نہ رکھنے کی حالت میں۔ پھر سوال یہ ہے کہ میں کس مذہب پر ایمان رکھتا ہوں؟ اس سوال کا جواب میں فوراً نہیں دے سکتا۔ رسوم عامہ کے لیے میں شنتو مذہب کے پروہت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ پوجا و پرستش میں بدھ مت میرا مددگار ہوتا ہے۔ رہا اپنا چلن اس کو کنفیوسوس اور عیسوی اخلاق کے مطابق درست رکھتا ہوں۔ ظاہری باتوں کی میں بہت کم پروا کرتا ہوں اور مجھکو شبہ ہے کہ آیا کامی کی نظر میں مہذب دنیا کے مذاہب آپس میں کوئی اصلی فرق رکھتے ہیں یا نہیں"۔

اس امر کو واضح کرنے کے لیے کہ جاپان کے لوگ مذہب کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں اور یہ بتانے کے لیے کہ وہ ایسے عقائد کی جس میں فوق الفطرت باتیں ہوں کچھ حقیقت نہیں سمجھتے ہیں مسٹر توکوزاوا کی تصنیفات سے یہاں ایک عبارت نقل کرتا ہوں۔ فوکوزاوا وہ بزرگ ہیں جنھوں نے ملک کے تمام انتظام تعلیم کو جدید اصول پر قائم کرنے میں سب سے بڑھکر کوشش کی تھی اور جن کو اب بھی مشہور کیو یونیورسٹی کے بانی ہونے کی حیثیت سے نہایت عزت کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے "یہ بات بلا عذر تسلیم کر لینی چاہیے کہ لوگوں میں امن و عافیت قائم رکھنے کے لیے ایک مذہب کی

ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے کوئی مذہب بھی ہو وہ کفایت کر سکتا ہے۔ میں مذہبی طبیعت نہیں رکھتا ہوں۔ اور کسی مذہب میں مجھکو کبھی یقین پیدا نہیں ہوا ہے۔ اس لیے مجھ پر یہ الزام عائد ہو سکتا ہے کہ با وجود اس کے کہ مذہبی طبیعت نہیں رکھتا دوسروں کو مذہبی آدمی بنانے کی نصیحت کرتا ہوں۔ پھر بھی میرا ایمان اجازت نہیں دیتا کہ جب خود میرے دل میں کوئی مذہب نہیں ہے تو میں کوئی مذہبی لباس پہنوں ......

مذاہب کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً بدھ مذہب۔ عیسائی مذہب اور کیا اور کیا۔ لیکن میرے نقطۂ نظر سے اِن مذہبوں میں اِس سے زیادہ فرق نہیں ہے جو سبز چار یا سیاہ چاء میں ہوتا ہے۔ چاہے اس کو پیو چاہے اُس کو پیو۔ بات ایک ہی ہے ۔ کہنا صرف اس قدر ہے جن لوگوں نے کبھی چاء نہیں پی ہے ان کو بھی یہ چیز پینے دو اور اُس کا ذائقہ معلوم ہونے دو۔ بس یہ ہی حالت مذہب کی ہے۔ حامیان مذاہب چاء کے سوداگروں کی مثل ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی قسم کا مذہب بیچنے میں مصروف ہے اب رہی یہ بات کہ اِس سودے میں کیا طور و طریقہ اختیار کرنا چاہیے تو یہ کوئی عمدہ تدبیر نہیں ہے کہ اپنے مال کی تعریف کے لیے دوسرے کے مال کی مذمت کیجائے فقط انسان کو اتنا دیکھ لینا چاہیے کہ جو مال منتخب کیا ہے وہ عمدہ قسم کا ہے اور قیمت میں بھی سستا ہے۔"

شہزادہ ایٹو جن کا انتقال ہو چکا ہے اور جن کو "جاپان جدید کا باپ" کہنا فی الواقع درست ہے اور جن کا نام انیسویں صدی کے سب سے بڑے مدبروں

میں شہرۂ آفاق ہے ایک مرتبہ موجودہ جاپان کی ترقی کا حال بیان کرنے میں مذہب کی نسبت کہنے لگے کہ "ذرا اُن مشرقی ملکوں کو دیکھیے جو مذہبی غلامی میں مبتلا ہیں۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ ان ملکوں میں مذہبی تعصبات اب تک یک عاقلانہ نظم حکومت کے جاری کرنے میں بالکل ہلاک طریقہ پر سدراہ ہیں؟ کیا ہم میں سے وہ لوگ جو تعلیم کے میدان میں مذہب کو بھی لانا چاہتے ہیں اس بات کے خواہشمند ہیں کہ ہم بھی مشرق کے درماندہ ملکوں کے نقش قدم پر چلیں جبکہ ان جماعتوں کی نظروں میں مذہب ایک دوسرے درجہ کی چیز ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہی کہ قومی اخلاق کو سلامت رکھا جائے جس میں حب وطن شہنشاہ کی خیر خواہی۔ اولاد میں بزرگداشت۔ کنبہ میں صلح و آشتی۔ ماں باپ کا ادب۔ بیٹوں اور بیٹیوں میں محبت و سلوک۔ اسلاف کی پرستش۔ وغیرہ وغیرہ چیزیں سکھائی جاتی ہیں یہ سب تمدنی و خاندانی فرائض ہیں۔ مذہبی نہیں ہیں۔ یہ اخلاقی دستور العمل اپنے مقاصد کے اعتبار سے اس دنیا تک محدود ہے اور اُس پر عمل کرنے میں کسی آسمانی اجر کی توقع شامل نہیں ہے"

مذہب کی نسبت یہ ہی خیال اب تک جاپان میں جاری ہے اور یہ ہی سبب ہے کہ جس چیز کو ہم مذہبی تعلیم کہتے ہیں جاپان کے سررشتہ تعلیم میں اُس کا مطلق وجود نہیں۔

تیسرا باب

شوگنوں کی اصل

پرتگیزوں کا جاپان کو دریافت کرنا سینٹ فرانسس زیویر کا ملک میں وارد ہونا

قدیم تاریخ وقصص جاپان کے قرونِ سابقہ کی تفصیل کیے بغیر ہمارے مقصد کے لیے اس قدر معلوم کرنا کافی ہوگا کہ چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں بُدھ مذہب کے ظہور و رواج پر شہنشاہوں کو رفتہ رفتہ ترغیب دی گئی کہ وہ دنیا کے معاملات سے ایک قسم کی مرشدانہ علٰحدگی رکھنے کا طریقہ اختیار کریں۔ چنانچہ دنیاوی اقتدار جلد مختلف صاحبِ قوت خاندانوں کو حاصل ہوگیا جن کے سردار کو آئندہ زمانہ میں شہنشاہ نے شوگن یعنی سب سے بڑے سپہ سالار کا لقب دیا اور اپنی طرف سے ملک کے معاملات دنیاوی کا انتظام کرنے کے لیے اُس کو پورے اختیارات بخشدیئے۔

یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ۱۸۶۸ء تک ملک کی سیاسی تاریخ فی الواقع چند ایسے بڑے خاندانوں کے عروج وزوال کی سرگزشت ہے جیسے کہ فوجی وارا کا خاندان تھا جس نے شہنشاہ کی جانب سے چار برس حکومت کی تھی یا تائیرا اور مینا موٹو کے

خاندان تھے جو عہد وسطیٰ میں عروج کو پہونچے تھے یا آشی کاگا کا خاندان تھا جو ٹوکوگاوا کے خاندان سے پہلے گزرا تھا۔ ملک کا انتظام کرنے میں جو خاندان جلیل القدر ہوئے اُن میں ٹوکوگاوا کا خاندان سب سے اخیر تھا۔ اس کے بعد شوگنوں کے ذریعہ سے حکمرانی کا طریقہ جب کہ مغربی سلطنتیں جاپان پر غلبہ حاصل کرنے کی دھمکیاں دے رہی تھیں بالکل ترک کر دیا گیا۔

بہرکیف یہ بات بخوبی سمجھ لینی چاہیے کہ گو اس زمانہ میں فی الواقع شہنشاہ کی سیاسی قوت کو تقریباً توڑ دیا گیا تھا تاہم معاملات کی صورت ایسی رکھی جاتی تھی کہ دُنیا کی نظروں میں شہنشاہ عقل و دانائی قوت و سطوت کا سرچشمہ اور ملک کے دیوتاؤں کی حقیقی اولاد سمجھا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ شہنشاہ کے نام سے شوگن اپنے اختیارات کو کام میں لاتے رہے اور تاحدامکان کوشش کرتے رہے کہ کوئی موقع ایسا نہ پیدا ہونے دیں جس میں رعایا کی نظروں میں وہ شہنشاہ کے براہ راست مخالف معلوم ہوں اور اس بات کا بھی بیحد لحاظ رکھتے تھے کہ ان کے جلیل القدر منصب کی سند اُن کو ہمیشہ شہنشاہ ہی کے ہاتھوں سے ملے۔

بہرحال ۱۸۱۰ء سے پہلے یعنی جب تک یوری ٹومو کو جو مینا موتو خاندان کا سردار تھا قوت حاصل نہوئی شوگنوں کی وزارت مستحکم ہو کر ملک کا ایک آئین نہ بن سکی۔ اور یہی وجہ ہے کہ تاریخ جاپان میں یوری تومو کو سب سے پہلا باوقار شوگن گنا جاتا ہے۔

یوری ٹومو کو جس وقت ۱۱۹۰ء میں پوری قوت حاصل ہو گئی تو شوگنی حکومت کو

ملک میں استحکام ہوگیا اور یہ حکومت ایک قومی آئین کی حیثیت سے ۱۸۶۷ء تک قائم رہی حتیٰ کہ حالات نے بالآخر مجبور کیا کہ ملک جاپان نئے اصولوں کا پابند ہوجائے۔

جاپانی مصنف دنیا پر یہ ظاہر کرنے میں کبھی نہ تھکتے کہ شوگن اگرچہ فی الواقع ملک کے عملی حکمراں تھے لیکن شہنشاہ کے مرتبہ کو وہ ایسی تعظیم وتکریم کی نظر سے دیکھتے تھے کہ گویا شہنشاہ کی قوت حقیقت میں سب سے بالا و برتر ہے۔

مارکوئس اکوما جاپان جدید کے بڑے زبردست مدبروں میں سے تھے اور نہایت افسوس ہی کہ میرے جاپان پہنچنے سے کچھ دن پہلے اُن کا انتقال ہوگیا۔ مارکوئس موصوف نے اس مضمون سے جہان بحث کی ہو وہاں لکھا ہے کہ "ایک اور امر جو جاپان کے ساتھ مخصوص ہے وہ یہ ہی کہ اس ملک کو کبھی سیاسی انقلاب کا تجربہ نہیں ہوا۔ سیاسی انقلاب سے میرا مطلب یا تو نظم حکومت میں دفعتاً کسی اصولی تبدیلی کا پیدا ہوجانا ہے یا خاندان مسلط کا خونریزی کے ساتھ معزول ہونا۔ خواہ اس انقلاب کا باعث بیرونی اسباب ہوئے ہوں یا اندرونی حالات۔ جاپان کی تاریخ میں سیاسی انقلاب کا تخم تک نہیں ملتا۔ یہ سچ ہی کہ سلطنت کی اتنی بڑی مدت میں دوسرے ملکوں کی مثل یہاں بھی دغا و فریب۔ بادشاہوں کا قتل۔ اندرونی تنازعات۔ نیز حکمراں خاندانوں کی دولت وثروت میں بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا ہوئیں حتیٰ کہ فوجی دارا خاندان نے متواتر کئی شہنشاہوں کے زمانہ میں کل انتظامی اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے اور بعض وقت ایسا بھی ہوا کہ نوجوان شہزادوں کو اِس خاندان نے تخت حکومت پر بٹھا دیا اور وزارت کو مطلقاً اپنے قبضہ

میں رکھا اور اپنے فائدہ کے لیے نائب السلطنت کا عہدہ قائم کیا لیکن کبھی شہنشاہ کے رتبہ کو پہنچنے کی کوشش نہیں کی جیسے کہ چین میں اکثر بڑے لوگوں نے ان ہی حالات میں اس قسم کی کوشش کی تھی بلکہ فوجی دار اپنے آقا اور شہنشاہ کی تابعداری اور وزیر یا نائب السلطنت رہنے پر اُنہوں نے ہمیشہ قناعت کی جب سلطنت کے فوجی معاملات کا اہتمام بارہویں صدی عیسوی کے خاتمہ پر شوگن یا نائب السلطنت کے ہاتھ میں چلا گیا جس کو بڑا اقتدار حاصل تھا تو جاپان کے جنگجو سپاہیوں نے شہنشاہ کے پائے تخت کو کئی بار لوٹا اور غارت کیا لیکن ایسی بدعملی کے زمانہ میں بھی شوگن کبھی اپنے حقوق سے متجاوز نہ ہوئے جو سلطنت کے فوجی انتظام تک محدود تھے (سولھویں صدی عیسوی میں) اشی کاگا کی وزارت کے زوال پر ایک طویل المدت خانہ جنگی برپا ہوئی لیکن تعجب ہے کہ جس وقت یہ خانہ جنگی بہت ہی زور پر تھی اور شہر کیوٹو میں شہنشاہ کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اُس کے ضروریات زندگی کے لیے بھی سامان نہ رہا تھا اُس وقت بھی کسی کو یہ خیال نہیں آیا کہ شہنشاہی اقتدار کو جو کم ہو کر برائے نام رہ گیا ہے بالکل مٹا دیا جائے ؟

شوگن کی اصلیت کی صراحت کرنے کے بعد اب میں آگے چل کر زیادہ تفصیل سے جاپان کی وہ تاریخ بیان کرونگا جو سب سے آخری خاندان شوگن یعنی ٹوکوگاواؤں کی حکومت میں گزری تھی - اس خاندان کے ارکان ۱۶۰۳ء سے ۱۸۶۸ء تک ملک کے مطلقاً مالک رہے لیکن جب یہ امر قطعی طے پا گیا کہ جاپان کا نظم حکومت یورپ کے ترقی یافتہ ملکوں کی مثل جاری کیا جائے تو اسی خاندان نے عنانِ حکومت موجودہ شہنشاہِ جاپان کے باپ کو واپس کر دی لیکن اِن امور کی تفصیل سے پیشتر یہ ضروری

معلوم ہوتا ہے کہ میں اُن تین شخصوں کا تذکرہ کروں جو یورپ کے تمدن سے پہلی با
ہونے پر جاپان کی تاریخ میں بڑی شان سے ظاہر ہوئے۔

پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں جو فتنہ وفساد شورش و تاریکی پھیا
تھی اُس میں تین آدمی ایسے نظر آتے ہیں جنھوں نے اس ملک کی تاریخ پر ایک لازو
نقش پیدا کیا اور اپنی قابلیت، ذہانت اور جودتِ طبع سے جاپان کے تمام موز
کی قوتِ متصورہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ یہ تین اشخاص اوڈا نو بوناگا،
ہیڈی یوشی اور ٹوکوگاوا ای اے یاسو تھے۔ ان میں سے ہر ایک شخص نے ا
اپنے طریقہ سے ان مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کی جو ملک میں یورپ کے پادریوں
کے وارد ہونے سے پیدا ہو گئی تھیں۔

نو بوناگا خاندانِ ٹائرا کا ایک رکن تھا اور ایک چھوٹی سی ریاست کا مالک بھی
ہیڈی یوشی اگرچہ ایک غریب کسان کا لڑکا تھا لیکن بڑا بہادر لڑنے والا تھا۔ اور ا
حیثیت سے نو بوناگا کے ملازمین میں اُس نے ایک بہت ادنی جگہ یعنی کفش بردا
کی خدمت حاصل کی۔ لیکن چونکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ بڑے سے بڑا عہدہ بھی کم سے کم
کے آدمی کی دسترس سے باہر نہ تھا بشرطیکہ تلوار کا دھنی ہو اس لیے ہیڈی یوشی
رفتہ ملک میں سب سے زیادہ صاحبِ قوت ہو گیا۔

سنہ ۱۵۴۲ء میں نو بوناگا اپنے چھوٹی ریاست کی گدی پر بیٹھا تو اُس نے رفتہ ر
ملک کے چھ صوبے اپنے علاقہ میں اضافہ کر لیے۔ اور ایسا صاحب اقتدار ہو گ

شہنشاہ نے اور نیز اشی کاگا شوگنوں میں سے سب سے اخیر شوگن نے اُس سے درخواست کی کہ ملک میں جو نزاع و بدعملی پھیلی ہے اس کو رفع کرکے امن قایم کرے۔ نوبوناگا نے گو شہنشاہ کے پائے تخت اور اُس کے ملحق اضلاع میں امن و امان پیدا کر دیا لیکن تمام ملک میں امن اس وجہ سے نہ ہو سکا کہ ۱۵۸۱ع میں نوبوناگا کو اُس کے دشمنوں نے دھوکا دیکر قتل کر دیا۔

نوبوناگا کے انتقال پر جاپان کی سلطنت میں جو دو شخص بڑی وقعت کے رہ گئے وہ ہیڈی یوشی اور ای اے یاسو تھے لیکن ایک کو دوسرے پر غالب آنے میں جب ناکامی ہوئی تو انہوں نے ایک لاحاصل نزاع کو مدت تک بڑھانے کی جگہ اسکو بہتر سمجھا کہ مصالحت اور شادی بیاہ سے آپس میں اتحاد پیدا کرلیں۔ ہیڈی یوشی نے جس کو جاپان کا نپولین کہا گیا ہے اُن چیزوں کو درجۂ تکمیل تک پہنچایا جن کی ابتدا نوبوناگا سے ہوئی تھی۔ اور ۱۵۹۰ع کے قریب وہ اس قابل ہوا کہ تمام ملک کو اپنا مطیع کرلے۔ اس سے پہلے شہنشاہ نے اُس کو نائب السلطنت کا درجہ عطا فرمایا تھا۔ بہرکیف ۱۵۹۸ع میں اُس کا انتقال ہو گیا اور ای اے یاسو نے جو متذکرہ صدر تین آدمیوں میں سے سب سے اخیر تھا ہیڈی یوشی کے لڑکے کے ہواخواہوں کو جنہوں نے اُس کے خلاف بغاوت اختیار کی تھی شکست دیکر ۱۶۰۳ع میں ہیڈی یوشی کی جگہ شوگن کا عہدہ حاصل کیا اور یہ جلیل القدر منصب اُس کے خاندان میں ۱۸۶۸ع تک یعنی جب تک کہ وہ عہدہ شکست ہو جائے برابر جاری رہا۔

یہاں یہ بیان کر دینا چاہیے کہ اشی کاگا کی حکومت کے زوال پر جاپان میں

۳۰ برس تک کوئی شوگن نہیں ہوا، کیونکہ اس عہدے پر نوبوناگا کے تقرر کی نوبت تو
اُس کے قبل از وقت قتل ہو جانے سے نہ آئی اور ہیدی یوشی کو یہ جگہ اس وجہ سے
مل سکی کہ وہ شریف نسل سے نہ تھا۔ پس مقدر میں یہ تھا کہ ای اے یاسو جو شریف خاندان
مینا موٹو سے تھا آخر شوگنی حکومت کا بانی ہو جو ہمارے لیے فی الحقیقت جاپان کی تاریخ
کا سب سے زیادہ دلچسپ حصہ ہے۔

۱۴۹۸ء میں جب واسکو ڈی گاما نے ہند کا رستہ دریافت کر لیا تو مشرق پر مغربی
قوموں کی یورش شروع ہو گئی مشرقی ملکوں کے ذریعہ سے دولت مند بننے کی جس قدر
ممکن صورتیں پرتگیزوں کو زیادہ نظر آتی گئیں اُسی قدر دُور تک اپنی تجارت کا جال پھیلانے
کا شوق اُن میں بڑھتا گیا۔ پرتگیزی اگرچہ اس میدان میں سب سے پہلے آئے تھے
لیکن ان کو بہت جلد معلوم ہوا کہ اور حریف بھی جن میں قوت و مردانگی زیادہ اور انتظام
کا مادہ بہتر ہے مقابلہ کے لیے موجود ہو گئے ہیں۔ پس یہ حریف آئندہ زمانہ میں پرتگال
کی تجارت کو مٹانے میں کامیاب ہی نہیں ہوئے بلکہ اُس تجارتی عظمت سے جو اُس کو
پندرھویں اور سولھویں صدی میں حاصل ہو گئی تھی اِس درجہ محروم کر دیا کہ آج قوموں
کی جماعت میں پرتگال ایک بہت ہی کم مقدور قوم ہے۔

بہر کیف مجھکو یہاں پرتگال سے بحث محض اِس حد تک ہے کہ وہ یورپ کی پہلی
قوم تھی جس نے جاپان سے تجارت شروع کی اور جاپان کے لوگوں سے اُس کو واسطہ
پڑا۔ اس بحث میں میں اس بات کو بھی ظاہر کرنے کی کوشش کروں گا کہ پرتگال کے

پادریوں کا شدید تعصب وہ چیز تھی جس نے مشرق بعید میں پرتگال کی قوت کا اسی طرح استیصال کر دیا جس طرح اسپین سے مسلمانوں کو نکالنے یا اسی قسم کے اور مذہبی تعصب کے کاموں سے اسپین کے متعصب عیسائیوں نے اپنی قومی خوشحالی کو غارت کیا تھا اور ایسا غارت کیا تھا جس کے اثر سے اسپین اب تک عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔

سنہ ۱۵۴۲ء یا سنہ ۱۵۴۳ء کا واقعہ ہے کہ ایک پرتگیزی جس کا نام منڈیز پنٹو تھا وہ چین کے بندرگاہ مکاؤ کو جا رہا تھا کہ ایک طوفان سے اُس کا جہاز بھٹک کر جاپان کے ایک جزیرے میں پہنچ گیا۔ اور سب مسافروں کو مجبوراً زمین پر اترنا پڑا۔ یہ ہی اتفاقی واقعہ وہ ہے جس نے پہلی بار اہل یورپ کو جاپان کا رستہ بتا دیا۔

اِس قدیم زمانہ میں بھی جاپانیوں نے جن چیزوں کو سب سے زیادہ دلچسپی سے دیکھا وہ بندوقیں تھیں جو پنٹو اور اُس کے دو ساتھیوں کے پاس تھیں۔ جس جزیرہ پر پرتگیزی جہاز ٹھہرا تھا وہاں کے حاکم نے فوراً اپنے سلح گروں کو حکم دیا کہ ان بندوقوں کی نقل تیار کریں۔ چنانچہ بیان ہوا ہے کہ چند سال کے عرصہ میں تیس ہزار سے بھی زیادہ اِسی بھدے نمونہ کی بندوقیں تمام صوبہ کے لیے تیار کر دی گئیں۔ اور بہت جلد جاپان کے ہر ایک گاؤں میں اِن ہی میں کی ایک ایک بندوق نظر آنے لگی۔

جب مشرق کی پرتگیزی نوآبادیوں میں مثلاً ناکاؤا اور گوا میں جاپان کے اِس طرح اتفاق سے دریافت ہو جانے کی خبر پہونچی تو بڑا جوش پیدا ہوا اور اِس نئے دریافت شدہ ملک کی تجارت کو بلا شرکت غیرے اپنے قبضہ میں لانے کے لیے نہایت سرگرمی

ظاہر ہونے لگی لیکن صرف تجارت پیشہ جماعتوں میں یہ جوش و سرگرمی ظاہر نہیں ہوئی
بلکہ فرقہ یسوعی کے پادریوں کو بھی خیال ہوا کہ اُن کو بھی اپنے مذہب کے پھیلانے کے
لیے ایک نیا ملک مل گیا ہے۔ اور یہ مذہب وہ تھا جس کے جوش میں انھوں نے اپنے
وطن میں محکمہ احتساب قائم کیا تھا اور لوگوں کو زندہ جلانے کے لیے لوہے کے کھنبے بنا
لیے تھے۔ انکو یہ ہی امید نہ ہوئی کہ جاپان کے بے دین لوگوں کو عذابِ عاقبت سے
بچائیں گے بلکہ یہ خیال بھی ہوا کہ عیسوی بہشت میں اپنی روحوں کے داخل ہونے کا
بھی پیدا ہو گیا ہے۔ پس یہ ہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب کے لوگ جو سب سے پہلے جاپان
میں داخل ہوئے فرقہ یسوعی کے نڈر عیسائی تھے جو اپنے دین کے لیے لڑنے مرنے کو بھی
جائز سمجھتے تھے۔

میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ باضابطہ مذاہب رکھنے والے ملکوں میں جو مذہبی تعصب
ظاہر ہوتا رہا ہے وہ جاپان میں مطلق نہ تھا۔ میں نے اکثر اس بات کو سوچا ہے کہ جب
جاپانیوں کو پہلی مرتبہ مذہبی تعصب کا تجربہ عیسائی پادریوں کے ذریعہ سے ہوا ہوگا
اور اُنھوں نے دیکھا ہو گا کہ یہ غیر ملک والے اس کوشش میں کہ جاپان کے
پُرانے طریقوں کی جگہ اپنا مذہب جاری کریں کس طرح تمام ملک کے امن و امان کو غارت
کر رہے ہیں تو جاپانیوں پر کیسی حیرت طاری ہوئی ہوگی۔

فی الحقیقت مذہبی رواداری اب تک جاپانیوں کی بڑی خصوصیات سے ہے
مذہبی عقیدے کو ہر شخص اس درجہ ایک ذاتی شئے سمجھتا ہے کہ کسی جاپانی کی راہ میں

ایسی مشکلات ہرگز پیدا نہیں کی جائیں جن کی بنا اُس کے مذہب پر ہو۔

اسی مضمون پر ایک جاپانی دوست سے گفتگو ہو رہی تھی کہ اُنھوں نے میرے ایک سوال کا جواب اس طرح دیا جب تک کوئی شخص اس قسم کا کوئی کام نہیں کرتا جس سے ملک کی اغراضِ مفیدہ کو کسی طرح کا نقصان پہونچے اُس وقت تک ہم کو اِسکی پروا نہیں ہوتی کہ اُس کا مذہب کیا ہے۔ بعض لوگ سفید جرّابیں پہنی پسند کرتے ہیں اور ان کے مقابلہ میں بعض لوگ سیاہ کوٹ پہنا پسند کرتے ہیں۔ بہرکیف جو کچھ وہ پہنتے ہیں اُس سے اُن کی ذاتی پسندیدگی ظاہر ہوتی ہے۔ مگر بہرصورت وہ سچے جاپانی رہتے ہیں۔ یہ ہی حال مذہبوں کا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو ہمارے ملک کے قدیم مذہب شنٹو کو مانتے ہیں کچھ ایسے ہیں جو بُدھ مذہب کو تسلیم کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جنھوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ ہم کو جس چیز سے بحث ہے وہ صرف اتنی ہے کہ آیا وہ جاپان کے سچے فرزند ہیں یا نہیں۔ ہمارے ملک میں بڑے بڑے وزرا، سپہ سالار اور بحری محکمہ کے اعلیٰ افسر ایسے ہوئے ہیں جو عیسائی مذہب رکھتے تھے لیکن وہ اپنے قومی فرائض کے ادا کرنے میں ایسے ہی دل و جان سے مصروف رہے جیسے قدیم جاپان کے بڑے بڑے عمائد و اکابر رہ چکے تھے"۔

لفکا دیو ہیرن جو جاپان کے متعلق بڑے صاحبِ تصنیف تھے اور جو اُس کے ہر معاملہ کو بخوبی سمجھتے تھے اور جن کو اس ملک سے اس قدر محبت تھی کہ اپنے وطنی حقوق چھوڑ کر حکومت جاپان کی قانوناً رعایا بن گئے تھے اپنے ایک خط میں جو اُنھوں نے

۲۷- اگست ۱۸۹۱ء کو ایک دوست کے نام لکھا عیسائی مذہب کی نسبت اپنے ذاتی خیالات جن سے ہیں نے زیادہ تر جاپانیوں کو متفق الرائے پایا اِس طرح ظاہر کرتے ہیں:-

"عیسوی مذہب درآں حالیکہ اُس کو ایک محبت اور سلوک کا مذہب ہونے کا دعوےٰ ہے بلحاظ اپنے تاریخی واقعات اور عملی حیثیت کے مجھکو ہمیشہ ایک عداوت و نفرت پیدا کرنے والا مذہب معلوم ہوا ہے جس کا معبود حاسد و منتقم ہے اور جس کی مذہبی لڑائیوں اور مذہبی تعزیرات کی داستان پُرانی ہے۔ اور جس میں ایک فرقہ کا دوسرے فرقہ کو ہمیشہ کے لیے عذابِ الہٰی میں مبتلا سمجھنے کا شیوہ بہت مدت سے چلا آتا ہے۔ اِس قسم کی باہمی منافرت مذہبی کا جاپان میں موجود ہونا میرے نزدیک ممکن نہیں جس طرح اہل روما صرف اُن مذاہب پر تشدد کرتے تھے جو اُن کی حکومت کے دشمن ہوتے تھے اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اہل جاپان نے کسی مذہب سے اُس وقت تک دشمنی نہیں کی جب تک کہ اُس مذہب نے ان کی قومی سلامتی اور اخلاق پر کوئی وار نہ کیا۔"

یہ امر ظاہر ہو جائیگا کہ جن شدائد کا میں ابھی ذکر کرونگا وہ پادریوں نے خود اپنی حرکتوں سے زیادہ تر اپنے اوپر نازل کرائے اور اس امر کے ثبوت میں کہ یہ نتیجہ کچھ میرا ہی اخذ کیا ہوا نہیں ہے میں پادری گرفس کی ایک عبارت یہاں نقل کرتا ہوں جنہوں نے جاپان کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اور اُن کے خیالات اِس

ملک کے بارے میں بہت لحاظ کے قابل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "جس وقت مسیحی فرقوں کے پادری ایک دوسرے کو کلیسا سے سختی کے ساتھ خارج کر رہے تھے اُس وقت اہل کفر سے جو لوگ عقل و دانش رکھتے تھے وہ اِس نئے مذہب کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ مسیحی مذہب کو جو سب سے گہرا زخم پہونچا وہ اُس کو اُس کے دوستوں ہی کی گھر میں پہونچا"

پرتگیزوں کے ذریعہ سے جس وقت جاپان کے دریافت ہونے کی خبر مغرب میں دُور کے مُلکوں تک پہونچی تو اُس زمانہ کے فرقۂ یسوعی کے مشہور و معروف بزرگ سینٹ فرانسس زیویر جن کو ہندوستان کے تجربہ نے اس بات کے کہنے پر مجبور کیا تھا کہ ہند کی قومیں وحشی اور شریر ہیں اور اُن میں نیکی کا مادہ مطلق نہیں ہے، جاپان کے سفر کے لیے کمربستہ ہوئے۔ اور ناشنیدہ دشواریاں اور مشکلیں اُٹھا کر ۱۵۔اگست ۱۵۴۹ء کو سب سے پہلے مسیحی داعی کی حیثیت سے جاپان کے ملک میں وارد ہوئے۔

بدھ مذہب کے عقائد کی عافیت پسندی اور مذہبی رواداری نے جو یہ مذہب اپنے پروہتوں میں پیدا کرتا ہے سنٹ زیوی ار اور اُن کے ساتھیوں کو ملک میں ہر طرح کے گزند سے محفوظ رکھا۔ جن سرداروں کے علاقوں میں وہ داخل ہوئے اُنھوں نے وہاں کے باشندوں میں مذہبی وعظ کہنے کی اُن کو اجازت دیدی اور جاپان کے پروہت فوراً اس بزرگ پادری کے قدموں کے قریب زانوے ادب تہ کر کے اُس نئے مذہب کا وعظ سننے بیٹھ گئے جس کی وہ تلقین کرتا تھا۔

لیکن جب ان پروہتوں کو معلوم ہوا کہ سنٹ زیوی ار میں قلب کی وہ صفائی، انکساری اور رواداری نہیں ہے جن کو جاپانی اپنے محسوساتِ مذہبی میں عزیز رکھتے تھے تو پھر اُن میں اضطراب پیدا ہوا۔ اور اگر بدگمانی اور بداخلاقی کے آثار اِن پروہتو سے پادریوں کی طرف کبھی ظاہر ہوئے تو اُن کا پہلا موقع یہ ہی تھا۔

سینٹ زیوی ار چونکہ سولھویں صدی والے یورپ کے مذہبی تعصبات میں پرورش پا چکے تھے اس لیے ان سے ایسی شدید اور ضرر رساں مذہبی ناروداری ظاہر ہوئی جس کی نسبت اگرچہ ان کے دل میں یہ یقین تھا کہ کفارِ جاپان کے حق میں وہ مفید ہوگی تاہم یہ ناروداری ایسی سخت و درشت ثابت ہوئی کہ جاپانیوں کی خوش اخلاقی اور آدابِ معاشرت کے مقابلہ میں عیسائی مذہب کے جاری رہنے کی کسی کو خواہش نہ ہوسکتی تھی۔ جاپان کے کافروں کو جسقدر یہ بڑا پادری اپنے مذہبی جوش میں بُرا کہتا تھا اُسی قدر جاپانیوں کو اس غیر مذہب کی ظالمانہ خاصیت پر حیرت ہوتی تھی۔ اور جو واقعات اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد بدقسمتی سے ظاہر ہوئے انہوں نے اس بُرے نقش کو جو فرقہ یسوعی کی نصرانیت نے جاپانیوں پر کیا تھا اور بھی پختہ کر دیا۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے کہا جاتا ہے کہ سینٹ زیوی ار نے اس ملک میں ۲۶ مہینے کے قیام میں ۷۶ جاپانیوں کو عیسائی بنایا جن میں چند بڑے بڑے علاقوں کے مالک بھی تھے۔

میرے خیال میں اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ جاپانی علاقہ داروں نے عیسوی مذہب محض دُنیا کے نفع کی امید میں قبول کیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ پرتگیز ولی

سے تعلقات بڑھانے اور اُن کو خوش رکھنے سے اُنہیں دنیا کا نفع حاصل ہوتا رہیگا۔ اُنھوں نے دیکھا تھا کہ مشرقی ملکوں میں پرتگیزی تاجر اپنے پادریوں کو ہر طرح کی مدد پہونچا رہے ہیں۔ اور چونکہ جاپانیوں کے نزدیک تجارت ایک نیا ذریعہ دولت و قوت حاصل کرنیکا تھا۔ اس لیے جاپانی علاقہ داروں کا عیسائی ہونا اِس مراد سے نہ تھا کہ وہ مسیحی بہشت میں داخل ہوں گے بلکہ اس نیت سے تھا کہ غیر ملکوں کے تجارتی جہازوں کو اپنے بندرگاہوں میں لے آئیں گے۔ اماکوسا کے جزیرے میں جو عجیب واقعہ پیش آیا اور جس کا حال خود پرتگیزی پادریوں کے نوشتوں سے اقتباس کیا گیا ہے میری اس رائے میں وثوق پیدا کر دیتا ہے۔ اس جزیرہ میں اُس کے علاقہ دار نے ظاہر کیا کہ وہ عیسائی ہو گیا ہے اور چونکہ صرف اپنا عیسائی ہونا اُس نے کافی نہ سمجھا اس لیے اپنی رعایا کے ہر متنفس کو عیسائی ہو جانے کا حکم دیا۔ لیکن جب عیسائی ہو جانے پر بھی یہی دیکھا کہ پرتگیزوں کے دولت لانے والے جہاز اُس کے جزیرے کے بندرگاہوں میں نہیں آتے تو پھر اس علاقہ دار نے اپنا پرانا مذہب اختیار کر لیا اور اپنے فرمانبردار ماتحت سرداروں کو پھر بدھ مذہب کا پیرو بنا دیا اور یہ حکم بھی دیا کہ اُس کے علاقہ سے تمام پادری نکال دیے جائیں۔

لیکن ان واقعات کی اُس ابتدائی زمانہ کی تاریخ میں کچھ اہمیت نہیں ہے جس میں کہ عیسائی مذہب جلد اور کم و بیش کامیابی کے ساتھ ملک میں اشاعت پا رہا تھا۔ ۱۵۸۲ء میں یعنی سینٹ زیوی ار کے جاپان کے وارد ہونے کے ۳۳ برس کے بعد پادریوں نے اپنے مذہبی سردار کو روما میں اطلاع دی کہ جن لوگوں کو اُنھوں نے جاپان میں عیسائی

کیا ہے وہ تعداد میں ڈیڑھ لاکھ سے کم نہیں ہیں۔

لیکن جو طریقہ پادریوں نے لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کا اختیار کیا تھا گ
شروع میں وہ بہت کامیاب ثابت ہوا لیکن اخیر میں وہ ہی طریقہ اُن کی پوری بربادی
کا بڑا باعث ہو گیا۔ ان پادریوں نے میکیاولی کی سی حکمت عملی اِس طرح اختیار کی تھی کہ
صرف اُن علاقہ داروں کے بندرگاہوں میں پرتگیزی جہازوں کو آنے دیتے تھے جنہوں
نے اپنے عیسائی ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور اِس طرح مال و دولت کی اُس طمع سے
پورا نفع اُٹھاتے تھے جو اِس زمانہ میں جاپان کے بعض چھوٹے مفلس و تنگ دست علاقہ
داروں کی خصلت تھی۔ کیونکہ یہ لوگ دولت کو خانہ جنگیوں میں جو اس وقت جاپان میں
عام تھیں کامیابی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ جو لوگ اس طرح پادریوں کی عیاری کا شکار ہوئے تھے
اُن میں سے بعض لوگ جیسے کہ بنگو کا سردار اوٹوموتھا عیسائی مذہب کے ایسے پُرجوش حامی
بنے کہ بقول ایک عیسائی مصنف کے "یہ سردار بدھ مذہب کے پروہتوں کا تعاقب
اس طرح کرتا تھا جیسے کوئی شخص وحشی درندوں کا شکار کرے اور اپنے علاقوں سے
ان کے قطعاً استیصال کو اُس نے اپنا ایک پُرلطف مشغلہ بنا لیا تھا"

یسوعی پادریوں نے اُن سیاسی تفرقوں سے بھی جنہوں نے ملک میں بدنظمی پیدا
کر رکھی تھی اپنا کام نکالا۔ چنانچہ ان میں سے ایک پادری نے بہت واضح طور پر بیان
کیا ہے کہ ۱۵۷۳ء میں جب ایک جاپانی سردار نے جو عیسائیوں کا طرفدار تھا اپنے
دشمن پر فتح پائی تو یسوعیوں نے کس طرح دورہ کر کے بدھ مذہب کے مندروں

اور اُن کے بُتوں کو توڑ کر زمین پر گرا دیا اور تین جاپانی عیسائی ایسے تھے جو ہر جگہ خدا کے انجیل کا وعظ کہتے پھرتے تھے۔ اس واقعہ میں جس عیسائیوں کے طرفدار جاپانی سردار کا ذکر آیا ہے اُس کا نام سومی ٹاڈا تھا۔ عیسائی ہو جانے کی وجہ سے اُس کے علاقہ میں تجارت کا مال اس قدر آنے لگا کہ وہ کیوشیو کے جزیرہ میں سب سے زیادہ مالدار رئیس ہو گیا۔

مذہبی جور و عقوبت کے یہ تجربے جاپان کی تاریخ میں بالکل نئے تھے اور جب ذم کے ایسے لوگوں نے جو پُرانے طریقوں کو پسند کرتے تھے اِن حرکتوں کو دیکھا تو وہ تحد ہو کر اُس خطرے کے مقابلہ کے لیے جو چوری چھپے اِن کے ملک میں داخل ہوا تھا بالکل یار ہو گئے۔

لیکن اسی زمانہ میں اوڈا نوبوناگا نے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں اپنی قوت کا لہ بٹھانا شروع کر دیا تھا۔ اِس موقع پر نوبوناگا اور اُسکے بعد اسکے جانشینوں کے برسر حکومت ونے سے جاپان میں عیسائی مذہب کی اشاعت نے ایک نیا پہلو اختیار کیا جس کو یادہ تفصیل سے بیان کرنا ہوگا۔

ایک دوسری چیز یسوعیوں سے اسوقت یہ عمل میں آئی کہ جو جاپانی علاقہ دار ن کے زیر اثر تھے انکو ترغیب دی کہ وہ متحد ہو جائیں اور ایک مختصر سی سفارت رپ کو روانہ کریں۔ اس سفارت کو یورپ کے ایسے شہروں میں بھیجا گیا جو رومن کیتھولک ہب کے مرکز تھے جیسے کہ لسبن، میڈرڈ اور روما کے شہر تھے۔ یہ اراکین سفارت

جہاں کہیں پہونچے بڑے تپاک سے اُن کا استقبال کیا گیا۔ غرض اس سفارت کی یہ تھی کہ جاپانیوں کو موقع دیا جائے کہ وہ بچشم خود ان قوموں کی مالی اقبالمندی اور قومی عظمت کو دیکھ لیں جو اُس مذہب کے ماننے والی تھیں جسکا وعظ یسوعی پادری جاپان میں دیا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ امید کرتے تھے کہ سفر یورپ سے عیسائیوں کی جو عظمت ان جاپانیوں کے دل میں قائم ہو گئی تھی اُس سے جاپان میں اُن کے مقاصد بہت کامیاب ہوجائیں گے۔

افسوس ہے کہ یورپ کے ان سب سے پہلے جاپانی سیاحوں کی لکھی ہوئی کیفیتیں باوجود کوشش کے میں نہ دیکھ سکا اور اس کا زیادہ تر افسوس اس وجہ سے ہے کہ مجھکو پورا یقین ہے کہ ان کیفیتوں میں اہل یورپ کی معاشرتی زندگی کی وہ صورتیں بیان ہوئی ہونگی جو اب یورپ میں موجود نہیں ہیں۔ ان کیفیتوں کے پڑھنے سے اُن سازشوں کا علم بھی ہوتا جو اقوام یورپ اُس زمانہ عیسائیت کے تئیں میں کیا کرتی تھیں اور یہ بھی معلوم ہوتا کہ سولہویں صدی عیسوی کے یورپ نے اپنا پر تکلف مگر نیم وحشیانہ جاہ و حشم دکھا کر ان جاپانیوں کے دل پر کیا اثر کیا ہوگا۔

چوتھا باب

داعیان مذہب عیسوی کیساتھ نوبوناگا اور ہیدیوشی کا برتاؤ
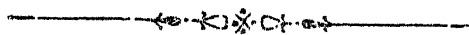
جاپان میں یسوعیان کا وارد ہونا اور مذہب کی اشاعت کے لیے اُن کے کام
بوناگا کی تدریجی ترقی اقتدار کے تقریبًا ہم زمانہ ہیں۔ یہ یسوعی لوگوں کی خوش قسمتی تھی
نوبوناگا کو اس زمانہ میں چند سیاسی وجوہ کی بنا پر بدھ مت کے پروہتوں سے سخت
رت ہوگئی جنہوں نے خانہ جنگیوں سے فائدہ اُٹھا کر جو اُس وقت ملک میں جاری
ں اپنی بڑی بڑی خانقاہوں کو مسلح لشکر گاہ بنا دیا تھا۔ اور نوبوناگا کے دشمنوں
فوجی امداد بھی دی۔ نوبوناگا نے جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے شروع ہی سے
ے کے تمام باغی سرداروں کو مطیع کرنے اور ایک مرکزی حکومت قائم کرنے کا
ادہ اس امید میں قائم کر لیا تھا کہ جاپان کو اندرونی امن و عافیت جس کی اُس کو سخت
رورت تھی نصیب ہو جائے پس جس صورت میں نوبوناگا کے یہ مقاصد تھے تو صاف
اہر تھا کہ وہ ایسے مخالفت کے مقامات کو جیسے کہ بدھ مت کے پروہتوں نے
ئم کیے تھے ہرگز سلامت نہ رہنے دیتا۔

پس نوبوناگا نے وہ تدبیر اختیار کی جو بالعموم ایسے موقعوں پر کارگر ثابت ہوتی ہے یعنی پروہتوں کی ایک جماعت کو پروہتوں کی دوسری جماعت سے بھڑا دیا اور اسی لئے یہ امید کرکے کہ داعیانِ مذہب عیسوی بدھی پروہتوں کے فتنہ انگیز اثرات کے استیصال کا آلہ بن جائینگے۔ نوبوناگا نے ان یسوعی عیسائیوں کا بڑی مدارات سے خیر مقدم کیا۔ اور یہ مدارات ایسی تھی جس کی بابت مجھکو یقین ہے کہ خود یہ عیسائی اُس کے ہرگز متوقع نہ رہے ہونگے۔ غرض اُن کے دل پر نوبوناگا کی مہربانیاں ایسی نقش ہوئیں کہ وہ اُس کی نسبت کہنے لگے کہ "معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس آدمی کو خاص طور پر منتخب کیا ہی کہ ہمارے دین کی اشاعت کا رستہ نکالے۔"

لیکن بہت جلد معلوم ہوگیا کہ نوبوناگا کے نزدیک عیسائی مذہب کے معنی اس سے زیادہ نہ تھے کہ وہ اُس کو ایک ذریعہ اپنی سیاسی مقاصد کی تکمیل کا سمجھے۔ کیونکہ جب ۱۵۷۹ء میں نوبوناگا کو معلوم ہوا کہ جاپانی علاقہ داروں میں سے ایک علاقہ دار جو عیسائی ہوچکا تھا اُسکی حکام برداری پسند نہیں کرتا۔ تو اُس نے فوراً کیوٹو میں جسقدر یسوعی موجود تھے اُنکو جمع کیا اور صاف صاف ایسے لفظوں میں جن میں غلطی کا احتمال نہ ہوسکتا تھا کہدیا کہ اگر باغی علاقہ دار کو وہ اُس کا زیادہ مطیع اور فرمانبردار نہ بنائینگے تو وہ اُن کے مذہب کو مٹا دیگا اور ملک سے اُن کو نکال دیگا۔

لیکن عیسائی مذہب کی حیرت انگیز اشاعت کا انحصار اس زمانہ میں محض ایسے مقتدر اور با اثر لوگوں کی مہربانی پر نہ تھا جیسے کہ نوبوناگا تھا۔ اس حیرت انگیز اشاعت

کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ جاپانیوں کو جن کی طبیعت بالعموم مذہبی نہیں ہے عیسائی مذہب اور اپنے بدھ مذہب کی ظاہری نمایشوں میں مقابلۃً ایسا بڑا فرق معلوم نہ ہوا ہوگا جیسا کہ اسلام اور رومن کیتھولک مذہبوں میں باہمی محسوس کیا جاتا ہے۔ عیسائیوں کا ناقوس، ان کے پادریوں کا لباس، خوشبوؤں کا جلانا، بتوں کا پوجنا یا اور ساز وسامان جو رومن کیتھولک مذہب میں انسان کے حواس پر اس قدر اثر کرتے ہیں اُسی قسم کے تھے جن کو جاپانی بدھ مذہب میں دیکھنے کے عادی تھے۔ یہ امر یقینی ہے کہ جاپانیوں میں زیادہ تر لوگ جو یسوعی پادریوں کا وعظ سنتے تھے ایسے تھے جن کے دل میں ایک لمحہ کے لیے بھی یہ خیال نہیں گزرا تھا کہ اُن کے ملک میں کوئی نیا عنصر ایسا سرایت کر رہا ہے جو اکثر باتوں میں اُن کے سابقہ عقاید کے بالکل خلاف ہے۔

علاوہ برایں جو ذوق وسرگرمی، صبر واستقلال اسوقت اور بعد کو یسوعیوں سے عمل میں آتے رہے، اُنہوں نے دلیر وہمت پرست جاپانیوں کے دل پر نہایت قوی اثر پہنچایا ہوگا۔ اور یہ اثر اُس خود غرضی اور عیش پرستی کے مقابلہ میں جو اُن کے بدھی پروہتوں میں اس وقت پیدا ہو گیا تھا اور بھی زیادہ تر تیز ہو کر ظاہر ہوا ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ جب ۱۵۸۲ء میں نوبوناگا کی جگہ اُس سے بھی بڑا شخص ہیڈی یوشی جانشین ہوا تو اُس نے بھی اپنی حکومت کے شروع میں چند سال تک عیسائیوں پر لطف وکرم اور اُن کی رسائی کا وہی طریقہ جاری رکھا جو نوبوناگا کے زمانہ میں رہا تھا۔ لیکن جب ان داعیان نصرانیت کی سیاسی کارروائیوں سے اُس کے دل میں

بدگمانی پیدا ہوئی تو پھر جاپان میں اُن کی موجودگی پر پہلی بار وہ علامات بےچینی کی اُس سے ظاہر ہوئیں جنہوں نے بہت جلد ایسے تشدد کی شکل اختیار کی جس کی کوئی مثال جاپان کی تاریخ میں نہ تھی۔ اور یہ تشدد ایسا تھا کہ جن پر گزرا ہوگا اُن کو اُن قدیم عیسائیوں کی مصیبتیں یاد آنے لگی ہونگی جن پر روما کے بت پرستوں نے کسی وقت میں ظلم و ستم کیے تھے۔

شروع میں ہیڈی یوشی نے یسوعیوں کو صرف گرجا بنانے یا سکونت کے لیے زمینیں ہی نہیں دی تھیں بلکہ بہت سے جاپانیوں کو جو عیسائی ہو گئے تھے بڑے بڑے مناصب جلیلہ پر ممتاز کیا تھا۔ ۱۵۸۶ء میں یسوعی جبکہ وہ اپنے معاملات کو ایسی اچھی حالت اور غیر مترقبہ خوشحالی میں دیکھ رہے تھے لکھتے ہیں کہ "ہیڈی یوشی اپنے خزانے اور اپنی راز کی باتیں اور اپنے مہتم بالشان قلعے عیسائیوں کو امانتاً سپرد کر رہا ہے۔ اور اس بات پر اظہار خوشنودی کرتا ہے کہ بڑے بڑے سردار جو اس کی مصاحبت میں رہتے ہیں اُنکے لڑکے ہمارے رسم و رواج اور مذہب کو اختیار کریں۔ اُس کے چند سال کے بعد یسوعیوں کی زیادہ مدارات کی غرض سے ہیڈی یوشی نے اُن کو اجازت دیدی کہ ملک میں جہاں چاہیں اپنے مذہب کا وعظ کریں اور اس سے بھی بڑھکر مہربانی اُن پر یہ کی کہ ہر قسم کا محصول اُن کو معاف کر دیا۔

لیکن ۱۵۸۷ء میں جبکہ ہیڈی یوشی جزیرہ کیوشیو کو بالکل اپنا مطیع بنانے میں قطعی کامیاب ہو گیا اور یہ جزیرہ وہ تھا جو جاپان میں یسوعیوں کی کوششوں کا سب سے پہلا مرکز

تھا اور جہاں جاپانی عیسائی بکثرت آباد تھے تو پھر ان تمام مہربانیوں کی جگہ جو بستک عیسائیوں پر ہوتی رہتی تھیں وہ سختیاں اختیار کی گئیں جنہوں نے نصرانیت کو ملک سے تقریباً مٹا دیا۔

عیسائی مذہب کی طرف سے ہیڈی یوشی کی طبیعت میں ایسی سخت تبدیلی ہونے کے وجوہ ایک یسوعی نے جس کا نام فرواز تھا اپنے ایک خط میں جو ۱۵۹۰ء میں لکھا گیا اس طرح بیان کی ہیں۔ ہیڈی یوشی کے عہدہ داروں میں سے ایک شخص نے یہ بات معلوم کی تھی کہ پادری اپنی کوششوں کا زیادہ تر حصہ شرفاء کو عیسائی بنانے میں صرف کر رہے ہیں اور اس وجہ سے اس عہدہ دار کو یہ یقین ہو گیا کہ ان پادریوں کا یہ حیلہ کہ وہ لوگوں کی روحوں کو عذاب سے بچانا چاہتے ہیں محض جاپان کو فتح کرنے کی ایک ترکیب ہے۔ فرواز لکھتا ہے کہ اس عہدہ دار نے جہاں تک ممکن تھا اس امر کی کوشش کی کہ ہیڈی یوشی کو پادریوں کی طرف سے بدگمانی پیدا ہو جائے لیکن ہیڈی یوشی پہلے ان باتوں پر ہنستا رہا مگر جب وہ اپنی لڑائیوں کے زمانہ میں کیوشیو کے جزیرہ میں پہنچا اور بچشم خود دیکھا کہ کس قدر متعدد سردار مع اپنے ماتحتوں کے عیسائی ہو گئے ہیں اور اُن میں کس قدر باہمی اتحاد و یکجہتی ہے اور وہ اپنے پادریوں کے کیسے خدمت گزار ہیں تو پھر وہ اُن باتوں کو جو یسوعی عیسائیوں کے خلاف اُس سے کہی گئی تھیں یاد کرنے لگا۔ اور اب ہیڈی یوشی کو خیال ہونے لگا کہ عیسائی مذہب کی اشاعت سلطنت کی سلامتی کے لیے مخدوش ہے۔

ہیڈی یوشی کے دل میں اگر ایسا خیال گزرا تو یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ
کیوشیو کے جزیرہ میں جو جاپان میں عیسائیت کا پہلا مرکز تھا نہ صرف جاپانیوں کے من
اور اُن کے اکثر بُت مسمار کر دیے گئے تھے بلکہ بڑے بڑے سرداروں نے اپنی رعایا کو ا
عیسائی ہونے پر مجبور کیا تھا اور رعایا عام طور پر یسوعیوں کو اِس نظر سے دیکھنے لگی تھی ک
گویا وہ دیوتا ہیں۔

ان باتوں کو دیکھکر ہیڈی یوشی جیسے شخص کو ضرور اپنے سے پہلے شوگن کا زمانہ یا
آگیا ہوگا جس میں بدھ مذہب کے پروہتوں نے ایک سلطنت کے اندر دوسری سلطنت
پیدا کرنے کی ایسی سخت کوشش کی تھی کہ کامیابی میں تھوڑی ہی کسر باقی رہگئی تھی۔
اور اسی بنا پر اس کو یہ خیال بھی ضرور گزرا ہوگا کہ اگر ملک میں خود اپنی حکومت ایسی قائم
کرنی ہے کہ کسی کو اُس کے مقابلہ کی مجال نہ رہے تو پھر یسوعیوں کے خلاف سخت
تدابیر اختیار کرنی ضروری ہیں کیونکہ اُن کے اثر سے ملک کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

اسی غرض سے ہیڈی یوشی نے پادریوں کے افسر سے حسب ذیل سوالات کا
جواب طلب کیا۔

"کس کے حکم سے اُس نے اور اُس کے ہمراہی داعیان یسوعیت نے جاپانی
رعایا کو عیسائی ہونے پر مجبور کیا؟

کیوں اُس نے اپنے مقلدوں اور اپنے کا...نوں کو مندروں کے مسمار کرنے
کی ترغیب دی؟

کیوں اُنھوں نے بُدھی پروہتوں پر جبر و تشدد کیا؟

کیوں اُنھوں نے اور دیگر پرتگیزوں نے ایسے جانوروں کو کھایا جو آدمیوں کے لیے بکار آمد ہیں جیسے کہ گائے اور بیل؟

کیوں اُنھوں نے اپنی قوم کے سوداگروں کو تجارت کی اجازت دی کہ وہ جاپانیوں کو خریدیں اور اُن کو غلام بنا کر غیر ملکوں میں فروخت کریں؟

ان سوالوں کے جواب میں یسوعیوں نے ہیڈی یوشی کو جواب دیا کہ نہ اُنھوں نے کبھی بُدھی پروہتوں پر دوسروں کو تشدد کرنے کی ترغیب دی اور نہ خود اُن پر کسی قسم کا ظلم کیا۔ رہا گائے کا گوشت کھانا تو اس کے متعلق اگر حکم ہوگا تو آئندہ اُس سے پرہیز کیا جائیگا۔ جاپانیوں کو خریدنے کے الزام کی نسبت اُنھوں نے اقبال کیا کہ یسوعی بحیثیت مجموعی اتنے طاقتور نہیں ہیں کہ وہ اپنے ہموطنوں کو ایسے ظالمانہ حرکتوں سے باز رکھ سکیں۔

جب یہ جوابات ہیڈی یوشی کے پاس پہنچے تو اُس نے اُن کو پڑھا اور یسوعیوں کو حکم دیا کہ جاپان سے نکل جائیں۔ اس کے دوسرے ہی دن ۲۵۔جولائی ۱۵۸۷ء کو اُس نے ذیل کے مضمون کا ایک فرمان جاری کیا۔

"اپنے وفادار مشیروں سے اطلاع پاکر کہ غیر ملک کے داعیانِ مذہب ہمارے علاقوں میں آگئے ہیں اور وہاں وہ ایسے مذہب کا وعظ کہتے ہیں جو جاپانیوں کے طریقے کے خلاف ہے اور اُنھوں نے یہاں تک جسارت کی ہے کہ جو مندر ہمارے

کامی اور ہوٹوکی کے نام سے معنون تھے اُن کو مسمار کر دیا ہے۔ باوجودیکہ یہ جرائم سزائے موت کے مستوجب ہیں تاہم اُن پر رحم ظاہر کرنے کی خواہش رکھتے ہوئے ہم حکم دیتے ہیں کہ یہ لوگ بیس دن کے اندر جاپان سے باہر ہو جائیں ورنہ اُن کو قتل کی سزا دیجائیگی اس بیس دن کے اندر اُن کو کوئی نقصان یا گزند نہ پہنچایا جائیگا۔ لیکن اس مدت کے ختم ہونے پر اگر کوئی شخص ان میں سے ہمارے علاقوں میں نظر آئے گا تو ہمارا حکم ہے کہ اس کو گرفتار کر کے سنگین سے سنگین مجرم کی طرح سزا دیجائے۔ پرتگیزی سوداگروں کے بارے میں ہم ان کو اجازت دیتے ہیں کہ ہمارے بندرگاہوں میں وہ داخل ہوں اور وہاں جو تجارت اب تک وہ کرتے رہے ہیں اُس کو جاری رکھیں۔ اور وہ ہمارے علاقوں میں رہیں بشرطیکہ ہمکو اس کی ضرورت ہو۔ لیکن کسی مذہب پھیلانے والے کو اس ملک میں لانے کی ہم ان کو ممانعت کرتے ہیں۔ اگر ایسا کرینگے تو اُن کے جہاز اور اُن کے مال کی ضبطی عمل میں لائی جائے گی"۔

اِس فرمان کی عبارت سے ظاہر ہے کہ ہیڈی یوشی اگرچہ عیسائی پادریوں کو جاپان سے فوراً خارج کرنے پر آمادہ تھا لیکن پرتگیزی سوداگروں سے جو تاجرانہ تعلقات ہو گئے تھے ان کو بھی جاری رکھنا چاہتا تھا۔ اگر پادری پابند قانون رعایا بن کر اس فرمان کی تعمیل کرتے تو وہ خود اور جاپان اُن مصیبتوں سے بچ جاتا جو اِن پادریوں کی خلاف عقل نافرمانی سے پیش آئیں۔ لیکن برخلاف اس کے پادریوں نے قطعی ارادہ کر لیا کہ جاپان سے وہ ہرگز نہ نکلیں گے۔ چند پادری البتہ چین چلے گئے تاکہ وہاں عیسائیت

کی اشاعت کریں لیکن زیادہ تر پادری اُن سرداروں کے علاقوں میں جو عیسائی ہو چکے تھے پھر چلے آئے اور اپنا کام اس طرح شروع کر دیا کہ گویا اُس کے خلاف کوئی حکم جاری ہی نہیں ہوا تھا۔

لیکن ہیڈی یوشی بڑا صاحب تدبر تھا۔ باوجود یکہ پادریوں نے خود اُس کے ملک میں اُس کے فرمان کو کچھ نہ سمجھا تھا مگر اُس نے ملک کے نفع کے خیال سے بجز گرجاؤں کو منہدم کرنے کے اور کوئی زیادتی سردست نہ کی۔

اس واقعہ کے قلیل عرصہ کے بعد ہیڈی یوشی نے یہاں تک گوارا کیا کہ ایک پرتگیزی سفارت کا پیش ہونا منظور کر لیا جو اس امر کی اطلاع دینے کے لیے روانہ کی گئی تھی کہ اگر پادریوں کو جاپان میں رہنے کی اجازت نہیں دیجائے گی تو پھر پرتگیزی سوداگر بھی جاپان کے بندرگاہوں میں نہیں آئیں گے جس وقت ہیڈی یوشی کو یہ پیغام دیا گیا تو اُس کو یہ گوارا نہوا کہ پرتگال سے تجارت جس سے ملک میں دولت آتی تھی بند کر دے۔ پس وہ اس بات پر رضامند ہو گیا کہ یسوعی پادریوں کی ایک محدود تعداد ملک میں موجود رہ سکتی ہے۔

تاریخی ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۹۵ء میں یعنی ہیڈی یوشی کے فرمان جلاوطنی کے ۸ برس بعد جاپان میں تین لاکھ عیسائی موجود تھے جن میں جاپانی جاگیرداروں کی تعداد ، اسے کم نہ تھی اگر اس وقت بھی یسوعی لوگ جاپان کے فریقی نزاعات میں دخل دینے سے پرہیز کرتے تو اُن کو بہت نقصان نہ پہونچتا لیکن غیر مذہب والوں کو عیسائی بنانے کے شوق اور مذہبی ناروا داری نے اُن کو اندھا کر دیا تھا اور جو واقعات

پیش آچکے تھے اُن سے اُنہوں نے مطلق سبق نہ لیا تھا۔

اس امر کے سمجھنے کے لیے کہ ان پادریوں سے اس قسم کا شدید اصرار کیوں ظاہر ہوا یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ۱۵۴۰ء میں جس وقت اگنےشس لائے اولانے "انجمن یسوع" قائم کی تو عیسوی دنیا نے غیر مذہب والوں کو اپنے دین میں لانیکا دلیرانہ کام پھر اپنے ذمہ لے لیا اور وہی لڑنے مرنے کا جوش ان میں زندہ ہو گیا۔ جس نے اب سے پہلے بارھویں صدی عیسوی میں عیسائی ملکوں کے نوجوانوں کو مجبور کیا تھا کہ صلیبی سپاہیوں کا لباس پہنکر فلسطین کے جنگلوں میں داخل ہوں تاکہ مسلمانوں کو غارت کریں اور مسیح کے روضہ مقدس کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالیں۔ فرق صرف اس قدر رہا کہ صلیبی لڑنے والے صرف اپنے بازو کی قوت اور ہتیاروں کے وزن پر اپنی کامیابی کو مبنی سمجھتے تھے اور یسوعیوں کو یہ امید تھی کہ وہ محض اپنے طور اور طریقوں سے اور اُن سخت قواعد کی پابندی سے جو اُنہوں نے اپنے لیے جاری کیے تھے کامیابی حاصل کریں گے۔ اُنہوں نے اپنے کاموں سے ثابت کر دیا کہ کوئی خطرہ ان کے لیے بہت بڑا نہ تھا اور کوئی سزا ان کے لیے زیادہ سخت نہ تھی۔ جن لوگوں کے دلوں میں یہ آرزو تھی کہ غیر مذہب والوں کو عیسائی بنائیں اُن کے لیے ہند چین اور جاپان اِس قسم کے بت پرست ملک تھے جہاں جلال حاصل کرنے کی اُن کو بہترین امید ہو سکتی تھیں۔

لیکن تعصب جو شکل چاہے اختیار کرے، خواہ وہ مذہبی ہو اور خواہ سیاسی

ہمیشہ آپ ہی اپنے زوال اور تباہی کا باعث ہوا کرتا ہے۔ ابتدائی زمانہ میں یسوعیوں کو جو کامیابی جاپان میں ہوئی اس سے دوسرے عیسائی فرقوں کے پادریوں میں مثلاً فرانسسکن اور ڈومینکین میں رشک وحسد پیدا ہوگیا۔ اور جب اُنھوں نے سُنا کہ ہیڈی یوشی نے یسوعی پادریوں کے اِستخراج کا حکم جاری کیا ہے تو اُنھوں نے خیال کیا کہ اب ان کو بھی مذہب کے لیے جسمانی اذیتیں اُٹھانے کا موقع دیا گیا ہے تاکہ ان اذیتوں کو اُٹھا کر ثابت کردیں کہ دین عیسوی کے پھیلانے کا جو جوش ان میں ہے وہ یسوعی پادریوں کے جوش سے کم نہیں ہے۔

غرض اس طرح ڈومینکین اور فرانسسکن طبقوں کے اسپینی پادری بھی جو جزائر فلی پائن میں آباد ہوگئے تھے اور یہ جزیرے اس وقت اسپین کے زیر حکومت تھے تبلیغ مذہب کے میدان میں ایسے جنوں کے ساتھ اُتر آئے جس کا سمجھنا ہم بیسویں صدی کے آدمیوں کو مشکل ہے اور علانیہ اُن حاکموں کی نافرمانی شروع کردی جو جاپان پر حکومت رکھتے تھے۔ کسی کم درجہ کے آدمی نے نہیں بلکہ خود جزائر فلی پائن کے اسپینی گورنر نے یہ عجیب کمینہ پن کی چال چلی کہ چند فرانسسکن پادریوں کو بطور ملکی سفیروں کے ہیڈی یوشی کے پاس بھیجا اور اس طرح جاپان میں فرانسسکن پادریوں کے داخل ہونے کی اجازت حاصل کرلی۔ اب یہ جھوٹے سفیر اس سے بھی زیادہ سفاہت کے مرتکب ہوئے۔ اُنھوں نے ہیڈی یوشی کو خوش کرنے کے لیے کمینے پن سے یہ بات قسم کھا کر کہی کہ جزائر فلی پائن کے لوگ ہیڈی یوشی کو اپنا حاکم بالادست قبول کرنے کو تیار ہیں لیکن زیادہ

مدت نہ گزری تھی کہ یہ سفیر اپنے اصل رنگ میں ظاہر ہو گئے اور ایسے بے باک ہوئے کہ اُنھوں نے ملک میں گرجا بنانے شروع کر دیے اور اپنے مذہب کا علانیہ وعظ کہنے اور دیگر مذہبی رسوم ادا کرنے لگے۔ یہ فرانسسکن پادری یسوعی پادریوں کی کم ہمتی پر ہنستے تھے کیونکہ یسوعی پادری اب عشاء ربانی اور دیگر مذہبی رسوم پوشیدہ طریقہ پر ادا کر کے ہیڈی یوشی کے فرمان کی قدرے قلیل تعمیل کر لیا کرتے تھے لیکن ہیڈی یوشی نے جس سے کوئی بات چھپی نہ تھی اُس رواداری کے ساتھ جو تمام بڑے بڑے مدبران سلطنت کی خصوصیات سے ہوتی ہے چشم پوشی کر کے اس حالت کو بھی جس طرح وہ جاری تھی جاری رہنے دیا۔

جس وقت میں جاپانیوں کی اس رواداری کا مقابلہ اُن مصائب سے کرتا ہوں جو مذہبی ناروا داری اُس زمانہ میں عیسوی یورپ میں پیدا کر رہی تھی تو مجھکو نہایت حیرت ہوتی ہے اور جاپانیوں کی فراست پر بیحد تحسین کرتا ہوں کہ اُن سے متواتر ایسا تحمل ظاہر ہوتا رہا جو اُس زمانہ میں عیسائی مذہب تو دلپنے فرقوں کے ساتھ ظاہر نہ کرتا تھا۔ علو ہمتی کا یہ عجیب اظہار جس کی نسبت گو کہا جاسکتا ہے کہ اُس کی بنیاد مالی نفع کی اُمید پر قائم کی گئی تھی تاہم اُس زمانہ کی تعریف میں اس کی مثال نہیں ملتی لیکن انتقام کا زمانہ بھی قریب آرہا تھا۔ اور جلد دیکھنے میں آیا کہ اُسی مذہبی رواداری کی جگہ جس کو میں بیان کر چکا ہوں اور جسے جاپانی قوم کی تاریخ کا نہایت شاندار کارنامہ سمجھنا چاہیے آیندہ دوسو برس تک عیسائی پادریوں پر شدت سے ظلم وستم ٹوٹتے رہے۔

۱۵۹۶ء عیسوی میں ایک اسپینی جہاز ساحل جاپان کے قریب ٹوٹ گیا۔ چونکہ
س میں بہت قیمتی مال موجود تھا اس لیے جاپانی اہلکاروں نے ہیڈی یوشی کو جہاز پر
بضہ کرنے کی صلاح دی اور اُس کے ساتھ ہی یہ اطلاع بھی دی کہ فرانسسکن پادریوں
نے جو پہلے سفیر بن کر آئے تھے اب کس طرح ملک میں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے اور
ہیڈی یوشی کے احکام کے بالکل خلاف وہ کس طرح اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔
س جہاز کا نام "سان فلیپ" تھا۔ فوراً فرانسسکن پادریوں کی گرفتاری اور جہاز کی ضبطی
کا حکم جاری ہوا جہاز کے کپتان نے کوشش کی کہ دنیا کے ایک نقشہ پر یہ بتا کر کہ اہل
اسپین کے مقبوضات کسقدر متعدد و وسیع ہیں جاپانی اہلکاروں کو ڈرا دے لیکن جب
جاپانیوں نے پوچھا کہ اسپین جو ایک چھوٹا سا ملک ہے وہ اسقدر بڑے ملکوں پر قبضہ کرنے
میں کیونکر کامیاب ہوا تو کپتان نے بدقسمتی سے یہ جواب دیا کہ "ہمارے بادشاہ جن ملکوں
کو فتح کرنا چاہتے ہیں پہلے اُن میں وہ اپنے پادری بھیجتے ہیں جو لوگوں کو ہمارا مذہب
قبول کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور جب وہ اس کام میں خوب ترقی کر لیتے ہیں تو پھر
فوجیں بھیجی جاتی ہیں کہ ملک کے ان لوگوں سے مل کر جنہوں نے ہمارا مذہب قبول
کیا ہے، سازش کریں۔ اس کے بعد جو کچھ باقی رہتا ہے اُس کو انجام دینے میں ہمارے
بادشاہوں کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔"

بیان میں اسقدر صفائی گو اخلاقاً قابل تحسین ہو مگر عیسائیت پر اُس نے بڑی بلا
نازل کر دی اُس نے جاپانیوں کی آنکھیں اس بڑے خطرے کو دیکھنے کے لیے کھول دیں

جو اُنہوں نے اپنے گرد و پیش پیدا کر لیا تھا۔ اب وہ بدگمانیاں جن کی طرف توجہ کم ہو گئی تھی پھر تازہ ہو گئیں۔ اور جاپانیوں کو ایک معقول وجہ مل گئی کہ وہ عیسائی مذہب اور عیسائی مذہب کی اشاعت کے متعلق جسقدر کام تھے اُن کو نیست و نابود کر دیں اور اس کا خیال تک نہ کریں کہ وہ کوئی نازیبا حرکت کر رہے ہیں۔

جس وقت اس کپتان کی گفتگو ہیڈی یوشی کو سنائی گئی تو اُس کے غصہ کی انتہا نہ رہی۔ فوراً احکام جاری ہوئے کہ فرانسسکن پادریوں کے ناک اور کان کاٹ ڈالے جائیں اور اُن کو شہنشاہی شہر کیوٹو کے بازاروں میں گشت کرا کے صلیب پر چڑھا دیا جائے۔

اس طرح جاپان میں عیسائیوں کا پہلا قتل شروع ہوا۔ ہیڈی یوشی نے اپنی قوم کے سامنے اپنے اس کام کی وجوہ حسب ذیل بیان کیں "میں نے ان غیر ملک والوں کے ساتھ اس برتاؤ کا حکم اس لیے دیا ہے کہ یہ لوگ جزائر فلی پائن سے جاپان میں یہ ظاہر کر کے آئے کہ وہ سفیر ہیں درآں حالیکہ وہ سفیر نہ تھے اور یہ حکم اس لیے دیا کہ وہ یہاں بغیر میری اجازت کے مدت تک سکونت رکھتے رہے اور باوجود میری ممانعت کے اُنہوں نے یہاں گرجا تعمیر کیے اور اپنے مذہب کی تلقین کی اور فتنے و فساد پیدا کیے"۔

لیکن شہادت پا کر بہشت میں داخل ہونے کا شوق اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ یہ پادری جاپان سے نہ نکلے اور چھ فرانسسکن اور تین جاپانی یسوعی اور ۱۷ دیسی عیسائی فوراً قتل کر دیئے گئے۔ ان لوگوں نے اپنی جانیں نہایت صبر و استقلال کے ساتھ دیں۔ زیادہ تر یسوعی ملک کے اندرونی حصوں میں اپنے دوستوں کے ہاں روپوش ہو گئے۔ اور امید

کی کہ اِس وقت جو طوفان اُٹھا ہے یہ بھی کسی طرح فرو ہو جائیگا یہی وجہ تھی کہ ۱۵۹۶ء کے اوائل میں ہیڈی یوشی نے اُن کے قطعی استخراج کے لیے زیادہ مستحکم تدابیر اختیار کرنے کے احکام جاری کیے جس کی تعمیل میں بہت سے گرجا منہدم کر دیے گئے اور ناگاساکی کے حاکم نے جس قدر پادری مل سکے ان سب کو ملک بدر کرنے کی غرض سے ایک جگہ جمع کر لیا۔ لیکن دفعتاً خبر آئی کہ ہیڈی یوشی کا انتقال ہو گیا۔ یسوعیوں کو جو خوشی اس طرح دفعتاً رہائی پانے سے ہوئی ہو گی اس کا تصور کرنا ممکن ہے بیان کرنا ممکن نہیں۔ اور اس طرح عین وقت پر خدا کی رحمت ظاہر ہونے کا جو شکریہ اُنھوں نے ادا کیا ہو گا اُس میں نہایت خضوع و خشوع ہو گا۔

پانچواں باب

داعیانِ مذہبِ عیسوی کا ملک سے نکالا جانا

جب ہیڈی یوشی نہ رہا تو پھر ای ئے یاسو جاپان میں اصلی اقتدار کا تنہا مالک ہو گیا اس بڑے مدبر کے پہلے چند سال اس مقابلہ کو دور کرنے میں گزرے جو فرزند ہیڈی یوشی کے ہواخواہوں کی طرف سے ظاہر ہوا تھا۔ لیکن سیاست اور تدبیر جنگ دونوں میں ہیڈی یوشی ایسا اُستاد کامل تھا کہ سیکی گاہارا کی فیصلہ کن لڑائی میں جو ۲۱ اکتوبر ۱۶۰۰ء کو پیش آئی اُس نے اپنے دشمنوں کی متفقہ قوت کو بالکل شکست دیدی۔

اس لڑائی سے جس کو بقول ایک انگریزی مورخ جاپان کے دنیا کی فیصلہ کن لڑائیوں میں سے ایک لڑائی سمجھنا چاہیے صرف یہ ہی نتیجہ نہیں ہوا کہ ملک میں جو خانہ جنگیاں ہمیشہ سے چلی آتی تھیں وہ دفعتاً خاتمہ کو پہونچیں بلکہ ای ئے یاسو کو اُس شوگنی حکومت کی بنیاد ڈالنے کی قوت حاصل ہو گئی جو اُس کے خاندان میں بلا مقابلہ و مزاحمت اُس زمانہ تک قائم رہی جب کہ ۱۸۶۸ء میں سلطنت کے اختیارات شہنشاہ کو واپس کیے گئے۔

توکوگاوا ای ئے یاسو کے کارناموں سے مجھکو ذاتی طور پر دلچسپی ہے کیونکہ میرے

عنایت فرمایوری سادا ٹوکوگاوا یعنی موجودہ مارکوِس ٹوکوگاوا فرزندِ وحید اُن ہی کی اولاد سے ہیں اور اُنھوں نے میرے حال پر وہ عنایات فرمائیں جن کو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ جن امور کی تحقیقات مجھکو درپیش تھی اس میں اُنھوں نے بہت دلچسپی ظاہر فرمائی اور میرے کام میں آسانی پیدا کرنے کے لیے دوسروں تک اپنا اثر پہونچایا۔ فی الواقع یہ انہی کی توجہ کا نتیجہ تھا کہ جاپان کے چند رؤسا عظام سے جب میں ملا تو وہ نہایت ہی اخلاق و مدارات سے میرے ساتھ پیش آئے اور اُنکا یہ حسنِ اخلاق ایسا تھا کہ غیر ملک کے بیشمار لوگوں نے مجھکو یقین دلایا کہ کبھی اُن کے ساتھ ایسے اخلاق کا برتاؤ نہیں کیا گیا۔

جب ای اے یاسو اپنے تمام سخت دشمنوں کو مغلوب کر چکا تو شہنشاہ نے سنہ ۱۶۰۳ء میں باضابطہ طور پر اُس کو شوگن کا خطاب عطا فرمایا۔ گو ای اے یاسو نے اس غرض سے کہ سیاسیات کی رہبری میں اُس کا ہاتھ زیادہ کھُلا رہے سنہ ۱۶۰۵ء میں اپنے لڑکے ہی دے تا کو اپنا جانشین بناکر خود اس عہدہ سے علیحدگی اختیار کی لیکن ملک کا حاکم درحقیقت وہ ہی رہا۔

عیسائیوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں جس طرح اوڈانوبوناگا نے بیوعیوں کو بُدھی پروہتوں سے بھڑا دیا تھا تاکہ ان پروہتوں کا زور ٹوٹ جائے اسی طرح ای اے یاسو نے فرانسسکن طبقے کے اسپینی پادریوں کو بیوعیوں سے بھڑا کر بیوعیوں کا زور توڑنے کی کوشش کی۔ یہ ہی مقصد تھا جس کی وجہ سے اُس نے اسپینی پادریوں پر دفعتًہ خلاف توقع مہربانی ظاہر کرنی شروع کی۔ اگر ہیدے یوشی اس طرح دفعتًہ نہ مرجاتا تو یہ لوگ کبھی کے

ملک سے نکال دیے گئے ہوتے۔

ای اے یاسو کی خواہش تھی کہ اسپین کا تجارتی مال جاپان کے بندرگاہوں میں آنے لگے۔ اور اُس کی یہ خواہش پوری ہوجاتی اگر اسپینی پادری اس برتاؤ سے جو یسوعیوں کے ساتھ ہوچکا تھا نصیحت پکڑتے۔ لیکن اُنھوں نے یسوعی پادریوں کے ساتھ اُسی ناروا داری اور سختی کا طریقہ اختیار کیا جو یسوعیوں نے پہلے بُدھی پروہتوں کے ساتھ کیا تھا۔ اور اس طرح ایسی تمام مذہبی و سیاسی منافستے جو عیسائی فرقوں اور قوموں میں نہ صرف یورپ میں بلکہ اور ملکوں میں بھی جاری تھے۔ جاپان میں پیدا کردیے۔ اس باہمی ناروا داری کا اور جو فریقی مباحث اس ناروا داری نے پیدا کیے اُن کا نتیجہ صرف یہ ہی نہیں ہوا کہ سترھویں صدی عیسوی میں عیسائی مذہب کی اشاعت کا جاپان میں خاتمہ ہوگیا بلکہ یہ نتیجہ بھی ہوا کہ تقریباً ڈھائی سو برس تک غیر ملک کے لوگ جاپان میں داخل نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد ۳۹ برس کی تاریخ عیسائیت کے اس تدریجی استیصال کی تاریخ ہے جو ٹوکوگا واشوگنوں سے عمل میں آیا۔

ایک اور قوم بھی اس موقع پر جاپان میں ظاہر ہوئی۔ یہ قوم گو عیسائی تھی مگر اس کا برتاؤ ایسا تھا جس نے عیسائی مذہب کو جاپان سے اور بھی جلد رخصت کرادیا۔ یورپ میں ولندیزی قوم نے اسپین والوں کی حکومت کا جُوا اپنی گردن سے اُتار پھینکا تھا۔ اور وہ اِس وقت رومن کیتھولک قوتوں سے ایک نہایت ہی سخت کشمکش میں مبتلا تھی کہ جس طرح ہو اپنی آزادی قائم اور محفوظ کرلے۔ پس ولندیزیوں نے اپنا مقصد یہ قرار

دیا کہ جہاں تک اُن کے بس میں ہو مشرق میں پرتگیزوں کی تجارت کے ذریعوں کو کمزور کردیں۔ سنہ ۱۶۰۰ء میں ولندیزیوں کا ایک جہاز جاپان کے سمندر میں آیا جس وقت یسوعیوں کو معلوم ہوا کہ یہ جہاز اُن کے جانی دشمنوں کا ہے تو اُنہوں نے ولندیزیوں کو بحری قزاق بتا کر جہاں تک ممکن تھا جاپانیوں کو ان کا مخالف بنانا چاہا۔ لیکن ای لے یاسو اس قدر دانشمند تھا کہ وہ اس دھوکے میں نہ آیا۔ اور ولندیزیوں کے داخلہ سے ایک اور ذریعہ اپنے مقاصد کی تکمیل کا اُس کو حاصل ہوگیا۔

ولندیزی جہاز پر ایک انگریز تھا جس کا نام وِل ایڈم تھا۔ اس شخص کی صاف باطنی اور راست گوئی نے ای لے یاسو پر ایسا اچھا اثر کیا کہ اُس نے وِل ایڈم کو صرف ایک چھوٹا سا علاقہ ہی نہیں دیا بلکہ اُس کو گورنمنٹ کا خاص سفینہ ساز بھی مقرر کر دیا۔ اسی انگریز کے ذریعہ سے ای لے یاسو کو جاپان سے باہر کی دنیا کے حالات و معاملات سے پہلے بار آگاہی ہوئی۔ وِل ایڈم کی قبر اب تک جاپان میں موجود ہے اور غیر ملکوں سے لوگ بالخصوص انگریز ضرور اُس کو دیکھنے جاتے ہیں۔

ای لے یاسو نے اپنی ذہانت سے فوراً معلوم کر لیا کہ جاپان کا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ مختلف یورپی قوموں میں جو جاپان سے تجارت کرنے کی ہمیشہ متمنی رہتی تھیں، باہمی مقابلہ کو ترقی دے۔ اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ولندیزی اور انگریز اس بات پر رضامند ہیں کہ تجارت محض تجارت کی غرض سے کریں اور اُن کو نہ تو اپنے پادریوں سے برکتیں لینے کا شوق ہے اور نہ جاپان میں اپنے مذہب کو پھیلانے کی تمنا۔

علاوہ بریں ای اے یاسو برخلاف نوبوناگا کے بدھ مذہب پر کامل یقین رکھتا تھا۔ اور اس طرح گو ابتدا میں اُس نے عیسائی مذہب کے ساتھ رواداری مالی نفع کے خیال سے ظاہر کی لیکن اُس نے اس بات کی غایت درجہ احتیاط کی کہ جاپان میں یہ مذہب مستقل طور پر قائم نہ ہو جائے۔ خاص جاپان کے لوگ جو عیسائی ہوئے انہوں نے کسی قسم کی عزت عیسائی عقائد کے متعلق اُس کے دل میں پیدا نہیں کی اور پھر مختلف فرقوں کے پادریوں میں مثلاً فرانسسکن اور ڈومینکن اور یسوعیوں میں جو سخت لڑائیاں اس وقت شروع ہوتیں انہوں نے اُس کی ہمدردی ایک ایسے مذہب کے ساتھ جس میں ایسے نامعقول نزاعات پیدا ہوتے ہوں اور بھی کم کر دی۔ عیسائی مذہب سے اُس کی نفرت اُس وقت اور زیادہ سخت ہو گئی جبکہ اسپینیوں نے اس کو ایک توہین آمیز پیغام اِس مضمون کا بھیجا کہ اگر ای اے یاسو نے ولندیزیوں کو جاپان سے نہ نکالا تو اسپین کے جنگی جہاز ساحل پر آئیں گے اور ہولنڈ کے جس قدر جہاز جاپان کے بندرگاہوں میں ملیں گے اُن کو جلا دیں گے۔

بہرکیف یہ معاملات اپنی اخیر نوبت کو اُس وقت پہونچے جبکہ ایک جعلسازی کا وقوعہ تحقیق ہوا۔ اس جرم کا مرتکب ای اے یاسو کا ایک نہایت معتبر عیسائی عہدہ دار تھا جس نے یہ بے باکی ایک عیسائی علاقہ دار کی مدد کے لیے اختیار کی تھی۔ جس وقت ای اے یاسو کو اس واردات کا علم ہوا تو اُس نے تمام ایسے جاپانیوں کو جو عیسائی ہو گئے تھے یکلخت موقوف کر دیا۔ اور اس کے بعد جب اُس کو ولِ ایڈم سے اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ رومن کیتھولک پادری جرمنی، سویڈن، ناروے، ڈنمارک، ہولنڈ اور انگلستان کے

بہت سے حصوں سے نکال دیئے گئے ہیں تو مشہور ہے کہ ای لے یاسو نے بآواز بلند بول اٹھا کہ "اگر یورپ کے بادشاہ ان پادریوں کے روادار ہیں تو پھر میرا رواداری سے انکار کرنا ان کے حق میں میری طرف سے کوئی بُرائی نہیں ہے"

جس چیز نے ای لے یاسو کو عیسائی پادریوں اور اُن کے مقلدوں پر سخت غضبناک کر دیا وہ یہ بھی کہ ان لوگوں نے ہیڈی یوری سے سازباز کر لیا تھا۔ جو ہیڈی یوشی کا لڑکا تھا اور اُس وقت پھر ای لے یاسو سے لڑائی کی تیاریاں کر رہا تھا۔ نیز معاملات کی صورت بد سے بدتر اس طرح بھی ہو گئی کہ چند عیسائیوں کی نسبت دریافت ہوا کہ وہ ای اے یاسو کی حکومت کو غیر ملکی فوجوں کے ذریعہ سے مٹانا چاہتے ہیں۔

ان تمام ثبوتوں کو پیش نظر رکھ کر ای لے یاسو نے ۲۷۔ جنوری ۱۶۱۴ء کو اس مضمون کا فرمان جاری کیا کہ عیسائیوں کے تمام گرجا منہدم کر دیئے جائیں۔ غیر ملک کے پادری جاپان سے علٰحدہ کر دیئے جائیں۔ اور جن لوگوں نے اپنے عیسائی ہونے کا اعلان کر دیا ہے ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس مذہب کو ترک کریں لیکن عیسائی پادریوں کے دلوں میں نہ تو اپنے مذہب کا جوش اور نہ اس کے لیے شہید ہونے کا شوق کسی طرح کم ہوا تھا۔ اور مقابلہ پر آمادہ رہنے کا جو طریقہ ان میں پہلے سے چلا آتا تھا وہ بدستور جاری رہا اور جس طرح پہلے ہیڈی یوشی کے زمانہ میں یہ لوگ روپوش ہو گئے تھے اسی طرح پھر وہ چھپ گئے اور اُن میں کے بہت سے وہ لوگ جو ملک سے خارج کر دیئے گئے تھے پرانی کارروائیاں کرنے کے لیے ملک میں واپس آگئے لیکن اس مرتبہ ان کے مقابلہ کا انجام اُن کی قطعی ہلاکت ہو گیا۔

ای اے یاسو نے اس اثنار میں ہیڈی یوری کی بغاوت ۱۶۱۵ء میں اوساکا قلعہ فتح کرکے فرو کردی جس میں ہیڈی یوری ہلاک ہوا۔ مگر ای اے یاسو اس بات کو نہ بھول سکا کہ اس موقع پر جاپان کے دیسی عیسائی اپنے علم بلند کرکے اُس سے لڑے تھے جن پر اولیائے مسیحی کے نشانات نقش تھے۔ پس اُس نے قصد کرلیا کہ جاپان میں عیسائیوں کے موجود ہونے کا کبھی روادار نہ ہوگا۔ لیکن ای اے یاسو اُس کی تدبیریں سوچ ہی رہا تھا کہ یکم جون ۱۶۱۶ء کو موت نے اُس کا خاتمہ کردیا۔

پادریوں نے اپنے احمقانہ مقابلے اور نیم سیاسی کارروائیوں اور سازشوں سے حکام وقت پر ثابت کردیا کہ ملک کے امن و سلامتی کے لیے ان کا ملک میں زیادہ رہنا قطعی خطرناک ہے۔ پس ای اے یاسو کے فرزند ہیڈی ٹاڈا نے ایک دوسرا فرمان فوراً ہی جاپان سے پادریوں کے استخراج کا جاری کیا اور حکم دیا کہ جو جاپانی ان پادریوں سے کسی قسم کا تعلق رکھے گا اُس کو زندہ جلا دیا جائیگا۔ اور اُس کا مال بھی ضبط کرلیا جائے گا۔ تمام علاقے داروں کو بھی مطلع کیا گیا کہ آیندہ سے وہ کسی عیسائی کو اپنی ملازمت میں نہ رکھیں اور جن جاپانیوں نے عیسائی مذہب قبول کرلیا تھا ان کی نسبت حکم ہوا کہ اگر وہ عیسائی مذہب ترک نہ کریں تو ان کو موت کی سزا دیجائے۔ اب پھر پادری گرفتار ہوکر ملک سے خارج کیے گئے مگر پھر اُن میں سے کچھ لوگ پوشیدہ ملک میں چلے آئے تاکہ اپنا کام جاری رکھیں۔

اس متواتر خطرے و اندیشہ سے حکام وقت ایسے غضبناک ہوئے کہ اُنہوں نے

دو پادریوں کو قتل کر دیا۔ اور اُس زمانہ سے عیسائیوں پر وہ تشدد شروع ہوا جس نے آخر کار جاپان کو ان کی موجودگی سے ایک بڑے زمانہ تک رہائی دی لیکن سزاؤں میں جو اُن کو دیجاتی تھیں جب کبھی کوئی نئی سختی پیدا کی جاتی تھی تو ویسی ہی کوئی نئی زیادتی عیسائیوں کے جوش اور تعصب میں پیدا ہو کر ظاہر ہوتی تھی چنانچہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ یہ لوگ اپنے مذہب کی خاطر علانیہ موت کے طلبگار ہونے لگے۔

اِسی زمانہ میں ولندیزیوں نے ایک پرتگیزی جہاز گرفتار کیا۔ اس جہاز سے ایک خط برآمد ہوا جس میں جاپان کے دیسی عیسائیوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر ہیڈی ٹاڈا سے وہ بغاوت کریں گے تو جنگی جہاز انکی مدد کے لیے روانہ کئے جائینگے۔ آخر کار ۱۶۲۰ء میں ہیڈی ٹاڈا کو انگریزوں اور ولندیزوں نے ایک خط بھیجا جس میں اُنہوں رومن کیتھولک پادریوں کو علانیہ اِس جرم سے متہم کیا کہ وہ جاپان کی آزادی غارت کرنے کے لیے دغا اور فریب کے ساتھ سازشوں میں مصروف ہیں اور یہ کہ بادشاہ اسپین کی نیت ہے کہ وہ جاپان کو اپنی حکومت میں شامل کرے۔

اس پر جاپان میں غیر ملک والوں سے نفرت بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہنچ گئی۔ نو پادری اور انمیں جاپانی عیسائی زندہ جلادیے گئے اور حکم دیا گیا کہ جس قدر اسپینی اسوقت موجود ہوں فوراً نکال دیئے جائیں۔ یہ حکم بھی جاری کیا گیا کہ آیندہ سے کوئی جاپانی عیسائی تجارت کی غرض سے جاپان سے باہر نہیں جاسکتا اور نہ کوئی شخص جزائر فلپائن میں جاسکے جہاں اس وقت اسپینی حکومت تھی۔

اب جاپانیوں کو کامل یقین ہو گیا تھا کہ مذہب کو حیلہ بنا کر ان کی قومی آزادی کو غارت کرنے کی تدبیریں کی جاتی ہیں۔ ہیڈی ٹاڈا کے لڑکے ای اے مِٹسو نے جس کو اُس نے اپنی ہی زندگی میں ۱۶۲۳ء میں شوگن بنا دیا تھا عیسائی مذہب کے استیصال کی کوشش کو جاری رکھا۔ مورخوں نے لکھا ہے کہ ۱۶۳۵ء تک تقریباً دو لاکھ اسی ہزار عیسائیوں کو سزائیں دی گئیں لیکن عیسائیوں کا تمرد واصرار اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ان تمام شدائد اور سزاؤں کے زمانہ میں بھی اُن کے گروہ بڑی بڑی تعداد میں نہایت جرأت و بے باکی سے موت کا مقابلہ کرنے کے لیے جاپان کے ساحل پر وارد ہوتے رہے۔

اس اثناء میں ولندیزی اپنے مقاصد کی تکمیل میں مصروف رہے اور اپنے حریفوں یعنی پرتگیزوں کی نسبت جاپانیوں کے غصہ کو مشتعل رکھنے میں انہوں نے کبھی موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ کیونکہ اب میدان میں ان کے حریف صرف یہی پرتگیزی رہ گئے تھے۔ جو سخت ظلم و تشدد اس وقت عیسائیوں پر ہو رہے تھے اُنہوں نے جاپان کی تاریخ میں بالآخر شیما بارا میں عیسائیوں کی بغاوت کا حادثۂ عظیم برپا کیا۔ اس مقام پر ۲۷ر جنوری ۱۶۳۸ء میں ۲۰۰۰۰ مردوں اور ۱۷۰۰۰ عورتوں اور بچوں نے ایک قلعہ میں پناہ لی اور سرکاری فوجوں کے سخت حملوں کا جواب دیتے رہے۔ جس بہادری سے یہ لوگ لڑے تھے وہ جاپان کے قدیم سورماؤں کی شجاعت کا نمونہ تھی۔ یہ لڑائی ایسی سخت تھی کہ جب تک ولندیزوں کی توپوں سے مدد نہیں لی گئی باغیوں کی سرکوبی نہ ہو سکی

بیان ہوا ہے کہ بجز ۱۰۵ اسیرانِ جنگ کے باقی کل باغی قتل کر دیے گئے۔

اِس امر کے قطعاً یقین کیے جانے پر کہ یہ بغاوت پرتگیزوں کا کام تھا حکامِ جاپان نے ان پرتگیزوں کو ملک سے نکالنے میں مطلق توقف نہ کیا۔ انہوں نے یہ حکم بھی دیا کہ اگر آئندہ کوئی پرتگیزی جہاز جاپان کے ساحل پر آئے تو وہ فوراً جلا دیا جائے اور جس قدر لوگ اس جہاز پر ہوں اُن کو قتل کر دیا جائے۔ شیما بارا کی بغاوت سے ایک برس پہلے ای ای ٹے مٹسو اس مضمون کا فرمان جاری کر چکا تھا کہ آئندہ کوئی جاپانی جہاز ملک کی حدود سے باہر نہ جانے پائے اور یہ کہ جاپان کی کوئی رعیت ملک سے باہر نہ جائے اور اگر کوئی جاپان کا رہنے والا باہر سے پھر جاپان میں آئے گا تو وہ فوراً ہلاک کر دیا جائیگا۔ غیر ملکوں سے جاپان کی علحدگی کو قطعی کرنے کے لیے یہ حکم بھی دیا گیا تھا کہ کوئی جہاز اتنا بڑا تیار نہیں کیا جائیگا جو بڑے سمندروں میں جانے کے قابل ہو۔ غرض اس طرح دو سو برس تک جاپان میں بیرونی اثرات کا راہ پانا قطعاً مسدود رکھا گیا۔

لیکن پرتگیزوں نے اب بھی جاپان سے اپنی پہلی تجارت کو جس سے بہت دولت ملتی تھی ازسرِ نو قائم کرنے کی کوششوں سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ ۱۶۴۰ء میں انہوں نے جاپان کے بندرگاہ ناگاساکی کو چار معمر اشخاص روانہ کیے جو پرتگیزی شہر ماکاؤ واقع چین کے لوگوں میں نہایت عزت و تعظیم کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ یہ بدقسمت لوگ بحیثیت سفیروں کے بھیجے گئے تھے بیش قیمت تحفوں کے ساتھ وہ ایک منکسرانہ عرضداشت اس مضمون کی بھی لائے کہ چونکہ عرصہ دراز سے ماکاؤ سے پادریوں کی کوئی جماعت جاپان میں نہیں بھیجی گئی ہے

اور چونکہ پرتگیزی بغاوت شیمابارا کے ہرگز محرک نہ تھے اس لیے اُن کے ساتھ کیا
بلحاظ جاپان کے فائدے کے اور کیا بلحاظ پرتگال کے فائدے تجارت بند نہ کی جائے
جاپان کے لوگ چونکہ اب غیر ملک والوں کے فتنہ وفساد سے بالکل عاجز آ گئے
تھے اس لیے اُنہوں نے فوراً ان چار آدمیوں اور اُن کے ۵۷ ہمراہیوں کو قتل کر دیا
اہل جہاز سے ۱۳ آدمیوں کو جن سے کچھ مواخذہ نہیں کیا گیا تھا، پہلے ان کے جہاز
کے جلنے کا تماشا دکھایا گیا اور پھر اُن کو حاکم ناگاساکی کے مکان پر لائے یہاں حاکم نے
ان کو ایک پیغام اُن کے ہموطنوں کے نام جو ماکاؤ میں رہتے تھے اس مضمون کا دیا
کہ "باشندگان ماکاؤ کو اس امر کی اطلاع دینے سے روگردانی نہ کرنا کہ جاپانیوں کو
تو اُن سے سونا لینے کی خواہش ہے اور نہ چاندی لینے کی اور نہ کسی قسم کے تحائف یا مال
تجارت حاصل کرنے کی مختصر یہ کہ کوئی چیز جو اُن کے ہاں سے آسکتی ہے اس کو حاصل
کرنے کی ہم خواہش نہیں رکھتے۔ تم اس بات کے گواہ ہو کہ کل جن لوگوں کو قتل کیا گیا
ہے ان کے کپڑے تک میں نے جلوا دیے ہیں۔ اُن کو بھی ہمارے ساتھ اگر موقع ملے
یہ ہی کرنا چاہیے اور ہم بلا کسی وقت کے اس بات پر راضی ہیں۔ اب ان کو ہمارا خیال
تک دل میں نہ لانا چاہیے۔ ان کو سمجھنا چاہیے کہ گویا اب ہم دنیا میں نہیں ہیں" اب حاکم
ناگاساکی کے مکان سے یہ تیرہ آدمی اس مقام پر لائے گئے جہاں اُن کے ساتھی
اور اُن کے سفیر قتل کیے گئے تھے۔ اور یہاں مقتولوں کے سروں پر جو تختیاں
لگائی گئی تھیں وہ اُن کو دکھائی گئیں۔ ہر تختی پر قتل کی وجوہ لکھی تھیں اور آخر میں یہ عبارت

تھی کہ "جب تک سورج زمین کو گرم کرتا ہے کسی عیسائی کو اس کی جرٌت نہ ہونی چاہیے کہ وہ جاپان میں آئے۔ اور سب لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر بادشاہ فلپ خود بلکہ اگر عیسائیوں کا معبود یا عالی قدر شاکا (بدھ) بھی اس ممانعت کے خلاف عمل کرینگے تو اُن کو بھی اس کے عوض میں اپنا سر دینا پڑے گا"

چھٹا باب

شوگنی حکومتِ ٹوکوگاوا میں امن و سلامتی کا زمانہ

جب پرتگیزی اور اسپینی جاپان سے نکال دیے گئے تو یورپ کے نمایندے اِس ملک میں صرف ولندیزی رہ گئے۔ ان لوگوں کو ملک میں رہنے کی اجازت اِس صلہ میں دی گئی کہ شیماباراکی بغاوت فرو کرنے میں اُنھوں نے مدد دی تھی۔ ان کے علاوہ یہ رعایت جن غیر ملک والوں کے ساتھ کی گئی وہ چین کے لوگ تھے۔ کیونکہ اُنھوں نے غیر ملک کے واعظین مذاہب کی سازشوں اور فسادوں میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اور نہ ملک کی امن و عافیت میں کوئی خلل ڈالا تھا۔

لیکن شوگنی حکومت کو اہل یورپ کے خلاف اِسقدر سخت اشتعال ہوچکا تھا کہ ولندیزیوں کو بھی بڑی سختی سے متنبہ کیا گیا کہ اگر کبھی اُن کے جہازوں میں مذہبی کتابیں یا پادری پائے گئے تو اُن کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جائے گا جو پرتگیزوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اُن کو یہ حکم بھی دیا گیا کہ جاپان میں داخلہ کی تاریخ سے ایک سال کے اندر وہ اپنا کُل مال فروخت کردیں ملا بسی لحاظ اس امر کے کہ مال زیادہ قیمت میں

اُٹھ رہا ہے یا کم قیمت ہیں۔

چونکہ یہ حکم ولندیزیوں کی تجارت کے حق میں سخت مضر تھا اس لیے بٹا دیا کی ولندیزی نوآبادیوں کی طرف سے ایک سفیر جاپان بھیجا گیا تاکہ اس حکم کے متعلق عذرات پیش کرے۔ یہ سفیر اپنے ساتھ ایک سند لایا جو ۱۶۰۹ء میں ولندیزیوں کو ای اے یاسو سے عطا ہوئی تھی اس سند میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ولندیزیوں کی سلامتی و حفاظت اسی طرح کی جائے گی جیسے جاپان کی رعایا کی کیجاتی ہے اور کسی شخص کو اجازت نہو گی کہ اُن کے ساتھ کسی طرح کی بدسلوکی کرے۔ لیکن اس سفیر کو جو کچھ جواب ملا وہ صرف یہ تھا کہ "شہنشاہ نے ہمکو حکم دیا ہے کہ تم کو مطلع کر دیں کہ سلطنت جاپان کو اس کی بہت کم پروا ہے کہ غیر ملک کے لوگ تجارت کے لیے وہاں آئیں یا نہ آئیں۔ لیکن اُس سند کا لحاظ کرتے ہوئے جو ای اے یاسو نے ولندیزیوں کو عطا کی تھی شہنشاہ اُن کو اجازت دیتے ہیں کہ جاپان میں وہ اپنا کام جاری رکھیں اور تجارتی یا دیگر حقوق اُن کو حاصل ہیں وہ بدستور قائم رہیں بشرطیکہ وہ ہیرادو کو خالی کر دیں اور ناگاساکی کے بندرگاہ میں خود مع اپنے جہازات کے سکونت رکھیں"۔

اخیر میں متذکرہ بالا سفارت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ولندیزیوں کو دشیما کے چھوٹے جزیرہ میں رہنے کی اجازت مل گئی۔ اس جزیرہ کا طول سے لمبا رُخ سمندر کے سامنے کا ۳۰۰ گز سے زیادہ کا نہ تھا۔ اور بندرگاہ ناگاساکی کے قریب جو حال میں مشہور عالم ہو چکا ہے واقع تھا۔ مگر ناگاساکی کے شہر میں داخل ہونے کی اُن کو اجازت نہ تھی۔ یہ بھی

حکم تھا کہ کسی ولندیزی کا مردہ تک جاپان کی متبرک زمین میں دفن نہ ہونے پائے گا۔ اور ہر ایک جہاز جو ولندیزیوں کا ہوگا اُس کی تلاشی بڑی احتیاط سے لی جائے گی۔ اور ولندیزوں کو اپنی کسی مذہبی رسم کے ادا کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ یہ حکم بھی دیا گیا تھا کہ سال میں ایک مرتبہ ولندیزی کارخانہ کا افسر معہ اپنے چند ہمراہیوں کے شوگن کی خدمت میں حاضر ہوا کرے گا اور شوگن کو تحائف پیش کرے گا اور اس کے سامنے اظہار اطاعت کرے گا۔

شوگن کے دربار میں ولندیزیوں کی اِس سالانہ حاضریوں کی کیفیت کیمفر نے بیان کی ہے ۔ سنہ ۱۶۹۲ء کے قریب جب کہ وہ ولندیزی کمپنی کا ملازم تھا اُس نے یہ کیفیتیں بچشم خود دیکھی تھیں وہ بیان کرتا ہے کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کبھی چلوایا جاتا تھا کبھی چلتے چلتے مڑ جانے کا حکم ملتا تھا۔ کبھی نچایا جاتا تھا۔ کبھی ہم سے گیت گوائے جاتے تھے کبھی ایک دوسرے کو سلام کرنے کا حکم ملتا تھا۔ کبھی ناراض ہونے کا۔ کبھی ایک کو حکم ہوتا تھا کہ دوسرے کی دعوت کرے۔ کبھی حکم ہوتا تھا کہ باتیں کرے۔ کبھی اس طرح بے تکلف ہو کر گفتگو کرنے کا حکم ہوتا تھا جیسے باپ بیٹے سے گفتگو کرتا ہے۔ کبھی پوچھا جاتا تھا کہ دو دوست یا میاں بیوی آپس میں کیا آداب و اخلاق برتتے ہیں اور جب ایک شخص دوسرے شخص سے رخصت ہوتا ہے تو وہ کیا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ کبھی حکم ہوتا تھا کہ بچوں کے ساتھ کھیلو اور ان کو گود میں لیے ہوئے پھرتے رہو۔ یا اسی قسم کی اور حرکتیں کرو۔ پھر ہم کو حکم ملتا تھا کہ پڑھو اور ناچو۔ علیحدہ علیحدہ بھی اور مل کر بھی اس کے بعد حکم ہوتا تھا کہ اپنی اپنی

ٹوپی سر پر رکھ لو اور کمرے میں آپس میں باتیں کرتے ہوئے ٹہلو۔ مصنوعی بالوں والی ٹوپیاں سر سے اُتار ڈالو۔ پھر ایک مرتبہ مجھکو حکم ہوا کہ پردہ کے اور قریب آؤں اور پھر اپنے سر سے بالوں والی ٹوپی اُتار ڈالوں۔ پھر اُنہوں نے ہم کو کُدوایا اور نچوایا اور ہم سے طرح طرح کے کھیل کھلوائے اور قدم ملا کر چلوایا۔ پھر اُنہوں نے حکم دیا کہ ایک دوسرے کو اس طرح پیار کرے جیسے شوہر اپنی بیوی کو پیار کرتا ہے۔ اِس حرکت پر جاپانی مستورات نے خاص طور پر اظہارِ مسرت فرمایا۔ پھر اُنہوں نے ہم سے کہا کہ اپنے سے کم درجہ کے مردوں اور مستورات کو اور اپنے سے بڑے درجے کے لوگوں اور شہزادوں اور بادشاہوں کو سلام کرنے کے معمولی طریقہ یورپ میں جو کچھ ہوں وہ ہم پر ظاہر کرو۔ اِس کے بعد اُنہوں نے دوسرا گیت گانے کی مجھ سے خواہش کی۔"

جب روپیہ کمانے کی حرص میں اِس طرح کی ذلتیں اور خواریاں گوارا کرنیوالے لوگ جاپانیوں کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت موجود ہوں تو پھر اُن کے دل میں غیر ممالک والوں کی نسبت سخت نفرت پیدا ہو جانی کون تعجب کی بات تھی اور یہ بھی اُس حالت میں جبکہ جاپانیوں کی رائے میں روزی پیدا کرنے کا سب سے ادنیٰ طریقہ تجارت سمجھا گیا ہو خواہ یہ تجارت کسی قسم کی بھی ہو۔

اُن بڑے بڑے اثرات سے جو ملک سے باہر دنیا کا نیا ڈول ڈال رہے تھے جاپان بالکل بے تعلق ہو کر آرام کی نیند لینے لگا یہاں تک کہ ۱۸۵۳ء میں اُس کو یکلخت بیدار ہونا پڑا۔ اور بیدار ہوتے ہی اُس نے دیکھا کہ جہانتک مادی تمدن کا

تعلق ہے وہ بمقابلہ مغربی قوموں کے بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ پس آئندہ مجھ کو وہ امور
بیان کرنے ہونگے جن سے ظاہر ہوگا کہ جاپانی اور مغربی قوموں میں جو فرق اس
عرصہ میں پیدا ہو گیا تھا اُس کو رفع کر کے جاپان نے کس طرح رفتہ رفتہ وہ ٹرا درجہ
حاصل کیا جو آج اُس کو دنیا میں حاصل ہے۔

لیکن جاپان میں غیر ملک والوں کے دوبارہ داخلہ پر جو واقعات پیش آئے
اُن کو بیان کرنے سے پہلے چند باتیں اُن معاشرتی اور سیاسی حالتوں کے متعلق بیان
کرنی ضروری سمجھتا ہوں جو اِس ملک میں دو سو سولہ برس کے زمانہ میں پیدا ہوئیں
یعنی ۱۶۳۷ء سے لیکر جبکہ غیر ملک والوں کا اخراج ہوا ۱۸۵۳ء تک جبکہ کموڈور پیری
جاپان میں وارد ہوا اور ہمیشہ کے لیے دنیا پر جاپان کا دروازہ کھولدیا گیا۔

ٹوکوگاوا کی شوگنی عہد میں جاگیری طرز کی حکومت درجۂ کمال کو پہونچ گئی۔
میکادو (شہنشاہ) کو بظاہر حکومت والہام کا سرچشمہ مانکر شوگنوں نے سلطنت کے تمام
انتظامی کاروبار درحقیقت اپنی ذات میں مرکوز کر لیے۔ اور وہ جاپان کے اِس درجہ
واقعی فرماں روا بن گئے کہ باہر کی دنیا عام طور پر اس شبہ میں پڑگئی کہ جاپان میں دراصل
دو شہنشاہ ہیں۔

لیکن اس اشتباہ کو جیسا کہ آگے معلوم ہوگا سر ہنری پارکس نے بدلائل رفع کیا
یہ اُن عالی دماغ اور روشن ضمیر لوگوں میں بڑا درجہ رکھتے ہیں جن کو برطانیہ نے آج
تک مشرق بعید میں بھیجا ہے۔ اُنھوں نے اُس تاریخی تنقید و تحقیق سے جو سر ارنسٹ ساٹو

نے جاپان کے متعلق کی تھی مدد پاکر اُن تعلقات کے تاریخی مفہوم کا صحیح انکشاف کیا جو شوگن اور شہنشاہ میں تھے۔ اور ثابت کر دیا کہ غیر ملک کے لوگوں کا یہ خیال کہ جاپان میں دو بادشاہ ہیں کیسا غلط تھا۔

جاپانیوں کی روزمرہ کی زندگی عام طور سے خالص جاگیری طرز کی بنیاد پر حسب سابق قائم رہی۔ ملک چند بڑے سرداروں میں جن کو ڈیمیو کہتے تھے تقسیم کر دیا گیا جن میں تقریباً نصف ٹوکوگاواں کے متعلقین میں سے تھے۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شوگنوں کی قوت مجتمع و مستحکم ہوتی گئی۔ معاشرت کے اعتبار سے لوگوں کی تقسیم چار درجوں میں کی گئی۔ درجہ اول میں ڈیمیو اور اُن کے اہل حرب سمورائی تھے۔ درجہ دوم میں کاشتکار درجہ سوم میں اہل حرفہ۔ اور سب سے اخیر درجہ میں تجارت پیشہ لوگ تھے۔ ان چاروں جماعتوں سے بالاتر شہنشاہ اور کیوگی یعنی شرفاء دربار تھے اور تمام جماعتوں کے دائرہ سے خارج چند ادنیٰ ترین قسم کے لوگ تھے جیسے ہمارے یہاں نیچ قومیں ہوتی ہیں۔ ان کو جاپان میں ایٹا کہتے تھے۔

ٹوکوگاوا کے زمانہ شوگنی میں جس کی مدت دو سو پینسٹھ برس کی تھی ملک میں تقریباً بالکل امن و اماں رہا۔ یہ ہی زمانہ وہ تھا جس میں جاپانیوں کی قومی زندگی میں علم و ہنر حاصل کرنے اور شائستگی میں ایسی خوبیاں پیدا کرنے کا شوق پیدا ہوا جس نے جاپان کو اب نہایت دلفریب ملک بنا دیا ہے۔ سمورایوں کی تربیت کی تکمیل بھی اسی زمانہ میں ہوئی ان لڑنے والوں کا درجہ اس قدر بلند تھا کہ خود ای ایے یاسو نے یہ قاعدہ

بنا دیا کہ سمورائی اُن چاروں جماعتوں کے جن کا اوپر ذکر آیا ہے سردار ہیں۔ اور کسی سمورائی سے کوئی کاشتکار یا اہل حرفہ یا سوداگر کبھی بداخلاقی سے پیش نہ آئے اور اگر کوئی سمورائی کسی ایسے شخص کو جس نے اُس کے ساتھ بدتمیزی برتی ہے قتل کرنا چاہے تو کوئی اُس کا مزاحم نہو۔

اوپر کے بیان سے ظاہر ہو گیا ہو گا کہ اہل ملک میں سوداگروں کا درجہ سب سے نیچا رکھا گیا تھا۔ اور یہ ہی وجہ ہے کہ آج کل بھی جو کچھ نام اُن کو حاصل ہے وہ کسی طرح قابل رشک نہیں کیونکہ ان ذلیل روایات کا اثر اُن میں اتبک باقی ہے جن میں اُنھوں نے ہمیشہ سے نشو و نما پایا ہے۔ موجودہ گورنمنٹ جاپان کے سامنے منجملہ دیگر مسائل کے ایک مسئلہ یہ بھی پیش ہے کہ غیر قوموں کی نظروں میں جاپانی سوداگروں کی وقعت کیونکر بڑھائی جائے۔ ممالک غیر کو وفود روانہ کئے گئے تاکہ وہ بڑا نقش کسی طرح دُور ہو جو بد دیانتی کے طریقوں سے غیر ملک کے بازاروں کو دھوکا دیکر جاپانی سوداگروں نے پیدا کیا ہے۔ اس کی کوشش بھی کیجاتی ہے کہ معزز طبقے کے لوگ سوداگری کا پیشہ اختیار کریں تاکہ جاپانیوں کا تجارتی اخلاق بھی یورپ کی قوموں کی مثل بلند پایہ ہو جائے۔ یہ کہنا کچھ مبالغہ نہیں کہ جاپان کے بدترین دشمن آج کل خود اُس کے تاجر ہیں۔ لیکن چونکہ اب حکام جاپان اس بات کی اصلیت کو پہنچ گئے ہیں اس لیے اُمید رکھنی چاہیے کہ ان تاجروں کے طریقوں میں جلد اخلاقی ترقی ہو جائے گی۔

ٹوکوگاوا شوگنوں نے جو طرز حکومت جاپان میں قائم کیا تھا وہ بہت عجیب

تھا۔ مگر اس کو مفصل بیان کرنے کی یہاں گنجایش نہیں ہے لیکن چند ضروری خصوصیات کا مختصر بیان میں امید کرتا ہوں کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

اس بیان میں سب سے پہلے ای اے یاسو کی طبیعت کا اندازہ اُس کے مقولات حسنہ سے معلوم ہوتا ہے جو وہ اپنی قوم کے لیے چھوڑ گیا۔ ان میں سے چند قول بطور نمونے کے میں یہاں نقل کرونگا جن سے ایک ایسے شخص کی طبیعت کے کوائف دریافت ہونگے جس نے نہ صرف جاپان کی تاریخ میں ایک بڑا قابل وقعت حصہ لیا تھا بلکہ وہ اُس طرز حکومت کا بانی بھی تھا جو غیر ملک والوں کے آخری ورود تک ملک میں جاری رہی ان سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ ای اے یاسو پر حکیم کنفیوسوس کی فلسفہ کا کس قدر اثر پہنچا تھا۔ اور یہ فلسفہ وہ تھا جس کو ای اے یاسو ہی کی ذاتی کوشش نے جاپان میں دوبارہ زندہ کیا تھا۔ اس کے چند مقولات یہ ہیں "زندگی ایک طولانی و پیادہ پا سفر ایک بھاری بوجھ کے ساتھ ہے۔ پس تیرے قدم آہستہ اور سنبھلے ہوے پڑنے چاہئیں تاکہ تو ٹھوکر کھا کر گرے نہیں۔ اپنے دل کو سمجھا لے کہ فانی انسان کا مقسوم قدرتی طور پر محتاجی و مصیبت ہے، پھر نہ ناراض و ناخوش رہنے کا کوئی موقع رہے گا اور نہ مایوس ہونے کا۔ جب دل میں جاہ و منزلت حاصل کرنے کی خواہشیں پیدا ہوں تو اُن انتہائی مصیبتوں کو یاد کر جن میں سے تو گزر چکا ہے۔ بُردباری جڑ ہے سکون اور اطمینان کی غصہ کو اپنا دشمن سمجھ۔ اگر تجھکو صرف اتنا ہی معلوم ہو کہ فتح کرنا کیا چیز ہے اور یہ نہیں معلوم کہ شکست کھانا کیسا ہوتا ہے تو پھر تیرے حال پر افسوس ہے۔ اس میں

تیری خبر نہ ہوگی۔ دوسروں کا قصور نکالنے کی جگہ بہتر ہے کہ اپنا قصور نکال کمی ہنر ہے بیباری سے۔"

جب اِی اے یاسو ۱۶۰۳ء میں شوگن ہوا تو اُس نے یے ڈو کو جو اب ٹوکیو کہلاتا ہے اپنا دارالحکومت بنایا۔ اِس میں اُس کی غرض یہ تھی کہ کیوٹو کے شہنشاہی دربار اور اُس کے سُست و مجہول کرنے والے عیش پرستی کے اثرات سے جہاں تک ممکن ہو دُور رہے اور اُس کے ساتھ ہی نہایت مستعدی سے نہ صرف ان حالات پر جو شہنشاہی دربار میں پیش آتے رہتے تھے بلکہ ملک میں ہر صاحب حکومت سردار پر پوری نظر رکھے اس شدید نگرانی کو درستی کے ساتھ قائم رکھنے کے لیے ایک بڑا وسیع اور کارگر سلسلہ جاسوسی کا قایم کیا گیا۔ سڑکیں بنائی گئیں جو شوگن کے دارالحکومت کا ملک کے مختلف حصوں سے تعلق پیدا کرتی تھیں۔ نظم حکومت کا کاروبار چند انتظامی جماعتوں کے ذریعہ سے کیا جاتا تھا جن کی تنظیم کی تفصیل کرنی میرے لیے یہاں غیر ضروری ہے۔

پہلا مسئلہ جو اِی اے یاسو کو حل کرنا پڑا یہ تھا کہ بحیثیت شوگن کے وہ اپنے اختیارات کو مستحکم کرلے۔ اور اس غرض کے لیے ضروری معلوم ہوا کہ جہاں تک ممکن ہو ڈیمیو یعنی رؤساء ملک کو اپنے قبضہ میں لے آئے۔ اُس وقت جاپان میں ۲۷۰ سے زیادہ ڈیمیو تھے۔ اِی اے یاسو نے ان کو ذیل کی قسموں میں ترتیب دیا۔ (۱) وہ ڈیمیو جو اُس سے قرابت رکھتے تھے (۲) وہ ڈیمیو جو اپنی جاگیروں پر اُس کی جانب سے قبضہ رکھتے تھے (۳) ایسے ڈیمیو جن کو اُس نے مطیع و محکوم بنایا تھا۔ یہ اخیر کے ڈیمیو

تعداد میں سب سے زیادہ تھے۔ اس خیال سے کہ یہ لوگ متحد ہو کر کوئی سازش اُس کے خلاف نہ پیدا کریں ای اے یاسو نے وہ ہی تدبیر اختیار کی تھی جو انگلستان میں ولیم فاتح نے اختیار کی تھی یعنی جاگیروں کو دوبارہ اِس طرح تقسیم کیا کہ جو لوگ اُس کے رشتہ دار تھے اُن کے حصہ میں بہترین اضلاع رکھے۔ اور جو ڈیمیو دوسرے درجہ کے تھے اُن کے علاقے ایسے ڈیمیوں کے مقبوضات میں جابجا رکھے جن کو حال میں مفتوح و محکوم کیا تھا، اور جن کی خیر خواہی پر پورا بھروسا نہیں کیا جاسکتا تھا۔

غرض ان تمام قواعد میں جو مختلف و متضاد تھے توازن پیدا کرنے کی علاقلانہ تدبیر ہی وہ چیز تھی جس کی وجہ سے ای اے یاسو اور اُس کے جانشینوں نے جاپان میں وہ امن وامان قائم رکھا جو پندرھویں اور سولھویں صدی کی سخت خونریز خانہ جنگیوں اور اُن کی غارت گری کے بعد ملک کے لیے نہایت ضروری تھا۔

اختیارات کو ایک ہی مرکز پر قائم کرنے کی دشواریوں کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حقیقت میں ہر ایک ڈیمیو ایک چھوٹے سے بادشاہ کے مثل ہو گیا تھا جو اپنے قلعے میں مع اپنے اہالی وموالی کے عیش سے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور ہر ایک جاگیر و علاقہ کے قوانین و رسم ورواج جداگانہ تھے۔ تمام زمین مع شہروں کے جس قدر کہ وہ جاپان میں تھے یا توشوگن کی ملکیت سے تھے یا ڈیمیو کی۔

آمدنی کا خاص ذریعہ لگان تھا جس کو کاشتکار ادا کرتے تھے اور وہ محصول تھا

جو رعایا کی پیدا کردہ اشیاء پر جاگیر داروں نے لگا رکھا تھا۔ عام رعایا گو فی الواقع نہ تو غلام تھی اور نہ نوکر تھی مگر اُس کو مشکل سے کسی قسم کی آزادی یا حقوق حاصل تھے

ان نیم آزاد ڈیمیوں کو زیادہ قابو میں لانے کے لیے شوگنی حکومت نے بعد کو ایک قانون اِس مضمون کا جاری کیا کہ ڈیمیوں کی بیویاں اور ان کے بچے شہر یی ڈو میں مستقل طور پر سکونت رکھیں اور وہ خود بھی ایک سال بیچ ایک ایک برس تک ملازمین کی ایک مقررہ تعداد کے ساتھ یی ڈو میں مقیم رہا کریں۔ اس قانون کے نافذ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ڈیمیو کچھ تو اُن اخراجات کے بارے جو یی ڈو میں آمد رفت کی وجہ سے اُن پر پڑینگے کمزور ہو جائینگے اور کچھ اُن کی طاقت اس وجہ سے ٹوٹ جائے گی کہ ان کے بال بچے بطور یرغمال کے شوگن کے قریب ہی موجود رہینگے اور پھر ڈیمیو کے لیے ناممکن ہو جائیگا کہ وہ شوگن کی حکومت سے بلاخوف سزا سرکشی کریں ان ڈیمیوں پر اس قدر احتیاط سے نظر رکھی جاتی تھی کہ شرفائے دربار کے خاندانوں اور ڈیمیو کے خاندانوں میں بغیر شوگن کی اجازت کے شادی بیاہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ کوئی ڈیمیو کیوٹو کے شہنشاہی شہر میں جہاں شہنشاہ سکونت رکھتا تھا شوگنی کی بلا اجازت داخل ہو سکتا تھا۔

ڈیمیوں کا اپنی دور دراز کی جاگیرات سے یی ڈو کی طرف مقررہ اوقات میں سفر کرنا اُس زمانہ کے مصوروں کے مشغلہ کا ایک بڑا پسندیدہ مضمون تھا۔ اور ایسی رنگین تصویریں بکثرت موجود ہیں جن میں اُن جاگیرداروں کی نقل و حرکت کے وہ مرقعے نظر آتے ہیں۔ جن کو آج کل کی خشک و کاروباری دنیا میں دیکھنا مشکل ہے۔

بڑے بڑے جاگیردار خوشنما روغنی رنگ آمیزی کی پالکیوں میں سوار ہیں۔ ملازمین پیچھے ہیں اور سب ہرے بھرے کھیتوں اور خوشنما پہاڑی گاؤں میں سے گزر رہے ہیں۔ رنگ برنگ کے پھریرے ہوا میں اُڑتے ہوئے ساتھ ساتھ ہیں۔ یہ سب چیزیں جس وقت اُس زمانہ کے معمولی مسافروں کے سامنے آتی ہونگی تو واقعی وہ ان کے لیے ایک عجیب دلکش منظر ہوتا ہوگا جس وقت کسی ڈیمیو کے جلوس کا ہراول نظر آتا تھا تو سب عام لوگ فوراً زمین پر گھٹنے ٹیک دیتے تھے اور جب تک سواری گزر نہ لیتی تھی ٹوپی اُتارے سر جھکائے اسی حالت میں قائم رہتے تھے۔ اس قاعدہ کی تعمیل میں اگر کسی شخص سے ذرا بھی کوتاہی ہوتی تھی تو جلوس میں جو وفادار سموراَئی ساتھ ہوتے تھے ایسے شخص کو فوراً قتل کر دیتے تھے اور سب لوگ خود معترف ہو جاتے تھے کہ یہ سزائے موت بالکل قرین انصاف تھی۔

سموراَئیوں کو اجازت تھی اور اِس اجازت کی وہ نہایت قدر کرتے تھے کہ وہ دو تلواریں کمر میں باندھیں۔ یہ لوگ اپنے وقت کا زیادہ تر حصہ اُن فوجی ورزشوں میں صرف کرتے تھے جنھوں نے جاپان کے بہتر طبقوں کی جسمانی حالت نہایت قابل تحسین بنا دی ہے۔ سموراَئی جس ضابطہ عزت کے پابند تھے اُس کا نام بوشیدو تھا (یعنی "لڑنے والوں کا طریقہ") اس ضابطہ کے مطابق ان کو اپنے سرداروں کی بلا عذر اطاعت کرنی پڑتی تھی خواہ اِس اطاعت کے معنی بعض موقعوں پر موت ہی کے کیوں نہوں۔ شرافت کی قدر دولت سے زیادہ کیجاتی تھی۔ اور اپنے تمام جذبات پر اُن کو ہمیشہ پورا قابو رکھنا ہوتا تھا۔

جس وقت یہ سمورائی اپنے آقا کی ملازمت میں ہوتے تھے تو وہ اپنے آقا کی عزت کا آپ کو محافظ سمجھتے تھے۔ اُن کے بچوں کو ان کے بزرگوں کے بڑے بڑے کارنامے حالات سنائے جاتے تھے اور اندھیری راتوں میں اُن کو ہیبت ناک مقامات پر مثلاً جہاں کوئی مجرم قتل کیا گیا ہو یا قبرستانوں میں لیجاتے تھے تاکہ اُن کے دل مضبوط ہو جائیں اور وہ کسی چیز سے نہ ڈریں۔ ان کو بہت ہی کم سنی کے زمانہ سے سکھایا جاتا تھا کہ ماں باپ کا ادب اور ان کی اطاعت کرنی سموارئیوں کے سب سے اعلیٰ فرائض ہیں۔ اور یہ کہ جب کوئی لڑائی لڑنی پڑے تو لڑنے والے کو اُس فریق کا طرف بننا چاہیے جس کا وہ اپنے سچے دل سے حق بجانب ہونے کا یقین رکھتا ہو۔ اپنی عمر سے کم یا اپنے سے کمزور آدمی کو مغلوب کرنا شرمناک سمجھا جاتا تھا۔ جو آداب اُن کو سکھائے جاتے تھے اُن کا خلاصہ صرف اس جملہ میں بیان ہوا ہے کہ تم اپنا طرز زندگی ایسا رکھو کہ خبیث سے خبیث آدمی کو بھی اس کی جرئت نہ ہو کہ تم پر وہ کوئی حملہ کرے خواہ تم اُس وقت خاموش ہی کیوں نہ بیٹھے ہو۔

چونکہ آقا کے کسی ایسے حکم کی تعمیل جو ملازم کے ایمان کے خلاف ہو ایک مبارز کے لیے درست نہیں سمجھی جاتی تھی اس لیے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب کبھی کسی سمورائی کو اپنے ایمان کی بنا پر آقا کی حکم برداری میں تامل ہوتا تھا تو وہ خودکشی کر لیتا تھا۔ سمورائی چونکہ اس طرح ہر وقت گویا موت کے منہ میں رہتے تھے۔ اس لیے ڈیمیوں کو بھی اُن کے ساتھ برتاؤ کرنے میں بڑی احتیاط کرنی پڑتی تھی

وہ جانتے تھے کہ اگر ایک لفظ بھی بے احتیاطی سے مُنہ سے نکل گیا یا کوئی کام جلدی میں کر دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک خیر خواہ ملازم اپنی جان کھو دے پس اس طرح قیمتی جانیں تلف کرنے سے پرہیز ضروری ہے نہ صرف اِس لیے کہ سمورائیوں کے ہاتھ میں علاقے کی حفاظت ہے بلکہ اِس لیے بھی کہ ان لڑنے والوں کے جنگی کاموں سے اُن کے آقاؤں کی ناموری اور شہرت ہوتی ہے۔
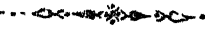
ساتواں باب

مغربی علوم کی تحصیل

علاوہ معاشرت کی اُس حالت کے جو ابھی بیان ہوئی اٹھارھویں صدی کے آخری نصف میں اور اثرات بھی اپنا عمل کر رہے تھے جو رفتہ رفتہ لوگوں کو اپنی حالت کی ایک بدلی ہوئی شکل محسوس کرنے کی طرف رجوع کرتے تھے۔ گو یہ اثرات اُسوقت بہت ہی کم نمایاں تھے۔ تاہم اِن ہی سے ہم کو اُن قوتوں کی پہلی جھلک نظر آتی ہے جنہوں نے تمدن جاپان کی تجدید میں بڑا حصہ لیا اور پھر اُن نئے خیالات کو قبول کرنے کا مادہ پیدا کر دیا جن کے بغیر نہ یہ ملک اپنی آزادی قائم رکھ سکتا تھا اور نہ اپنے موجودہ استحکام کو پہنچ سکتا تھا۔

اس کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ جاپان میں پادریوں کی سازشوں کی وجہ سے ٹوکوگاوائی کی شوگنی حکومت کس طرح مجبور ہوئی کہ غیر ملکوں کے اثر سے اپنے ملک کو قطعی علیحدہ کرلے اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ سنہ ۱۶۳۷ء کے بعد صرف چینی اور ولندیزی ہی دو غیر قومیں ایسی تھیں جن کو جاپان میں تاجرانہ حیثیت سے رہنے کی اجازت دیگئی تھی۔

گو تمام ولندیزی صرف ڈیشما کے جزیرہ میں قریب قریب بالکل سب سے علیحدہ آباد کردیئے گئے تھے لیکن محض اس واقعہ نے کہ جاپان کی زمین پر اُن کو رہنے کی اور جاپانیوں سے ملنے جلنے کی اجازت دیگئی تھی ایسی صورتیں پیدا کردیں کہ جاپانی باوجود حکام کی ممانعت کے مجبور ہوئے کہ ان غیر ملک والوں کے علوم و فنون کو سمجھنے اور سیکھنے کی کوشش کریں۔

ڈیشیما کی مختصر آبادی میں ولندیزیوں کی زندگی مدت تک جاپان کے ایسے لوگوں کو جنکی نظر دقیق تھی جاپان سے باہر کی دنیا کی جھلک دکھاتی رہی۔ لیکن ڈیشیما کے قریب ہی ناگاساکی کے شہر میں ایک جماعت جاپانیوں کی رفتہ رفتہ ایسی پیدا ہوگئی جس نے ولندیزیوں سے کاروبار اور میل جول رکھنے کی حالت میں ان کی معمولی زبان اتنی سیکھ لی کہ اس میں بات چیت کرسکیں۔ آٹھویں ٹوکوگاوا شوگن یوشی موسنے کے زمانہ (۱۷۱۶ - ۱۷۴۵ء) میں اُنھوں نے ایک عرضی اپنی سرکار میں اس مضمون کی بھیجی کہ اُن کو تحریری زبان سیکھنے کی بھی اجازت دیجائے جس کے سیکھنے کی ممانعت اسوقت تک بسزائے موت جاری تھی اور جاپان کے مستقبل کے لیے یہ ایک خوش قسمتی کی بات تھی کہ یہ درخواست جو نہایت ہی صدق دل سے کی گئی تھی منظور کی گئی۔

اس کام میں جو شوق ان لوگوں نے ظاہر کیا وہ حقیقت میں حیرت انگیز تھا۔ اُنھوں نے فوراً لغت کی چند کتابیں ایک ولندیزی سے مستعار لیں اور نہایت قلیل مدت میں ان کتابوں میں سے تین کتابوں کی نقل تیار کرلی۔ ان میں سے ایک شخص نے جس کا

نام بیٹی تھا یہاں تک کوشش کی کہ لغت کی ایک چھوٹی کتاب خاص ہموطنوں کے استعمال کے لیے تالیف کرے۔ لیکن بد قسمتی سے وہ اپنا کام ختم کرنے سے پہلے مرگیا۔ ان ہی پُرجوش لوگوں میں سے ایک دوسرے شخص نے جس کا نام یوشیبو تھا ولندیزی زبان اس قدر سیکھ لی کہ بلنگ کی کتاب پڑھکر ایک لایق جراح ہوگیا۔ یہ کتاب اُس نے اپنے ملک کے چھ سو آدمیوں کو پڑھا بھی دی۔ تیسرے شخص نے جس کا نام نورو تھا اور جو طبابت کا پیشہ کرتا تھا علم نباتات پر ایک کتاب ترجمہ کر دی۔ مغربی علوم کی یہ سب سے پہلی کتاب تھی جو جاپانی زبان میں ترجمہ ہوئی۔

یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ قریب زمانہ تک یعنی ۱۷۷۱ء تک جاپانیوں کی جہالت کا کیا حال تھا میں یہاں ایک شخص سوگیٹا کا حال بیان کرونگا جو قبیلہ اوبامہ کے سردار ساکائی کا طبیب تھا۔ سوگیٹا نے ایک ولندیزی کتاب فن تشریح کی تصویروں کی حاصل کی اور یہ سمجھکر کہ ان تصویروں کو اصل سے مطابق کرنے کا اچھا موقع ملے گا وہ اپنے چند دوستوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا کہ ایک مجرم کی لاش کو تشریح ہوتے ہوئے دیکھے یہاں ان لوگوں کو سخت حیرت اور تعجب کے ساتھ معلوم ہوا کہ ولندیزی تصویروں میں جس طرح تشریح دکھائی گئی تھی وہ انسان کے اصلی اعضاء اندرونی سے بالکل مطابق ہے درآنحالیکہ اسی مضمون پر چینیوں کی کتابیں پڑھا کر جو یقین سوگیٹا اور اس کے دوستوں کو کرایا گیا تھا وہ اُس تشریح کے مطابق نہ تھا۔ کئی مرتبہ پہلے بھی جاپان کے ڈاکٹروں نے آدمی کی لاش چیری تھی۔ لیکن چونکہ اندرونی اعضاء انسانی کبھی چینی

کتابوں کے مطابق جن کی صحت کا اُن کو کامل یقین دلایا گیا تھا نہیں نظر آئے تھے اِس لیے اُن کو یقین ہوا تھا کہ چینیوں کے اندرونی اعضا، بدنی دوسروں لوگوں سے بالکل مختلف ہیں۔ کیا اس واقعہ سے بڑھکر کوئی امر اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ جاپان کا چینی علوم پر کس قدر حصر تھا اور یہ کہ جاپان کے دانشمند سے دانشمند لوگ بھی ۱۷۷۱ء تک کیسی جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔

اب اسی ملک کے لوگ وہ ہیں جنہوں نے گزشتہ چند سال میں نہایت مہتم بالشان طبی اکتشافات سے دنیا کو حیرت زدہ کر دیا ہے اور جن کی دقیق تحقیقات پر تمام سائنٹفک دنیا ایسی تحسین کر رہی ہے جس کے وہ فی الحقیقت مستحق ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ راہ بڑی دُور و دراز تھی جو جاپان کے علمائے سائنس کو سوگیٹا کے زمانہ سے اس وقت تک طے کرنی پڑی۔ لیکن اب اُنہوں نے اپنے ملک کے لیے یہ ناموری حاصل کر لی ہے کہ وہ سائنس اور ایسے اکتشافات میں جو دنیا کو بیشبہا فوائد پہونچاتے ہیں کسی ملک سے دوسرے درجہ پر نہیں ہے۔

جب سوگیٹا نے دیکھا کہ چینی کتابیں نہیں بلکہ ولندیزیوں کی تصویریں صحیح ہیں تو اُس نے ولندیزی کتاب کی طرف جو ہاتھ میں لیے تھا اور جس میں "تافل اناٹومیا" کی تصویریں بھی تھیں اشارہ کر کے کہا "اگر ہم کسی طرح اس "تافل اناٹومیا" کا ترجمہ کر لیں تو وہ ہمارے فن کے لیے کس قدر مفید ہو۔ اور وہ انسان کے جسم کے ہر حصہ کو ہم پر کیسا واضح کر دے" سوگیٹا کی اس تجویز پر اُس کے سب دوست بہت خوشی سے راضی

ہو گئے اور دوسرے ہی دن سے اُنھوں نے اِس کتاب کا ترجمہ شروع کر دیا۔

جن مشکلات میں یہ ترجمہ کیا گیا اُن کو پروفیسر اُوکیٹا نے بیان کیا ہے اور یہاں میں اُن کی پوری عبارت نقل کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ ملکِ جاپان کی تمدنی تجدید میں یہ واقعہ کیسا وقیع ہے۔ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں کہ: "۴ مارچ ۱۷۷۱ء کا دن وہ تھا جس دن جاپان جدید نے جنم لیا۔ جب تک ہماری قوم زندہ ہے اس کو چاہیے کہ اُن لوگوں کی ہمت وارادہ کو شکریہ کے ساتھ یاد کرے۔ اُن کا کام کسقدر دشوار تھا اِس کا اندازہ ایک کتاب سے ہو سکتا ہے جس کا نام "جاپان میں ولندیزی زبان سیکھنے کی ابتدا" ہے۔ اور جس کو گمپا کو سوگیٹا کی سوانح عمری سمجھنا چاہیے ایک عبارت اس کتاب کی یہ ہے کہ جب ہم دوسرے دن مائینو کے مکان پر جمع ہوئے اور ہم نے کتاب "تافل اناٹومیا" کو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ہم ایک کشتی میں بیٹھکر جس میں سُکّان نہیں ہے سمندر پر چل پڑے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس کشتی کو کدھر لیجائیں اور ہم سب پر ایک عجیب شش و پنج کی حالت چھائی ہوئی تھی مشکل نہایت سخت تھی۔ مثلاً جب ہم نے اس آسان فقرے کو پڑھنا چاہا کہ "ابرو آنکھ کے اوپر ایک بالوں کی کمان ہے" تو موسم بہار کے ایک پورے لمبے دن کی محنت بھی کافی نہیں ہوئی کہ ہم اس فقرے کا ایک لفظ بھی سمجھ لیتے۔ لغت کی کوئی مکمل کتاب موجود نہ تھی۔ صرف ایک چھوٹی لغت کی کتاب تھی جو مائینو اپنے ساتھ ناگاساکی سے لایا تھا۔ . . . . . بہرکیف ہم سے تے اس ضرب المثل پر اعتقاد رکھا کہ عمل انسان کا کام ہے اور اُس کا اختتام کو پہونچانا

آسمان کا اور اب ہم نے باقاعدہ طور پر بڑی محنت سے اس مشکل کام کو شروع کیا۔ روشنی یقینی ان کو ملتی ہے جو اُس کو تلاش کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ایک سال یا اس کے قریب گزر لیا تو الفاظ کے متعلق ہمارے علم میں بہت اضافہ ہو گیا۔ اور قدرتی طور پر ہم کو مغربی زندگی کے حالات بھی کسی قدر معلوم ہو گئے۔ پڑھنے میں ہم کو آسانی ہو گئی اور اب اگر مضمون مشکل نہ ہوا تو ہم دس سطریں روزانہ ترجمہ کر لیتے تھے اس میں شبہ نہیں کہ ولندیزی ترجمان جب شہر یے ڈو میں بہار کے موسم میں آتے تھے تو ہم اُن سے مدد لینے کے موقعوں کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ہم ہفتہ میں ایک مرتبہ تشریح بھی کرتے تھے اور اکثر جانوروں کی لاشیں چیر کر دیکھتے تھے تاکہ ان کے اعضاء کا مقابلہ کتاب کے مضامین سے کریں اسی طرح دو تین سال صرف ہو گئے۔ اب ہم رفتہ رفتہ اپنی محنت کا پھل چکھنے لگے اور جو دن ہم آپس میں ملکر کام کرنے کا مقرر کرتے تھے اُس کا انتظار ایسے شوق اور بے صبری سے کرتے تھے جیسے کوئی بچہ کسی تہوار کے دن کا منتظر ہوتا ہو"۔ شوگیٹا نے خاص طور پر یہ محنت کی کہ جو کچھ پڑھا اُس کو اُسی وقت لکھ لیا اور ترجمہ کا طرز بیان درست کرنے کے لیے چار برس کے عرصہ میں کل ترجمہ کو اُس نے گیارہ مرتبہ لکھا۔ اور آخر کار "فن تشریح پر نئی کتاب" کے نام سے ایک کتاب کی طباعت خاتمہ کو پہونچائی۔ اب یہ لوگ ولندیزی زبان کی تحصیل کے لیے ایک قسم کا مرکز بن گئے۔

اس کے بعد ۱۷۸۰ء میں ایک جاپانی نے جس کا نام اُتسو کی تھا ایک کتاب جس کا نام "ولندیزی کی پہلی کتاب" تھا دو جلدوں میں شائع کی۔ اور اس کتاب نے

اُس کے اکثر ہموطنوں میں ولندیزی زبان سیکھنے کا شوق پیدا کر دیا۔

لیکن اب وہ وقت آگیا تھا کہ اقوام غیر نے جاپان کی قطعی علیحدگی کی حکمت عملی سے جس پر وہ کاربند تھا غیر مطمئن ہو کر اُس پر زور ڈالنا شروع کیا کہ وہ اُن کو اور اُنکے جہازوں کو اپنے بندرگاہوں میں آنے دے ۱۷۹۲ء میں روسیوں نے ایک سفارت اِس غرض سے بھیجی کہ اُن کو جاپان سے تجارت کرنے کی اجازت دیجائے۔ لیکن جب کامیابی نہیں ہوئی تو تین سال بعد اس ناکامی پر غصہ کھا کر اُنہوں نے جزیرہ یے زو کو لوٹ لیا ۱۸۰۸ء میں ایک انگریزی جہاز بھی زبردستی رستہ نکال کر ناگاساکی کے بندرگاہ میں گھس آیا۔

اِن واقعات نے شوگنوں کے اطمینان میں خلل ڈال دیا اور انکو مجبور کیا کہ وہ اُس خطرہ کو سمجھنے اور روکنے کی تدبیریں کریں جسکی نسبت اب اُن کی سمجھ میں آیا کہ وہ ملک کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ پس اُنہوں نے اُت سوکی کو حکم دیا کہ غیر ملکوں کے متعلق جس قدر معلومات ولندیزی ذریعوں سے حاصل ہو سکے وہ اُن کے لیے فراہم کی جائے۔ اُت سوکی نے اس حکم کی تعمیل کی اور جس قدر معلومات بہم پہنچی اُس کو دو کتابوں میں شایع کیا۔ ان میں ایک کا نام ہوکیوہن تانجی (یعنی شمالی چیزیں) اور دوسرے کا نام باششن ہیکو (یعنی ذاتی رائیں) تھا۔

۱۸۱۱ء میں ایک تدبیر اور کی اور ایک سررشتہ ترجمہ کا جاری کیا۔ اور اس میں اُت سوکی کو ولندیزی کتابیں ترجمہ کرنے کے لیے مقرر کیا۔ شوگنی حکومت میں یہ پہلی مثال

تھی کہ مغربی علوم کے ایک عالم کا تقرر سرکاری ملازم کی حیثیت سے ہوا ہو۔

اس زمانہ میں اور لوگ بھی تھے جو اس قسم کے کام میں مصروف تھے گن تن اوداگاوا نے جو ولندیزی زبان انت سو کی سے سیکھ چکا تھا فن تشریح پر بہت سی کتابیں ترجمہ کیں اور اُن کو ۳۰ جلدوں میں شایع کیا۔ بعد کو ان سب کا اُس نے ایک خلاصہ کیا۔ اور "کتابچہ علم طب" اُس کا نام رکھا۔ اس کتاب کے شائع ہونے سے ولندیزی زبان کے پڑھنے کا شوق تمام ملک میں اور بڑھ گیا۔

اب مغربی علوم کے بحر زخار میں غواصی کا شوق بہت جلد عام ہو چلا۔ سنہ ۱۸۲۶ء میں آروچی نے "ہوا کے مظاہر قدرت" پر ایک کتاب لکھی اور علوم طبیعیات کی تحصیل کی بنا ڈالی۔ سنہ ۱۸۳۱ء میں ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام "ابتدائی کیمیا" تھا۔ سنہ ۱۸۴۲ء میں سایورو فوجی نے سب سے پہلی کتاب انگریزی زبان سیکھنے کے لیے لکھی۔ اور سنہ ۱۸۵۰ء کے قریب موراکامی نے خود ذاتی کوشش سے فرانسیسی زبان سیکھنے میں کامیابی حاصل اور دوسروں کی کو بھی اس زبان کی تعلیم دینی شروع کی۔

لیکن یہانتک جو کچھ بیان کیا گیا وہ شخصی کارگزاریوں کا نتیجہ تھا۔ شوگنی حکومت اسی طریقہ کی جسے اختیار کر رکھا تھا کم وبیش سختی سے پابند رہی۔ اور اُس نے اپنے ملک میں غیر ملکوں کے علوم کا بے محابا داخلہ کچھ اچھی نظر سے نہ دیکھا۔ یہانتک کہ زیادہ دُور نہیں سنہ ۱۸۴۳ء میں شوگن نے بجز فن جراحی کے ولندیزی طب کے سیکھنے کی ممانعت کردی تھی۔ کیونکہ ایسے طبیبوں نے جن کی تعلیم چینی طب کے مطابق ہوئی تھی شوگن کو

یقین دلایا تھا کہ غیر ملک کے آدمیوں اور جاپانیوں کو جسمانی اور طبعی ترکیب میں اسقدر اختلاف ہے کہ اگر کسی کو یورپین طریقہ طب کے مطابق علاج کرنے کی اجازت دیگئی تو یہ امر یقینی ہے کہ ایسا شخص قوم کی تندرستی و جسمانی توانائی کو بالکل غارت کر دیگا پرانی وضع کے چینی طبیبوں کی یہ کوشش جس کی غرض یہ تھی کہ جن لوگوں میں مغربی علوم سرایت کر گیے ہیں ان کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں کئی سال تک کامیاب رہی اور اس زمانہ میں مغربی علوم کی تعلیم کا بڑا حصہ نہایت پوشیدہ طور پر ملک میں جاری رکھنا پڑا۔ ان علوم پر علانیہ بحث و مباحثہ کرنے کے معنی یہ تھے کہ اپنے آپ کو سخت سزاؤں کا مستوجب بنایا جائے۔

غرض جسوقت تک شوگنی حکومت کو جبراً اس نتیجہ کے نکالنے پر مجبور نہ ہونا پڑا کہ اب غیر قوموں کے تقاضے کہ جاپان کا ملک ان پر کھول دیا جائے کسی طرح نہیں ٹل سکتے تو پھر اس حکومت نے اپنے زیر سرپرستی ایک سررشتہ قایم کیا جس کا نام "سررشتہ تعلیم کتب غیر ملکی" تھا۔ ۱۸۵۸ء میں چند ڈاکٹروں نے جو یورپین طریقہ پر علاج کرتے تھے۔ شہر یڈو میں ایک چھوٹا سا مطب کھولا یہاں وہ اکثر طبی مسائل پر بحث کرنے کے لیے جمع ہوا کرتے تھے اور چیچک کا ٹیکہ بھی لگاتے تھے ۱۸۶۰ء میں اس مطب کو بھی ایک سرکاری سررشتہ بنا دیا گیا۔ اور اُس کا نام "سررشتہ طب مغربی" رکھا گیا۔

پس اس بیان سے ظاہر ہوگا کہ پہلی چیز جس نے جاپان کو جدید طریقوں پر چلنے کے لیے موثر کیا وہ مغرب کا علم طب تھا۔ اسی نے مغربی علوم اور طرز تحقیق علمی کے متعلق لوگوں

ہیں وہ اعتقاد پیدا کرادیا جس پر اپنے ملک کے بعض حصوں میں ہم ہندی آجتک تکرار و بحث کیا کرتے ہیں۔ افسوس و خفت کے ساتھ اِس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جس حالت میں کہ جاپان میں خود رعایا نے حکومت پر زور ڈالا کہ حفظان صحت کے لیے مغربی طریقے اور مغربی علوم اختیار کیے جائیں ہمارے ہند میں ایک غیر ملکی حکومت نے جو آج ہماری قسمت کی مالک ہے رعایا پر زور ڈالکر انہی چیزوں کو جاری کیا۔ دوسرا امر قابل توجہ یہ ہے کہ جاپان میں تو وہاں کے لوگوں نے ابتدا ہی سے حتی الامکان کوشش کی کہ جو علوم اُنہوں نے باہر کے ملکوں میں سیکھے تھے، اُن کو اپنے ہموطنوں میں شائع کریں۔ لیکن ہم نے اپنے ملک میں یہ خود غرضی اختیار کی کہ جسقدر مغربی علوم تحصیل کے ان کو اپنے ہی فائدہ کے لیے مخصوص رکھا دوسرے لفظوں میں یہ سمجھیے کہ جاپان کے لوگوں نے جنہوں نے غیر ملکوں میں تعلیم پائی تھی اپنے ملک کے دیرینہ وضع لوگوں کی جہالت کو بہت ہی درد و بیچینی کے ساتھ محسوس کیا۔ اور اس کو جہاں تک جلد ممکن ہوا دور کرنا چاہا۔ مگر ہند میں ہم میں سے جن لوگوں نے خوش قسمتی سے یورپین تعلیم پائی تھی وہ پرانی وضع کے لوگوں سے قطعی علحدہ رہے بلکہ بعض وقت یہ سمجھکر ان سے اجتناب کیا کہ وہ جاہل ہیں اور اُن کی طرف توجہ کرنی ضروری نہیں ہے۔

اب یہ صرف ہمارے آقائے نامدار اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہٗ کی دور اندیشی کا طفیل ہے کہ جامعہ عثمانیہ قائم کرکے جہاں ہر قسم کے علوم اُردو میں سکھائے جاتے ہیں آخر کار ہندوستان میں بھی وہ تدبیر اختیار کی گئی جس کو جاپان اٹھارویں عیسوی کے آخری

نصفت میں اختیار کر چکا تھا۔

اہل ہند کی تعلیم کے بارے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نظار کا مراسلہ مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۸۵۴ء گورنر جنرل ہند کے نام اس مضمون کا جاری ہوا تھا کہ "یورپین کتابوں کے ترجموں یا ایسے لوگوں کی اصلی تالیفات سے جو یورپ کی علمی ترقی سے متاثر ہوئے ہیں کشور ہند کی دیسی زبانوں کا ادبی ذخیرہ ایسا پُر مایہ ہو جائیگا کہ پھر یورپ کے علوم ہند کی ہر ایک جماعت کے سامنے رفتہ رفتہ پیش ہو سکیں گے" اس مراسلہ سے جو امید پیدا ہوئی تھی اگر وہ کبھی پوری ہوئی ہوتی تو میں کامل یقین کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ ہر انسانی کوشش و تحریک میں ہمارے ملک ہند کا علمی درجہ ایسا کم نہ ہوتا جیسا کہ آج وہ ہے۔

مجموعۃً جاپانی قوم کی دماغی زندگی یا گزشتہ تاریخ کے متعلق گو میرا مشاہدہ یا علم محدود ہے لیکن میرے دل میں اُس نے یہ پُر امید یقین پیدا کیا ہے کہ ہم ہندی جہانتک کہ دماغی قابلیت سے بحث ہے جاپانیوں سے یقیناً زیادہ ہیں جس چیز کی فی الواقع ہم میں کمی ہے وہ ایسے ذرائع ہیں جن سے اُس چیز کا آسانی سے نشو و نما ہو سکے جس کو قومی قابلیت کہنا چاہیے۔ لیکن میں اس بات کو بھی محسوس کرتا ہوں کہ جبتک جدید خیالات اور جدید علوم جن پر واقعی یقین کے ساتھ قوم کی مادی ترقی کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے ایک غیر زبان میں مقفل رکھے جائیں گے جیسا کہ آج کل ہند میں حال ہو رہا ہے اس وقت تک جدید علمی خیالات اُس سُرعت کے ساتھ نہیں پھیل سکتے جس سُرعت کے ساتھ ان کا پھیلنا ہند کی معیشی حالت اور دُنیا کی دیگر اقوام سے اُن کی مقابلت کے لیے ضروری ہے۔

آٹھواں باب

شروع کے حامیانِ تعلیم میں سب سے بڑا شخص

جاپان کے پرانے حامیانِ تعلیم میں فوکوزاوا کے نام سے بڑھکر کسی دوسرے کا نام عزت یا رفعت کا شایاں نہیں۔ یہ ہی وہ بڑا شخص تھا جس نے کیو کی یونیورسٹی قائم کی اور جوان لوگوں کے چھوٹے سے گروہ کا سردار تھا جن کے سینوں میں ہر وقت یہ آگ سلگتی رہتی تھی کہ اپنی قوم کو اُس دماغی اور تعلیمی سطح پر لے آئیں جو دنیا کی اعلیٰ ترین ترقی کرنیوالی قوم کی ہو۔ تعلیم کے متعلق اس بزرگ کی کوششوں اور اُس کی موقرذات کے اثر نے جاپانِ جدید کے پیدا کرنے میں بڑا حصہ لیا اور اہل جاپان میں اُس کا نام ہمیشہ عزت اور توقیر کی نظر سے یاد رکھا جائے گا۔ ایسے شخص کی زندگی کا مختصر حال اور اُن تخیلات کا ذکر جو اُس نے اپنی قوم کو پیش کئے ہم ہندیوں کے لئے دلچسپی سے خالی نہیں اور اس

رپورٹ میں ان کا تذکرہ بے موقع نہ ہوگا۔

یوکیچی فوکوزاوا ۱۸۳۵ء میں نہایت مفلس ماباپ کے گھر میں جو سمورائی تھے پیدا ہوا اور بہت ہی کم سنی میں یتیم ہوگیا۔ اس خواہش سے کہ اپنی قوّتِ بازو سے گزر اوقات کرے وہ ناگاساکی کے شہر میں آیا اور یہاں ولندیزی زبان اس نے سیکھنی شروع کی اگرچہ آغازِ جوانی میں اُس کو بہت عُسرت کے ساتھ رہنا پڑا لیکن اُس نے کسی طرح ولندیزی زبان اتنی سیکھ لی کہ جب ۱۸۵۸ء میں یی ڈو کے شہر میں آیا تو اپنے ملک کے لوگوں کو اس زبان کی تعلیم دینے لگا۔

اس زمانے میں تجارت کی غرض سے غیر ملک والوں کے لئے یوکوہاما کا بندرگاہ بھی کھول دیا گیا تھا۔ فوکوزاوا جب یہاں آیا تو اُس نے بڑے تعجب سے دیکھا کہ یورپین زبانوں میں انگریزی زبان اُس زبان سے کہیں بڑا درجہ رکھتی ہے جس کو اُس نے اتنی محنت سے سیکھا تھا۔ لیکن اس بات سے اُس نے ہمّت نہیں ہاری اور انگریزی زبان حاصل کرنے کا ارادہ کرلیا اور گو مدد کے لئے اس کے پاس صرف ایک لغت کی کتاب ولندیزی سے انگریزی زبان میں تھی تاہم اُس نے اس قدر سخت محنت کی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس کو انگریزی پڑھنی خاصی آگئی۔

۱۸۶۰ء میں شوگنی حکومت نے ایک سفارت امریکہ روانہ کی جس میں فوکوزاوا کو اس وجہ سے شرکت کا حکم ملا کہ وہ اُن معدودے چند لوگوں میں سے تھا جن کو غیر ملک کی زبان آتی تھی۔ اس کے دو برس بعد ایک دوسری سفارت کے ساتھ جو دیسا...

کی گئی تھی اُس کو جانا پڑا۔ غیر ملکوں میں اس سیاحت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوکو زاوا نے ۱۸۶۶ء میں ایک کتاب شائع کی جس کا نام سی یو جی جو تھا۔ اس کتاب میں اُس نے اپنے ملک والوں کے فائدے کے لئے مغربی تمدن اور جاپان سے باہر کی دنیا کے تمام حالات کی صراحت کی تھی۔

اب فوکو زاوا کو اُن مغربی ملکوں کے نمونے پر جن کو بچشم خود دیکھ چکا تھا جاپان کو ترقی دینے کا شوق بہت بڑھ گیا اور اُس نے فوراً ایک خانگی مدرسہ قائم کیا جس کو جاپان کے مدارس جدید میں سب سے پُرانا مدرسہ شمار کرنا چاہیئے۔ اس مدرسے نے بہت جلد ترقی کی اور ۱۸۹۰ء میں اُس یونیورسٹی کے درجے تک پہنچا جو آج کل کیوگی جیوکیو کی یونیورسٹی کے نام سے دنیا میں مشہور ہے۔ فوکو زاوا تعلیم کا ایسا دل سے شیدا تھا اور اپنے مدرسے کے طلبہ پر ایسا بھروسا رکھتا تھا کہ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ جب تک اُس کا مدرسہ قائم ہے جاپان ایک مہذب قوم کہلائے جانے کا مستحق ہے۔

فوکو زاوا نے جو مقاصد پیش نظر رکھے تھے وہ دو تھے۔ ایک یہ کہ اپنے مدرسے کے ذریعے سے جس قدر کثرت سے نوجوان مل سکیں اُن کو تعلیم دے۔ دوسرے یہ کہ اپنی تحریروں سے عوام کی ہدایت و رہ نمائی کرے۔ اس امر کا اندازہ کہ اُس نے اپنے ہم عصر لوگوں کے خیالات پر کیسا گہرا اثر پہنچایا اِس سے ہو سکتا ہے کہ اُس کی ایک کتاب کی جس کا نام اُس نے "ترغیب علم" رکھا تھا چونتیس لاکھ جلدیں فروخت ہوئی تھیں۔ اِس کتاب کا سب سے پہلا فقرہ یہ تھا کہ: "پروردگار عالم انسان کو انسان کا افسر یا

انسان کو انسان کا ماتحت نہیں پیدا کرتا" یہ ہی فی الحقیقت وہ اصول مساوات تھا جس پر فوکوزاوا تمام عمر نصیحت کرتا رہا۔ ۱۸۸۲ء میں علاوہ تصنیف و تعلیم کے کام کے اُس نے ایک روزانہ اخبار نکالنا شروع کیا جس کا نام "جی جی" (یعنی زمانہ) رکھا۔ اس اخبار نے اُس کو اپنے ملک کی معاشی زندگی کو درست کرنے میں اور اپنے اہل ملک کے سامنے نئے خیالات پیش کرنے میں اور زیادہ مدد کی۔

کیو یونیورسٹی چوں کہ اُس آزادی اور خودداری کی تعلیم دیتی ہے جس کی تلقین اُس کا بانی بڑے جوش اور سچّائی سے کیا کرتا تھا اس لئے اس یونیورسٹی کے اکثر منتھی بجائے سرکاری نوکری کے کسی کاروبار کو اختیار کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ آج کل اس یونیورسٹی کے طَلَبہ کی تعداد قریب ۸۰۰۰ کے ہے اور حال ہی میں شہنشاہِ جاپان نے اُس کو اپنے جیبِ خاص سے ۳۰۰۰۰ ین (قریب ۴۵۰۰۰ روپیہ) کی معتدبہ رقم اس غرض سے عطا فرمائی ہے کہ یونیورسٹی اپنے شعبۂ طِب کو ترقی دے۔ شہنشاہ کا پہلا ذاتی عطیہ ۱۹۰۰ء میں ملا تھا جب کہ ۵۰۰۰۰ ین (قریب ۷۵۰۰۰ روپیہ کے) شہنشاہ نے فوکوزاوا کے نام اُس کی خدمات کے صلے میں عطا فرمائے تھے۔ یہ رقم فوکوزاوا نے فوراً یونیورسٹی کے سرمائے میں شامل کردی۔

دوسرا بڑا کام فوکوزاوا نے یہ کیا کہ عوام کے سامنے تقریر کرنے کا فن جاپان میں جاری کیا باوجودیکہ بعض ہم عصر علما کی رائے میں جاپانی زبان اس کام کے لائق نہ تھی۔ فوکوزاوا نے تنہا یہ دشوار و پیچیدہ کام اپنے ذمّے لیا کہ انگریزی اصطلاحات کی ہم معنی

جاپانی اصطلاحات وضع کیں اور اس کام کو اُس نے اس قدر خوبی سے انجام دیا کہ لوگوں کے دلوں سے یہ خوف کہ جاپانی زبان جدید خیالات اور علوم کی ترویج کا ذریعہ بننے کے قابل نہیں ہی بہت جلد رفع ہوگیا۔

فوکوزاوا نے اپنی کتابوں میں جن کی تعداد پچاس تھی آسان سے آسان الفاظ استعمال کئے تھے۔ اُس نے کوشش کی کہ ان الفاظ کو اس قدر صاف طور پر لکھے کہ "نہ صرف ایک غیر تعلیم یافتہ سوداگر یا کاشتکار اُن کے معنی سمجھے بلکہ ایک خادمہ بھی جو گاؤں سے ابھی ابھی آئی ہو اگر اتفاق سے کوئی عبارت کسی کو پردے کے پیچھے سے پڑھتے سُنے تو عبارت کا ایک عام مفہوم بخوبی اُس کے ذہن میں آجائے۔"

سنہ ۱۹۰۱ء میں فوکوزاوا کا انتقال ہوگیا۔ اُس کے جنازے کے ساتھ ۲۰۰۰۰ آدمی تھے جو باقی ماندہ باشندگانِ جاپان کے ساتھ اس فی الواقع بڑے شخص کی موت پر سوگوار ہوئے۔

میں ہمیشہ اس کو بڑی خوش قسمتی سمجھوں گا کہ زمانۂ قیام جاپان میں مجھکو مسٹر کاماوا سے ملاقات کا موقع ملا۔ یہ صاحب اُس زمانے میں بحیثیت صدر کیو یونی ورسٹی فوکوزاوا کا کام کرتے تھے اور اب وہ موجودہ کابینۂ جاپان میں وزیر تعلیمات کے بڑی ذمہ داری کے عہدے پر مامور ہیں۔ اپنے اُستاد فوکوزاوا کے کام کا تذکرہ ہز اکسلنسی نے جس قدر تعظیم و ادب سے کیا اُس نے میرے دل پر بہت اثر کیا اور جس مہربانی سے اُنھوں نے خود یونیورسٹی کے مختلف شعبے جن کے آج کل وہ صدر ہیں ہمراہ چل کر مجھکو دکھائے میں اُس موقعے کو ہمیشہ خوشی کے ساتھ یاد رکھوں گا۔ میں یہاں یہ خیال ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

فوکوزاوا نے جو کام جاپان میں کیا تھا اُس کی نوعیت بالکل وہی تھی جو اُسی زمانے میں ہندوستان میں سرسیّد احمد خاں مرحوم کے کام کی نوعیت علی گڑھ میں تھی۔ اِن دونوں شخصوں نے اپنی کوششیں اس کام میں صرف کیں کہ یورپ نے جو عجیب ترقی کی تھی اُس کی طرف اپنے اہل ملک کی آنکھیں کھول دیں اور اُن میں اِس امر کا احساس پیدا کردیں کہ اُن کی آئندہ بہتری اِسی میں ہے کہ جہاں تک ممکن ہو موجودہ زمانے کے مطابق اپنے تئیں بنالیں لیکن صورت یہ ہوئی کہ فوکوزاوا نے جو تحریکیں پیدا کیں اُن کو سال بسال اس وجہ سے ترقی ہوتی گئی کہ جاپانی قوم میں بڑھنے کا مادّہ زیادہ تھا اور اُس میں نفاق مطلق نہ تھا۔ برعکس اس کے ہند میں جو تحریک سرسید احمد خاں مرحوم نے شروع کی وہ رفتہ رفتہ کمزور ہوتی گئی کیونکہ آپس کے اختلافات اور بحث و مباحثے جو ہماری زندگی میں اس قدر عام ہیں جاری رہے اور ایسے با اثر اور مضبوط طبیعت کے لوگ پیدا نہ ہوئے جو اس کام کو چلا لیتے۔

کیو یونیورسٹی کی عمارات ایک پہاڑی پر واقع ہیں جہاں سے سمندر نظر آتا ہے اور جو ٹوکیو سے زیادہ فاصلہ نہیں رکھتیں۔ یہ عمارتیں جاپان کی اور یونیورسٹیوں کے مقابلے میں جن کو میں نے دیکھا زیادہ اثر انگیز ہیں۔ یہاں پروفیسروں کا بالکل ساکت و صامت طریقے کا ذوق علمی اور اپنے اپنے کام میں غایت درجے کا انہماک دیکھ کر اور پھر جس تعظیم و ادب سے اُنھوں نے اپنی یونیورسٹی کے بانی کا ذکر مجھ سے کیا اُس کو سُن کر علی گڑھ یونیورسٹی کی موجودہ حالت کا نقشہ افسوس کے ساتھ آنکھوں میں پھر گیا جہاں مجھکو خوف ہے کہ اُس کے بانی کے اکثر اصولوں ہی کو دل سے نہیں بُھلا دیا گیا بلکہ جہاں اُس کا نام بھی درس کے کمروں میں کبھی

مشکل سے سننے میں آتا ہی۔ کیو یونیورسٹی کی مالی حالت بھی برخلاف مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بہت اچھی اور محفوظ ہی۔ کیوں کہ اس کے پرانے طلبہ جن کو تجارت کی دنیا میں آج بڑا درجہ حاصل ہی اپنی یونیورسٹی کو جس میں اُنھوں نے تعلیم پائی ہی مالی امداد پہنچانے اور اس کے ہر شعبے کی تکمیل و توسیع کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

فوکوزاوا کے کاموں کا مختصر بیان جو میں نے اوپر لکھا ہی وہ ناتمام رہے گا تاوقتے کہ اُس میں پند و نصائح کا وہ مجموعہ شامل نہ کیا جائے جو ضابطۂ اخلاق کے نام سے فوکوزاوا نے اپنے اہل ملک کے نفع کے لیے اور اُن لوگوں کی ہدایت کے لیے جو کیو یونیورسٹی کو چلانے میں مصروف تھے تالیف کیا تھا۔ یہ ضابطۂ اخلاق ۱۸۹۰ء میں شائع ہوا تھا اور اُس وقت سے اب تک کیو یونیورسٹی کے ارکین میں ایک نیم الہامی صحیفے کی مثل اُس کی عظمت کی جاتی ہی اُس کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نصائح کس قدر فکر و غور کے بعد لکھی گئی تھیں اور اُس کے مصنف نے اپنے ملک کے نوجوانوں میں خودداری اور آزادی کے اصول کس محنت و کوشش سے دل نشین کئے تھے۔ میں یہاں اس مجموعے کو از اول تا آخر نقل کرتا ہوں کیوں کہ یہ ایسی تحریر ہی جو ہمارے لئے نہایت غور اور توجہ سے پڑھنے کے قابل ہی۔

"اس امر میں تمام ملک متفق الراے ہی کہ سلطنت جاپان کی رعایا میں بلا امتیاز عمر و جنس ہر فرد بشر کا جو اس سرزمین میں پیدا ہوا ہی فرض ہی کہ شہنشاہ کے گھرانے کا جن کی حکومت قدامت سے مسلسل چلی آتی ہی مطیع رہے اور اس خاندان کی مہربانیوں کا

جو اُس کے اخلاقِ کریمانہ سے ہم پر ظاہر ہو تی رہی ہیں ہمیشہ شکر گزار رہے "

" لیکن جب ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں کس طریقے پر آج کل کے مرد وں اور عورتوں کو سوسائٹی میں اپنا چلن رکھنا چاہیئے تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ لوگ سوسائٹی میں اپنا چلن مختلف طریقوں کی اخلاقی تعلیم کے مطابق جو پرانے زمانے سے چلے آتے ہیں منضبط کیا کرتے ہیں۔ بہر کیف مناسب ہے کہ اخلاقی تعلیم میں وقتاً فوقتاً اس طرح تبدیلیاں ہوتی رہیں کہ وہ ترقی تمدن کے ساتھ اپنا قدم ملائے رکھے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ ایک بڑی ترقی یافتہ یا مسلسل ترقی کرنے والی سوسائٹی میں جیسی کہ آج کل کی دنیا میں وہ نظر آتی ہے ایسے اخلاقی قواعد موجود ہوں جو اُس بوسیدہ اور پارینہ اخلاقی تعلیم سے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے بہتر طریقے پر حال کی ضروریات کے لئے مناسب و موزوں ہوں اس وجہ سے ہم اس خیال کے ظاہر کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ اخلاقی ضوابط اور قواعد کردار ہر متنفس کے لئے اور نیز کل سوسائٹی کے لئے از سرِ نو مرتب کرنے کی ضرورت پیدا ہوگئی ہے۔

۱۔ یہ دنیا میں ہر جگہ انسان کا فرض ہے کہ اپنے ذاتی مرتبہ اور عزت کو بڑھائے اور اپنے اخلاقی اور عقلی قوا کو جہاں تک اُن میں قابلیت ہو ترقی دے اور کبھی اُس ترقی پر جو حاصل ہو چکی ہے اکتفا نہ کرے بلکہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ لیاقت پیدا کرنے کی جستجو میں رہے۔ اس لئے ہم بہت زور دے کر اس بات کو اپنے تمام ہم خیال لوگوں کا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ تمام چیزوں کے متعلق اپنا پورا فرض نہ حیثیت

انسان ہونے کے ادا کریں اور آزادی اور خودداری کے اصولوں کو اس اعتبار سے کہ اخلاقی زندگی کے وہ ضروری آئین ہیں ہمیشہ دل نشیں رکھیں۔

۲۔ کوئی شخص بھی جو کامل طور پر طبیعت اور جسم کی آزادی کا اصول سمجھ لیتا ہے اور اپنی شخصیت کا پورا لحاظ کرتا ہے وہ اپنی عزت اور رتبے کو بلا داغ قائم رکھتا ہے اور ایسے ہی شخص کو ہم آزاد اور خوددار کہتے ہیں۔

۳۔ زندگی کی آزادی کا حقیقی ذریعہ یہ ہے کہ انسان اپنی روٹی اپنی ہی پیشانی کا پسینہ بہا کر کھاتا ہو۔ ایک شخص جو آزاد و خوددار ہو اُس کو اپنی خود مدد کرنے والا اور اپنی خود گزر کرنے والا بھی ہونا چاہیئے۔

۴۔ جسم کی طاقت اور جسمانی صحّت کی درستی زندگی کے لوازم ہیں۔ اس لئے ہم کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے کہ جسم اور طبیعت کو ہمیشہ چست و درست رکھیں اور کسی ایسے کاموں یا طرزِ زندگی سے جو صحّت جسمانی کے لئے مضر ہو پرہیز کریں۔

۵۔ انسان کا فرض ہے کہ جس قدر زندگی اُس کو ملی ہے اُس کو پورا کرے۔ خود اپنی جان کسی وجہ سے یا کسی حالت میں ہلاک کردینی خلاف عقل اور بزدلی کا فعل ہے جو بالکل نفرت کے قابل ہے اور اصول آزادی و خودداری کی شان کے قطعی خلاف ہے۔

۶۔ آزادی اور خودداری کے اصول کو عملی شکل میں دیکھنے کے لئے انسان کی طبیعت بہت کچھ بہادر چست و بے باک ہونی چاہیئے مگر اس کے ساتھ ہی صبر و ہمّت دونوں چیزیں طبیعت میں شامل رہنی چاہئیں۔

۷- اپنا چلن اور طور قائم کرنے میں ایک آزاد اور خود دار شخص کو دوسروں پر حصر نہ کرنا چاہیئے۔ اُس میں اتنی عقل ہونی چاہیئے کہ اپنے لئے کسی بات کو خود سوچ سکے اور فیصلہ کر سکے۔

۸- عورتوں کے ساتھ اس طرح برتاؤ کرنا کہ گویا وہ مردوں سے کم درجہ رکھتی ہیں نہایت وحشیانہ طریقہ ہی۔ عورتوں اور مردوں کو جو شائستہ جماعت سے ہوں ایک دوسرے سے محبت رکھنی چاہیئے اور ایک کو دوسرے کا لحاظ اس طرح کرنا چاہیئے کہ گویا سب ایک ہی درجے کے لوگ ہیں۔ عورت اپنی آزادی و خود داری کا احساس رکھے۔

۹- چوں کہ شادی کرنا انسان کی زندگی کے بڑے کاموں سے ایک کام ہوتا ہی اس لئے زندگی بھر کے لئے ایک ساتھی ڈھونڈنے میں بڑی احتیاط کرنی چاہیئے۔ تمام انسانی قرابتوں کی اصل شادی اور میاں بیوی کی محبت اور سلوک کے ساتھ مل کر رہنے میں ہی حتیٰ کہ موت اُن کو جدا کر دے۔ ان دونوں میں کسی کو یہ نہ چاہیئے کہ ایک دوسرے کی آزادی اور خودداری میں مخل ہو۔

۱۰- ایسے شوہروں اور بیویوں میں جو تعلق اپنی اولاد سے ہوتا ہی وہ اُمیدوں سے پُر ہوتا ہی اور بالکل قدرتی ہوتا ہی کیوں کہ اس صورت میں ایسی چیزیں جو غیر ہوں خاندان میں داخل نہیں ہوتیں اور ماں باپ بچّوں کو اور بچّے ماں باپ کو ہمہ تن اپنا سمجھتے ہیں جو محبت اِن دونوں کو وابستہ کرتی ہی وہ سچّی اور خالص ہوتی ہی اور اس محبت کو خالص و مستحکم رکھنا خاندانی مسرت کی بنیاد ہوتی ہی۔

۱۱- بچّوں کی تربیت بھی اس طرح ہونی چاہیئے کہ بڑے ہوکر وہ آزاد و خود دار بنیں۔ یہ ماباپ کا فرض ہے کہ اپنے بچّوں کی پرورش اور تربیت جب تک کہ وہ بہت کم سن ہوں خود کریں۔ بچّوں کو چاہیئے کہ ماباپ کی اطاعت کریں اور ہر طرح پر کوشش کریں کہ جب اُن کے لیئے دنیا میں قدم رکھنے کا وقت آئے تو آزاد و خود دار شخص بن کر ظاہر ہوں۔

۱۲- آزاد و خود دار شخص کا اعلیٰ ترین نمونہ وہ ہے جو بڑھاپے تک ہمیشہ کچھ نہ کچھ سیکھتے رہنے کو اپنا فرض سمجھے اور کبھی عقل یا اخلاق کی ترقی میں اپنی کوششوں کو پست یا بند نہ کرے۔

۱۳- سوسائٹی کے اجزا چوں کہ افراد اور خاندان دونوں ہوتے ہیں اس لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک عمدہ اور صحیح سوسائٹی کی بنیاد افراد اور خاندانوں کی آزادی اور خودداری میں نظر آسکتی ہے۔

۱۴- معاشرتی زندگی کو جاری اور قائم رکھنے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ ہر فرد خواہ مَرد ہو یا عورت اپنی آزادی اور خودداری کو اور نیز دوسرے کی آزادی اور خودداری کو بلا مضرت برقرار رکھے۔ یہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ جب ہم خود اپنی راحت کی تلاش اور اپنے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں تو اُس وقت ہم کو دوسروں کے حقوق اور راحت کا بھی پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

۱۵- دل میں غصہ رکھنا اور انتقام لینے کی جبلت وجو ایک دوسری وحشیانہ اور ظالمانہ خصلت ہے جو عہد ظلمت کی ایک نشانی چلی آتی ہے۔ اپنی عزت کو بچانے اور کسی شرمناک

بات سے اپنی صفائی چاہتے ہیں ہم کو وہی طریقے اختیار کرنے چاہئیں جو سچّے اور انصاف کے ہوں۔

۱۶- ہر شخص کو اپنے فرائض منصب ادا کرنے میں ایمان دار رہنا چاہیئے۔ جو شخص اُن امانتوں کی قدر وقیمت سے جو اُس کے سپرد کی جاتی ہیں بے پروا ہو کر اپنی ذمہ داریوں سے غفلت کرتا ہے وہ اس لائق نہیں ہوتا کہ اُس کو آزاد و خود دار شخص کہا جائے۔

۱۷- دوسروں کا اعتبار کرکے اُن کے ساتھ برتاؤ کرو۔ اگر تم دوسروں کا اعتبار کرتے ہو تو وہ بھی تمہارا اعتبار کریں گے۔ یہ باہمی اعتبار و اعتماد ہی وہ چیز ہے جس سے ہم اپنے میں یا دوسروں میں آزادی و خودداری کی عملی شکل دیکھ سکتے ہیں۔

۱۸- حسنِ اخلاق اور آدابِ مجلس وہ چیزیں ہیں جو معاشرتی زندگی کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ ان کی پوری پابندی کرنی چاہیئے مگر اعتدال شرط ہے۔

۱۹- یہ بڑی انسانیت کا کام ہے اور انسانی نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی ہے کہ دوسروں کے ساتھ ہم وہی محبت رکھیں جو اپنی ذات کے ساتھ ہم کو ہے اور اپنے ہم جنسوں کے بوجھ کو بٹائیں اور اُن کی راحت کو بڑھائیں۔

۲۰- انسانیت صرف انسانوں تک محدود نہ سمجھنی چاہیئے۔ بلکہ انسانیت کا مقتضیٰ ہے کہ وہ آدمیوں کو جانوروں پر ظلم کرنے سے بھی روکے اور بے ضرورت ایسی مخلوق کی جان لینے سے باز رکھے جو ہماری مثل جان رکھتے ہیں۔

۲۱- جہاں کہ فنون اور ادبیات کا ذوق انسان کے اظہار کا [illegible]

اُس کی طبیعت کے لئے موجب مسرت ہوتا ہے اور چوں کہ وہ امن اور بنی نوع انسان کی خوشی بالواسطہ پیدا کرتا ہے اس لئے فنون اور ادبیات کا سیکھنا انسان کو اپنی زندگی کا سب سے اعلیٰ مقصد سمجھنا چاہیئے۔

۲۲۔ جہاں کہیں کوئی ملک ہے وہاں ایک نظم حکومت بھی ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک کا انتظام کرے۔ فوجی طاقت قائم کرے اور اُس طاقت کو برقرار رکھے تاکہ ملک کے باشندوں کی حفاظت ہو سکے اور رعایا کے ہر فرد کے حق میں اس بات کی ضامن ہو جائے کہ اُس کی جان، مال، عزت اور آزادی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ان فوائد کے معاوضہ میں رعایا کا یہ فرض ہے کہ فوج میں ملازمت کرے۔ فوجی خدمات اور ملک کے مصارف ادا کرے۔

۲۳۔ اگر قومی فوج میں خدمت کرنی اور قومی مصارف کے لئے اپنا اپنا حصہ ادا کرنا باشندوں کا فرض ہے تو اس کے ساتھ ہی قدرتی طور پر اُن کو وضع قوانین میں رائے دینے اور حکومت کے مصارف کو اپنے اختیار میں رکھنے کا حق بھی حاصل ہے۔

۲۴۔ جاپان کے باشندوں کو خواہ مرد ہوں یا عورت یہ بات کبھی نہ بھولنی چاہیئے کہ قومی آزادی و خودداری کو تمام دشمنوں کے مقابلے میں جان و مال تک کا نقصان گوارا کر کے قائم رکھنا اُن کا سب سے بڑا فرض ہے۔

۲۵۔ یہ ہر ایک باشندے کا فرض ہے کہ نہ صرف قوانین کا پابند ہو بلکہ یہ بھی دیکھتا رہے کہ دوسرے لوگ بھی قوانین کے آسی کے مثل پابند ہیں۔ کیوں کہ سوسائٹی کی سلامتی

اور امن قائم رکھنے کے لئے یہ بڑی ضروری چیز ہے۔

۲۶۔ دنیا میں قوموں کا شمار کسی طرح کم نہیں ہے اور یہ قومیں ہم سے مذہب، زبان، رنگ، رسم و رواج میں مختلف ہیں لیکن پھر بھی وہ ہماری برادری ہیں ان سے ربط و تعلق رکھنے میں کسی قسم کی نا زیبا طرفداری نہ ہونی چاہیئے اور خودستائی اور غرور کی باتیں کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے۔ اس قسم کی باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم دوسری قوموں سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور یہ امر آزادی و خودداری کے اصول کے بالکل خلاف ہے۔

۲۷۔ جو لوگ اس زمانے میں زندہ ہیں اُن کا یہ فرض ہے کہ اُس شائستگی و خوشدلی کو ترقی دیں جو اُن کو اپنے اسلاف سے ملی ہیں اور اس طرح یہ ہی چیزیں بغیر کمی کے آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ جائیں۔

۲۸ — یہ قدرتی بات ہے کہ دنیا میں لوگ مختلف درجے کی دماغی اور جسمانی قوتیں لئے ہوئے پیدا ہوں۔ یہ کام تعلیم کا ہے کہ عاقلوں اور طاقتوروں کی تعداد میں اضافہ اور کمزوروں اور احمقوں کی تعداد میں کمی پیدا کرے۔ خلاصہ یہ کہ تعلیم لوگوں کو آزادی اور خودداری کے اصول سکھاتی ہے اور ان میں یہ قابلیت پیدا کرتی ہے کہ وہ اُن اصولوں کو ارادہ سے عمل میں لانے کی تدبیریں کریں۔

۲۹ — جو لوگ ہمارے عقیدوں میں یقین رکھتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت بہتر ہو گا کہ وہ ان نصیحتوں کو دل نشیں کر لیں۔ ان کو یہ بھی چاہیئے کہ لوگوں میں عام

طور پر ان نصیحتوں کو شائع کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح دوش بدوش تمام
قوم کے لئے اس حالت کی طرف ترقی کریں جو سب سے زیادہ موجب راحت ہی۔

نواں باب

کموڈور پیری کا وارد ہونا۔ سب سے پہلے عہد نامۂ تجارت پر دستخط

جاپانِ جدید کے مشہور صاحبِ تدبیر مارکوئس اکوما نے ایک بار ٹوکوگاواشوگنوں کے حکومت کی خصوصیات کا خلاصہ اِن الفاظ میں بیان کیا تھا۔ "ٹوکوگاواؤں کی ڈھائی سو برس کی حکومت نے ایک طرف تو امن وامان کی وجہ سے علوم وفنون اور صنعت وحرفت کے نشوونما کو ترقی دی اور دوسری طرف جاگیر دارانِ ملک کی باہمی رقابت سے قوم کے قوائے عقلی میں اعتدال و پختگی پیدا کی اور ہمت ومردانگی کی خاص طور پر قوم کو تربیت دی اور رفتہ رفتہ ایک ایسی طاقت پیدا کر دی جو ملک کے دوبارہ کھل جانے پر یک لخت نئی نئی شکلوں میں ظاہر ہوئی"۔

اُنیسویں صدی کے شروع میں بہرکیف شوگنوں کی سخت حکومت کی وجہ سے

ایک قسم کی بے اطمینانی اور ناراضی کے آثار پیدا ہونے لگے اور بعض ڈیمیوں نے شوگن کے اختیارات کے مقابلے میں ایک خفیہ سازش شروع کردی۔ جزیرہ یی زو میں روسیوں کی تاخت وتاراج نے جس کا ذکر اس سے پہلے ایک باب میں ہوچکا ہے اور جس کا وقوع بھی اسی زمانے میں ہوا تھا اور شوگن کی اس معذوری نے کہ وہ روسیوں سے اس تشدد کا انتقام لینے کی کوئی تدبیر نہ کرسکا شوگنی حکومت کے اقبال میں کمی کردی اور حالاتِ موجودہ سے عام ناراضی میں زیادتی ہوگئی۔ جب شوگنی حکومت نے دیکھا کہ روسیوں کو حملے اور یورش پر کس قدر قدرت حاصل ہے تب اُس کی آنکھیں کھلیں۔ اور اِس کا فوری اثر یہ ہوا کہ حکامِ وقت نے بہ عجلت ممکنہ غیر قوموں کے حالات کی نسبت کافی معلومات بہم پہنچانے کی خواہش ظاہر کی تاکہ اُس قوم کی طبیعت وطاقت کا اندازہ ہوجائے جس کو جاپان کے ساتھ ایسی بدسلوکی کرنے میں کسی قسم کا تامل نہیں ہوا۔ چنانچہ احکام جاری ہوئے کہ غیر ملک والوں کی کتابیں ترجمہ کی جائیں اور ترجمے کے متعلق وہ کام جاری ہوا جس کا میں پہلے ذکر کرچکا ہوں۔

جاپان کی آئندہ آزادی کے لئے یہ امر فی الواقع بڑی خوش قسمتی کا تھا کہ یورپ کی قومیں اس موقعے پر اور کاموں میں ایسی مصروف تھیں کہ جاپان کی طرف پوری توجہ نہ کرسکیں۔ نپولین کے بہ ہیبت حصولِ اقتدار سے جو فتنہ برپا ہوا تھا اُس میں یہ قومیں اُس وقت مبتلا تھیں اور جب ان کو اپنے ہی ملک میں خطروں کا سامنا تھا تو پھر جاپان جیسے دور دراز ملک کا خیال دل میں لانا مشکل تھا۔ غرض اس طرح امن وعافیت کا جو تھوڑا سا زمانہ جاپان

کو ملاوہ اس کے حق میں بیش بہا ثابت ہوا کیوں کہ جب جاپان کو دوبارہ یورپ سے دو بدو ہونا پڑا تو نئی چیزوں سے اُس کی لاعلمی اُن اہل وطن کی جاں فشانی سے ایک بڑی حد تک دور ہو گئی تھی جنھوں نے اپنی تمام قوتیں اس کوشش میں صرف کی تھیں کہ مغربی علوم کے بھیدوں سے اپنی قوم کو آگاہ کردیں اور اس ذریعے سے باہر کی دنیا کا جو نقشہ اب تک اُن کے سامنے رہا ہے وہ زیادہ صحیح شکل میں اُن پر ظاہر ہو جائے۔

لیکن جاپان سے باہر کی دنیا میں صرف یورپ ہی نہ تھا۔ امریکہ نے جو یورپ کی سیاسیات سے علیحدہ رہا تھا اس اثنا میں چین اور جاپان کے سمندروں میں وہیل مچھلی کے شکار کے لئے حقوق حاصل کرکے اُس کے متعلق ایک بڑا کاروبار اپنے قبضے میں کرلیا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا تھا کہ اُس کے جہاز طوفان خوردہ ہو کر جاپان کے ساحل سے آلگے تھے اور ان کے ملاحوں کی جاپانیوں نے بڑی گت بنائی تھی۔ امریکہ کو اس بات کی ضرورت بھی محسوس ہونے لگی کہ چین کے بندرگاہوں سے تجارت جاری رکھنے کے لئے جاپان کے ساحل پر اپنے جہازوں کے لئے کوئی مقام ایسا قرار دے جہاں سے دورانِ سفر میں کوئلہ بھرا جاسکے۔ کیوں کہ اس زمانے میں جہاز ایسے چھوٹے ہوتے تھے کہ اُن پر ایک دفعہ ہی زیادہ کوئلہ نہیں بھرا جا سکتا تھا۔ پس امریکہ کی گورنمنٹ نے یہ بڑا کام اپنے ذمے لیا کہ غیر ملکی تجارت کے لئے جاپان کے دروازے کھولنے پر جاپان کو مجبور کرے اور دنیا کی دیگر قوموں کی مثل یہ ملک بھی ایک ہی صف میں آجائے۔ کیوں کہ اب دنیا کی معاشی ضروریات اس بات کی اجازت نہ دیتی تھیں کہ جاپان اپنے کو سب سے علیحدہ رکھے۔

یہ ہی وجہ تھی کہ ۱۸۵۳ء میں کموڈور پیری چار جنگی جہازوں کے ساتھ جن پر ۵۶۰ آدمیوں کی بحری جمعیت تھی جاپان روانہ کیا گیا۔ جاپان کے ساحلوں نے ۱۲۸۱ء کے بعد سے جب کہ قوبلائی خاں نے ایک بیڑہ جہازوں کا بھیجا تھا غیر ملکی جہازوں کی ایسی صف آرائی اب تک کبھی نہ دیکھی تھی۔ اِن جہازوں کو دیکھکر جو فوق الفطری قوت سے چلائے جاتے تھے جاپانیوں پر ایسا اثر ہوا کہ شہنشاہ نے ملک کے تمام بڑے بڑے معبدوں میں فوراً دعا مانگنے کے لئے حکم جاری کیا تاکہ یہ غنیم بھی اُسی طرح دفع ہو جائے جیسے کہ گزشتہ زمانے میں مغلوں کا بیڑا جاپان کے ساحلوں سے دفع ہو گیا تھا۔

لیکن اس مرتبہ غنیم کو منتشر کرنے کے لئے کوئی طوفان نہیں اُٹھا۔ پیری کا وارد ہونا حقیقت میں قوم جاپان کی زندگی میں ایک نئی قوت کا پیدا ہونا تھا اور یہ قوت وہ تھی جو ایسے نئے عزم اور تخیلات پیدا کرنے والی تھی جن کی مدد سے جاپانیوں کی مقدر میں تھا کہ وہ اپنے ملک کو ترقی دے کر اُس بلند مرتبے پر پہنچائیں جو آج اُس کو حاصل ہے۔ ایک مرتبہ پھر جاپانیوں کے بزرگوں کی روحوں نے اُن کی مدد کی۔ گو اس مرتبہ یہ مدد اس طرح کی کہ پیری امریکانی کی سرکردگی میں جو غیر ملکی بیڑا اِس وقت اپنی دلیرانہ شان دکھا رہا تھا اُس کو منتشر کرنے سے انکار کیا۔

کموڈور پیری کے اس طرح دفعتاً نمودار ہونے سے دو نتیجے فوراً پیدا ہوئے۔ ایک یہ کہ جاپان کو اب پہلے سے کہیں زیادہ اس بات کا علم ہو گیا کہ ایسے غنیم کے مقابلے میں جو اس وقت اُن کے سامنے ہے وہ بالکل بے بس ہیں۔ دوسرے یہ کہ اُن کے

سینوں میں حب الوطنی کا وہی جوش و ولولہ پھر پیدا ہوا جس نے زمانۂ سابق میں اُن کو اس قابل کیا تھا کہ اپنے دشمنوں کو ملک سے بھگا دیں۔ مگر حُبّ وطن کا یہ پرانا جوش ایسا دو سو برس کے زمانۂ امن و سلامتی میں جس کو ٹوکوگاوا شوگنوں نے پیدا کیا تھا کم ہوتے ہوتے ایک قسم کی گروہی طرفداری یا ایک جاگیردار کے برخلاف دوسرے جاگیردار کی خیر خواہی کی شکل میں رہ گیا تھا۔

پیری ایک خط امریکہ کے پریسیڈنٹ کی طرف سے جاپان کے فرماں روا کے نام لایا تھا۔ لیکن پیری میں اتنی ہوشیاری تھی کہ کسی عہدنامے کی تکمیل پر اُس نے فوراً اصرار نہیں کیا۔ جاپان کے سمندر میں دس روز قیام کرنے کے بعد پیری وہاں سے روانہ ہو گیا اور جانے سے پہلے جاپان کے حکام کو اطلاع دی کہ سال آئندہ وہ پھر آئے گا اور اُس کو اُمید ہے کہ امریکہ نے جو تجاویز پیش کی ہیں اُن کے جوابات اُس وقت تک تیار رہیں گے۔ اس واقعے کے تھوڑے عرصے کے بعد اُس زمانے کا شوگن ای اے یوشی جو کچھ عرصے سے بیمار تھا مر گیا۔ اور ای سا ڈا خاندان ٹوکوگاوا کا تیرھواں شوگن اُس کا جانشین ہوا۔

اب اپنی حالت کا پورا خطرہ شوگن پر ظاہر ہو گیا۔ یہ دیکھکر کہ خود اُس میں اتنی قوت نہیں ہے کہ جو معاملہ اس وقت پیش ہے اس کا کچھ تصفیہ کر سکے اس نے فیصلہ کیا کہ ملک کے بڑے بڑے علاقہ داروں اور سرداروں سے اس معاملے میں مشورہ کرے۔ پیری کا خط گشت کرایا گیا اور ان سرداروں سے اُس کے بارے میں رائے طلب کی گئی۔

جس قدر جوابات آئے اُن میں سے اکثر کا خلاصہ میں یہاں درج کرتا ہوں جس سے ظاہر ہوگا
کہ جاپان میں اس زمانے کے بڑے لوگ غیر قوموں سے تعلقات جاری کرنے کی نسبت
کیا خیال کرتے تھے۔ خلاصہ جوابوں کا یہ ہے:-

"اصل غرض غیر ملک والوں کی جاپان میں آنے سے یہ ہے کہ حربی نظر سے ملک کا
معائنہ کریں چنانچہ روسیوں نے جاپان کے شمال میں جو کچھ کیا اس سے یہی غرض
قطعی ثابت ہو چکی ہے مغربی سلطنتوں نے ہندوستان اور چین میں جو کچھ کیا ہے اگر
موقع ملا تو جاپان میں بھی وہ یہی کریں گی۔ ولندیزیوں کی نسبت بھی اس شبہ کی
گنجائش موجود ہے کہ وہ جاسوس ہیں۔ غیر ملکی تجارت قوم کو بجائے فائدہ پہنچانے کے
اُس کو مفلس بنانے سے باز نہیں رہ سکتی کیوں کہ بحری تجارت کے معنی صرف یہ ہیں
کہ جاپان میں تو لوگوں کو غیر ضروری تکلفات کی بہت سی چیزیں لینی پڑتی ہیں اور خود
جاپان کو اُس کے بدلے میں قیمتی معدنیات بڑے وزن میں دینی ہوتی ہیں۔ غیر ملکی
تعلقات کو ترقی دینے میں علحدگی کا وہ قانون جو صدہا برس سے جاری ہے اور جس کی
بنیاد عملی تجربوں پر ہی ٹوٹ جائے گا۔"

غیر ملک والوں کو جاپان سے کسی قسم کا واسطہ رکھنے کی اجازت دینے کے
خلاف جو خیال جاپان میں تھا اس کی پوری قوت کا اندازہ اُس تحریر سے ہوسکتا ہے
جو میتو کے زبردست جاگیردار نے اپنے اہل ملک کے نام لکھی:-

"ہماری تاریخ کی کتابوں میں ہمارے اُن بزرگوں کے کارناموں کا ذکر تو

موجود ہی جنھوں نے غیروں کی زمین پر اپنے عَلَم نصب کئے تھے لیکن ہمارے ملک کی پاک زمین پر غیروں کے ہتیاروں کی جھنکار کبھی نہیں سُنی گئی۔ ہماری نسل کو پہلی بار یہ بے عزتی نہ دیکھنے دو کہ ایک وحشی قوم کا لشکر اس زمین پر قدم رکھے جس کی خاک میں ہمارے بزرگ آرام کرتے ہیں ․․ ․․ ․․ ․․ امن و عافیت نے ہمارے جوش کو کمزور کر دیا ہی۔ ہمارے ہتیاروں کو زنگ لگا دیا ہی اور ہمارے سپاہیوں کی تلواروں کو کُند کر دیا ہی۔ وہ آرام میں پڑ کر سُست ہوگئے ہیں۔ معلوم نہیں اس خواب سے کب بیدار ہونگے۔ کیا یہ وہ مبارک ساعت نہیں ہی کہ لڑائی کے جوش کو پھر وہ زندہ کریں ؟ ‘‘

لیکن پیری کے چلے جانے پر جو سبق اُس کے وارد ہونے سے اہلِ جاپان کو ملا تھا وہ حکام سلطنت کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔ خلیج یی ڈو اور ساحل کے بعض اور حصّوں کی حفاظت کے لئے مورچوں اور قلعوں کی تعمیر فوراً شروع کر دی گئی اور جو حکم اس مضمون کا جاری ہوا تھا کہ سمندر میں دُور تک جانے والے جہاز نہ بنائے جائیں، منسوخ کر دیا گیا۔ اب شوگنی حکومت نے اپنی پہلی حکمت عملی اس قدر بدل دی کہ اُس نے اب بڑے بڑے جاگیرداروں سے ایسے جہازوں کی تیاری اور ان کو مسلح کرنے کے لئے کہا جو قومی حفاظت کے لئے استعمال ہوسکیں۔ ولندیزیوں کو حکم ہوا کہ فنونِ حرب کے متعلق عمدہ عمدہ کتابیں یورپ سے منگوائیں اور ایک جنگی جہاز گورنمنٹ کے لئے تیار کریں۔ توپیں ڈھالی گئیں۔ فوجوں کو قواعد سکھائی گئی اور تمام جاپانی جنھوں نے

ولندیزی زبان کے ذریعے سے غیر ملکوں کا کچھ بھی علم حاصل کیا تھا سرکاری ملازمت میں داخل کر لئے گئے۔

لیکن حکام وقت مسئلہ زیرِ غور پر جس قدر گہری نظر ڈالتے تھے اُسی قدر معلوم ہوتا تھا کہ سال آئندہ جب کموڈور پیری واپس آئے گا تو اُس کے حملے کو خود مسلح ہو کر روکنا بلکہ روکنے کا ارادہ تک کرنا جاپان کے لئے کس قدر ناممکن ہے۔ پس حکم ہوا کہ امریکہ والوں کے ساتھ اگر وہ واپس آئیں تو اخلاق سے برتاؤ کیا جائے۔

پیری اپنے قول کے مطابق ۱۸۵۴ء کی فروری میں جاپان میں پھر وارد ہوا مگر اس مرتبہ اُس کے ساتھ دس جہاز تھے جن پر دو ہزار آدمی سوار تھے۔ ایسی زبردست طاقت کی نمائش سے اُس کی بہت سی مشکلات حل ہو گئیں اور ۳۱ مارچ ۱۸۵۴ء کو جاپان نے ایک عہدنامہ پر دستخط کر دیئے جس میں ذیل کے امور پر اُس نے رضامندی ظاہر کی:

۱۔ شیموودہ اور ہاکوڈاٹی کے دونوں بندرگاہوں میں امریکہ سے لوگ جب آنا چاہیں تو آسکیں اور یہاں اُن کے ساتھ اُس برتاؤ سے مختلف برتاؤ کیا جائے گا جو پہلے ولندیزیوں کے ساتھ ناگاساکی میں کیا جاتا تھا جہاں اُن کو ایسی سخت نگرانی میں رکھا جاتا تھا جو قید سے کچھ زیادہ فرق نہ رکھتی تھی۔

۲۔ جاپان اور ممالکِ متحدہ امریکہ کے لوگ باہمی دوستانہ مراسم رکھیں گے۔ اور یہ مراسم یکساں اور مساویانہ طریقے کے تمام جماعتوں کے لئے ہوں گے، خواہ یہ جماعتیں اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ، دولت مند ہوں یا مفلس۔

۳ - اگر فریقین معاہدے کے جہازوں کو کبھی مشکل پیش آئے گی تو ایسے جہازوں کے ملازمین اور مسافروں کو پناہ دی جائے گی اور اُن کو ضروری اشیاء خریدنے کی اجازت رہے گی۔

اس کے بعد روس، ہالینڈ اور انگلستان نے بھی متذکرہ بالا عہدنامہ کی مثل جلد عہدنامے حاصل کئے۔ اس معاملے کو طے کرنے میں کموڈور پیری کی لیاقت و ہوشیاری اِس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اُس نے بڑی دانائی سے عہدنامہ میں تجارت کے ذکر تک سے پرہیز کیا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اُس وقت جاپانیوں کی نظروں میں تجارت ایک نہایت حقیر چیز تھی۔ اس کی بڑی کامیابی کی وجہ یہ ہوئی کہ جو تعلقات اُن سے قائم کرنے چاہیے ان کو محض انسانی ہمدردی کے پہلو پر قائم کیا اور یہ پہلو وہ تھا جس پر کسی شخص کو بھی حتیٰ کہ ان جاپانیوں کو بھی جو غیر ملک والوں سے نفرت رکھتے تھے اعتراض کا موقع نہ تھا۔

سب سے پہلے تجارتی معاہدے کے متعلق گفت و شنید کرنا ٹاؤنزنڈ ہیرس کا کام تھا جو اگست ۱۸۵۶ء میں امریکہ کا پہلا قونصل مقرر ہو کر جاپان بھیجا گیا۔ لیاقت، صبر اور ہمت کی صفات جن کی ضرورت اُس زمانے میں جاپانیوں سے معاملات کرنے میں بہت تھی اس قونصل میں بخوبی موجود تھیں اور ان ہی اوصاف سے عمدہ اسلوب پر کام لے کر اُس نے ۲۹ جولائی ۱۸۵۸ء کو شوگن کے دستخط ایک عہدنامے پر حاصل کر لئے جس کی خاص شرائط حسب ذیل تھیں:-

۱- جاپان اور ممالک متحدہ امریکہ اب باہمی دوستانہ تعلقات رکھیں گے۔

۲- شیموده اور ہاکوڈاٹی کے بندرگاہوں کے علاوہ یوکوہاما اور ناگاساکی کے بندرگاہ ۴ر جولائی ۱۸۵۹ء سے کھول دیئے جائیں گے۔ نی ای گاٹا کا بندرگاہ یکم جنوری ۱۸۶۰ء کو اور کوبی کا بندرگاہ یکم جنوری ۱۸۶۳ء کو کھولا جائے گا۔ بندرگاہ یوکوہاما کے کھلنے کے چھ مہینے بعد شیموده کا بندرگاہ بند کر دیا جائے گا۔

۳- جاپانی گورنمنٹ درآمد و برآمد پر محصول وصول کرے گی۔

۴- امریکہ کے لوگ اپنی قنصلی عدالتوں کی حدودِ اختیارات کے ماتحت رہیں گے، جاپان کی قانونی عدالتوں کے تابع نہ ہوں گے۔

۵- امریکیوں کو اُن بندرگاہوں کے حوالی میں جو اُن پر کھول دیئے گئے ہیں پچیس میل کے اندر اندر بلا مزاحمت نقل و حرکت کرنے کی اجازت ہوگی۔

۶- امریکانیوں پر جو مقامات کھول دیئے گئے ہیں اُن میں اُن کے ساتھ مذہبی رواداری برتی جائے گی۔

۷- جاپانی گورنمنٹ امریکانی مجرموں کو امریکہ کے حوالے کرتی رہے گی۔

۸- ممالک متحدہ اس بات پر رضامند ہوں گے کہ گورنمنٹ جاپان کے ہاتھ جنگی جہاز، دُخانی جہاز اور ہتیار فروخت کریں اور گورنمنٹ جاپان کی ماتحتی میں جہازی کام سکھانے والے اور بحری افسرانِ فوج اور کاری گر متعین کریں۔

۹- اس عہدنامے کا نفاذ ۴ر جولائی ۱۸۵۹ء سے ہوگا۔

اس عہدنامے کے بعد جس پر شہر یڈو میں دستخط ہوئے تھے جلد اس قسم کے عہدنامے فرانس، انگلستان، روس اور دیگر دول یورپ سے بھی کئے گئے اور جاپان کے دروازے جو اس قدر مدت سے غیر ملک والوں پر بند تھے آخر کار اب دنیا کی تجارت کے لئے بالکل کھول دیئے گئے۔

دسواں باب

شوگنی حکومت کا زوال
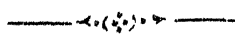
اس کا احتمال ضروری تھا کہ علیحدگی کے پُرانے قائم کردہ اصول کو دفعتاً تبدیل کردینے سے جاپان جیسے روایت پرست ملک میں سخت جوش پھیل جائے گا اور اب وہ مشکلات کثیر تھیں جو شوگنی حکومت پر ہجوم کر آئیں۔

علاقہ دارانِ ملک میں زیادہ تر لوگوں نے جو غیر ملک والوں کی قوت کا پورا اندازہ نہ کرسکتے تھے محسوس کیا کہ شوگن غیر قوموں سے عہدنامے کر کے ملک کی سخت ذلت اور رسوائی کا باعث ہوا ہے۔ شوگنی حکومت سے عام بے اطمینانی تو کچھ عرصے سے پیدا ہو ہی چلی تھی اب سیاسی بے اطمینانی بھی اُس پر اضافہ ہو گئی۔ وہ شوگن بھی جو اس زمانے میں جاپان پر حکومت کیا کرتے تھے اپنے بزرگوں کی مثل مضبوط دل نہ تھے

ای اے ساڈا ایک ایسا شوگن تھا جو جسمانی طور پر اس عہدے کے لائق نہ تھا۔ اور
ای اے موچی جو ۱۸۵۸ء میں اس کا جانشین ہوا اُس وقت صرف بارہ برس کا تھا
یہ بھی ۱۸۶۶ء میں مرگیا اور کی ایکی دبا جس کو کبھی کبھی یوشی نو بو بھی کہتے ہیں) اس کا
جانشین ہوا اور یہ ٹوکوگاوا شوگنوں کے طولانی سلسلے کا آخری شوگن تھا۔

شوگنی حکومت کے رفتہ رفتہ کمزور اور شوگنوں کے جلد جلد بدلنے سے جس کا
ابھی ذکر ہوا عام بے اطمینانی کو بہت زور پکڑ جانے کا موقع ملا بعض بڑے ڈیمیو
نے بھی جیسے کہ ست سوما اور چوشو کے ڈیمیو تھے اور جن کی بڑی بڑی جاگیریں ملک کے
جنوبی حصے میں تھیں ٹوکوگاواؤں کی اس مسلسل حکومت پر حسد کرنا شروع کردیا تھا۔
اور چوں کہ اب شوگنوں کے اقبال کا آفتاب ڈھل چکا تھا اس لئے اُن کی وقعت اِن
ڈیمیوں کی نظروں میں اِس سے زیادہ نہ تھی کہ اُن کے قبیلے کی مثل وہ بھی ایک
قبیلے کے لوگ ہیں۔

اگرچہ شوگنی حکومت اپنے گھر ہی میں دشمنوں سے گھری ہوئی تھی مگر اُس میں
اتنی سمجھ تھی کہ جس حالت میں طاقتور اجنبیوں سے جو اُس وقت ملک کے دروازے پر
ہر بات کے لئے آمادہ کھڑے ہیں مسلح ہو کر لڑنا ممکن نہیں ہے تو پھر اپنی اور کل سلطنت
کی سلامتی اسی میں سمجھی جائے کہ ان اجنبیوں کے ہاتھوں شکست کھا جانے کے
خطرے کو جس طرح امکان میں ہو وہ اپنے سے دور رکھے۔ یہ ہی وجہ تھی کہ بالعموم قوم
اور بہ کثرت علاقہ داران ملک کی خواہش و رائے کے خلاف تجارت کے عہدنامے

پر دستخط کر دیئے گئے۔ کیو ٹو میں برائے نام شہنشاہ نے جو پہلو اس معاملے میں اختیار کیا تھا اُس نے خاص مشکلات پیدا کر دی تھیں۔ اس پہلو میں مصالحت کی کوئی صورت مطلق نہ تھی اور معاملے کو جلد طے کرنا اس قدر ضروری تھا کہ بد قسمت شوگن بالکل مجبور ہوا کہ بلا منظوری شہنشاہ عہد ناموں پر دستخط کر دے اور اس فعل کی تمام ذمہ داری اپنے اوپر لے لے۔

اب شوگنی حکومت سے اختلاف برابر بڑھتا ہی چلا گیا۔ ایک بڑا مضبوط فریق بہت جلد قبائل چو شو اور ست سوما کے زبردست سرداروں کی سرکردگی میں قائم ہوا جس کی غرض یہ تھی کہ شوگن کے مقابلے میں شہنشاہ کے اقتدار کو پھر زندہ کیا جائے اور پرانا شنٹو مذہب بدھ مت کے مقابلے میں جس کی سرپرست شوگنی حکومت تھی، اختیار کیا جائے۔ اس فریق کو یہ امید بھی تھی کہ وہ غیر ملک والوں کو جن سے سازش رکھنے کا الزام شوگن کو دیا جاتا تھا ملک سے بالآخر نکال باہر کرے گا۔

اب اس بات کی علانیہ طور پر تلقین کی جاتی تھی کہ شوگن میں چوں کہ اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ غیر ملک والوں کا مقابلہ کر سکے اس لئے قوم کو شہنشاہ کے گرد جمع ہو جانا چاہیئے اور جیسے کہ اگلے وقتوں میں ہوا تھا اب پھر دشمن کو ملک سے باہر نکال دیا جائے۔

ملک میں اب بہت جلد تین فریق ہو گئے (۱) ایک فریق وہ تھا جو غیر ملک والوں سے بے تکلف ارتباط رکھنے کو جس پر شوگنوں نے رضامندی ظاہر کی تھی اچھا سمجھتا تھا (۲) دوسرا فریق وہ تھا جو مناسب سمجھتا تھا کہ غیر ملک والوں کے ساتھ فی الحال

اوّل درجے مراعات کرنی چاہئیں اور جس قدر وقت اس طرح ملے اس کو ایسی تیاری
میں صرف کرنا چاہیئے جو ایک بار پھر اُن کو ملک سے نکال دینے کے لئے ضروری ہو
(۳) تیسرا فریق وہ تھا جو بلا کسی قسم کی مصالحت کے قطعی علیحدگی کی پُرانی حکمتِ عملی کو
درست سمجھتا تھا۔

اس اختلاف آرا میں شوگنی حکومت نے حتی الامکان اس بات کی جستجو
کی کہ متحد و متفق ہو کر کام کیا جائے۔ اُس نے ملک کے علاقہ داروں کو جمع کرکے ایک
مرتبہ پھر اُن سے مشورہ طلب کیا لیکن غیر ملک والوں سے کسی قسم کا واسطہ رکھنے کے
خلاف یہ لوگ ایسے یک زبان و ہم خیال تھے کہ شوگنی حکومت بہت جلد اس بات کو سمجھ گئی
کہ جاپان میں جدّت پیدا کرنے اور ان کے دروازے باہر کی دنیا پر کھولنے کا مشکل کام
اُس کو بغیر کسی سے مدد کی اُمید کے خود ہی کرنا پڑے گا۔

شوگنی حکومت کے اس مصمم ارادے نے گو جاپان کو بچا لیا مگر اس سے اپنے اقتدار
کو اس نے کمزور کر لیا۔ کیوں کہ یہ بات اب سب پر روشن ہو گئی کہ موجودہ گورنمنٹ جس
حکمتِ عملی کی طرفدار ہے اس کی تائید سے نہ صرف ملک کے علاقہ داروں کو انکار ہے
بلکہ شہنشاہ بھی اُس کا قطعی مخالف ہے۔

اب یہ صدا کہ "باہر والوں اور شوگن کی حکومت کو غارت کر دو اور شہنشاہی
اقتدار کو قائم کرو" ہر طرف سے سُنی جانے لگی اور جاپان کے لئے اُن نازک موقعوں
میں سے ایک موقع درپیش ہوا جس نے اکثر قوموں کی آیندہ حالت کا فیصلہ کیا ہے۔

جس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ شوگن نے غیر ملک والوں سے عہدنامے کر لئے ہیں تو غصّے اور رنج کا ایک طوفان ملک میں برپا ہو گیا۔ اِس حالت کو مسٹر گریفس نے جن کو واقعات کے مشاہدے میں کمال حاصل تھا اس طرح بیان کیا ہے:

"تمام ملک میں ہزارہا حامیانِ قوم اپنے گھر سے اس ارادے نکل پڑے کہ جب تک میکاڈو اپنے اختیارات حاصل کر کے غیر ملک والوں کو ملک سے نہ نکال دے گا وہ کبھی اپنے گھروں کو واپس نہ جائیں گے۔ حمیتِ قومی کے جوش میں مضطرب بے قرار قاتلوں کے گروہ غیر ملک والوں یا شوگن کے قتل پر آمادہ اور میکاڈو کے لئے اپنی جان دینے کو تیار ملک میں گشت لگانے لگے۔"

انتہا پسند فریق جن طریقوں سے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا اُن میں ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کسی طرح شوگنی حکومت اور غیر ملک والوں میں جن سے اس حکومت نے ناگوار عہدنامے کر لئے تھے بگاڑ کرا دیا جائے۔ اس فریق نے خیال کیا کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کی ترکیب یہی ہے کہ جس قدر غیر ملک والے مل سکیں ان کو بلا کسی تمیز کے قتل کر دیا جائے۔ یہ یقین کیا جاتا تھا کہ اس حرکت سے وہ غیر ملک والوں پر یہ ثابت کر دیں گے کہ جو عہدنامے شوگنی حکومت نے اُن سے کئے ہیں وہ کوئی عملی وقعت نہیں رکھتے پس غیر ملک والوں پر اور اُن کے بعض سفارت خانوں پر حملے کئے گئے اور بہت سے پردیسی ہلاک کر دیئے گئے۔ لیکن ۱۸۶۲ء میں یہ ناقابلِ برداشت حالت اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ سردار ستسوما کے لوگوں نے یوکوہاما اور یڈو کے درمیان سڑک پر

تین انگریزوں پر حملہ کیا جن میں ایک جان سے مارا گیا۔ اس واقعے کا عذر یہ بیان کیا گیا کہ جس وقت اس سردار کا جلوس جا رہا تھا تو ان انگریزوں نے اُس کے بیچ سے گزرنا چاہا اور یہ ایسی توہین تھی جس کی سزا میں وہ گردن زدنی تھے۔

جس وقت مجرموں کو مانگا گیا تو ست سوما کے سردار نے ان کو حوالے کرنے سے انکار کیا اور چوں کہ یہ سردار ملک کے بڑے صاحبِ قوت سرداروں میں سے تھا اس لئے شوگن نے بھی اپنے میں اتنی قوت نہ پائی کہ اُس کو کسی قسم کی سزا دے سکتا۔

اِس توہین کی تلافی اور لوگوں کے دلوں میں اپنی زیادہ عزت پیدا کرنے کے لئے انگریزوں نے اپنے امیر البحر کُوپر کو سات جہازوں کے ایک بیڑے کے ساتھ روانہ کیا۔ کُوپر نے کاگوشیما کے شہر پر جو علاقہ ست سوما کا دار الحکومت تھا گولہ باری کی، اُس کے قلعوں کو مسمار کر دیا اور شہر کے بڑے حصے کو جلا دیا۔

اِس واقعے سے تین ماہ پہلے چوشو کے سردار نے جو بڑے جاگیرداروں میں دوسرے درجے پر تھا اپنے قلعوں سے امریکہ، فرانس اور ہالینڈ کے جہازوں پر گولہ باری کی تھی۔ اس سردار نے یہ حرکت ایک فرمان کی تعمیل میں کی تھی جو کیوٹو میں شہنشاہ سے بلا علم شوگن کے پوشیدہ طور پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس فرمان میں قابلِ نفرین پردیسیوں کے اِستخراج میں کوشش شروع کرنے اور " دیوتاؤں کی زمین کو پاک کرنے کی تاریخ ۱۱ مئی ۱۸۶۳ء مقرر ہوئی تھی۔ اس قسم کی زیادتی بلا سزا نہ رہ سکتی تھی اور چوں کہ تمام غیر ملکوں کے لوگوں کا نفع ایک ہی تھا اس لئے برطانوی جنگی جہاز فوراً شیمونوسیکی

کی طرف بڑھے اور انھوں نے چوشو کے قلعوں کو منہدم کر دیا۔"

حربی طاقت میں غیر ملک والوں کی فوقیت کے ان دو وقوعوں نے تمام قوم کے دل و دماغ پر بڑا اثر کیا ان کی وجہ سے قدامت پسند لوگوں پر بھی یہ امر پورے طور سے روشن ہو گیا کہ جاپان اس قدر کمزور ہے کہ ہتھیاروں کے بل پر پردیسیوں کو ملک سے خارج کرنے کی تمام اُمیدوں سے سرِ دست اُس کو ہاتھ اُٹھا لینا چاہیئے۔

جاپان کے مشہور مورخ برنکلے کی عبارت ہے کہ: "کاگوشیما پر گولہ باری اور شیمونوسکی پر معرکہ آرائی دیکھکر جاپانی رعایا میں کسی شخص کو اس کا یقین نہ رہا کہ اس کے ملک میں ہتھیار اُٹھا کر مغربی ملک والوں کے مقابلے کی قابلیت موجود ہے۔" غرض اس طرح ۱۸۶۳ء جاپان کی تاریخ میں ایک قابل یادگار سال ہو گیا۔ اس سال میں "پردیسیوں کے استخراج" کی تحریک شہنشاہ کی منظوری سے محروم ہو گئی۔ اسی سال میں یہ بھی پیش آیا کہ ست سوما اور چوشو کے دو بڑے جرگوں کو یقین ہو گیا کہ اہل مغرب کے مقابلے میں جاپان بالکل عاجز ہے۔ اسی سال میں جاگیری طرزِ حکومت کے تحلیل اور کمزور کرنے والے اثرات کو قوم خوب سمجھ گئی۔ اسی سال میں یہ دیکھا گیا کہ غیر ملک والوں سے جو سخت نفرت مدت سے چلی آتی تھی وہ اب اس خواہش میں بدلنی شروع ہو گئی کہ ان غیر ملک والوں کا تمدن سیکھنا اور جو باتیں ان میں بہترین ہوں ان کو اختیار کرنا چاہیئے۔"

ایک جاپانی مصنف کی رائے میں بھی گولہ باری کے یہ دونوں وقوعے "ایک صدائے جرس تھے جس سے اعلان ہو گیا کہ جاپان اپنے مدتِ دراز کی علیحدگی اور خود

اطمینانی کے خواب سے بیدار ہوگیا۔"

لیکن شہنشاہ نے ابھی تک اُن عہدناموں کی تصدیق نہیں کی تھی جو گورنمنٹ کے لئے اس قدر موجب پریشانی رہ چکے تھے۔ اس لئے سرہنری پارکس نے جو ۱۸۶۵ء میں برطانیہ کا وکیل ہوکر جاپان میں آیا تھا اس مسئلے کو اٹھا کر اُس کے طے کرنے میں تاخیر نہ کی اُس نے دیکھا کہ اگر ان عہدناموں میں واقعی کوئی اصلیت پیدا کرنی ہے تو کیوٹو میں شہنشاہ کی منظوری اُن کے بارے میں کسی نہ کسی طرح حاصل کرنی ضروری ہے۔ کیوں کہ اُس کو یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی تھی کہ جہاں تک شوگن کا تعلق شہنشاہ سے ہے شوگن شہنشاہ کے ایک نائب سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

اپنی کامیابی کے موقعوں کو زیادہ مضبوط کرنے کی غرض سے سرہنری پارکس نے انگریزی، فرانسیسی اور ولندیزی جنگی جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا اور اس بیڑے کو لے کر موجودہ بندرگاہ کوبی میں جا پہنچا جو شہنشاہی دارالحکومت کیوٹو سے بہ نسبت اور بندرگاہوں کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ گو اس نقل و حرکت سے سرہنری پارکس کا مقصد صرف یہ تھا کہ غیر ملک والوں کی قوت کا اندازہ جاپانیوں کو کرا دے نہ کہ واقعی کوئی حملہ کرے لیکن بحری قوت کی محض اس نمائش سے شوگنی حکومت کا کام ہی تمام کردیا۔

شہنشاہ اس بات پر بہت غضب ناک ہوا کہ ان قابل نفرت غیر ملک والوں کو شہنشاہ کے مسکن سے اس قدر قریب آجانے کو جو ایک توہین آمیز حرکت تھی شوگن نہ روک سکا اور گو شہنشاہ نے بعد میں عہدناموں کو منظور کرلیا لیکن اُس نے بطور سزا کے شوگن کی

سخت تذلیل کی۔ یہ شوگن ۱۸۶۶ء میں مرگیا۔ اس کا جانشین کے ایکی ہوا جو شوگنوں میں سب سے اخیر تھا۔

اس کے دوسرے برس شہنشاہ کومی ای کا بھی انتقال ہوگیا اور متسو ہتو جس کی عمر اُس وقت پندرہ برس کی تھی تخت پر بیٹھا۔ اس شہنشاہ کے زمانے میں جاپان رفتہ رفتہ ترقی کر کے موجودہ دنیا کی بڑی طاقتوں میں ہوگیا اور اُسی کے فرزند شہنشاہ یوشی ہتو ہیں جو آج کل جاپان پر سلطنت کرتے ہیں۔

نیا شوگن کی ایکی اپنے سابقین سے بھی زیادہ قطعی طور پر اس بات کو سمجھ گیا کہ جاپان کو محکومیت سے بچانے کی توقع اب صرف اِسی بات میں ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اُس کو جلد ترقی دے کر مغرب کی ترقی یافتہ قوموں کی دماغی اور مادّی خوش اقبالی کے درجے تک پہنچا دیا جائے۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر پہلا کام اُس نے اپنے ذمہ یہ لیا کہ جاپان کی فوجوں کو یورپ کے فوجی طریقوں پر تربیت دلائے اور بحری افواج کی جدید تنظیم کے لئے انگریزی افسروں کا تقرر کرے۔ اس طریقے سے اِس شوگن نے جاپان کو نہایت دور نگر مصلحت و دانائی کے ساتھ جدت اختیار کرنے کے راہ پر ڈال دیا جس نے آخر کار اس ملک کو اُس درجے پر پہنچا دیا جو آج اُس کو حاصل ہے۔

لیکن کی ایکی پر یہ امر بہت جلد روشن ہوگیا کہ ملک کی سب سے بڑی خیر اسی میں ہے کہ کل ملک کو متحد کر دیا جائے اور جملہ اختیارات ملکی ایک ہی شخص کے ہاتھ میں ہوں نہ کہ دو شخصوں کے قبضے میں جیسے کہ اب تک ہوتا آیا تھا۔ اُس نے یہ بھی دیکھ لیا کہ

جس حاکم کی حکومت کو جاپان کا ہر فرد بشر تسلیم کرے گا اور اُس کا مطیع رہنا اپنا فرض سمجھے گا وہ صرف شہنشاہ ہو سکتا ہے۔ پس کی ایکی نے نہایت کسر نفسی کے ساتھ جو جاپانِ قدیم کی بہترین روایت کی یاد دلانے والی تھی ارادہ کرلیا کہ وہ کل اختیارات اقتدارات شہنشاہ کو واپس کر دیئے جائیں جو ڈھائی سو برس سے شوگنوں کے خاندان میں چلے آتے تھے۔ کی ایکی نے ایک بڑی مجلس جس میں سلطنت کے تمام رؤسا جاگیردار اور دیگر عمائد مدعو کئے گئے تھے منعقد کی اور سب لوگوں کو اپنا فیصلہ سُنایا۔ ۱۹ نومبر ۱۸۶۷ء کو اُس نے اپنا استعفٰی داخل کیا جسے شہنشاہ نے منظور کرلیا۔ اس واقعے سے شوگنی حکومت اپنے اختتام کو پہنچی۔ حکومت کا ایک جدید طریقہ جو غیر ملکوں کے نمونوں پر تھا رفتہ رفتہ تجویز کیا گیا اور وہ ہی ملک میں اس وقت تک جاری ہے۔

جس عرضداشت کے ذریعے سے کی ایکی نے اپنا استعفا پیش کیا تھا وہ ایک عجیب تحریر ہے۔ میں ذیل میں اُس کا ترجمہ درج کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو کہ ایشیائی تاریخ میں یہ تحریر اپنی نوعیت کے اعتبار سے کیسی عدیم المثال ہے۔ وہ عرضداشت یہ تھی۔

"یہ امر کہ قومی معاملات کے انتظام میں منبعِ حکومت ایک سے زیادہ ہے ہماری قومی حکمت عملی کے قائم کرنے میں مخل ہے خاص کر جب کہ غیر ملکوں سے ہمارے تعلقات روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے شہنشاہ والاتبار کا یہ ادنیٰ تابعدار یوشی نوبو عرض پرداز ہے کہ اُس کو شوگنی حکومت کی خدمت سے سبکدوش فرمایا جائے گو یہ خدمت مدت دراز سے اُس کے خاندان میں چلی آتی ہے اور ملتمس ہے

کہ دربار شہنشاہی تمام قومی معاملات کا انتظام براہ راست خود فرمائے۔ یہ تابعدار دل سے یقین کرتا ہے کہ شہنشاہ کی ہدایت اور حکم کے تحت میں ملکی امور میں رائے زنی کے لئے قوم کی بیداری اور قومی عصبیت کے ساتھ سب لوگوں کا یک جہت ہو کر کام کرنا ملک کے نفع کو بڑھانے اور دنیا کی قوموں میں اُس کا رتبہ بلند کرنے کے سب سے بہتر ذرائع ہیں ''

ایک گفتگو میں بھی جو ۱۹۰۰ء میں کی ایکی اور مارکوئس اکوما میں ہوئی کی ایکی نے اپنے استعفے کی وجوہ اس طرح بیان کیں۔

'' شوگنی حکومت سے شہنشاہ کا تعلق اُس تعلق سے مختلف تھا جو چین یا ممالک یورپ کی جاگیری حکومتوں میں رائج تھا۔ میرے بزرگوں نے کبھی شہنشاہ کے اختیارات میں کوئی فرق نہیں پیدا کرنا چاہا۔ جب کبھی کوئی نیا شوگن برسرِ حکومت ہوا تو اُس کے تقرر کی رسم شہنشاہ کی منظوری سے کی گئی جس سے ظاہر ہو گیا کہ ہم لوگ شوگن کا لقب پانے کو اپنا ذاتی حق نہیں سمجھتے تھے۔ علاوہ اس کے ہم نے کوئی خطاب یا کوئی منصب کسی شخص کو بغیر شہنشاہ کی منظوری کے نہ کبھی دیا اور نہ کبھی واپس لیا۔ صرف معاملات جنگ اور سیاسیات میں ہم اپنے کو جواب دہ سمجھتے تھے۔ اور ہر طرح کی مشکلات کو خود جھیلتے تھے اور کبھی شہنشاہ کو تکلیف نہ دیتے تھے۔ لیکن وہ وقت آیا جب کہ اپنے ملک کا دروازہ غیر قوموں پر وا رکھنے کی حکمت عملی اختیار کرنی ضروری ہو گئی۔ پھر لازمی ہوا کہ اس دوئی کے طرزِ حکومت کو ترک کیا جائے۔ تمام قوم کو تن وا حد

بن کر کھڑا ہونا اور اس بات کو صاف بتا دینا لازم ہوا کہ اصل شاہی قوت کس کے پاس ہی اور ایک شائستہ طریقۂ حکومت اختیار کرنے کی ضرورت ہوئی۔ شوگنی حکومت کبھی ان ضروریات کو پورا نہ کر سکتی تھی اور اب یہ حکومت بالکل بے کار سے بھی بدتر ہو گئی تھی۔ اس دنیا پر میں نے اختیارات اس کے مالک جائز کے سپرد کر دیئے۔ خوش قسمتی سے شہنشاہ نے اس کو منظور فرمالیا۔ لیکن خاص اسی زمانے میں میں اپنے ماتحت سرداروں پر قابو رکھنے میں ناکام ہو گیا اور اس وجہ سے ان سرداروں نے جدید طرز حکومت کے حاکموں کو تکلیفیں پہنچائیں۔ پس اپنے شہنشاہ اور بزرگوں کے حضور میں اپنے قصور کا علم رکھتے ہوئے میں نے دنیا کے معاملات سے اپنا دامن سمیٹ لیا اور اب میں اپنے قصوروں پر ندامت کے ساتھ تنہائی میں زندگی بسر کرتا ہوں۔"

اس گفتگو کی پر تمکین سادگی اور درد مندی اپنی صداقت کی خود گواہ ہیں۔ مجھکو صرف یہاں اس قدر بتا دینا ضروری ہی کہ جن تکلیفوں کا ذکر کی ایکی نے اس گفتگو میں بیان کیا ہی اُن سے مراد وہ مخالفانہ حرکتیں تھیں جو کی ایکی کے ہوا خواہوں سے اُن نئے حاکموں کے مقابلے میں پیش آئی تھیں جن کے قبضے میں کی ایکی کے مستعفی ہونے پر تمام اختیارات چلے گئے تھے۔ ان مخالفانہ کارروائیوں کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں کیوں کہ نئی گورنمنٹ نے بغیر زیادہ دشواری کے اُن کو رفع کر دیا۔

گیارہواں باب

ملک میں اتحاد کا پیدا کیا جانا

کی ایکی کا استعفا منظور ہونے پر جاپان کے شہنشاہوں نے چھ سو برس تک برائے نام حکومت رکھنے کے بعد سلطنت کے اختیارات براہ راست اپنے ہاتھ میں لئے۔ اور جو عہد اب ۱۸۶۸ء سے شروع ہوا اُس کا نام "عہد میجی" یعنی شائستہ نظم حکومت کا دور رکھا گیا۔

گو اب بھی بہت لوگ ایسے موجود تھے جو اس بنا پر کہ شہنشاہ کے اختیارات اس کو واپس ہو گئے ہیں اُمید کرتے تھے کہ غیر ملک والوں کا استخراج بلا تامل عمل میں آئے گا کیوں کہ یہ ہی یقین کر کے جاپانی قوم شوگنی حکومت کے برخلاف شہنشاہ کے گرد جمع ہوئی تھی لیکن زیادہ تر تعداد میں وہ لوگ تھے جن کو آخر کار یہ بات نظر آنے لگی کہ

جاپان کا اپنی پہلی سی قطعی علحدگی کی طرف عود کرنا اب کسی طرح ممکن نہیں۔

اُن لوگوں کو بھی جن کے ہاتھ میں حکومت کی باگ تھی اور ایک پندرہ برس کی عمر کے شہنشاہ کی پناہ میں کار سلطنت انجام دیتے تھے شوگنانِ سابقہ کی مثل یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی تھی کہ جاپان کو جو چیز بچا سکتی ہے وہ یہی ہے کہ اُس کو بھی وہی علم اور حربی آلات دیئے جائیں جو اُن غیر قوموں کے پاس تھے جو اس وقت جاپان کے مقابلے کے لیے سامنے موجود تھیں۔

شہنشاہی اختیارات کی بحالی سے چند سال پہلے ہی سے شوگنی حکومت نے جاپانی طلبہ کو تعلیم کی غرض سے غیر ملکوں میں مثلاً ہالینڈ، روس، انگلستان بھیجنا شروع کر دیا تھا۔ شہنشاہی حکومت نے بھی اس سلسلے کو جاری رکھا پیشتر اس سے کہ نظم حکومت میں اصولی تبدیلیاں بخیر و خوبی عمل میں لائی جائیں یہ امر ضروری تھا کہ ملک میں ایک جماعت ایسے لوگوں کی موجود ہو جو ترقی یافتہ ممالک یورپ کے نظام ہائے حکومت کے جملہ امور سے بخوبی واقف ہو۔

بڑے بڑے جاگیردار مثلاً ستسوما اور چوشو کے سردار بھی کچھ عرصے سے خفیہ طور پر اپنے ماتحتوں کو غیر ملکوں میں بھیج رہے تھے تاکہ جو خطرہ اس وقت اُن کے علاقوں اور باقی کل ملک کو درپیش تھا اُس کے دفع کرنے کے جدید ذریعے دریافت کریں اور یہی ماتحت لوگ وہ نوجوان سمورائی تھے جنھوں نے اپنی واپسی پر شہنشاہی فریق قائم کر کے وہ جوش و خروش پیدا کیا جس نے شوگنی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

اب ملک کے تمام انتظامی اختیارات ان ہی نوجوان لوگوں کے قبضے میں آگئے اور
ان ہی کے ذمے یہ دشوار کام ہوا کہ ایک نیا نظمِ حکومت اُس نظمِ حکومت کی جگہ قائم کریں
جس کو انھوں نے خود مٹایا تھا۔ گو اس فریق کے لوگوں کی عمروں کا اوسط تیس سال سے
زیادہ نہ تھا لیکن غیر ملکوں میں قیام رکھنے کی وجہ سے اُن پر اپنے ملک کی کمزوریاں بخوبی ظاہر
ہو گئی تھیں۔ مغربی خیالات چوں کہ اُن میں سرایت کر چکے تھے اس لئے انھوں نے ایسے
وسیع پیمانے پر ردّ و بدل شروع کیا جن کے بغیر جاپان کا کبھی استحکام کو پہنچنا اُن کے
نزدیک ممکن نہ تھا۔

جدید نظمِ حکومت کا پہلا کام یہ تھا کہ دولِ غیر کے وکلاء کو شہنشاہ کے دربار میں
حاضر ہونے کی اجازت دے۔ یہ بات وہ تھی جس کی کوئی نظیر جاپان کی تاریخ میں موجود
نہ تھی۔ اس کے ساتھ ہی ایک فرمان اس مضمون کا جاری ہوا کہ: " اگر آئندہ سے
کسی جاپانی رعیت نے کسی غیر ملک والے کے ساتھ سختی سے برتاؤ کیا تو اُس کا یہ فعل
نہ صرف شہنشاہی حکم کے برخلاف ہوگا بلکہ وہ اُن سلطنتوں کی نظروں میں جن سے شہنشاہ
نے دوستی کا وعدہ کر لیا ہے اپنی قوم کی عزت اور اعتبار کو نقصان پہنچائے گا۔"
اس فرمان کے جاری ہوتے ہی اب شہنشاہ جس کا فریق پہلے غیر ملک والوں سے
دوستی قائم کرنے کے برخلاف تھا خود اُس حکمتِ عملی کا حامی و طرف دار ہو گیا جس کی
پابندی جب کبھی شوگنی حکومت کی جانب سے ہوا کرتی تھی تو نہ صرف شہنشاہ کو بلکہ تمام
قوم کو یہ بات سخت ناگوار گزرتی تھی۔

اس زمانے سے جاپان نے یورپ کے بین الاقوامی قانون کو تسلیم کرنا شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ یورپ کے تمدن اور علوم کی ایسی باتوں کو سمجھ بوجھ کر اختیار کرنا شروع کیا جن کی نسبت ارکین نظم سلطنت توقع کرتے تھے کہ ملک کے حق میں مادّی اور سیاسی طور پر مفید اور باعث استحکام ثابت ہونگی۔

جاپان کی تیز رو تجدیدیت کے اخلاقی اسباب ڈاکٹر نی ٹوبی نے خوب بیان کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "جس وقت ہم نے اپنے تمام ملک کو غیر ملکی تجارت کے لئے کھول دیا اور زندگی کے ہر شعبے میں نئی سے نئی ترقیاں کرلیں اور مغربی سیاسیات اور علوم کی تحصیل شروع کردی تو ان باتوں کے لئے جو چیز ہم کو دراصل تحریک میں لائی وہ یہ نہ تھی کہ ہم اپنے مادّی ذرائع میں ترقی وحصول دولت میں افزونی پیدا کرلیں اور نہ وہ اندھوں کی طرح مغربی طریقوں کی کوئی تقلید تھی بلکہ جس چیز نے ہم کو ان باتوں پر آمادہ کیا وہ اُس عزت کا احساس تھا جو گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی دوسری قوم ہم کو اپنے سے ادنیٰ اور کمزور سمجھ کر حقارت کی نظر سے دیکھے۔ مالی اور حرفتی اغراض کا خیال بعد میں اُس وقت پیدا ہوا جب کہ ہم ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہورہے تھے"

اس امر کے اعلان کے لئے کہ جاپان اپنا پرانا طرز حکومت چھوڑ کر اب نیا طرز اختیار کرتا ہے ۶ اپریل ۱۸۶۸ء کو ایک بڑا دربار منعقد کیا گیا جس میں شہنشاہ کے خاندان کے شہزادے، دربار کے بڑے بڑے عہدے دار، رؤسا اور جاگیردار حاضر ہوئے اور جس قدر لوگ موجود تھے اُن کے سامنے نوجوان شہنشاہ نے ذیل کے

ذیل شرائط پر حلف لیا اور اس حلف کا اعلان کل قوم میں کیا۔ وہ شرائط یہ تھیں :-

(۱) مشورت کی مجلسیں قائم کی جائیں گی اور حکومت کے جملہ معاملات عوام کی رائے سے فیصل کئے جائیں گے۔

(۲) تمام جماعتیں خواہ اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ متحدہ ہو کر نظم حکومت کا جو طریقہ تجویز کیا گیا ہے اس کو قوت کے ساتھ چلائیں گی۔

(۳) عہدے داران دیوانی و فوج کو اور تمام عامہ خلائق کو حتی الامکان اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنی واجبی خواہشوں کو پورا کریں تاکہ ان میں کسی قسم کی بے اطمینانی پیدا نہ ہو۔

(۴) پرانے زمانے کی ناشائستہ رسموں کو ترک کیا جائے گا اور ہر چیز کی بنیاد فطرت کے منصفانہ و عادلانہ اصولوں پر رکھی جائے گی۔

(۵) علم تمام دنیا میں تلاش کیا جائے گا تاکہ سلطنت کی خیر و سلامتی کو ترقی دی جاسکے

"اس خواہش سے کہ ایسی اصلاح عمل میں لائی جائے جو ہمارے ملک کی تاریخ میں بے مثل ہو ہم خود اسی وقت قومی طرزِ حکومت کے ان بنیادی اصولوں پر چلنے کا جو اوپر بیان ہوئے ہیں وعدہ کرتے ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے اپنی رعایا کی حفاظت اور بہبودی قائم کریں۔ پس ہم تم سب کو ہدایت کرتے ہیں کہ ان اصولوں کی تعمیل کے لئے اپنی متحدہ اور سرگرم کوششیں عمل میں لاؤ۔"

شہنشاہ کے اس اعلان نے جاپان کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع کر دیا اور

یہ دَورِ اُن بڑی اصولی تبدیلیوں کا تھا جن پر برقی سرعت کے ساتھ عمل کیا گیا۔

اب گورنمنٹ کے سامنے جو دشوار مسئلہ سب سے پہلے آیا وہ یہ تھا کہ کل قوم کو ایک کر دیا جائے اور اس اتحاد کی ضرورت اُنھوں نے اس قدر شدید طور پر محسوس کی کہ ایک شخص اوکوبو نے جو اس گورنمنٹ کا بڑا رکن تھا ایک مرتبہ کہا کہ اُس کی رائے میں اگر ایک ریل یی زو سے کی یوشیو تک بنا دی جائے تو اگر اس ریل سے ہزار برس تک بھی کوئی مالی منافع نہ ہو تو بھی وہ قوم کو متحد کرنے میں بے انتہا مفید ہوگی۔ اس قول میں اوکوبو نے کچھ مبالغہ نہیں کیا تھا کیوں کہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ملک کا بڑا حصہ اب تک جاگیری طرز حکومت کی حالت میں چلا آتا تھا یعنی متعدد جاگیروں میں تقسیم تھا اور ہر جاگیر پر ایک ڈیمیو حکومت کرتا تھا جو تقریباً آزاد تھا۔ ہر ایک جاگیر ابھی تک اپنے محصول خود وصول کرتی تھی، خود اپنا سکہ مضروب کرتی تھی، عدالتی اختیارات رکھتی تھی اور اپنا انتظام ملکی اپنے طریقے پر سرانجام دیتی تھی۔

اس پریشان کن بے ترتیبی میں کوئی یکسانی پیدا کرنی آسان بات نہ تھی لیکن نئی گورنمنٹ نے اس امر کو جلد محسوس کر لیا کہ جس طرح شوگن کی موقوفی سے تمام اختیارات ایک شخص واحد یعنی شہنشاہ کی ذات میں مجتمع ہوگئے ہیں اسی طرح ملک کو بھی متحد کر کے اس کے انتظام کو ایک سلسلۂ واحد میں لے آنا چاہیئے اور جس طرح اب وہ چھوٹی چھوٹی مختلف الانتظام ریاستوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں ہر ایک ریاست کے قوانین و رسوم جدا جدا ہیں یہ حالت آئندہ قائم نہ رکھی جائے پس اُس ہمت اور ارادہ

ہر جو جاپان میں قوم کی خدمت کا باعث ہو [illegible] سے یہ تجویز [illegible] کی گئی کہ [illegible] چھوٹی [illegible] ملک کے وہ ختم ہو جانے چاہئیں [illegible] جاگیرداری انتظام بھی [illegible] ختم ہو جانا چاہیے جس میں [illegible] موقوف ہو جائے۔

جس طریقے سے اس تجویز پر عمل ہوا وہ قابل ذکر اور سیاسیات کی ایک عجیب مثال ہے۔ انتظامی اختیارات کو ایک مرکز پر لانے کے لئے پہلا کام یہ تھا کہ ایک حکم اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ ہر ایک ڈیمیو اپنی جاگیر کا ایک عہدہ دار مقرر کرے جو شہنشاہی گورنمنٹ کے گماشتے کے طور پر کام کرے اور اس طرح مختلف جاگیرات اور مرکزی حکومت میں گفت و شنید کا وہ ایک ذریعہ براہ راست ہو جائے جس کی اب تک کمی تھی۔ ۱۸۶۸ء میں اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

دوسرا کام یہ کیا کہ ان نوجوان لوگوں نے جو نظم حکومت کے ارکان تھے اپنے اپنے جاگیرداروں پر اس بات کی ضرورت ثابت کی کہ وہ اپنے کل اختیارات اور جاگیریں جو اُن کے خاندانوں میں صدیوں سے چلی آتی ہیں شہنشاہ کو واپس کردیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیے کہ ملک کو متحد کرنے کی غرض سے اِن سرداروں کو اسی طرز عمل کی صلاح دی جو شوگن اپنے اختیارات کے متعلق عمل میں لا چکا تھا۔ ست سیوما، چوشو، توسا اور ہیزن کے ڈیمیو جو اُس وقت جاپان میں سب سے بڑھکر جاہ و حشم رکھتے تھے سب سے پہلے ملک کے نفع کے لئے اپنا ذاتی نقصان اُٹھانے پر متفق ہوگئے۔ چنانچہ انھوں نے ایک عرضداشت اپنے دستخطوں سے شہنشاہ کی

خدمت میں اس مضمون کی گزرانی کہ "سابق میں صرف خاندان شہنشاہی کے قبضے میں سامانِ حکومت تھی پس آئندہ بھی اسی خاندان کو حکومت کرنی زیبا ہے۔ تمام سلطنت پر بجز شہنشاہ کی حکومت ہونی ضروری ہے کیوں کہ زمین ابتدا سے اُن ہی کی ہے اور تمام لوگ اُن ہی کی رعایا ہیں۔ ہمارے دو سالہ ملک بغیر شہنشاہ کے ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ عہدِ وسطیٰ میں کاماکیورا کی شوگنی حکومت نے ہمارے شہنشاہ سے اُن کے اختیارات سلب کر لئے تھے۔ ٹوکوگاواؤں کی شوگنی حکومت کو اور خود ہم کو معلوم نہ ہوا کہ ہم کیسی بے انصافی کر رہے ہیں لیکن اب ہم پشیمان ہیں اور آمادہ ہیں کہ اپنی جاگیریں شہنشاہ کو واپس کر دیں۔ اگر ہماری سلطنت ایک فرماں روا کے تحت میں متحد ہو جائے تو یہی ایک صورت ہے جس میں ہماری سلطنت یورپ کی سلطنتوں سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو سکتی ہے۔"

ملک کے ان بڑے جاگیرداروں کی اس کارروائی نے ایسا جادو کا سا اثر کیا کہ دو سو چھہتر ڈیمیوں میں صرف سترہ ڈیمیو ایسے تھے جن کو اپنی جاگیریں شہنشاہ کو واپس کرنے میں کچھ تامل ہوا۔

جاگیرداری حکومت کو حتی الامکان سلامت روی کے طریقوں سے قطعی معدوم کرنے کی غرض سے حکومت نے یہ عاقلانہ تدبیر کی کہ جاگیریں اور اختیارات واپس لینے کے بعد جن ڈیمیوں نے اپنی جاگیریں واپس کی تھیں ان کو ان ہی کی جاگیروں پر بطور عہدے دارانِ شہنشاہی حاکم مقرر کر دیا مگر اتنی احتیاط کی کہ بہ نسبت اختیارات

سابقہ کے اب وہ بہت کم اختیارات کے ساتھ ان عہدوں پر مامور کیے گئے۔

۱۸۷۱ء میں یہ رعایت بھی منسوخ کی گئی اور ڈیمیوں کو ہدایت ہوئی کہ وہ رؤسائے بلا اختیار کی حیثیت سے یی ڈو میں آباد ہو جائیں جس کا نام بازیابی اختیارات شہنشاہی کے بعد ٹوکیو (یعنی مشرقی دارالحکومت) رکھ دیا گیا تھا۔ اب ان ڈیمیوں کو گورنمنٹ نے مستقل طور پر وظائف عطا کیے جن کی رقم ان کی سابقہ آمدنی کے دسویں حصے سے لے کر نصف حصے تک تھی۔

ان ڈیمیوں کے سمورائی ملازمین کو بھی اسی طرح وظائف دیے گئے اور ان کو اجازت دی گئی کہ جس پیشہ یا کام کو وہ مناسب سمجھیں اختیار کرکے اپنی آمدنی بڑھائیں ڈیمیوں کی جاگیروں کی تنظیم صوبوں میں کی گئی اور ان کو ایسے عہدے داروں کے تحت میں کر دیا گیا جن کا تقرر اور برطرفی شہنشاہ کے اختیار میں ہو۔

جاگیرداروں کے صدہا سالہ اختیارات کی منسوخی کے متعلق احکام کی تعمیل جس طریقے سے تمام جاگیروں میں کی گئی ان میں سے ایک جاگیر میں جو کیفیت پیش آئی اس کا چشم دید حال ایک غیر ملک کے مصنف نے بیان کیا ہے اور یہ کیفیت وہ تھی جو ایک ہی شان و شکل میں ہر ایک جاگیر میں اس روز پیش آئی۔ مصنف مذکور لکھتا ہے۔

"آج صبح بہت سویرے سے سمورائی لوگ رسمی لباس پہنے ہوئے اپنے سردار سے رخصت ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور محل میں جمع ہوتے جاتے ہیں میں ایوانِ خاص میں نو بجے پہنچا۔ یہاں جو پُر اثر منظر میں نے دیکھا اس کو کبھی نہ بھولونگا

ایوان میں جس قدر کاغذ کی گھٹتی بڑھتی قناتیں تھیں جو ایک کمرے کو دوسرے کمرے سے جدا کرتی تھیں نکال دی گئی تھیں۔ اُن کے نکل جانے سے ایک بڑی لمبی چوڑی جگہ نکل آئی تھی جس پر اس سرے سے لے کر اُس سرے تک سپیتل پاٹی کا فرش تھا

اس پر اپنے اپنے درجے کے مطابق صفوں میں آراستہ کلپ دار ریشمی لباس پہنے مُنڈے سروں پر ہتوڑے کی قطع کے جُوڑے رکھے زمین پر گھٹنے ٹیکے اور کھڑی کے قبضے دونوں ہاتھوں سے تھامے قبیلۂ فیوکوڈی کے تین ہزار سموراؔئی سر جھکائے حاضر تھے۔ یہ جھکے سر اُن خیالات میں جو اس موقعے اور منظر نے پیدا کئے تھے مد تھے۔ یہ موقع اپنے سردار کو رخصت کرنے کے جلسے سے کہیں زیادہ معنی رکھتا تھا۔ آ گویا وہ آئین و قوانین خاک میں دفن ہونے والے تھے جن پر ان کے باپ دا سات سو برس سے عمل کرتے آئے تھے ہر ایک چہرے سے ظاہر تھا کہ اس وقت کسی دُور کے خیال میں مصروف ہیں گویا اُن کی آنکھیں عہد ماضی کی طرف پلٹ کر دیکھ ہیں یا اس جستجو میں ہیں کہ مستقبل کو بھی جو تاریکی میں ہے کسی طرح دیکھ لیں۔

مجھکو تصور بندھا کہ گویا میں ان لوگوں کے خیالات کو حرف بہ حرف پڑھ رہا تلوار سموراؔئی کی جان ہے اور سموراؔئی جاپان کی جان ہے۔ کیا یہ تلوار اپنی عزت جگہ سے علیحدہ کردی جائے گی تاکہ اس کو ایک بے کار چیز سمجھ کر پھینک دیا جائے اُس کی خالی جگہ سپاہی کی دوات اور تاجر کے بہی کھاتے کو مل جائے؟ کیا سمو کو تاجر سے کم ہو جانا پڑے گا؟ کیا عزت کی قیمت روپیئے سے کم سمجھی جائے گی؟

جاپان کی روح کو ذلیل کرکے اس سطح پر لایا جائے گا جو زر پرست پردیسیوں کی ہے جو جاپان کی دولت کو گھسیٹے لئے جاتے ہیں ؟ پھر ہمارے بچّے ہیں۔ آخر ان کا کیا حال ہوگا ؟ کیا ان کو محنت و مزدوری کرنی اور اپنی روٹی آپ پیدا کرنی ہوگی؟ اور ہم خود اس وقت کیا کریں گے، جب ہمارے موروثی وظیفے بند ہو جائیں گے یا کم ہوتے ہوتے ایک بھکاری کے گزارے کے قابل رہ جائیں گے ؟ کیا ہم لوگ جن کے باپ دادا بڑی شان و شوکت والے شہسوار اور مردانِ پیکار تھے اور جن کا خون اور جن کی روح ہم میں موجود ہے بلا کسی تفریق کے عام لوگوں میں خلط ملط کر دیئے جائیں گے ؟ ہم لوگ جو آبرو کے ساتھ مفلسی میں بھوکا مر جانا اس سے بہتر سمجھتے ہیں کہ اپنی کسی لڑکی کو ایک سوداگر سے بیاہ دیں تو کیا اب ہماری یہ نوبت ہوگی کہ جان بچانے اور پیٹ بھرنے کے لئے اپنی نسل کو بگاڑ لیں۔ آخر آئندہ کارِ نامہ ہم کو کیا دکھانے والا ہے ؟"

"ایسے ہی کچھ خیالات تھے جو ان دل بادل سمورائیوں کے تاریک چہروں پر چھائے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ پھر ڈیمیو کی آمد کی خبر ہوئی اور اس خبر کے ہوتے ہی ایسا سنّاٹا ہوا کہ اگر سوئی بھی زمین پر گرتی تو سنائی دے جاتی۔

مت سودیرا سابق جاگیردار اچی زن سردار قبیلہ فیوکوی جس کی حیثیت کل سے ایک رئیس بلا اختیار کی ہو جائے گی غلام گردش سے ایوان خاص کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ یہ ایک عبوس اور سخت چہرے کا آدمی تھا جس کا سِن شاید ۳۵ برس کا ہو۔ ارغوانی

اطلس کی شلوار پہنے تھا۔ اندر کا لباس سفید ریشم کا اور اس کے اوپر سرمئی رنگ کی ریشمی عبا تھی جس کی آستینوں، پشت اور سینہ پر ٹوکوگاواں کا نشان کڑھا تھا۔ کمر کے پٹکے میں ایک طرف حسب معمول ایک داکی زاشی یعنی خنجر لگا ہوا تھا اور خنجر کا قبضہ نقشین سونے کا ایک ڈلا معلوم ہوتا تھا۔ پیروں میں سفید پاتابے تھے اور فرش پر بغیر کسی آواز کے چلا آرہا تھا۔ جوں جوں آگے بڑھتا تھا حاضرین میں ہر ایک کا سر جھکتا جاتا تھا اور کھڑی تلوار دائیں ہاتھ سے زمین پر رکھدی جاتی تھی۔ اس حالت میں مت سودیرا جس کے دل میں ایک جذبہ تھا مگر چہرے پر کوئی علامت نہ تھی اپنے ملازمین کی صفوں میں سے گزرتا ہوا ایوانِ خاص کے بیچ میں پہنچا۔ یہاں ایک مختصر مگر نہایت شریفانہ تحریر میں جس کو سردارِ موصوف کے وزیرِ خاص نے حاضرین کے سامنے پڑھا ما قبیلہ فیوکوئی کے تاریخی حالات اور آقا و ملازمین کے باہمی تعلقات اور وہ واقعات بھی بیان کئے گئے جو ۱۸۶۸ء کے انقلاب کا باعث ہوئے تھے اور جن کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ شہنشاہی خاندان کو اس کے اختیارات واپس مل گئے تھے اور ان کے ساتھ وہ وجوہ بھی بیان ہوئیں جن کی بنا پر شہنشاہ نے جاگیرداروں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی جاگیریں شہنشاہ کو واپس کر دیں۔ یہ جملہ امور بہت مختصر اور فصاحت سے اس تحریر میں بیان کئے گئے تھے۔ اخیر میں سردار مت سودیرا نے اپنے ملازمین کو ہدایت کی کہ اپنی اطاعت فرماں برداری کو کلیتاً اس کی جانب سے میکاڈو اور شہنشاہی خاندان کی طرف منتقل کر دیں۔ اس کے بعد نئے تعلقات میں کامیابی اور خود ان کی ذات اور ان کے خاندانو

اور علاقوں کی سرسبزی و بہبودی کی خواہش ظاہر کرکے نہایت پاکیزہ اور مناسب الفاظ میں اس نے حاضرین کو الوداع کیا۔"

"اس کے بعد سموراییوں کی طرف سے اُن میں سے ایک شخص نے ایک سپاس نامہ پڑھا جس میں سموراییوں نے اپنے خیالات کا جن میں اس سردار کی اُن مہربانیوں کا ذکر تھا جو اُس نے زمانۂ سرداری میں اُن پر کی تھیں اظہار کیا اور بیان کیا کہ اب ہمارا نصب العین یہی رہے گا کہ اپنے مکاڈو اور خاندانِ شاہی کی وفادار رعایا رہیں۔"[1]

اس خیال سے کہ جاگیروں سے ہٹنے کے بعد ان جاگیرداروں کی شان میں معاشرتی اعتبار سے کوئی فرق نہ آئے تمام جاگیرداروں کو 'کوازو' یعنی موروثی سردار کا خطاب دیا گیا۔

اس طرح جاگیری حکومت جاپان میں خاتمہ کو پہنچی اور اُس وقت سے اب تک حاکم و محکوم دونوں کی کوششیں اس میں صرف ہونی شروع ہوگئیں کہ مغرب کی اُس تعلیم و تربیت اور علوم و فنون کو جلد حاصل کرلیا جائے جن کے بغیر جاپان اپنے آپ کو یورپین قوموں کے ایسے حملوں سے نہیں بچا سکتا تھا جیسے کہ چین اور اس کے ہم سایہ ملکوں کو پیش آئے تھے۔

---

[1] میکاڈو کی سلطنت مولفہ گریفس صفحہ ۵۲۳

بارہواں باب

جاپان کا دنیا کی ایک بڑی طاقت ہو جانا
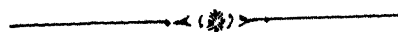
اب تبدیلیاں جس رفتار سے شروع ہوئیں اُس میں پہلے سے بھی زیادہ تیزی پیدا ہوگئی۔ نئی گورنمنٹ نے ریلیں نکالنے اور تار برقی کا کام شروع کرنے کے لئے فوراً انگریزوں کو مقرر کیا۔ صیغۂ بحری کی تنظیم کچھ عرصہ پیشتر ہی سے انگریزوں کے سپرد ہو چکی تھی۔ فوج کو نئے قالب میں ڈھالنے کے لئے پہلے فرانسیسی مقرر ہوئے تھے لیکن پھر ان کو علٰحدہ کر کے المانیوں کو مقرر کیا کیوں کہ جب فرانس اور المانیہ کی جنگ میں ۱۸۷۱ء میں المانیوں کو فتح ہوگئی تو فنون حرب میں ان کی برتری کا یقین جاپانیوں کو ہو گیا۔ بہت سے جاپانی افسر بھی ممالک غیر کو بھیجے گئے تاکہ جنگ کے مختلف طریقوں کو جن کی پابندی یورپ میں ہوتی تھی سیکھیں۔ جدید مجموعہ قوانین کے مرتب کرنے کے لئے نپولین کا مجموعہ قوانین بطور نمونے کے اختیار کیا گیا او

اس کی تالیف فرانسیسی مقننوں کے سپرد کی گئی جو خاص طور پر اسی کام کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ طب، حفظان صحت اور سائنس کے لئے جرمنی کو نمونہ تصور کیا گیا۔ تجارت کے طریقوں کو سیکھنے کے لئے انگلستان اور امریکہ منتخب کئے گئے۔ تعلیم کے متعلق بھی امریکہ کے طریقۂ تعلیم کا تتبع کیا گیا لیکن پھر اس کو بدل کر جرمن طریقہ اختیار کرلیا۔ سنہ ۱۸۸۲ء میں تعلیم ہر ایک کے لئے لازمی قرار دی گئی اور سنہ ۱۸۷۳ء میں تقویم گریگوری اختیار کی گئی۔

فوج میں جبراً بھرتی کئے جانے کا عام قانون اب جاری ہو گیا جس کی وجہ سے سپاہی کا پیشہ اختیار کرنے کی جو اجازت مدت دراز سے محض سمورائی کو حاصل تھی منسوخ ہو گئی۔ سنہ ۱۸۷۶ء میں سمورائیوں کے حقوق پر آخری وار یہ کیا گیا کہ ان کو تلواریں کمر سے باندھنے تک کی ممانعت کر دی گئی جس کو سمورائی اس وقت تک اپنا نہایت قابل قدر اعزاز سمجھتے رہے تھے۔

اس قسم کی تبدیلیاں اس قدر جلد جلد پیش آئیں کہ قوم اُن کی متحمل نہ ہو سکی اور بہت لوگ یہ یقین کرنے لگے کہ اُن کے ملک کی تاریخ اور تہذیب میں جس قدر باتیں قابل قدر ہیں ان کو یہ نوجوان لوگ جو گورنمنٹ پر قبضہ پا گئے ہیں غارت کر رہے ہیں۔ غرض جو کچھ اپنے گرد و پیش وہ دیکھتے تھے اُس سے غیر مطمئن ہو کر بعض سمورائیوں نے بغاوت کر دی اور اُن کا شریک بھی کوئی کم درجے کا آدمی نہیں بلکہ سردار ست سیوما ہو گیا۔ یہ سردار بھی اب اس بات سے ناراض رہنے لگا تھا کہ نئی گورنمنٹ نے جو درجہ اُس کو دیا ہے وہ اُس کے پہلے درجے سے بہت کم ہے۔ یہ بغاوت ست سیوما کی بغاوت کے نام سے

مشہور ہوئی اور جاپان کی تاریخ میں خانہ جنگی کی وہ آخری مثال تھی۔ لڑائی ۲۹ جنوری ۱۸۷۷ء سے شروع ہو کر ۲۴ ستمبر تک جاری رہی۔ مقتولوں اور مجروحوں کی کل تعداد ۳۵۰۰۰ تھی۔

باغیوں پر سرکاری فوج کی فتح کے اسباب چوں کہ موجودہ آلاتِ حرب اور جنگ کے نئے قواعد تھے اس لئے نئی گورنمنٹ کا دبدبہ ہی نہیں بڑھا بلکہ اب لوگوں کو اور زیادہ یقین اس بات کا ہو گیا کہ زندگی کی ہر روش میں مغربی طریقوں کا اختیار کرنا کیسا ضروری ہے۔ اس سے لوگوں پر یہ بات بھی جو بڑی بات تھی ثابت ہو گئی کہ ایک فوج جو جبراً بھرتی کی گئی ہو اگر اس کے کل آدمی سمورائی نہ بھی ہوں تو بھی وہ لڑائی کا ایک زبردست آلہ ہو سکتی ہے اور اس وجہ سے ایسی فوج کو ترقی دینی اور اس کا پورا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

بہت جلد ایک فریق ایسا پیدا ہو گیا جس نے غل مچانا شروع کیا کہ ایک پارلیمنٹی گورنمنٹ یورپ کے شائستہ ملکوں کی مثل اُن کے ملک میں بھی ہونی چاہیئے اب اس مطالبے پر جس مسئلے سے حکام کو سابقہ پڑا وہ بہت ہی مشکل تھا۔ ان حکام نے دیکھا کہ اس حالت میں جب کہ ملک تعلیم و تربیت حاصل کرنے میں مصروف ہے اگر انھوں نے گورنمنٹ کے کام میں عوام کو رائے دینے کی اجازت دے دی تو پھر جس رفتار سے جاپان کی تجدید ضروری ہے وہ بہت سست ہو جائے گی کیوں کہ جو لوگ اس وقت گورنمنٹ کے ارکان تھے صرف وہی تجدید جاپان کی اُن تدبیروں کو عمل میں لانا چاہتے

تھے جو اس بڑی تبدیلی کے لئے ضروری تھیں۔ عوام الناس ابھی تک ان حالتوں سے جو یورپ کے ملکوں میں پیدا تھیں نا واقف تھے اور بہت کم لوگ ایسے تھے جنھوں نے اُن حالتوں کو دیکھا یا اُن پر غور کیا ہو۔

لیکن چوں کہ شہنشاہ نے اپنے حلف نامے میں اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ مشورتی مجلسیں قائم کی جائیں گی اس لئے اس بارے میں کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا غرض ۱۸۷۸ء میں ایک حکم اس مراد سے جاری ہوا کہ ہر ایک صوبے میں عوام کے منتخب کئے ہوئے لوگوں کی مجلسیں قائم کی جائیں اور اُسی صوبے کے حاکم کے تحت میں وہ رکھی جائیں اور اُس کے ساتھ مل کر کام کریں لیکن حاکم صوبہ کے فرائض و اختیارات میں کسی طور پر دست اندازی کرنے کا ان مجلسوں کو اختیار نہ ہوگا۔ حکم میں اس امر کی تخصیص کر دی گئی کہ ان مجالس کا کام صرف یہ ہوگا کہ: "موازنہ کے اخراجات پر جو مقامی محصولات ادا کئے جائیں اور مقامی محصولات قائم کرنے کے طریقوں پر باہمی مشورہ کیا کریں"۔ مسودات قانونی کو نامنظور کر دینے کا اختیار اور نیز یہ اختیار صوبہ داروں کو حاصل رہا کہ اگر یہ مجلسیں بالکل ہی متمرد ثابت ہوں تو ان کو برخاست کر کے نئی مجلسوں کے منتخب کئے جانے کا حکم صادر کریں۔

ظاہر ہے کہ ایسے برائے نام اختیارات قوم کو مطمئن نہ کر سکتے تھے۔ ممالک یورپ کی تقلید میں زیادہ اختیارات کی مانگ بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ ۱۸۸۱ء میں گورنمنٹ پہ ایسا زور ڈالا گیا کہ اس کو اس امر کا وعدہ کرنا پڑا کہ آیندہ دس برس کے عرصے میں ایک ایسا دستور

ملک کے لئے منظور کردیا جائے گا جس میں ایک دارالمشورت کا قائم کیا جانا محکوم ہوگا اور اس دارالمشورت کے ایوانِ زیرین میں اُس کے ارکین عموم کے انتخاب سے مقرر ہوا کریں گے۔

پس اس غرض سے ای ٹو جس کا ذاتی اثر گورنمنٹ کے ارکان ہم جلیس پر پہلے سے چلا آتا تھا اور جس میں تدبیر مملکت و انتظام ملکی کی قابلیتیں اعلیٰ درجے کی موجود تھیں مختلف ملکوں کے دستوروں کو مطالعہ کرنے کے لئے فوراً روانہ کیا گیا اور جو کچھ بسمارک سے اس مضمون پر اُس نے سیکھا اُس کا اثر ای ٹو کے دل پر اس قدر ہوا کہ اُس نے جرمنی کا دستور جاپان میں نقل کرنے کے لئے منتخب کرلیا اور اُسی کے مطابق ۱۱ر فروری سنہ ۱۸۸۹ء کو اس وعدے کے ایفا میں جو رعایا سے کیا گیا تھا شہنشاہ نے موجودہ دستور منظور فرمایا اور اس عطیے پر کل ملک نے بے انتہا اظہارِ مسرت کیا لیکن گو جاپان کو ہر ممکن طریقے سے ایک زیادہ سے زیادہ ترقی کرنے والے ملک کے درجے پر پہنچانے کی کوشش کی جارہی تھی تاہم غیر قوموں کے تعلقات میں ایک امر باقی رہتا تھا جس سے جاپانیوں کے نزدیک اُن کی سخت توہین ہوتی رہتی تھی۔

مغربی قوموں کے ساتھ جن عہدناموں پر جاپان نے دستخط کئے تھے اُن میں یہ اصول قرار پایا تھا کہ غیر ملک والے جو جاپان میں سکونت رکھتے ہوں گے وہ جاپان کے تعزیری قانون کے عمل سے مستثنیٰ رہیں گے اور ان کے مقدمات خود ان ہی کی قومی عدالتیں فیصل کیا کریں گی۔ یہ امر نہ صرف جاپان کے شاہانہ حقوق پر کہ وہ

ایک خود مختار سلطنت ہی ایک حملہ تھا بلکہ اُس سے وہی خرابیاں پیدا ہوئی تھیں جو مدت دراز سے ٹرکی کو "مراعات" یا "امتیازات" کو منظور کرکے اُٹھانی پڑی ہیں اور جن سے ملک کو محفوظ رکھنے کے لئے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی انگورا گورنمنٹ آج کل بھی لوزین کی کانفرنس میں کوشش کر رہی ہی۔

۱۸۷۱ء میں جاپان نے ان غیر ملکی عدالتوں کو اپنے ملک سے ہٹوا دینے کی کوشش کی تھی چنانچہ ایک وفد بہ افسری شہزادہ ایوا کورا امریکہ اور یورپ کو روانہ کیا گیا تھا تاکہ ممالک متعلقہ کو سمجھائے کہ جاپان کا طرزِ حکومت اب بالکل تبدیل ہو گیا ہی اور اب یہ قرین انصاف نہیں ہی کہ ان غیر ملکی عدالتوں کے قائم رہنے سے جو خفت و ذلت کا اثر اہل ملک کے دلوں پر ہوتا ہی اس کو جاری رکھا جائے۔ لیکن اس وفد کو کامیابی نہیں ہوئی۔ ارکینِ وفد سے کہا گیا کہ جاپان کے قوانین اور رسم و رواج چوں کہ تا حال معقول و مناسب معیار تک نہیں پہنچے ہیں اس لئے اس بارے میں کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔

اس ابتدائی گفت و شنید میں جو کچھ ناکامی ہوئی اُس سے اہل جاپان نے ہمت نہ ہاری بلکہ جو اعتراض غیر قوموں نے پیدا کیا تھا اُس کے مطلب کو اچھی طرح پہنچ کر مغربی آئین و قوانین کو اور زیادہ اختیار کرنے پر اپنی پوری توجہ مرکوز کی اور نہایت تیزی کے ساتھ جو ایک جادو کا کرشمہ معلوم ہوتا تھا جاپان نے اپنے تمام عدالتی انتظام کو از سرِ نو درست کیا اور اپنے جملہ قوانین فوجداری اور دیوانی میں ایسی تبدیلیاں پیدا

گئیں جو موجودہ ضرورتوں کے لئے مناسب تھیں۔ اصولِ قانون کی تعلیم کے لئے کالج قائم کئے یہاں تک کہ ۱۸۸۳ء میں جاپان پھر اس کوشش کے لئے تیار ہو گیا کہ غیر ملکی عدالتوں کے جوئے کو جو اس دوران میں اور بھی تکلیف دہ ہو گیا تھا اپنے کندھے سے اُتار پھینکے۔

اس معرکے میں ایک صاحبِ تدبیر کے بعد دوسرا صاحبِ تدبیر میدان میں اُترا اور یورپ کی مختلف سلطنتوں میں سرکاری دفاتر کے دروازے کو ٹتا پھرا لیکن شروع میں کسی نے انصاف کے ساتھ اُس کی بات سُننی گوارا نہ کی۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو یورپ کی قوموں کو اس غیر عادلانہ طریقے سے باز رکھے اور دنیا کے سامنے جاپانیوں کا اس بے انصافی کو ظاہر کرنا گویا بالکل عبث ہے کہ بعض غیر ملکوں کے کونسلوں کو جو خود تجارت پیشہ ہیں اور کسی قسم کی قانونی تربیت نہیں رکھتے مجسٹریٹی اختیارات دلائے جاتے ہیں اور وہ ایسے مقدمات سُنتے ہیں جن میں خود ان کی غرض اٹکی ہوتی ہے۔

اب اس معاملے میں گفتگو بہت ہی نازک ہو گئی۔ غیر قوموں نے جب کبھی اس معاملے میں کوئی جھڑکی جاپانیوں کو سُنائی جاپانیوں کا غصہ اور بڑھا۔ بہت لوگ جو اس توہین کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ لڑائی کے لئے غل مچانے لگے۔ لیکن جن لوگوں کے ہاتھ میں عنانِ حکومت تھی وہ جانتے تھے کہ اقوامِ یورپ کی مجموعی قوت کے مقابلے میں مسلح ہو کر لڑنا بالکل خارج از بحث ہے۔ لڑائی کی جگہ صبر و بردباری اور سیاسی تدبیریں

عمل میں لائی گئیں۔ اور جس طریقے سے گیارہ برس تک یعنی ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۴ء تک اس معاملے پر باہمی گفتگو رہی اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاپان کے اہل تدبر نے موجودہ دنیا کی سیاست کو کس قدر اچھی طرح سمجھ لیا تھا دراں حالیکہ ایک بدنظم جاگیری حکومت سے اُن کی گلوخلاصی قریب ہی کے زمانے میں ہوئی تھی۔

آخرکار ۱۸۹۴ء میں جاپانیوں نے غیر ملکی عدالتی اختیارات کی منسوخی کا معاوضہ یورپ کو اس شکل میں پیش کیا کہ تمام ملک جاپان اقوام غیر پر کھول دیا جائے گا اور اُن کے سفر و سیاحت کے متعلق جس قدر قیود ہیں وہ دُور کر دی جائیں گی۔ برطانیہ عظمیٰ کی تقلید میں جو دیکھ رہا تھا کہ مشرق میں جاپان ایک اُبھرنے والی قوم ہے جس سے اتحاد پیدا کرنا مفید ہوگا اور طاقتوں نے بھی جنھوں نے جاپان سے معاہدے کئے تھے اس معاوضے کو تسلیم کر لیا اور اپنی عدالتیں جاپان سے اُٹھا لینے پر رضامند ہو گئیں اور دوسری آزاد قوموں کی مثل جاپان کے ساتھ بھی مساویانہ برتاؤ کئے جانے کا وہ حق جاپان کو دے دیا جس کے لئے وہ عرصہ دراز سے نہایت کوشش کر رہا تھا۔

یہ امر قطعی طور پر محکوم ہوا کہ جولائی ۱۸۹۹ء سے حدودِ جاپان میں تمام برطانوی رعایا کے متعلق عدالتی اختیارات جاپان کے سپرد ہو جانے چاہئیں بشرطیکہ غیر ملکی اختیارات عدالت کی منسوخی سے کم از کم ایک سال پہلے سے نئے جاپانی مجموعاتِ قانون ملک میں نافذ چلے آئے ہوں۔ جاپان نے اپنی طرف سے یہ اقرار کیا کہ "تاریخ متذکرہ صدر سے وہ اپنے تمام ملک کو اقوام غیر پر کھول دے گا اور غیر ملک والوں کے

بارے میں جس قدر قیود تجارت یا سیر و سفر یا سکونت کی ہیں اُن کو اُٹھا دے گا۔"
برطانیہ عظمیٰ سے اس عہد نامے کے ہونے پر وائی کاونٹ آوکی نے جو جاپان کی طرف سے اس معاملے میں وزیر تھے اس مضمون پر اپنی یادداشت میں لکھا کہ :-

"یہ عہد نامہ غیر قوموں سے جاپان کے تعلقات میں ایک نیا دور شروع کرتا ہے کیوں کہ اس میں اس امر کا پہلی بار اعلان ہوا ہے کہ حلقہ رفاقتِ اقوام میں اب جاپان کا پورے طور پر وہ خیر مقدم کیا جاتا ہے جس کا وہ مستحق تھا۔ برطانیہ عظمیٰ کے لئے عہد نامہ مذکور یہ معنی رکھتا ہے کہ یورپ کے بین الاقوامی ارتباط کی معمولی شرائط پر سلطنتِ جاپان کے کل اندرونی حصوں میں برطانیہ عظمیٰ کو آزادی کے ساتھ آمد و شد حاصل رہے گی۔"

چین و جاپان کی جنگ نے جواب شروع ہو کر ۱۸۹۵ء تک جاری رہی اور جس میں آخر کار جاپان کو فتح ہوئی۔ یورپ کو پہلی بار جاپان نے اس قوت کا قائل کرا دیا جو اُس نے اپنے میں چپکے چپکے پیدا کر لی تھی اور اس کے برّی اور بحری انتظامات فوجی کی غیر معمولی عمدگی سے ایسا زبردست اثر پیدا ہوا کہ ۱۸۹۷ء کے آخر میں یورپ کی تمام بڑی طاقتوں نے اس کے ساتھ ایسے عہد نامے کر لئے جن کے مطابق جاپان ان طاقتوں کے تعلق میں قطعی مساوات کے درجے پر آ گیا۔

جو شہرت و ناموری جاپان کو اس طرح حاصل ہوئی تھی وہ اُس شکستِ عظیم سے جو جاپان نے چند سال کے بعد اپنے زبردست ہمسائے یعنی سلطنت روس کو دی اور زیادہ ہو گئی۔ منچوریا میں اُس کی توپوں کی گرج نے اور پورٹ آرتھر کو فتح

کرنے کے واقعے نے یورپ کے غبی سے غبی آدمی کو بھی اس کا یقین کرا دیا کہ ایک نئی طاقت دنیا میں ایسی ہوئی ہے جس کے ساتھ محفوظ ترین برتاؤ یہ ہی ہوسکتا ہے کہ اس کو بھی گویا یورپ ہی کی ایک بڑی طاقت سمجھا جائے۔ جنگ سوشیما میں جاپانیوں کا روسی بیڑے کو جو روزڈیس ٹونسکی کی سرکردگی میں تھا غارت کرنا یورپ کی قوموں کی نظروں میں ایک نہایت ہی حیرت انگیز واقعہ ثابت ہوا ہوگا۔ اس بیڑے میں آٹھ جنگی جہاز، نو کروزر، تین جہاز ساحل کی حفاظت کے ایک مددگار کروزر، چھ جہاز خدمت خاص کے اور دو جہاز شفا خانے کے تھے۔ اتنے بڑے بیڑے کو امیر البحر ٹوگو نے ایسا غارت کیا کہ اُس کے صرف دو جہاز بچ سکے یہ لڑائی دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ قابل یادگار سمجھی جائے گی کیوں کہ اُس نے نہ صرف جاپان کو ایک زبردست طاقت ثابت کر دیا بلکہ اُس نے دنیا پر یہ ظاہر کر کے ایشیا میں ایک نئی امید پیدا کرا دی کہ ایشیا کے لئے اب اس خیال میں برابر مستغرق رہنے کی ہرگز کوئی وجہ نہیں ہے کہ سفید رنگ قوموں کا اس پر تحکمانہ طریقے سے مسلط رہنا گویا اُس کی تقدیر میں ہمیشہ کے لئے اترا ہے۔

جاپان کے صیغۂ بحری نے روسی بیڑے کو تباہ کر کے جو برتاؤ کیا اُس کا ذکر کرنے کے بعد اخبار ٹائمز کے فوجی نامہ نگار نے جو اس مضمون کا بڑا مبصر تھا کہا کہ:

"ہم اس بات کو تسلیم کر سکتے ہیں کہ ٹوگو بڑا آدمی ہے۔ اُس کی بڑائی ثابت ہوتی ہے اُس صبر و تحمل سے جس کے ساتھ باوجود اشتعال کے وہ لڑائی میں ایسے حالات میں

شریک ہوا جو اُس کو اپنے مقصد میں کامیاب کرنے کے لئے کم موزوں تھے۔ اُس کی بڑائی ثابت ہوتی ہے اس بات سے کہ اُس نے ایک فیصلہ کن لڑائی پر مصمم ارادہ کرلیا درآں حالیکہ موقعے کو ٹال جانے کی تدبیریں کرنے یا دھوکہ دے کر لڑائی سے ہٹ جانے یا کوئی حربی چال یا حیلہ کرنے کا اُس کو مشورہ دیا گیا تھا۔ اس کی بڑائی ثابت ہوتی ہے اس بات سے کہ صرف ایک ہی ذریعہ نہیں بلکہ جس قدر ذرائع بہم پہنچانے اُس کی قدرت میں تھے ان سب کو دشمن کے غارت کرنے میں کام میں لایا اور اس کی بڑائی بلکہ سب سے زیادہ بزرگی اِس میں تھی کہ اس فتح کے بعد جس کی مثال حال کی بحری لڑائیوں میں نہیں ملتی اُس نے لڑائی ختم ہوتے ہی اعتدال سے کام لیا"

اس دُور آفریں فتح کی حالت میں جو پہلو جاپانیوں نے اختیار کیا ہے وہ حقیقت میں انسانوں اور دیوتاؤں کے دیکھنے کے قابل ایک منظر ہے۔ اس میں متقدمین کا عظیم الشان انداز آن سے ظاہر ہو رہا ہے اور لڑائی کے کُل زمانے میں خواہ فتح کا آیا ہو یا مایوسی کا ہمیشہ ایک سا طریقہ ان کا رہا۔ جو ایک بڑی قوم کا مقتضائے شان تھا۔ نہ کچھ غل تھا نہ شور تھا نہ اپنی تعریفیں تھیں اور نہ پا افتادہ دشمن پر شادمانی تھی۔ بلکہ انتہا درجے کی شکر گزاری تھی۔ خاموشی کے ساتھ اطمینان تھا اور فتح کی وجہ صرف اپنے شہنشاہ کی خوش نیتی و نیک نفسی بتائی جاتی تھی"

۱۹۰۵ء میں انگلستان نے جو ہمیشہ معاملات سیاسی میں بیدار رہتا ہے۔ جاپان کے ساتھ ایک حربی اور دفاعی معاہدہ اتحاد کرلیا اس عہدنامہ اتحاد کی دفعات جن کو میں یہاں نقل

کرتا ہوں ہم ہندوستان کے رہنے والوں کے لئے دلچسپی سے خالی نہیں۔ گو اس
عہدنامے کی بابت ازروئے ضابطہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُس کا زمانہ ختم ہو چکا ہے لیکن
اُس کے مضمون سے بلا کسی شک و شبہ کے ظاہر ہوتا ہے کہ ۵۲ برس کے عرصے میں
یعنی ۱۸۵۳ء سے کہ جب کہ اڈمیرل پیری ساحل پر آیا ۱۹۰۵ء تک جب کہ
عہدنامۂ اتحاد پر انگلستان نے دستخط کئے جاپان نے کس طرح اپنی لیاقت سے اپنے
درجے کو ایسا بلند کر لیا کہ برطانیہ عظمیٰ تک نے جو فی زمانہ سب سے بڑی طاقت ہے اس
بات کو مناسب سمجھا کہ جاپان کو اپنا دوست بنائے اور اُس سے اس امر کا وعدہ لے
لے کہ ضرورت کے وقت وہ انگلستان کی مدد کرے گا۔

عہدنامہ مابین جاپان و سلطنتِ متحدہ

جس پر لندن میں دستخط ہوئے ۱۲ اگست ۱۹۰۵ء

عنوان | سرکارانِ جاپان و برطانیہ نے اس منشا سے کہ جو عہدنامہ ان کے مابین
۳۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اُس کی جگہ دوسرا عہدنامہ جدید شرائط کے ساتھ کیا جائے
اتفاق کیا ہے دفعات ذیل پر جن کے مقاصد یہ ہیں :-

(الف) مشرقی ایشیا کے ملکوں اور اقطاعِ ہند میں امنِ عامہ کا استحکام و بقا۔
(ب) سلطنتِ چین کی آزادی و سلامتی اور اُس میں تمام قوموں کے مساوی
مواقع تجارت و حرفت کے اصول کو متیقن کر کے تمام دول کی اغراض مشترکہ کی حفاظت

(ج) مشرقی ایشیا اور ہند میں اعلیٰ فریقین معاہدہ کے حقوقِ ملکی کے قیام و بقا او ممالک متذکرہ میں اُن کے حقوقِ خاص کا تحفظ۔

دفعہ (۱)

اقرار کیا جاتا ہی کہ جب کبھی برطانیہ عظمیٰ یا جاپان کی رائے میں ایسے حقوق و فوائد جن کا حوالہ اس عہدنامے کے عنوان میں دیا گیا ہی کوئی حق یا فائدہ معرضِ خطر میں ہوگا تو دونوں سرکاریں اس بارے میں پورے طور پر اور آزادی کے ساتھ ایک دوسرے کو مطلع کریں گے اور اُن تدابیر پر جو ایسے حقوق یا فوائد کی حفاظت کے لئے ہوں مل کر غور کریں گی۔

دفعہ (۲)

اگر کسی دیگر طاقت یا طاقتوں کی طرف سے ایک بلا وجہ حملہ یا فوج کشی ہو جانے سے معاہدین میں کوئی فریق اپنے ایسے ملکی حقوق یا خاص فوائد کو بچانے کے لئے جن کا ذکر عنوان ہذا میں ہوا ہی جنگ میں مبتلا ہو جائے تو دوسرا فریقِ عہدنامہ فوراً اپنے ساتھی کی مدد کرے گا اور اُس کا ساتھ دے کر لڑے گا اور باہمی رضامندی سے صلح کرے گا

دفعہ (۳)

چوں کہ جاپان کو کوریا میں سیاسی، حربی اور معاشی فوائد بدرجۂ اعلیٰ حاصل ہیں اس لئے برطانیہ عظمیٰ جاپان کے اس حق کو تسلیم کرتا ہی کہ وہ کوریا میں رہنمائی کرنے، قابو رکھنے اور حفاظت کرنے کی ایسی تدابیر اختیار کرے جن کو وہ فوائد متذکرۂ بالا کی

حفاظت اور افزونی کے لئے مناسب اور ضروری سمجھے۔ بشرطیکہ ہمیشہ ایسی تدابیر جملہ اقوام کی تجارت اور صنعت کے مساوی مواقع کے اصول کے برخلاف نہ واقع ہوتی ہوں۔

دفعہ (۴)

برطانیہ عظمیٰ کو چوں کہ خاص تعلق ان تمام چیزوں سے ہے جو ہند کی سرحد کی حفاظت سے متعلق ہیں اس لئے جاپان برطانیہ عظمیٰ کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ اس سرحد کے قریب ایسی تدابیر اختیار کرے جن کو وہ اپنے ہندی مقبوضات کی حفاظت کے لئے ضروری سمجھے۔

دفعہ (۵)

اعلیٰ فریقین معاہدہ اقرار کرتے ہیں کہ اُن میں سے کوئی فریق بلا مشورہ دوسرے کے کسی دوسری طاقت سے کوئی علحدہ معاہدہ ایسا نہ کرے گا جس سے مقاصد مندرجۂ عنوانِ عہدنامۂ ہذا کو نقصان پہنچے۔

دفعہ (۶)

جنگ حاضرہ مابین جاپان اور روس کے بارے میں برطانیہ عظمیٰ قطعاً ناطرفداری جاری رکھے گا تاوقتیکہ کوئی دوسری ایک یا ایک سے زیادہ طاقت جاپان کے برخلاف لڑائی میں شریک ہو۔ ایسی حالت میں برطانیہ عظمیٰ جاپان کی مدد کرے گا اور جنگ کو مل کر جاری رکھے گا اور جاپان کی رضامندی سے صلح کرے گا۔

دفعہ (۷)

ایسی شرائط کا تصفیہ جن کی بنا پر ایک فریق دوسرے فریق کو بحالت مندرجۂ

عہدنامہ ہتیاروں سے امداد دے اور ایسے ذرائع کا تصفیہ جن سے ایسی امداد قابل حصول ہوجائے فریقین معاہدہ کے بحری و برّی حکام حربی کریں گے جو وقتاً فوقتاً تمام مشترکہ فوائد کے مسائل پر پورے طور سے آزادی کے ساتھ باہمی مشورہ کرتے رہیں گے

دفعہ (۸)

عہدنامہ ہذا بپابندی شرائط محکومہ دفعہ ۶ تاریخ دستخط کے بعد ہی سے فوراً نافذ سمجھا جائے گا اور اُس تاریخ سے دس برس تک وہ نافذ رہے گا۔ اگر متذکرہ دس سال کے ختم ہونے سے بارہ ۱۲ مہینے پہلے فریقین عہدنامہ میں سے کوئی فریق عہدنامہ مذکور کا فسخ کرنے کی اطلاع نہ دے گا تو پھر اُس تاریخ سے جب کہ فریقین میں سے کوئی فریق اُس کا فسخ کرسکتا تھا ایک سال تک وہ بدستور نافذ رہے گا۔ لیکن دراں حالے کہ تاریخ اُس کے ختم ہونے کی ایسی حالت میں آئے کہ فریقین میں سے کوئی فریق جنگ میں مصروف ہو تو پھر اتحاد بدستور جاری رہے گا تا وقتیکہ صلح ہو۔ اس معاہدے کی توثیق کے لئے ذیل کے دستخط کرنے والوں نے جن کو اپنی اپنی سرکار سے اس کا اختیار ملا ہے عہدنامے دستخط کئے ہیں اور اُس پر اپنی مُہریں ثبت کی ہیں۔

عہدنامہ تیار ہوا دو قطعات میں لندن میں اگست کی بارہویں تاریخ ۱۹۰۵ء

دستخط (و مہر) ٹاڈاسو ہایاشی سفیر غیر معمولی اور وزیر شہنشاہ جاپان بمقام محل کورٹ آف سنٹ جیمز

دستخط (و مہر) لینس ڈاؤن ملک معظم برطانیہ کا خاص معتمدِ سلطنت متعلق امور خارجہ

جب سے اس عہدنامے پر دستخط ہوئے ہیں جاپان کا اقبال برابر ترقی کرتا رہا ہی اور حال کی جنگ جرمنی میں جو مہتم بالشان حصہ اُس نے لیا اُس نے مابین اقوام اُس کا درجہ ایسا بلند کر دیا ہی کہ اس وقت جب کہ میں یہ کتاب لکھ رہا ہوں لوزین کی کانفرنس میں بھی جس کی نسبت یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ صرف ایک خالص یورپ کے مسئلہ سیاسی کے حل کرنے کو منعقد ہوئی ہی ایک جاپانی مدبر موجود ہی جس کی رائے اور نصیحت اُس توجہ اور تعظیم سے سُنی جاتی ہی جن کا مستحق ایک بڑی قوم کا نمایندہ ہو سکتا ہی۔

جاپانیوں کو اس بات پر فخر ہی کہ اُنھوں نے دنیا کو مجبور کیا کہ وہ جاپان کو موجودہ زمانے کی چار بڑی طاقتوں میں سے ایک طاقت مانے۔ جاپان کے زمانۂ قیام میں مجھ کو مختلف درجے کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اُن سب کو میں نے اس یقین پر متفق پایا کہ اُن کے ملک کی آئندہ حالت تین چیزوں پر منحصر ہی یعنی (۱) اُن کے تعلیمی صیغوں کے عمدہ انتظام پر (۲) ان کے برّی اور بحری صیغہ جات حربی کی عمدہ حالت پر اور (۳) ان کی صنعت و حرفت کے انتظام و کاروبار کی اعلیٰ خوبیوں پر۔ یہ بھی جاپانیوں کا ایک مضبوط یقین ہی کہ ملک میں سب سے بڑھکر اتحاد پیدا کرنے والی قوت شہنشاہ ہی کی ذات ہی۔ جب یہ کیفیت ہی تو مجھے اس بات کا یقین ہی کہ جاپان میں چاہے گورنمنٹ کسی فریق کے ہاتھ میں کیوں نہ ہو کبھی کوئی بات ایسی نہیں کی جائے گی جس سے قوم کی اُس سچّی تعظیم اور عقیدت مندی میں جو کہ اُس کو اپنے شہنشاہ کے ساتھ ہی کسی قسم کی کمی واقع ہو۔

تیرھواں باب

دستورِ جاپان

چوں کہ جاپان کا موجودہ طرزِ حکومت اُس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک کہ اُس دستور کو بہ غور مطالعہ نہ کیا جائے جو شہنشاہ جاپان نے ۱۱ر فروری ۱۸۸۹ء کو ملک کے لئے منظور کیا تھا اس لئے میں دستورِ جاپان اور نیز اُس منشورِ شاہی کا جو دستور سے پہلے نافذ ہوا تھا مستند سے مستند ترجمہ جو مجھے دستیاب ہو سکا ہے یہاں نقل کرتا ہوں۔

"اپنے بزرگوں کے جاہ و جلال کے باعث ایک ایسے تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہو کر جس کے جلیسوں کا سلسلہ بہ اعتبار اُن کی نسل کے ازل سے لے کر اب تک نہیں ٹوٹا ہے اور اپنی عزیز رعایا کی خیر و سلامتی اور اُن کے اخلاقی و دماغی قوا کی ترقی کو

کو منظور خاطر رکھ کر یعنی اُسی عزیز رعایا کی ترقی کو مدِّ نظر رکھ کر جس کی پرورش و نگہداشت میں ہمارے بزرگوں کی جانب سے بھی ہمیشہ لطف و کرم ظاہر ہوتا رہا ہے اور اس امید کے ساتھ کہ سلطنت کی اقبال مندی کو استقرار ہوگا یہ صلاح و امداد اپنی رعایا اور بہ تعمیل منشور شاہی جو میجی کے چودھویں سالِ جلوس کے دسویں ماہ کی چودھویں تاریخ جاری ہوا ہم ذریعہ فرمانِ ہذا مشتہر کرتے ہیں سلطنت کا ایک اساسی و بنیادی قانون تاکہ ظاہر ہو جائیں وہ اصول جن کو ہم اپنے اطوار و کردار میں اپنا ہادی و رہنما بنائیں گے اور آشکارا کر دیئے جائیں وہ امور جن کی پابندی ہماری اولاد اور ہماری رعایا اور اُس کی اولاد کو ہمیشہ کرنی ہوگی۔

سلطنت کے حقوق شاہی ہم نے اپنے بزرگوں سے ورثے میں پائے ہیں اور ان ہی حقوق کو ہم اپنی اولاد کو ورثے میں دیئے جائیں گے۔ ان حقوق پر مطابق احکام اس دستور کے جس کو ذریعہ فرمان ہذا منظور کیا گیا ہے نہ ہم اور نہ ہماری اولاد عمل کرنے سے کبھی اِبا کرے گی۔

ہم اس وقت اعلان کرتے ہیں کہ ہم اپنی رعایا کے حقوق اور مال کا لحاظ اور اُن کی حفاظت کریں گے اور اِن چیزوں سے اُن کا مستفید رہنا اس حد تک محفوظ کریں گے کہ جس حد تک احکامِ مندرجہ دستورِ ہٰذا اور قانون اس کی اجازت دیں گے۔

پہلی مجلس شہنشاہی میجی کے تیئیسویں سال جلوس میں مقرر کی جائے گی اور اُس کے افتتاح کا دن وہی ہوگا جس دن اس دستور کا نفاذ ہوگا۔

آئندہ جب کبھی دستور ہذا کے احکام میں کسی ترمیم کی ضرورت پیش آئے گی ہم یا ہمارے جانشین ایسی ترمیم کے متعلق اپنا حق تحریک برائے ترمیم کام میں لائیں اور اس کے لئے ایک تجویز مجلس شہنشاہی میں پیش کریں گے مجلس شہنشاہی اس تحریک پر مطابق اُن شرائط کے جو ذریعہ دستور ہذا عائد ہونگی اپنی رائے دے گی اور بجز اس طریقے کے کسی اور طریقے سے ہماری اولاد یا ہماری رعایا کو اجازت نہ ہوگی کہ دستور ہذا میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا کرنے کا قصد کریں۔

ہماری سلطنت کے وزرا ہماری جانب سے دستور ہذا کی تعمیل کے ذمہ دار ہوں گے اور ہماری موجودہ و آئندہ رعایا دستور ہذا کی پابندی کا فرض اپنے اوپر ہمیشہ کے لئے اختیار کرے گی۔"

(دستخط مبارک شہنشاہ جاپان)

(مہر شہنشاہی)

بائیسویں سال میجی کے دوسرے ماہ کی گیارہویں تاریخ

دستورِ سلطنت جاپان

پہلا باب

شہنشاہ

دفعہ ۱

سلطنتِ جاپان پر شہنشاہوں کا ایک ایسا سلسلہ جو ازل سے بغیر ٹوٹے چلا آتا ہی بادشاہی اور حکومت کرے گا۔

دفعہ ۲

تختِ شہنشاہی پر شہنشاہوں کی صرف اولادِ ذکور مطابق قواعد مندرجہ قانونِ بیتِ شہنشاہی جانشین ہو سکے گی۔

دفعہ ۳

شہنشاہ مقدس ہی اور کوئی اُس کو صدمہ نہیں پہنچا سکتا۔

دفعہ ۴

شہنشاہ سرِ سلطنت ہی اور اُس کی ذات میں حقوق شہنشاہی شامل ہیں اور اُن حقوق پر اُس کا عمل دستورِ ہذا کے قواعد کے مطابق ہی۔

دفعہ ۵

شہنشاہ وضع قوانین کا اختیار برضامندی مجلس شہنشاہی کام میں لاتا ہی

دفعہ ۶

شہنشاہ قوانین کی منظوری دیتا ہی اور اُن کی اشاعت وتعمیل کا حکم دیتا ہی

دفعہ ۷

شہنشاہ مجلسِ شہنشاہی کا انعقاد کرتا ہی اور اُس کا افتتاح کرتا ہی۔ اُس کو بند کرتا ہی اور اُس کو جاری رکھتا ہی اور ایوانِ نمایندگان کو برخاست کرتا ہی۔

دفعہ ۸

شہنشاہ کسی اشد ضرورت کی وجہ سے تاکہ رعایا کی سلامتی وعافیت برقرار رہے یا عوام کے سر سے مصیبتیں ٹل جائیں درآں حالے کہ مجلسِ شہنشاہی اجلاس نہ کرتی ہو قانون کی جگہ فرامین جاری کرتا ہی۔

اس قسم کے شہنشاہی فرامین مجلسِ شہنشاہی کے آئندہ اجلاس میں پیش ہونے چاہئیں اور اگر فرامین متذکرہ کو مجلس منظور نہ کرے تو حکومت اُن فرامین کو آئندہ کے لئے کالعدم قرار دے گی۔

دفعہ ۹

شہنشاہ اجرا کرتا ہی یا کسی ذریعے سے اجرا کراتا ہی ایسے فرامین جو تعمیل قوانین کے لئے یا امن وانتظام عامہ کو قائم رکھنے کے لئے اور رعایا کی سلامتی میں ترقی

کے لئے ضروری ہوں لیکن کوئی فرمان کسی نہج سے قوانینِ موجودہ میں سے کسی قانون کو تبدیل نہیں کرسکتا۔

دفعہ ۱۰

شہنشاہ انتظام حکومت کے مختلف شعبوں کی تنظیم اور تمام دیوانی و فوجی حکام کی تنخواہیں معین کرتا ہے اور ان کو مقرر یا برطرف کرتا ہے۔ مستثنیات جو خاص طور پر دستور نذا یا دیگر قوانین کے لئے محکوم کئے گئے ہیں وہ اُن احکام کے مطابق ہوں گے جو فرداً فرداً اُن سے متعلق کئے گئے ہیں۔

دفعہ ۱۱

برّی و بحری صیغوں پر شہنشاہ کو اختیار کلّی حاصل ہے۔

دفعہ ۱۲

برّی و بحری فوجوں کی تنظیم اور زمانہ امن میں ان کی تعداد شہنشاہ معین کرتا ہے۔

دفعہ ۱۳

شہنشاہ جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ صلح کرتا ہے اور عہد و پیمان کرتا ہے۔

دفعہ ۱۴

شہنشاہ محاصرے کا قانون نافذ کرتا ہے۔ قانون محاصرے کی شرائط اور نتائج حسب قانون تجویز کئے جائیں گے۔

دفعہ ۱۵

شہنشاہ شرفاء کے خطابات، درجے، طبقات اور دیگر اعزازی علامات عطا فرماتا ہے۔

دفعہ ۱۶

شہنشاہ گزشتہ قصوروں کی معافیِ عام خطا بخشی، تخفیفِ سزا اور بحالی کے احکام صادر کرتا ہے۔

دفعہ ۱۷

حسب احکام قانونِ بیت شہنشاہی ایک نیابت شاہی قائم کی جائے گی۔
نائب شہنشاہ۔ شہنشاہ کے نام سے وہی اختیارات عمل میں لائے گا جو شہنشاہ کو حاصل ہیں۔

دوسرا باب

رعایا کے حقوق و فرائض

دفعہ ۱۸

جاپانی رعیت ہونے کے لئے ضروری شرائط حسب قانون معین کی جائیں گی۔

دفعہ ۱۹

جاپانی رعایا اپنے معیار قابلیت کے مطابق جو قوانین یا فرامین مین معین کیا گیا ہو دیوانی و فوجی دونوں قسم کے عہدوں پر برابر مقرر کی جائے گی اور ان کے علاوہ دیگر سرکاری عہدوں پر بھی مامور ہو سکے گی۔

دفعہ ۲۰

جاپانی رعایا حسب احکام مندرجہ قانون برّی و بحری صیغہ جاتِ فوج میں ملازمت قبول کرنے کے لئے ذمہ دار ہے۔

دفعہ ۲۱

جاپانی رعایا حسب احکامِ مندرجۂ قانون محصولات ادا کرنے کے فرض کی ذمہ دار ہے۔

دفعہ ۲۲

جاپانی رعایا حدود قانون کے اندر کسی مقام پر سکونت رکھنے یا کسی مقام سے سکونت بدلنے پر مختار رہو گی۔

دفعہ ۲۳

الاّ مطابق قانون کے نہ کوئی جاپانی رعیت گرفتار کی جائے گی اور نہ قید کی جائے گی اور نہ اس کے خلاف کوئی مقدمہ چلایا جائے گا اور نہ اس کو سزا دی جائیگی۔

دفعہ ۲۴

کوئی جاپانی رعیت اپنے اس استحقاق سے محروم نہ کی جائے گی کہ اس کا مقدمہ

ایسے جج فیصل کریں جن کا تقرر از روئے قانون ہوا ہو۔

دفعہ ۲۵

بجز ایسی صورتوں کے جو قانون میں محکوم ہیں کسی جاپانی رعیت کے مکان پر
بلا اُس کی اجازت نہ تو داخل ہوا جائے گا اور نہ اُس کے مکان کی تلاشی لی جائے گی

دفعہ ۲۶

بجز ایسی صورتوں کے جو قانون میں محکوم ہیں ہر ایک جاپانی رعایا کے خطوط
کی رازداری بلا فتور رہے گی۔

دفعہ ۲۷

ہر ایک جاپانی رعایا کا حق جائداد بلا فتور رہے گا۔
عامۂ خلائق کے نفع کے لئے جو تدابیر ضروری ہوں گی اُن کو قانون محکوم کر دیگا

دفعہ ۲۸

جاپانی رعایا کو ایسی حدود کے اندر جو امن و انتظام کے لئے مضر اور بہ حیثیت
رعایا اُس کے فرائض کے منافی نہیں ہیں۔ مذہبی عقائد میں آزادی حاصل رہے گی

دفعہ ۲۹

جاپانی رعایا کو حدود قانون کے اندر تقریر کرنے، لکھنے، شائع کرنے، ہر قسم کے
جلسے اور مجالس کرنے کی آزادی حاصل رہے گی۔

دفعہ ۳۰

جاپانی رعایا تعظیم وادب کے طریقوں کی پابندی کرے اور اُن قواعد کی تعمیل کے ساتھ جو خاص طور پر اس کے لئے محکوم ہوئی ہیں عرضیاں پیش کرسکتی ہی۔

دفعہ ۳۱

جو احکام اس باب میں درج ہیں وہ اُن اختیارات کو کام میں لانے میں کوئی اثر نہ رکھیں گے جو شہنشاہ کو زمانۂ جنگ یا کسی قومی ضرورت کی حالت میں حاصل ہوں۔

دفعہ ۳۲

باب ہذا کی دفعات ماسبق کے مندرجہ احکام سے کل ایسے احکام جو حربی صیغہ جات برّی وبحری کے قوانین وضوابط و قواعد کے منافی نہیں ہیں صیغہ جات متذکرہ کے عہدہ داروں اور سپاہیوں پر عائد ہوں گے۔

تیسرا باب

مجلس شہنشاہی

دفعہ ۳۳

مجلس شہنشاہی میں دو ایوان ہونگے۔ ایک ایوانِ شرفا۔ دوسرا ایوان نمائندگان۔

دفعہ ۳۴

ایوان شرفا میں مطابق اُس فرمان کے جو ایوانِ شرفا سے متعلق ہے شہنشاہی خاندان کے اراکین اور طبقات شرفا کے لوگ اور ایسے اشخاص شامل ہوں گے جو اس ایوان کے لئے من جانب شہنشاہ نامزد کئے جائیں۔

دفعہ ۳۵

ایوانِ نمائندگان کے ارکان وہ لوگ ہوں گے جن کو قوم نے احکام مندرجۂ قانون انتخاب کی رو سے منتخب کیا ہو۔

دفعہ ۳۶

کوئی شخص ایک ہی وقت میں دونوں ایوانوں کا رکن نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۳۷

ہر قانون کے لئے مجلس شہنشاہی کی منظوری لازمی ہے۔

دفعہ ۳۸

دونوں ایوان رائے دیں گے اُن قانونی تجاویز پر جو حکومت اُن کے سامنے پیش کرے گی اور دونوں ایوانوں کو قانونی تجاویز پیش کرنے کا حق رہے گا۔

دفعہ ۳۹

جس مسودہ قانونی کو دونوں ایوانوں میں سے کوئی ایوان کسی زمانۂ اجلاس میں نامنظور کردے تو وہ مسودہ قانونی اُسی زمانۂ اجلاس میں دوبارہ پیش نہ ہو سکے گا۔

دفعہ ۴۰

دونوں ایوانات، قوانین یا کسی دیگر مضمون کے متعلق حکومت کے سامنے اپنے معروضات پیش کر سکتے ہیں لیکن جس حالت میں کسی زمانۂ اجلاس میں ایسے معروضات منظور نہ کئے جائیں تو اُسی زمانۂ اجلاس میں وہ مکرر پیش نہیں ہو سکتے۔

دفعہ ۴۱

مجلس شہنشاہی ہر سال منعقد کی جائے گی۔

دفعہ ۴۲

مجلس شہنشاہی کا زمانۂ اجلاس تین ماہ تک رہے گا۔ ضرورت کی حالت میں اُس کی مدت میں شہنشاہ کے حکم سے توسیع ہو سکے گی۔

دفعہ ۴۳

جب کبھی کوئی اشد ضرورت پیدا ہو گی تو علاوہ معمولی زمانۂ اجلاس کے غیر معمولی زمانۂ اجلاس مقرر کیا جائے گا۔

مدت ایسے غیر معمولی زمانۂ اجلاس کی شہنشاہ کے حکم سے معین کی جائے گی۔

دفعہ ۴۴

زمانۂ اجلاس کا آغاز یا خاتمہ یا اُس کا بڑھانا اور مجلس شہنشاہی کا بحکم شہنشاہ ملتوی کیا جانا دونوں ایوانوں کے لئے ایک ہی وقت میں عمل آئے گا۔

اگر ایوانِ نمائندگان کو برخاستگی کا حکم ملا ہو تو اُس کے ساتھ ہی ایوان شرفا کا

اجلاس بھی ملتوی کردیا جائے گا۔

دفعہ ۴۵

جب کہ ایوان نمائندگان کو برخاستگی کا حکم ملا ہو تو بحکم شہنشاہی ارکین کا از سر نو انتخاب ہوگا اور ایسا نیا ایوان تاریخ برخاستگی سے ۵ ماہ کے اندر قائم کردیا جائے گا۔

دفعہ ۴۶

شہنشاہی مجلس کے کسی ایوان میں نہ کوئی بحث کی جائے گی اور نہ کوئی رائے لی جائے گی تاوقتے کہ ایوانات متذکرہ صدر کے کل ارکین کی کم سے کم ایک تہائی تعداد حاضر نہو

دفعہ ۴۷

دونوں ایوانوں میں ووٹ محض غلبہ رائے کی بنا پر لئے جائیں گے اور جس مسئلے پر آرا مساوی ہونگی اُس میں صدر انجمن کی رائے معاملۂ زیر بحث کا فیصلہ کردے گی۔

دفعہ ۴۸

دونوں ایوانوں میں مباحث علی الاعلان ہوں گے لیکن بہرکیف حکومت کے ایما یا ایوان کی تجویز پر مباحث پوشیدہ اجلاس میں بھی ہوسکیں گے۔

دفعہ ۴۹

مجلس شہنشاہی کے دونوں ایوانوں میں سے ہر ایک شہنشاہ کی خدمت میں معروضہ پیش کرسکتا ہے

دفعہ ۵۰

رعایا سے عرائض لینے کی اجازت دونوں ایوانوں کو ہوگی۔

دفعہ ۵۱

علاوہ اُن احکام کے جو دستور ہذا میں اور قانونِ ایوانات میں محکوم ہوئے ہیں

دونوں ایوانات مجاز ہوں گے کہ اپنے اندرونی معاملات کے انتظام کے لئے قواعد وضع کریں۔

دفعہ ۵۲

ہر دو ایوانوں میں سے کسی ایوان کا رکن کسی خیال کی بابت جو اُس سے ظاہر ہوا ہو یا کسی رائے کی بابت جو اُس نے دی ہی ایوان سے باہر ذمہ دار نہ ہوگا۔ لیکن جب کہ کسی رکن نے بذریعہ کسی تقریر کے جو عوام کے سامنے کی ہو یا بذریعہ دستاویزاتِ مطبوعہ یا تحریری یا بذریعہ کسی ایسے ہی طریقے کے خود اپنی آرا کا اعلان کر دیا ہو تو وہ اس معاملے میں قانونِ عام کے مطابق ذمہ دار ہو جائے گا۔

دفعہ ۵۳

دونوں ایوانوں کے ارکان زمانۂ اجلاس میں گرفتاری سے آزاد رہیں گے اِلّا ایسی صورت میں کہ گرفتاری کی منظوری خود ایوانات نے دی ہو اور یہ استثنار ایسے جرائم بدیہی کے جو کسی اندرونی فساد میں یا ایسی مشکل میں جو ممالکِ غیر سے درپیش ہو ان سے سرزد ہوئے ہوں۔

دفعہ ۵۴

وزرار سلطنت اور وکلار حکومت کسی وقت بھی ایوانات میں سے کسی ایوان کے اجلاس میں شریک ہو سکتے ہیں اور ہر ایوان میں تقریر کر سکتے ہیں۔

چوتھا باب

وزراء سلطنت اور مستشار شاہی (پریوی کونسل)

دفعہ ۵۵

وزراء سلطنت سے اپنے اپنے صیغے کا وزیر شہنشاہ کو مشورہ دے سکتا ہے اور وہ ایسے مشورے کا ذمہ دار ہوگا۔ جملہ قوانین شہنشاہی فرامین و شہنشاہی ارشادات پر جن کا تعلق سلطنت کے معاملات سے ہو ایک وزیر سلطنت کے دستخط بالمقابل ہونے ضروری ہیں۔

دفعہ ۵۶

مستشار شاہی (پریوی کونسل) مطابق اُن احکام کے جو اسی مستشار شاہی کی تنظیم کے لئے ہوں اہم معاملات سلطنت پر جب کہ شہنشاہ نے ان کے متعلق مشورہ طلب کیا ہو غور کرے گی۔

پانچواں باب

عدالت

دفعہ ۵۷

عدل گستری کا کام عدالت ہائے قانونی حسب قانون شہنشاہ کے نام سے انجام دیں گی۔ عدالت ہائے قانونی کی تنظیم قانون کے مطابق ہوگی۔

دفعہ ۵۸

ارکانِ عدالت اُن لوگوں میں سے مقرر کیے جائیں گے جو قانون کے مطابق مناسب قابلیت رکھتے ہوں گے۔ کوئی رکنِ عدالت اپنے عہدے سے محروم نہیں کیا جا سکتا الّا بطور ایک سزائے جرم یا سزائے تادیبی کے۔

تادیبی سزاؤں کے قواعد حسب قانون مرتب کیے جائیں گے۔

دفعہ ۵۹

مقدماتِ عدالت کی سماعت علیٰ رؤس الاشہاد کی جائے گی لیکن جہاں کہیں خوف ہو گا کہ اس طرح کی سماعت سے امنِ خلائق یا انتظام یا عوام کے اخلاق میں نقصان آئے گا تو مقدمہ کی سماعت علیٰ رؤس الاشہاد حسب حکم قانونی یا حسب تجویز عدالتِ قانونی بند کر دی جائیگی۔

دفعہ ۶۰

جملہ معاملات جو ایک عدالتِ خاص کے اختیار سماعت کے تحت میں آتے ہوں گے اُن کو قانون خاص طور پر محکوم کرے گا۔

دفعہ ۶۱

ایک ایسی نالش قانونی کو جو ایسے حقوق کے بارے میں ہو جن کا تلف ہونا حکام انتظامی کے خلافِ قانون کارروائیوں کی وجہ سے بیان کیا گیا ہو اور جو عدالت نالشات انتظامی کے اختیار سماعت کے تحت میں آتی ہو کوئی عدالت قانونی سماعت کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔

چھٹا باب

مالیات (فنانس)

دفعہ ۶۲

کسی نئے محصول کا عائد کیا جانا یا کسی موجودہ محصول کی شرح میں تبدیلی کرنی حسب قانون تجویز کی جائے گی۔ بہرکیف تمام ایسی انتظامی رسوم یا دیگر آمدنی جس کی نوعیت از قسم معاوضہ ہو فقرہ متذکرہ بالا کے مفہوم میں شامل نہ سمجھی جائے گی۔

قومی قرضوں کی فراہمی کے بارے میں یا ایسی ہی اور ذمہ داریوں کو اختیار کرکے اُن کا صرفہ قومی خزانے پر ڈالنے کی بابت بہ استثنار اُن مصارف کے جو موازنہ میں محکوم ہیں مجلس شہنشاہی کی منظوری لینی ضروری ہوگی۔

دفعہ ۶۳

محصولات جو اس وقت عائد ہیں جہاں تک کہ نئے قانون سے اُن میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی پرانے طریقے کے مطابق وصول کئے جائیں گے۔

دفعہ ۶۴

سلطنت کے خرچ اور آمدنی کے لئے ایک سالانہ موازنہ کی شکل میں مجلس شہنشاہی سے منظوری لینی ضروری ہوگی۔ کسی خرچ اور جملہ اخراجات کے لئے جو موازنہ کی مدات اور فقروں کی مندرجہ رقوم تصرفی سے بڑھ جائیں اور جو موازنہ میں شامل نہیں ہیں

مجلس شہنشاہی سے بعد کو منظوری لینی ضروری ہوگی۔

دفعہ ۶۵

موازنہ پہلے ایوان نمائندگان کے سامنے پیش ہوگا۔

دفعہ ۶۶

بیتِ شہنشاہی کے اخراجات ہر سال خزانہ قومی سے مطابق اُس رقم کے جو اُس کے لئے اُس وقت مقرر ہوا ادا کئے جائیں گے اور ان کے بارے میں مجلس شہنشاہی سے منظوری لینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ الّا اس صورت میں کہ اُس میں اضافہ کرنا ضروری معلوم ہو۔

دفعہ ۶۷

ایسے اخراجات کو جنھیں دستور اُن اختیارات کی بنا پر جو شہنشاہ کو حاصل ہیں مقرر کر چکا ہی اور ایسے اخراجات کو جو قانون کی تاثیر سے پیدا ہوئے ہوں یا جو حکومت کی قانونی ذمہ داریوں سے متعلق ہوں اُن کو شہنشاہی مجلس بغیر حکومت کی اتفاق رائے کے نہ تو نامنظور کر سکے گی اور نہ اُن میں کوئی تخفیف کر سکے گی۔

دفعہ ۶۸

خاص ضروریات کو رفع کرنے کے لئے حکومت ایک خاص رقم کی منظوری بطور سرمایۂ اخراجات رواں جو چند برسوں کے لئے ہو اور جس کے برسوں کی تعداد پہلے سے مقرر کر دی گئی ہو مجلس شہنشاہی سے طلب کر سکتی ہی۔

دفعہ ۶۹

ایسے کسروں کو پورا کرنے کے لئے جو موازنہ میں ناگزیر ہوں اور ایسے ضروریات

کے لئے جو موازنہ میں مہیا نہیں ہوئی ہیں موازنہ میں ایک سرمایہ محفوظ قائم کیا جائے۔

دفعہ ۷۰

جس صورت میں بوجہ کسی اندرونی یا بیرونی حالتِ ملک کے شہنشاہی مجلس منعقد نہ ہوسکے تو امن عامہ کو قائم رکھنے کی غرض سے کسی ضرورت اشد کی حالت میں حکومت تمام ضروری مالی تدابیر شہنشاہی فرمان کے ذریعے سے عمل میں لاسکتی ہے۔

ایسی صورت میں جو فقرہ متذکرہ بالا میں بیان ہوئی ہے معاملہ شہنشاہی مجلس کے سامنے اُس کا آئندہ اجلاس ہوتے ہی پیش کیا جائے گا اور اُس کے لئے منظوری حاصل کی جائے گی۔

دفعہ ۷۱

جب کہ مجلس شہنشاہی نے موازنہ کی نسبت رائے نہیں دی ہے یا موازنہ واقعی وجود میں نہیں آیا ہے تو حکومت سال گزشتہ کے موازنہ کے مطابق عملدرامد کرے گی۔

دفعہ ۷۲

سلطنت کے خرچ و آمدنی کے آخری حساب کی تصدیق و صحت سررشتۂ گرد آوری حسابات کرے گا اور یہ حساب مجلس شہنشاہی میں مع کیفیت تصدیق موصولہ سررشتہ مذکور حکومت پیش کرے گی۔

سررشتہ گرد آوری حسابات کی تنظیم اور معیار قابلیت ایک جدا قانون سے معین کیا جائے گا۔

ساتواں باب

قواعد ضمنی

دفعہ ۷۳

جب دستور حاضرہ کے احکام میں آئندہ کسی ترمیم کی ضرورت ہو گی تو ایک تجویز ایسی ترمیم کی حسب الحکم شہنشاہ مجلس شہنشاہی کے سامنے پیش کی جائے گی۔

صورت بالا میں دونوں ایوانوں میں سے کوئی ایوان بھی بحث شروع نہیں کر سکے گا تا وقتیکہ جملہ اراکین کا دو تہائی حصہ حاضر نہ ہو اور کوئی ترمیم منظور نہ ہو سکے گی تا وقتیکہ ارکان حاضرہ کے کم سے کم دو تہائی حصہ کا غلبۂ آراء حاصل نہ ہو جائے۔

دفعہ ۷۴

قانونِ بیت شہنشاہی میں کسی تبدیلی پر غور کرنے کے لئے ایسی تبدیلی کا شہنشاہی مجلس میں پیش ہونا ضروری نہیں ہے۔ دستور ہذا کے کسی حکم کو قانون بیت شہنشاہی تبدیل نہیں کر سکتا۔

دفعہ ۷۵

نیابت سلطنت کی حالت میں کوئی تبدیلی دستور میں یا قانون بیت شہنشاہی میں نہیں کی جا سکتی۔

دفعہ ۷۶

موجودہ نوشتہ جات قانونی مثلاً قوانین و آئین و فرامین یا جس کسی نام سے بھی وہ پکارے جاتے ہوں جہاں تک کہ وہ دستور حاضرہ کے منافی نہیں ہیں بدستور نافذ رہیں گے۔

تمام موجودہ معاہدے اور احکام جو حکومت پر ذمہ داریاں عائد کرتے ہیں اور جن کا تعلق اخراجات سے ہے وہ سب دفعہ ۶۷ کے تحت میں سمجھے جائیں گے۔

چودھواں باب

دستورِ جاپان کی بعض اہم خصوصیات

دستورِ جاپان کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوا ہوگا کہ اس میں بعض امور ایسے ہیں جو اُسی کے ساتھ مخصوص ہیں اور وہ چند ایسے اصولوں کے خلاف نظر آتے ہیں جو دستوری حکومت کے مسلمہ اصول مان لیے گئے ہیں لیکن ان خصوصیات کو سمجھنے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ خود اِس دستور کے مؤلف شہزادہ اِی ٹو نے اُن مشکلات کی نسبت کیا کہا ہے جو اُن کو اِس دستور کی تالیف میں حل کرنی پڑی تھیں۔ شہزادہ موصوف نے اِسی عنوان پر ایک مضمون لکھا تھا جو اُن کے افسوسناک قتل کے باعث ناتمام رہا۔ اِس مضمون میں اُنھوں نے دستور کی تالیف کے متعلق کہ یہ کام کس طرح ہوا جو کیفیت لکھی ہے وہ حسبِ ذیل ہے:-

"ماہ مارچ ۱۸۸۲ء کا واقعہ ہے کہ ولی نعمت شہنشاہ جاپان نے مجھکو حکم دیا کہ ایک دستور کا مسودہ تیار کرکے منظوری کے لیے پیش کروں۔ اب تاخیر غیر ممکن تھی۔ پس میں اُسی مہینے کی پندرہویں تاریخ ایسے مختلف ملکوں میں ایک طولانی سفر کے لیے چل کھڑا ہوا جن میں دستوری حکومتیں تھیں، تاکہ جہاں تک

ممکن ہوا ایسی حکومتوں کے عملی طریقوں اور ان کے مختلف احکام و آئین کو بغور مطالعہ کر وں اور جو بڑے بڑے لوگ اُس وقت دستوری حکومت کے کاموں میں عملی طور پر مصروف ہیں اُن کے اصلی خیالات اور رایوں کو بخوبی تحقیق کروں۔ میں نے چند نوجوان آدمیوں کو جو ہماری قوم کی نئی پود کے چیدہ لوگ تھے، اپنے ساتھ لیا تاکہ امور مذکورہ کے مطالعہ اور غور میں وہ میری مدد کریں اور میرے ساتھ کام کریں۔ میں ڈیڑھ برس تک یورپ میں مقیم رہا اور تمام ضروری مواد جس قدر کہ اتنی قلیل مدت میں فراہم کرنا ممکن تھا فراہم کر کے ستمبر ۱۸۸۳ء میں وطن کو واپس آ گیا۔ اور واپس آتے ہی ایک دستور کی تالیف میں مصروف ہوا۔ اس کام میں مجھکو اپنے معتمدوں سے اور مشیرانِ ممالک غیر سے جیسے کہ پروفیسر روسلر اور مسٹر کیٹ اور اور صاحبان تھے مدد ملی۔ یہ بات پہلے ہی سے ظاہر تھی کہ غیر ملکوں کے نمونوں کی محض نقل اُتارتی کافی نہو گی۔ کیونکہ ہمارے ملک کی بعض تاریخی خصوصیات ایسی تھیں جن کا لحاظ کرنا ضروری تھا۔ مثلاً ہمارے لیے شہنشاہ کو قایم رکھنا ایک ایسا اعتقاد ہے جو ہماری قوم کے خیالات اور تاریخ میں بمقابلہ دیگر ممالک کے کہیں زیادہ گہری جڑیں پکڑے ہوئے ہو۔ یہ عقیدہ فی الواقع ایک ایسی سلطنت کا جزو لاینفک ہے جو پہلے ایک مذہبی حکومت رہ چکی ہو۔ پس نئے دستور میں شہنشاہ کے اختیارات پر نیو ڈالنے میں ہم کو اس بات کی احتیاط کرنی پڑی کہ ان اختیارات میں آئندہ بھی ایک اصلیت اور قوت موجود رہے اور ہمارا شہنشاہ کمزور ہو کر محض ایک عمارت

کا نمایشی رُو کار نہ رہ جائے۔ اسی کے ساتھ یہ خیال بھی ہم کو تھا کہ اہل ملک کی ذ
آزادی، مال وجان کی پوری حفاظت کیے بغیر جس میں شاہی اختیارات پر ا ن
قیود لگانی لازمی ہوجاتی ہیں کسی طریقہ کی بھی دستوری حکومت کا وجود میں لا
غیر ممکن ہے۔ پھر بڑے بڑے جاگیردار ایسے موجود تھے جن میں اکثر لوگ شہنشاہی
خاندان سے دُور کی قرابت رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے یہی لوگ فی الحقیقت صاحب
حکومت تھے اور اب بھی ان کے نام ایسے تھے جن کا احترام عوام الناس میں بہت
تھا۔ علاوہ اِس کے یہاں یہ صورت نہ تھی کہ قوم اپنے بادشاہ سے جبراً دستوری حقوق
حاصل کرتی ہو جیسا کہ دوسرے ملکوں میں ہوا تھا بلکہ یہ نیا طرز حکومت قوم کو اُس کی
آیندہ فلاح وبہبودی کے لیے ہدیتاً پیش کیا جاتا تھا۔ دوسری جانب ہمارے معاشرتی
حالات کی ایک بڑی خصوصیت ایسی تھی جس کی مثال دوسری شائستہ قوموں میں موجود
نہ تھی اور وہ یہ تھی کہ ہم نسل۔ زبان۔ مذہب۔ خیالات میں ہم جنس تھے۔ مدتہائے دراز
سے باہر کی دنیا سے کچھ تعلق نہ رکھا تھا۔ صدہا برس کی روایات اور جاگیری طرز حکومت
کا جمود ہم میں موجود تھا جس کے دوران میں اصلی یا برائے نام خاندانی رشتے اور واسطے
دُور تک اپنا اثر پہونچا چکے تھے اور ہمارے تمدن کی ہر رگ وپے میں سرایت کر چکے تھے۔
اسوا اس کے ہم ایسے اخلاقی اور مذہبی عقائد رکھتے تھے جو برادری کی امداد اور آپس
کی اعانت پر غیر واجبی زور ڈالتے تھے۔ غرض ان تمام چیزوں کی وجہ سے زمانہ
علیحدگی میں ہم بلا قصد وعلم ایک بڑے گاؤں کی سی برادری بن گئے جہاں خشک

وبے لطف دماغی کاوشوں یا امورِ عامہ پر غور وفکر کرنے کو ہمیشہ روکا ہی نہیں جاتا تھا بلکہ اُن میں ایسے جوشیلے جذبات سے جو انسان اور انسان کے مابین پیش آتے ہیں اکثر خلل ڈالا جاتا تھا .... یہ بات ضرور تسلیم کرنی ہوگی کہ ہماری معاشرت کی یہ خصوصیت ایسی نہیں ہے جس میں مفید تاثیرات بالکل ہی نہ ہوں اِس سے نزاعِ تمدنی کی شدت میں کمی ہوتی ہے وہ معاشرت کے پرزوں میں چکناٰئی کا کام دیتی ہے اور بالعموم ایک مضبوط آلہ اِس بات کا بن جاتی ہے کہ ہموطنوں میں جو ایک دوسرے کو مدد پہونچانے کے اخلاقی اصول ہیں اُن پر مضبوطی کے ساتھ عمل ہو سکے لیکن اگر اس خصوصیت کو قابو میں نہ رکھا جائے تو پھر وہ معاشرت پر بُرا اثر کرتی ہے کیونکہ ایک گاؤں کے لوگوں میں جہاں جذبات کو عقل کے مقابلہ میں زیادہ بلند رتبہ حاصل ہوتا ہے آزادی کے ساتھ بحث کرنے کا طریقہ مسدود کردیا جاتا ہے۔ اختیارات کا حاصل ہونا یا اُن کا منتقل کیا جانا چند صاحبِ اقتدار لوگوں میں ایک خاندانی مسئلہ بنجاتا ہے اور ایک دستوری شاہی حکومت کا جاری ہونا غیر ممکن ہوجاتا ہے اِس وجہ سے کہ ایک عمومی حکومت میں آزادی کے ساتھ بحث کی اجازت رہنی نہایت ضروریات سے ہے ٹھنڈے دل سے قومی سلامتی کے مسائل پر غور وفکر کرنے کے لیے جذبات کو روکنا پڑتا ہے یہاں تک کہ اعلیٰ قابلیت اور عمدہ دماغ کے لوگ اگر حکومت کے ہادی ورہنما بنیں تو پھر بہتر سے بہتر دوستوں کو بھی اُن پر سے قربان کردینا پڑتا ہے .... ایک ایسی ہی مشکل اور تھی جس

کا لحاظ کرنا ضروری تھا۔ ہم اس وقت ایک دورِ انقلاب میں تھے۔ ملک میں جو رائیں پھیلی ہوئی تھیں وہ مختلف قسم کی تھیں بلکہ ایک دوسری کی بالکل نقیض تھیں پچھلی نسلوں کے لوگ ابھی ایسے موجود تھے جن کے خیالات حکومت کی نسبت مذہبی انداز کے تھے اور جن کو یقین تھا کہ شہنشاہ کے اختیارات پر کسی قسم کی قید لگانی بغاوت کی مثل سنگین جرم ہے۔ دوسری جانب نئی نسل کے بکثرت لوگ ایسے تھے جن کی تعلیم اُس زمانہ میں ہوئی تھی جبکہ مانچسٹر والا نظریہ ہر طرف مانا جاتا تھا اور اس وجہ سے یہ لوگ آزادی کے خیالات میں درجۂ انتہا کو پہونچے ہوئے تھے .... غرض یہ حالات پیش تھے کہ دستور کا پہلا مسودہ تیار کیا گیا اور شہنشاہ جاپان کے حضور میں پیش کیا گیا۔ اِس کے بعد وہ مستشار شاہی کو غور و بحث کے لیے دیا گیا۔ وہاں جن اجلاسوں میں اِس پر بحث ہوئی اُن میں خود شہنشاہ صدر انجمن تھے اور اُن کو پورا موقع حاصل تھا کہ وہ اُن تمام مختلف آرار کو جن کا اوپر ذکر ہوا سُنیں اور ان پر غور فرمائیں۔

اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ شہزادہ ای ٹو نے جن باتوں کو اپنے ملک کی تاریخی خصوصیات کہا تھا اُن کے متعلق اِس دستور میں اُنہوں نے کیا رعایتیں رکھی ہیں مختصر طور پر ان رعایتوں کو اس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ شہنشاہ کو جملہ اختیارات کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ جماعت وزرار (کابینہ) اور عہدہ داران جو جماعت وزرا کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں ان کی تحویل میں نظم حکومت کا کل عملی و انتظامی کام رکھا گیا ہے۔ یہ تو ہم پڑھ چکے ہیں کہ جاگیری حکومت کی منسوخی پر تمام شرفار قوم کو گو ازکو

یا پشتینی شرفا کا خطاب دیا گیا تھا۔ دستور کے نفاذ سے پیشتر اِن شرفا کو بیرن۔ وائی کاؤنٹ۔ کاؤنٹ۔ مارکوئس اور پرنس کے پانچ طبقوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

اب مجلس شہنشاہی میں جو ای ٹو نے اِس دستور میں قایم کی ہے اور جس کو قوانین وضع کرنے کے اختیارات دیئے ہیں دو ایوان ہیں۔ ایوان بالا میں شرفائے نمایندگاں اور سب سے زیادہ محصول ادا کرنے والے۔ اور ایک خاص تعداد ایسے لوگوں کی شریک کی گئی ہے جن کو شہنشاہ نے خود نامزد کیا ہو۔ ایوان زیرین میں ایسے نمایندگان شریک کیے گئے تھے جن کو محصول ادا کرنے والی رعایا نے منتخب کیا ہو۔ عدل گستری کے اختیارات عدالت ہائے قانونی کو جن کو شہنشاہ قائم کرے دیئے گئے ہیں۔

ای ٹو نے غایت درجہ احتیاط اِس بارے میں کی ہے کہ سرچشمۂ اختیارات شہنشاہ کو قرار دے نہ کہ قوم کو۔ یہ بات ہماری خاص توجہ کے قابل ہے۔ مصارف بیت شہنشاہی کو مجلس کے اختیارات سے بالکل آزاد رکھا ہے۔ صرف ایسی صورت میں مجلس کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے جبکہ اِن مصارف میں اضافہ ضروری معلوم ہوتا ہو۔ پھر جنگ یا صلح کرنے کا اختیار خاص شہنشاہ کو دیا گیا ہے جملہ قوانین کو قطعی نامنظور کر دینے کا اختیار بھی شہنشاہ کو حاصل ہے۔ وہ چاہے تو سلطنت کو فوجی قانون کے تحت میں لا کر خود دستور کو معطل کر دے۔ فوجی صیغہ جات بری و بحری اور عہدہ داران دیوانی کی تنظیم اور اُن کی قوت کا تعین بھی اُسی کے

اختیار میں ہے - اور یہ اختیار بھی اُسی کو حاصل ہے کہ بلا استصواب مجلس شہنشاہی ہر ایک عہدہ دار کی تنخواہ خود تجویز کرے اور نیز اُس کی ادائی کا حکم جاری کرے -

کابینہ صرف شہنشاہ کے روبرو اپنے کاموں کا جوابدہ رکھا گیا ہے - اُس کو فوجی صیغہ جات بری و بحری اور عہدہ داران دیوانی پر پورے اختیارات افسری حاصل ہیں - علاوہ اس کے جملہ قوانین موضوعہ کو نامنظور کر دینے کا اختیار بھی اُس کو حاصل ہے اور اس شرطیہ دفعہ کے ساتھ اُس کے اختیارات کو اور زیادہ قوت پہونچا دی ہے کہ اگر مجلس شہنشاہی موازنۂ پیش شدہ کو نامنظور کر دے تو حکومت موازنۂ سالِ گزشتہ کے مطابق عمل جاری رکھے - اِس طرح جاپان میں حکومت (گورنمنٹ) تقریباً ایسی چیز بن گئی ہے جس کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا - مجلس شہنشاہی کے تحت سے حکومت کی آزادی انگلستان کے کم نصیب شاہان اسٹوارٹ یا قیصر جرمنی کے زمانہ سے بھی جبکہ قیصر اپنے پورے عروج پر تھا بڑھی ہوئی ہے -

جو لوگ پرنس یا مارکوئس کا درجہ رکھتے ہیں اور اِن کی عمریں بھی مطابق قانون ہوتی ہیں تو وہ بہ اعتبار اپنے درجے کے ایوان بالا کے رکن ہوتے ہیں اور ایوان بالا برخلاف ایوان زیرین کے برخاست نہیں کیا جا سکتا -

شرفاء جاپان کے باقی تین طبقوں یعنی کاؤنٹ وائی کاؤنٹ اور بیرنوں کی نسبت قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک طبقہ اپنے ارکان کی کل تعداد سے اُس کا پانچواں

حصہ بطور اپنے نمائندوں کے مجلس شہنشاہی میں سات برس کی شرکت کے لیے منتخب کر لیتا ہے ۔ اِس انتخاب میں چونکہ لیاقت کا مقابلہ ہوتا ہے اس لیے تمام شرفا رجا یان مجبور ہوتے ہیں کہ اپنے ملک کی سیاسی زندگی کی تمام جزئیات سے واقفیت حاصل رکھیں ۔ اور سیاسی معاملات میں اس قدر دلچسپی لیں جو انگلستان کی پارلیمنٹ میں بھی اکثر امرا، سے ظاہر نہیں ہوئی ۔ دیگر اراکین جو ایوان بالا میں شرکت رکھتے ہیں وہ یا تو زیادہ سے زیادہ محصول ادا کرنے والے لوگ ہیں یا ایسے لوگ ہیں جن کو شہنشاہ نے بوجہ ان کے علم و فضل یا اُن کی عمدہ خدمات ملکی نامزد کیا ہے ۔ زیادہ سے زیادہ محصول دینے والوں کا انتخاب ہر ایک صوبہ میں کیا جاتا ہے جہاں کے پندرہ زیادہ سے زیادہ محصول دینے والے اپنی جماعت سے ایک شخص کو ایوان بالا میں اپنے نمایندے کے طور پر کام کرنے کے لیے انتخاب کر لیتے ہیں ۔ ایوان بالا کے ایسے اراکین کے لیے جو خطاب یافتہ ہیں داخلہ کی عمر ۲۵ سال ہے ۔ باقی لوگوں کی عمر جن میں شہنشاہ کے نامزد کیے ہوئے لوگ بھی شامل ہیں ۳۰ برس سے زائد ہونی چاہیے ۔ شہنشاہ کے نامزد کیے ہوئے لوگوں کی تعداد کے بارے میں یہ قاعدہ ہے کہ جن لوگوں کو زیادہ سے زیادہ محصول دینے والوں نے منتخب کیا ہے اور جن لوگوں کو شہنشاہ نے نامزد کیا ہے ان دونوں کی تعداد ایوان کے خطابی نمایندگان کی مجموعی تعداد سے بڑھنے نہ پائے ۔

ایوان زیریں میں وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو پچیس ۲۵ برس سے زیادہ عمر

کے لوگوں نے جن میں ہر ایک کم سے ساڑھے چار روپیہ محصول سالانہ ادا کرتا ہو انتخاب کیا ہو۔ ایسے شہر جن کی آبادی ۳۰۰۰۰ سے کم نہ ہو صرف ایک رکن منتخب کر سکتے ہیں۔ اور ایسے شہر جن کی آبادی ۱۰۰۰۰۰ سے زائد ہو ۱۳۰۰۰۰ تعداد سے ایک رکن منتخب کر سکتے ہیں۔ زرعی اضلاع بھی ہر ۱۳۰۰۰۰ کی تعداد سے ایک رکن منتخب کر سکتے ہیں۔ ایسے منتخب شدہ نمایندے مجلس میں چار برس تک بطور رکن کے رہ سکتے ہیں۔ اس میعاد کے ختم ہونے پر ایک عام انتخاب کیا جاتا ہے۔ دونوں ایوانوں کے تمام اراکین کو بجز ان لوگوں کے جو سب سے زیادہ محصول ادا کرنے والے ہیں فی کس بارہ سو روپیہ سال تنخواہ دیجاتی ہے۔ مجلس کا زمانۂ اجلاس سال میں تین ماہ کا ہوتا ہے۔ اور بغیر شہنشاہ کے حکم کے اُس میں توسیع نہیں ہو سکتی۔

وزرا سلطنت کو دونوں ایوانوں میں تقریر کرنے کی اجازت ہے لیکن رائے دینے کے موقع پر وہ اپنی رائے اُسی ایوان میں دے سکتے ہیں جس کے وہ رکن ہیں ان کی ذمہ داری کے متعلق شہزادہ اتی ٹو نے اپنی کتاب "شرح دستور" میں جو اُن کو بہت سے مشتبہ مقامات کی تفسیر کرنے کے واسطے لکھنی پڑی بصراحت بیان کر دیا ہے کہ جماعتِ وزرا یا جس کو ہم کابینہ کہتے ہیں اپنے کاموں کی جوابدہ کسی ایوان کے سامنے نہیں ہے بلکہ وہ اپنے کاموں کی جوابدہ صرف شہنشاہ کے روبرو ہی۔ پس اِس واقعہ نے ایک عجیب مشکل پیدا کر دی ہی اور وہ یہ ہی کہ گو جاپان میں

مجلس شہنشاہی مزاحمانہ کارروائیاں اختیار کر کے ایک وزارت کو توڑ سکتی ہے، لیکن اُس کا جانشین منتخب کرنے پر اُس کو کسی قسم کی قدرت حاصل نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں سمجھنا چاہیے کہ وزارت کا اُس فریق کے لوگوں سے مصنوع ہونا جو مجلس شہنشاہی میں فریق غالب ہو ضروری نہیں ہے جیسے کہ انگلستان میں ہوتا ہے بلکہ اکثر نئی وزارت میں وزارت سابقہ کے بھی بعض اراکین شامل ہوتے ہیں۔

یہ میں بیان کر چکا ہوں کہ کابینہ کو مجلس سے کس طرح آزاد رکھا گیا ہے۔ اس بارے میں دستور کی دفعہ ۶۷ بہت قابل توجہ ہے کیونکہ اس دفعہ میں بصراحت بیان کر دیا گیا ہے کہ شہنشاہی مجلس اُن مقررہ مصارف کو جنھیں دستور نے شہنشاہ کے اختیارات پر مبنی کیا ہے نہ تو بلا رضامندیِ حکومت نامنظور کر سکتی ہے اور نہ اُن میں کوئی کمی پیدا کر سکتی ہے۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ صیغہ جات بری و بحری اور صیغہ جات دیوانی چونکہ ان مقررہ مصارف میں شامل ہیں اس لیے انتظامی صیغہ بلا خوف اس امر کے مجلس شہنشاہی نامنظور کرے گی اُن کی تعداد کو اگر ضرورت سمجھے تو چوگنا کر سکتا ہے۔ مزید برآں دستور کی دفعہ ۷۰ میں حکومت نے پہلے سے چند مقرر کردہ سالوں کے لیے سرمایۂ مصارفِ رواں کے واسطے مجلس سے ایک رقم کی منظوری حاصل کرنے کا حق اپنے لیے مخصوص رکھا ہے اس حق کا پورا مفہوم اُس وقت سمجھ میں آئے گا جب یہ بات ذہن میں رکھی جائے گی کہ تمام دیگر ممالک میں جہاں نظم حکومت دستوری ہے وہاں قوم کے نمایندوں کو اس بات کا حق حاصل ہوتا ہے کہ

اگر وہ حکومت میں کسی قسم کی تبدیلی کرنی چاہیں تو اُس سالانہ موازنہ کو جو منجانب وزارت ان کے سامنے پیش ہو نامنظور کر دیں۔ جاپان میں کابینہ نے ایسے خطرہ سے اپنی پوری حفاظت کر لی ہے۔ ان ہی تمام اختیارات کی بنا پر جن سے ای تو نے انتظامی صیغہ کو قوت بخشی ہے یہ اعتراض اکثر سننے میں آتا ہے کہ جاپان میں گو حکومت کی ظاہری شکل عمومی معلوم ہوتی لیکن حقیقت میں وہ ایک خود مختار حکومت ہے۔

اگرچہ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ غیر معمولی اختیارات جبکہ دستور مرتب ہوا تھا، انتظامی صیغہ کو ملنے ضروری تھے تاکہ وہ ان تمام اصلاحات اور تبدیلیوں کو جو جاپان میں پیش آرہی تھیں آسانی سے اور جہاں تک ممکن ہو قلیل مدت میں سرانجام دے لیکن اب یہ معاملہ قیاس کرنے کا ہے کہ کابینہ کب تک عموم کے ایسے قابو سے باہر رہنے میں کامیاب رہے گا جو فی زمانا مغرب کے ملکوں میں عام ہے۔

یہ خیال سرکاری حلقوں میں خاص کر نہایت مضبوط ہے کہ مجلس شہنشاہی کی حیثیت محض ایک صلاح کار جماعت کے ہی ہونی چاہیے جس سے مشکلات کے زمانہ میں حکومت مشورہ کر سکے۔ لیکن کسی صورت میں وزراء پر کارفرمائی کرنے کی اُس کو اجازت نہ ہونی چاہیے۔

پندرھواں باب

انتظام ملکی کی خلاصہ کیفیت

جاپان میں عہدہ داران سرکاری ان چار جماعتوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔
(۱) شی نِن جن کو شہنشاہ براہ راست خود مقرر کرتا ہے مثلاً وزرا رکابینہ۔ اراکین مشتارشاہی (پریوی کونسل) اور چند دیگر عہدہ داران (ب) چوکونِن جن کو شہنشاہ کابینہ کی سفارش پر مقرر کرتا ہے (ج) سونِن جن کو شہنشاہ افسران اعلیٰ محکمہ جات کی سفارش پر مقرر کرتا ہے (د) ہانِن جن کو افسرانِ اعلیٰ محکمہ جات خود مقرر کرتے ہیں۔

ملک کا انتظام کابینہ کرتا ہے جس کا صدر وزیراعظم ہوتا ہے اور اس میں نو وزرا ہوتے ہیں۔ (۱) وزیرامور خارجہ (۲) وزیرامور داخلی (۳) وزیر مال (۴) وزیر جنگ (۵) وزیر بحری (۶) وزیر عدالت (۷) وزیر تعلیم (۸) وزیر زراعت و تجارت (۹) وزیر ذرائع آمدورفت شہنشاہ پہلے وزیراعظم کو اور پھر اُس کے مشورہ سے دیگر وزرا رسلطنت کو مقرر کرتا ہے۔ ہر ایک وزیر

معمولاً اپنے محکمہ کا افسرِ اعلیٰ بھی ہوتا ہے۔ اور اِس حیثیت سے اُس کو اپنے محکمہ کے متعلق حکم نامے جاری کرنے کا جن کی تعمیل سب پر لازم ہوتی ہے اور صوبہ دار و اور اعلیٰ افسرانِ کو نوالی متعلقہ دارالحکومت کے نام احکام و ہدایت صادر کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ عموماً ایک نائب وزیر بھی ہوتا ہے جس کا تبدیل ہونا وزیر کی تبدیلی پر ضروری نہیں۔ نائب وزیر کے ماتحت بہت سے شعبوں کے افسرانِ اعلیٰ اور معتمدین و مشیرین ہوتے ہیں۔

کابینہ کی بیٹھک میں جو اہم معاملات فیصلہ کے لیے آتے ہیں ان میں چند یہ ہیں (۱) تمام عہد نامے اور اہم مسائل بین الاقوامی (۲) تمام فرامین شہنشاہی (۳) تمام ایسے امور جو مختلف محکمہ جاتِ سلطنت کی حدود اختیارات کے تعین کے بارے میں ہوں (۴) رعایا کی تمام ایسی عرائض جو شہنشاہ نے یا مجلس شہنشاہی نے کابینہ کی طرف فیصلہ کے لیے بھیجی ہوں (۵) تمام ایسے معاملات جن میں موازنہ رواں سے زائد صرفہ کا سوال پیدا ہوتا ہو (۶) تمام ایسی سفارشیں جو طبقہ چوکونِن کے عہدہ داروں اور صوبہ داروں کے تقرر کے بارے میں ہوں۔

کابینہ کی تقریباً ہم رتبہ جماعت مستشارشاہی (پریوی کونسل) ہے جو جاپان میں شہنشاہ کی سب سے بڑی صلاح کار جماعت سمجھی جاتی ہے۔ علاوہ تمام وزراء سلطنت کے جو بہ اعتبار اپنے عہدے کے رکن ہوتے ہیں مستشارشاہی میں ۲۶ ارکان ہوتے ہیں۔ یہ سب لوگ بڑے آزمودہ کار مدبر ہوتے ہیں جن کو شہنشاہ اُن کی بڑی عمر

تے اور گزشتہ تجربوں کی وجہ سے مقرر کرتا ہے۔ یہ مستشار سلطنت کے اہم معاملات شورہ کرنے کے لیے صرف اس وقت اپنا اجلاس کرسکتا ہے جبکہ وزیر اعظم کی صلاح سے منشاہ اس کو اجلاس کرنے کا حکم دے۔ اس مستشار کے پاس ذیل کے معاملات شورے کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ (۱) تجاویز متعلق ترمیم دفعات دستور یا قوانین ایسے فرامین جو قوانین کے تحت میں آتے ہوں (ب) حالت محاصرہ کا اعلان۔ (ج) معاہدے اور بین الاقوامی اقرار نامے (د) فرامین جن کا تعلق اساسی معاملات تعلیم سے ہو (ہ) دستور کے کسی مشتبہ فقرے کی تصریح جس کے متعلق مستشار شاہی کی رائے قطعی و مختتم سمجھی جاتی ہے۔

مقامی انتظام ملکی کے لیے جاپان خاص بہ استثنا ہوکایدو ۴۶ انتظامی قریوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان میں سے تین رقبوں کو فو کہتے ہیں باقی کو کن۔ فو اور کن میں صرف نام کا فرق ہے۔ اگر ان دونوں کو محض صوبہ جات کہا جائے تو کچھ ہرج نہیں ہے۔

دوسرے قطعات میں جن کا مالک جاپان ہے مثلاً فورموسا۔ کوریا۔ سگھالین، اور صوبہ کوان ٹنگ تو ان کی نظم حکومت کا طرز جدا جدا ہے جن کی تفصیل یہاں ضروری نہیں۔

یہ ۴۶ صوبے ۳۶ چھوٹے انتظامی رقبوں میں منقسم ہیں جن کو گن یا صوبۂ ماتحت کا نام دیا گیا ہے۔ پھر ان کی بھی تقسیم موضعوں اور قصبوں میں کی گئی ہے۔ جاپان

یں مجموعًا ۱۰۰۰۵ موضعے اور ۱۴۱۳ قصبات اور ۹۵ بڑے شہر ہیں۔ یہ شہر ایک بڑی حد تک اپنا انتظام حکومت خود کرتے ہیں۔

ایک کِن کی نظم حکومت کے افسر کو صوبہ دار اور گُن کی نظم حکومت کے افسر کو ماتحت صوبہ دار کہتے ہیں۔ ان دونوں عہدہ داروں میں صوبہ دار کو کابینہ کی سفارش پر اور ماتحت صوبہ دار کو وزیر امور داخلی کی سفارش پر شہنشاہ مقرر کرتا ہے۔ مگر ایک شہر کا میر بلد یا کسی قصبہ یا گاؤں کا میر موضع عوام کی بواسطہ رائے سے معمولاً چار برس کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔ پس اس سے معلوم ہوگا کہ جاپان میں مقامی نظم حکومت صوبہ داران و ماتحت صوبہ داران و میران بلد و میران موضع سے سرانجام پاتی ہے۔

ہر ایک صوبہ کی ایک مجلس صوبہ ہوتی ہے جس میں ایک صدر اور ۳۰ ارکان ہوتے ہیں جن کو عوام کی رائے سے ۴ سال کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔ رائے دینے والے کے لیے شرائط یہ ہیں کہ وہ ایک فرد جاپانی رعیت ہو۔ عمر جس کی پچیس برس سے زائد ہو اور صوبہ میں اس کی سکونت ایک سال سے زائد کی ہو اور وہ محصول کا ادا کرنے والا بھی ہو۔

صوبہ دار کے ایما پر مجلس کو کم از کم سال میں ایک مرتبہ صوبوں کے سالانہ موازنوں پر بحث کرنے کے لیے اور صوبہ دار کی عام حکمت عملی سے اتفاق ظاہر کرنے کے لیے منعقد ہونا چاہیے۔ یہ مجلس صوبہ کی جانب سے قرضہ لینے اور صوبہ کی جائداد کو فروخت کرنے کی مجاز ہے۔ نیز وہ قانون کی محکومہ حدود کے اندر محصولات بھی قائم کر سکتی ہے۔

بہ کی فلاح وبہبود کی تدبیروں کے لیے اپنا بیان بھی دے سکتی ہے اور اگر ضرورت
تو وزرا رسلطنت کے سامنے اس بیان کو پیش بھی کر سکتی ہے۔ لیکن چونکہ خود اس کو
ں نئی کارروائی کے آغاز کرنے کا اختیار نہیں ہے اس لیے بجز اس کے کہ وہ
وبہ دار کے لیے ایک مشورہ دینے والی جماعت ہے اور کچھ اس کی حیثیت نہیں ہے۔
صوبہ دار کا فرض ہے کہ وہ خود مجلس کے سامنے موازنہ کی تشریح یا ان ضروری تدا
ں کی توجیہ کرے جو اس کے ذہن میں ہوں۔ اگر مجلس اتفاق نہ کرے تو صوبہ دار مجاز
ہے کہ مجلس کے فیصلوں کو دوبارہ غور کرنے کے لیے مجلس کے پاس بھیجے اور اگر
س صورت میں بھی مخالفت جاری رہے تو مجلس کے فیصلوں کو وزیر امور داخلی منسوخ
مسترد کر سکتا ہے پس تمام عملی اغراض کے لیے صوبہ داران اپنی صوباتی مجالس سے
آزاد ہیں۔

علاوہ اس مجلس کے ایک انتظامی کونسل بھی ہر ایک صوبہ میں ہوتی ہے جس
میں تقریباً دس مشیر ہوتے ہیں جن کو مجلس اپنے ارکان میں سے منتخب کرتی ہے۔
صوبہ دار اس انتظامی کونسل کا صدر ہوتا ہے۔ اور اس کام میں صدر کی مدد کے لیے
صوبہ کی سرکار کے دو اعلیٰ عہدہ دار ہوتے ہیں۔ اس حیثیت سے کہ یہ کونسل مجلس
صوبہ کی نمائندہ ہے وہ خالص صوباتی انتظام میں حصہ رکھتی ہے لیکن ایسے معاملات
جن کو امور سلطنت کہتے ہیں اُن سے کسی قسم کا تعلق رکھنے کی وہ مجاز نہیں ہے۔
پس جاپان میں صوبہ دار کی حیثیت دو قسم کی ہوتی ہے یعنی ایک تو وہ ایسا

سرکاری عہدہ دار ہوتا ہے جس کے سپرد انتظام سلطنت کا ایک حصہ ہوتا ہے۔
دوسرے وہ اپنے صوبہ کی نظم حکومت کا افسر اعلیٰ اور نمایندہ بھی ہوتا ہے اپنے
علاقہ میں انتظام اور امن قائم رکھنے کا وہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور اس کو حسب ضرورت
صوباتی فرامین جاری کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے جس کی پابندی اس علاقہ کے سب
لوگوں پر لازمی ہوتی ہے۔ اس کو ماتحت صوبہ داروں اور میران بلد کے کام کی نگرانی
بھی کرنی پڑتی ہے اور یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ تمام قوانین اور فرامین کی تعمیل کماحقہ ہو رہی
ہے اس کا بہت سا کام براہ راست وزار سلطنت کی نگرانی میں ہوتا ہے جن کے
سامنے وہ اپنے فرائض منصب کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

اسی طریقہ پر ہر ایک ماتحت صوبہ میں اس کی ماتحت صوباتی مجلس اور نیز انتظامی
کونسل ہوتی ہے اور اُن کے اختیارات بھی تقریباً وہی ہوتے ہیں جو صوبہ میں صوبہ
کی مجلس اور انتظامی کونسل کے ہوتے ہیں گو ماتحت صوبوں کی حدود اختیارات
میں رقبے کی کمی کی وجہ سے ان کا دائرہ عمل بہت محدود ہوتا ہے۔ ایک قانون کے
بموجب جو سنہ ۱۹۲۱ء میں نافذ ہوا تھا یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ تمام ماتحت صوباتی مجلسیں
جس وقت اِن کے ارکانِ موجودہ کی مدت رکنیت ختم ہو شکست کر دی جائیں۔ چونکہ
معلوم ہوا ہے کہ ذرائع آمد و رفت میں ترقی ہونے کی وجہ سے ماتحت صوبوں کی
اہمیت بہ اعتبار انتظامی علاقوں کے کم ہوتی جاتی ہے اس لیے یہ ماتحت صوبے
اب توڑ دیے جائیں گے۔ اور ان کا کام صوباتی حکومتوں کی طرف منتقل کر دیا جائیگا۔

ایسے شہروں میں جن کی آبادی تیس ہزار سے زائد ہے میران بلد ہوتے ہیں۔ ان کو وزیر امور داخلی ۴ سال کے لیے بشرط منظوری شہنشاہ تین امیدواروں میں سے جن کو مجلس شہر منتخب کرتی ہے مقرر کرتا ہے۔ اس مجلس شہر میں کم از کم تیس ارکان ہوتے ہیں جن کو باضابطہ رائے دہندگان منتخب کرتے ہیں۔ صوبات کی مثل شہروں میں بھی انتظامی کونسلیں ہوتی ہیں۔ ان میں میر بلد صدر ہوتا ہے اور بلدی انتظام کا کام انجام دیتا ہے۔ جملہ اختیارات جو میر بلد اور اُس کی کونسل رکھتی ہے۔ ان کی سخت نگرانی صوباتی اور شہنشاہی سرکاروں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جاپان میں کسی بلدی حلقہ کو ایسی کوتوالی پر جو اُسی کی حدود میں ہو اختیارات نہیں دیے گئے ہیں حتیٰ کہ ٹوکیو میں بھی کوتوالی وزیر امور داخلی کے تحت میں ہے اور برخلاف یورپ کے شہروں کے بلدی حکام کی ماتحتی سے وہ بالکل بری ہے۔

تمام قصبات اور مواضعات بھی اپنی اپنی مقامی حکومت زیادہ تر اُسی قسم کی رکھتے ہیں جیسے کہ ایک بلدی حلقہ کی حکومت ہوتی ہے لیکن ان میں کوئی انتظامی کونسل نہیں ہوتی کیونکہ انتظامی کونسل کا کام میران مواضع کرتے ہیں جو قصبات میں قصبہ کی مجلس سے اور مواضعات میں موضع کی مجلس سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ پس شہر کا انتظام اولاً براہ راست صوبہ متعلقہ کے صوبہ دار کی نگرانی میں ہوتا ہے اور ثانیاً وزیر امور داخلی کی نگرانی میں درآنحالیکہ قصبات و مواضعات کا انتظام اولاً ماتحت صوبہ دار کی اور ثانیاً صوبہ دار کی نگرانی میں ہوتا ہے اور صرف تیسری

نوبت میں یہ نگرانی وزیر امور داخلی کی جانب سے ہوتی ہے ۔ لیکن یہ امر یاد ر
کے قابل ہے کہ تعلیمی معاملات میں نگرانی بدرجۂ آخر صرف وزیر تعلیم یا وزیر تعلیم اور و
امور داخلی دونوں کے سپرد شرکت میں رکھی گئی ہے ۔

ابتدائی مدارس کے تمام معلموں کو کسی مقامی مجلس میں شریک ہونے
قانوناً ممانعت ہے ۔ اسی طرح پروہتوں اور افسران کو توابی اور سرکاری عہد
کو بھی، خواہ کسی صوبہ کے ہوں یا کسی ماتحت صوبہ کے مقامی مجلسوں میں شریک
ہونے کی ممانعت کر دی گئی ہے ۔
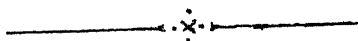
سولھواں باب

جاپانی زبان

مغربی ترقی کے راز کو لوگوں پر جلد افشا کرنے کی آرزو میں جن سخت دشواریوں کا سامنا جاپان کو ہوا اُس کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جاپانی زبان کی بعض خصوصیات کو حتی الامکان صاف طور پر بیان کرنے کی کوشش کی جائے۔

اگرچہ گزشتہ چالیس برس سے علم السنہ کے مشہور ماہر جاپانی زبان کی اصل دریافت کرنے میں مصروف ہیں لیکن ابھی تک یہ مسئلہ کہ دنیا کے مسلمہ لسانی خاندانوں میں سے یہ زبان کس خاندان سے صریح تعلق رکھتی ہے مشتبہ حالت میں ہے۔
جاپان کے لسانی عالموں میں جو لوگ صائب الرائے ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ جاپان کو حروف اُس وقت حاصل ہوئے تھے جبکہ ساتویں صدی عیسوی میں یا اس کے قریب چینی تمدن جاپان میں پورے طور پر رائج ہو لیا تھا لیکن اور لوگوں نے اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ چینی تمدن کے رواج سے کہیں پہلے

جاپان کے لوگ اپنی ذہانت وجودت سے اپنا ایک طرزِ تحریر ایجاد کر چکے تھے مگر مجھکو خوف ہے کہ تاریخی تنقید کی سرد اور ناظر فدانہ تحقیق کے سامنے ان آخر الذکر لوگوں کی دلائل نہیں ٹھہر سکتیں۔

اس خصوص میں سب سے پہلی بات جو اکثر غیر ملک والوں کا موجب حیرت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ باوجود ایک ظاہری مشابہت کے جو چینی اور جاپانی طرزِ تحریر میں پائی جاتی ہے چینی زبان جاپانی زبان سے بالکل مختلف ہے۔ چینی زبان یک مقطعی ہے (یعنی اس کے ہر لفظ میں صرف ایک حرکت ہوتی ہے) اور جاپانی زبان کثیر المقاطع ہے (یعنی اس کے ہر لفظ میں ایک سے زیادہ حرکتیں ہوتی ہیں) اور ان دونوں زبانوں کی نحو میں بھی متعدد اختلافات ہیں۔

اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ چینی تمدن کو اختیار کرنے کے بعد جاپانیوں نے چینیوں کے ایڈیوگرافوں یعنے "علامات تصوری" کو (جن میں ہر علامت ایک پورے خیال کو تعبیر کرتی ہے) تین طریقوں سے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ ایک طریقہ استعمال تو وہ تھا جس کو صوتی کہتے ہیں یعنی جاپانی الفاظ کی آواز کو لکھنے کے لیے چینی ایڈیوگراف (علامات تصوری) بلا لحاظ ان کے معنوں کے استعمال میں لائے گئے۔ چنانچہ اسی شکل میں جاپانیوں کے بعض بالکل ابتدائی زمانہ کے گیت اب تک محفوظ چلے آتے ہیں۔ دوسرا طریقۂ استعمال یہ تھا کہ ان چینی ایڈیوگرافوں (علامات تصوری) کو ان ہی معنوں میں جو چینی زبان میں وہ رکھتے تھے استعمال کیا گیا

لیکن ان علامتوں کا تلفظ وہ کیا جو جاپانی زبان میں اُن کے ہم معنی الفاظ کا تلفظ تھا۔ تیسرا طریقہ استعمال یہ تھا کہ چینی ایڈیوگرافوں (علامات تصوری) کو بطور ایسے چینی الفاظ کے استعمال کیا جو جاپانی زبان میں اختیار کر لیے گئے تھے۔

ان تینوں استعمالوں کو زیادہ صاف طور پر بیان کرنے کے لیے میں ہر ایک کی مثال جدا جدا پیش کرتا ہوں۔ فرض کیجیے کہ ہند میں ہم لوگوں نے اپنی زبان کو لکھنے کا کوئی طریقہ ایجاد نہیں کیا ہے بلکہ جس طرح جاپانیوں نے چینیوں کے ایڈیوگراف (علامات تصوری) اختیار کر لیے ہیں ہم انگریزی ہندسوں میں جو دراصل ایڈیوگراف (علامات تصوری) ہیں اپنی زبان لکھتے ہیں۔ اب اگر ہم انگریزی ہندسوں کا صوتی استعمال اُردو لفظ ٹوٹن کے لکھنے کے لیے کریں گے تو ہم اُس کو ۲، ۱۰ لکھدیں گے۔ یہ مثال اُس صوتی استعمال کی ہوئی جو چینی ایڈیوگرافوں (علامات تصوری) کا جاپان نے شروع میں کیا تھا۔ دوسرے طریقہ استعمال کی مثال یہ ہوسکتی ہے کہ ہم نے پھر ان ہی ہندسوں یعنی ۲، ۱۰ کو لکھا مگر اس کا تلفظ "دو دس" کیا۔ تیسرا طریقہ استعمال جس میں جاپانیوں نے چینیوں کے ایڈیوگراف (علامات تصوری) استعمال کیے ایسا ہی ہے جیسے کہ ہم انگریزی لفظ پنسل استعمال کرتے ہیں جس کو ہم نے اُردو زبان میں اختیار کر لیا ہے۔

اب یہ یاد رکھنا چاہیے کہ چین کا اثر جاپان میں پہلے کوریا سے داخل ہوا اور پھر صدیوں بعد چین سے براہ راست جاپان میں آیا۔ اس کی وجہ سے ایک ہی ایڈیوگراف

(علامات تصوری) کو تلفظ کرنے کے دو مختلف طریقے پیدا ہو گئے۔ ایک تلفظ تو وہ تھا جس کو جاپان نے کوریا والوں سے سیکھا تھا اور دوسرا تلفظ وہ تھا جس کی نسبت جاپانیوں کو بعد کو معلوم ہوا کہ یہ ہی تلفظ فی الحقیقت صحیح چینی تلفظ ہے۔ اور اس تلفظ " جس کو کوریا والوں نے پہلے سکھایا تھا بڑا فرق رکھتا ہے۔ یہ سوال کہ اصلی چینی تلفظ کو والوں نے جاپانیوں کو سکھانے سے پہلے ہی اپنے ہاں بگاڑ لیا تھا یا وہ اس مدت میں بدل گیا تھا جو کوریا والوں کے سکھانے کے اور جاپانیوں کے براہِ راست چینیوں سے واسطے پڑنے کے درمیان گذری تھی ایسا مسئلہ ہے جو اب حل نہیں ہو سکتا۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ تین مختلف طریقے پیدا ہو گئے جن میں ایک ایڈیوگراف (علامت تصوری) کا تلفظ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایڈیوگراف جو "انسان" کے لیے ہے اس کا تلفظ ننگن تو پرانے طریقہ کے مطابق ہے جس میں کوریا کا اثر ظاہر ہے؛ اور جن کان وہ تلفظ ہے جو چین کے براہِ راست اثر سے قائم ہوا اور ہیٹو نوایڈا وہ تلفظ ہے جو جاپانی زبان میں لفظ انسان کا مرادف ہے۔

پس یہ ہی وجہ ہے کہ گو جاپانیوں نے اب تقریباً کل چینی الفاظ بگڑے ہوئے یا بدلے ہوئے تلفظ میں اختیار کر لیے ہیں لیکن تلفظ کے اس فرق اور ان میں اس تدریجی تبدیلی کے باعث جو بغیر محسوس ہوئے خود چین میں پیدا ہوتی رہی، حالت یہ ہے کہ دونوں قومیں آپس میں گفتگو نہیں کر سکتیں حتیٰ کہ اگر کوئی جاپانی گفتگو میں کل الفاظ چینی بھی بولے تو بھی ایک کی بات دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ صرف

اس صورت میں جبکہ جاپانی چینی ایڈیوگراف (علامات تصوری) لکھتے ہیں تو البتہ چین کے لوگ کم وبیش ان کے معنی سمجھ لیتے ہیں۔

اسی دوران میں چینی ایڈگرافون کے خالص صوتی استعمال سے آٹھویں اور نویں صدی میں مختصر تحریر کے وہ دو طریقے جن کو کاٹاکانا اور ہیراگانا کہتے ہیں پیدا ہوگئے یہ دونوں طریقے صرف آوازوں کو تعبیر کرتے ہیں اور ان کو سلی بریز یعنی "جداول مقاطع" کہتے ہیں۔ کیوں کہ ہر ایک آواز سے مراد ایک مقطع یا حرکت ہوتی ہے۔ حرف سے مراد نہیں ہوتی۔ ان جدولوں سے ہر ایک میں ۴۷ مختلف اصوات ہوتی ہیں۔ اس طرح آج کل جاپانی تحریر کے ایک معمولی صفحہ پر چینی ایڈیوگراف (علامات تصوری) ایسے ملتے ہیں جن میں بعض کو الفاظ کے طور پر استعمال کرنا ہوتا ہے اور باقی کو اصوات کے طور پر اور اُن ہی ایڈیوگرافون میں ملی جلی دونوں جدولوں کی علامتیں بھی ہوتی ہیں اور یہ ہی وہ عجیب وغریب مرکب ہے جس کو اپنے ملک والوں میں ہر قسم اور نوع کے علوم کی اشاعت کے لیے آج کل جاپانی استعمال کررہے ہیں پس ایک غیر ملک والے کے لیے جاپانی زبان اس قدر سیکھ لینی کہ وہ کافی طور پر اُس کو لکھ پڑھ سکے حقیقت میں لوہے کے چنے چبانے ہیں۔ ایک پُرانے یسوعی پادری نے اس زبان کی نسبت کہا ہے کہ "یہ وہ بلا ہے جو کسی انجمن شیاطین نے اہل ایمان کے ستانے وپریشان کرنے کے لیے ایجاد کی ہے"۔ مجھکو یقین ہے کہ جاپانی زبان کی نسبت پادری کے اس فیصلہ سے ہر شخص اتفاق

کرے گا۔

لیکن باوجودیکہ ہر قسم کے علوم کے رواج کے لیے جاپانیوں کو ایک ایسی زبان سے کام لینا پڑا جس کا صحیح استعمال سخت دشوار ہے مگر اُنھوں نے تمام مشکلات پر جو پیش آئیں عبور حاصل کر لیا کیونکہ برخلاف ہم لوگوں کے جاپان نے پہلے ہی اس بات کو سمجھ لیا تھا کہ اب دنیا میں اُس کا زندہ رہنا اسی طرح ممکن ہے کہ اپنی قوم کے علمی معیار کو کم سے کم وقت میں اُس بلندی تک پہونچا دیا جائے جو دنیا کی زیادہ سے زیادہ ترقی یافتہ اور اقبالمند قوموں کو اس وقت حاصل ہے۔

اس مقصد کو پہونچنے کے لیے جاپانیوں کا پہلا کام یہ تھا کہ مغربی اصطلاحات علمی کے لیے اپنی زبان میں ہم معنی الفاظ وضع کریں۔ اس کام کو اپنے عالموں اور فاضلوں کی مدد سے اُنھوں نے پورا کیا۔ اور جو طریقہ اُنھوں نے اُس کے لیے اختیار کیا وہ یہ تھا کہ ایک مادّہ اس عام خیال کے لیے جو اُن کو ادا کرنا ہوا چینی زبان سے مستعار لے لیا اور پھر اُس کے ساتھ اور مادّے شامل کیے یہاں تک کہ جس خیال کو ادا کرنا تھا اُس کو ادا کر دیا۔ چینی زبان میں یک مقطعی مادّے اپنے اپنے معنوں کے ساتھ اس کثرت سے موجود ہیں کہ جاپانیوں کی ضروریات کے لیے وہ ایک لازوال خزانہ ہیں اور موجودہ علمی اصطلاحات کی ضروریات کے لیے جو برابر بڑھتی ہی جاتی ہیں اس قدر مرکب الفاظ بن سکتے جن کا شمار ممکن نہیں۔ مثلاً جاپانیوں نے چینی لفظ ڈِن کو منتخب کر لیا جس کے معنی بجلی کے ہیں اب اُنھوں نے اُس کو ایک مادّہ

قرار دیکر نئے الفاظ بنانے شروع کئے۔ لفظ "کی" کے معنی ہیں تنخیر۔ پس انہوں نے فوراً ایک لفظ "ڈنکی" برق (الیکٹرسٹی) کے لیے بنا لیا۔ اسی طرح ڈنوا کا لفظ ٹیلیفون کے لیے بنا لیا۔ اس میں "وا" کے معنی گفتگو کے ہیں۔ ڈنٹو برقی روشنی کے لیے بنا لیا اس میں "ٹو" کے معنی چراغ کے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اور یہ ہی طریقہ اب بھی جاری ہے اگرچہ خالص صوتی اغراض کے لیے چینی ایڈیوگرافوں کا استعمال اس وجہ سے تقریباً متروک ہوگیا ہے کہ کانا جدولوں سے اس قسم کی تمام ضروریات پوری ہوجاتی ہیں تاہم ۲۱۶۷۴ چینی زبان کے ایڈیاگرافون میں سے ۳۰۰۰ ایڈیوگرافوں کے استعمال کو جاری رکھنے پر جاپانی بے شک مجبور ہیں۔ یہ ایڈیوگراف صرف اپنے معنوں کے واسطے استعمال کیے جاتے ہیں اور روزمرہ کی ضروریات کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ ایک عالم یا مصنف ہونے کے لیے کم سے کم ۶۰۰۰ ایڈیوگراف یاد کرنے پڑتے ہیں اور ٹوکیو کے ٹائپ خانہ میں ۹۵۰۰ ایڈیوگراف استعمال کے لیے تیار رہتے ہیں۔

یہ بتانے کے لیے کہ جاپانی زبان کی نحو میں اور انگریزی اور اردو زبان کی نحو میں کس قدر فرق ہے، میں ذیل میں ایک انگریزی عبارت کا ترجمہ جاپانی میں درج کرتا ہوں اور اسی کے ساتھ اسی عبارت کا اردو ترجمہ بھی لکھتا ہوں۔

انگریزی عبارت	جاپانی ترجمہ	لفظی ترجمہ انگریزی جس سے جاپانی الفاظ کی ترتیب ظاہر ہوتی ہے	اردو ترجمہ
At the present day, Buddhism has sunk into being the belief of the lower classes only. Few persons in the middle and upper classes understand its *raison d'etre*, most of them fancying that religion is a thing which comes into play only at funeral services.	Kono goro ni itarimashite Bukkyo to mosu mono wa, tada kato-jimmin no shinjiru tokoro to nat-te, chutoijo de wa sono dori wo wakimae teru hito ga sukunaku; shumon to ieba, soshiki no toki bakari ni mochiiru koto no yo ni omoimasu.	This period at having arrived, Buddhism that (they) say thing as-for, merely low-class people's believing place that having become middle class thence-upwards in as-for, its reason discerning-are people being-few religion that if-one-says, funeral-rite's time only in employ thing's manner in (they) think.	فی زمانِنا بدھ مذہب اس نوبت کو پہونچ گیا ہے کہ اسکے پیرو صرف نیچ طبقے کے لوگ رہ گئے ہیں اوسط یا اعلی طبقوں میں معدودے چند ہی ایسے اشخاص ہونگے جو اسکی کنہ کو سمجھتے ہوں۔ ان میں سے اکثر کا یہ خیال ہے کہ مذہب ایک ایسی چیز ہے جو صرف تجہیز و تکفین کے وقت کار آمد ہوتا ہے *

متذکرہ بالا تحریر سے معلوم ہوگا کہ انگریزی زبان کا جاپانی زبان میں ترجمہ کرنا بہ نسبت اُردو زبان میں ترجمہ کرنے کے بہت زیادہ مشکل ہے۔ مگر باوجود ان تمام مشکلات کے جاپانیوں نے اپنی آیندہ فلاح وبہبود کے لیے اس امر کو نہایت ضروری ولازمی سمجھ لیا ہے کہ علوم جدیدہ کو اپنی زبان میں ترجمہ کرکے ان کو اپنے ملک کے تمام باشندوں کی دسترس میں لے آئیں۔ اگر اُن کی کوششیں کامیاب ہوئی ہیں اور بلاشبہ وہ کامیاب ہوئی ہیں تو پھر مجھکو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اس میدان میں ہماری کوششیں بھی اُسی درجہ کامیاب نہ رہیں۔ بالخصوص جس وقت یہ بات پیش نظر رکھی جائے کہ برخلاف جاپانی زبان کے ہماری مادری زبان اُردو جو

ایک "ہندی آریائی" زبان ہے یورپ کی زبانوں سے زیادہ قریب کا واسطہ رکھتی ہے۔

اب رہی وہ زبان جو بولی جاتی ہے تو اُس کی دشواریاں بھی کچھ کم نہیں ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اپنے طرز اور صرف و نحو دونوں میں تحریری زبان سے مختلف ہے۔ پھر یہ کہ جس طرز زبان میں نامہ نویسی کی جاتی ہے وہ معمولی زبان سے مختلف ہے۔ علاوہ اس کے تحریری و تقریری دونوں زبانوں کی طرز اور طریقۂ ادا میں بہت فرق ہے کیونکہ ان میں ایک مجموعۂ الفاظ تو اس وقت استعمال ہوتا ہے جب بڑوں سے خطاب کیا جائے اور دوسرا مجموعہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ برابر والوں سے خطاب کیا جائے اور تیسرا مجموعہ اس وقت کام میں لایا جاتا ہے جب اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے خطاب کیا جاتا ہے۔

پس ابتدائی مدارس میں جہاں بہت سے ایڈیوگراف اور تحریری و تقریری زبانوں کی صرف نحویں یاد کرنی پڑتی ہیں وہاں ایک جاپانی لڑکے پر بہ نسبت ہمارے لڑکوں کے کہیں زیادہ بار پڑتا ہے۔ جاپان کے محکمہ تعلیمات کے موجودہ مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جینی ایڈیوگراف جو طلبہ کو ابتدائی مدارس میں یاد کرنے پڑتے ہیں ان کی تعداد کم کر دی جائے اور کچھ عرصہ سے ایک کمیشن اسی کام میں مصروف ہے۔ لیکن آیا اس معاملہ میں کوئی ترقی کی صورت ممکن ہوگی اُس کے نسبت ابھی کچھ حال نہیں معلوم ہوا ہے۔

سترھواں باب

تعلیم میں مساوات کا قائم کیا جانا

جاگیری حکومتِ جاپان کے حالات میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے
کہ معاشرت کے اعتبار سے کس طرح جاپان کی کل آبادی کو چار جماعتوں میں یعنی
رائی ۔ کاشتکار ۔ اہل حرفہ اور اہل تجارت میں تقسیم کر دیا گیا تھا ۔ قدیم زمانہ
میں مدارس صرف فرقہ سمورائی کی تعلیم کے لیے ہوتے تھے اور اُن کا خاص مقصد
یہ ہوتا تھا کہ ایسے نوجوان پیدا کیے جائیں جو آگے چل کر سرکاری عہدوں پر مامور
ہو سکیں ۔ اس کے بہت عرصہ بعد بڑے بڑے ڈیمیوں نے اپنے خاندانوں کے
لڑکوں کے لیے مدرسے جاری کیے اور اس طرح خانگی مدارس وجود میں آگئے ۔ لیکن
ٹوکوگاوا کی شوگنی حکومت شروع ہونے تک عام لوگوں کی تعلیم کے لیے کوئی خاص
بندوبست حکومت کی طرف سے نہیں ہوا تھا ۔ اس زمانہ میں صرف بدھ مذہب کے
مندر ایسے مقامات تھے جہاں عام لوگوں کے بچے بہت تھوڑی سی تعلیم حاصل کرنے
کے لیے جس کی اُن کو ضرورت ہوتی تھی پڑھنے آیا کرتے تھے ۔ اور بعض اوقات

جب کسی مندر کا ایسا مدرسہ عمدہ تعلیم پاکسی اور وجہ سے شہرت حاصل کر لیتا تھا تو پھر سمورائیوں کی اولاد بھی وہاں تعلیم کی غرض سے آنی شروع ہو جاتی تھی، مدرسے صرف اُس وقت جاری کیے جاتے تھے جبکہ اس کا اطمینان ہو جاتا تھا کہ ان میں پڑھنے کے لیے لڑکوں کی کافی تعداد موجود ہو گئی ہے۔

جس وقت ٹوکوگاوا۔ ای لے یاسو نے اپنے خاندان میں شوگنی حکومت کی بنیاد ڈالی تو ملک کی خوش انتظامی کے لیے جہاں اور عقل و دانائی کے کام اُس نے کئے اُن میں ایک کام تعلیم کو ترقی دینا بھی تھا۔ اس شوگن نے صرف یہ ہی نہیں کیا کہ عالموں کو ملازم رکھا اور پرانی کتابوں اور نوشتہ جات کی تحقیقات کے لیے لوگوں کو ترغیب دی بلکہ اُس نے کتابوں کی اشاعت اور مدارس قائم کرنے کے متعلق بھی احکام جاری کیے اور اپنے وصیت نامہ میں جو اپنے جانشینوں کی ہدایت کے لیے اُس نے چھوڑا تھا یہ لکھا کہ "جاپان علم و فضل تعلیم و تدریس میں اور ملکوں سے پیچھے ہے اس لیے ملک کی نیک نامی کی غرض سے مدارس کھولے جائیں اور چونکہ صغر سنی سے شوگنی حکومت اختیار کرنے تک جس چیز کو اُس نے سب سے زیادہ متبرک سمجھا وہ نہ دولت تھی اور نہ جواہرات تھے بلکہ وہ انسان کے اخلاقی چال چلن کی خوبی اور عمدگی تھی پس اُس کی اولاد کو اُس کے مقاصد کی تعمیل ہمیشہ اُس بیش بہا اصول کی پابندی سے کرنی چاہیے جو بتاتا ہے کہ "انسانی مسرت صرف علم میں مل سکتی ہے اور وہیں اس کو ڈھونڈنا چاہیے"۔

مغربی طرز تعلیم اختیار کرنے سے پیشتر مدارس میں سمورائیوں کے لڑکوں کو جن سخت و شدید قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی اُن کے حالات بیان کرنے کے لیے سب سے بہتر طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں لفکا دیو ہرن کی عبارت اس مضمون کے متعلق یہاں نقل کر دوں کیونکہ جہاں تک میں جانتا ہوں اِن حالات کو جس خوبی سے اِس مصنف نے بیان کیا ہے کسی دوسرے نے بیان نہیں کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ "اِس زمانہ میں سمورائیوں کے لڑکوں کو نہایت سخت قواعد کا پابند رہنا ہوتا تھا اور ایک لڑکا جس کے حالات میں یہاں لکھتا ہوں اس کو اتنی مہلت بھی نہ ملتی تھی کہ سوائے کام کے کسی چیز کا خیال بھی دل میں لا سکے۔ اس بچہ کے لیے ماں باپ کے پیار کا زمانہ بہت ہی دردناک طریقہ پر کم کر دیا گیا تھا۔ ابھی اُس کو ہُکامہ (پیجامہ) بھی نہیں پہنایا گیا تھا جس کی اُس زمانہ میں ایک بڑی رسم کی جاتی تھی کہ الفت و محبت کے اثرات سے حتی الامکان اس کو محروم کر دیا گیا اور محبت کے قدرتی جذبات جو بچوں میں ہوا کرتے ہیں اُن کو روکنا اُس کو سکھایا گیا۔ گھر میں البتہ جس قدر وقت ماں کے پاس گزارنے کے لیے اُس کو ملتا تھا اُس میں وہ ماں کے ساتھ اپنی محبت و اخلاص کا اظہار جس طرح چاہے کرتا لیکن گھر سے باہر اگر کوئی ہم عمر ساتھی اُس کو ماں کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھتا تو چھیڑنے کے لیے اُس سے پوچھتا کہ "کیوں کیا ابھی تک دودھ کی ضرورت ہے"۔ خوشی کے تمام ایسے سامان جن میں بھاگ دوڑ یا زور آزمائی ہو، قواعد کی سختی کی وجہ سے اُس کے لیے بہت ہی کم کر دیے گئے تھے۔ بلکہ سوائے بیماری

سے کے زمانہ کے آرام و آسائش کی چیزیں بھی اس کو نہ دی جاتی تھیں تقریباً اُس وقت سے
کہ اُس نے باتیں کرنی شروع کیں اُس کو اِس بات کی تاکید ہونے لگی کہ زندگی میں
رہنمائی کے لیے سب سے بڑا گُر انسان کے لیے اپنے فریضوں کا ادا کرنا ہے اور
نیک اطواری میں جو سب سے بڑی چیز ہے وہ طبیعت پر ضبط و قابو رکھنا ہے اور
جہاں تک اپنی زندگی سے تعلق ہے تکلیف اور موت کوئی چیز نہیں ہیں۔

"اس سخت پابندی کا ایک پہلو اور بھی زیادہ بھیانک تھا اور وہ اس لیے قائم
کیا گیا تھا کہ طبیعت ایسی سخت اور سرد ہو جائے کہ سوائے گھر کے تخلیہ کے اور کہیں
اس میں کسی قسم کی نرمی نہ پیدا ہونے پائے۔ لڑکوں کو ایسے مقامات دیکھنے کا عادی
بنایا جاتا تھا جہاں خون ہو چکا ہو۔ مجرم جہاں قتل کیے جاتے تھے وہاں لڑکوں کو
تماشہ دکھانے لیجاتے تھے اور اس بات کی توقع کی جاتی تھی کہ کوئی علامت رنج کی
اُن سے ظاہر نہ ہو گی۔ اگر خون کو دیکھ کر لڑکوں کے دل میں کسی طرح کا سہم پیدا ہوتا
تھا تو گھر واپس آ کر اس خوف کو رفع کرنے کی یہ ترکیب تھی کہ آلو بخارے کے نمکین افشردہ
میں چاولوں کو بالکل سُرخ خون کا سا رنگ دیکر یہ چاول خوب پیٹ بھر کر اُن کو
کھلائے جاتے تھے۔ اس سے بھی بڑھ کر مشکل کام کم سن لڑکوں سے لیے جاتے تھے
مثلاً یہ کہ ایک لڑکا آدھی رات کو تنہا مقتل میں جائے اور اس ہمت کے ثبوت میں
کہ وہاں تک گیا تھا ایک کٹا ہوا سر وہاں سے اٹھا لائے۔ کیونکہ سموارئیوں میں مُردے
سے خوف کرنا زندہ آدمی سے خوف کرنے کی نسبت کچھ کم قابل نفریں نہ تھا۔ سمورائی

بچہ کو اس بات کا عہد کرنا پڑتا تھا کہ وہ کسی چیز سے نہ ڈریگا۔ اور اس قسم کی تمام آزمائیشوں میں اُس کو اپنا بشرہ ایسا رکھنا پڑتا تھا جس سے کامل سکون ظاہر ہوتا ہو۔ ہر قسم کی خودستائی یہ بزدلی کی مثل سختی سے رائے قائم کی جاتی تھی۔

"جوں جوں لڑکا بڑا ہوتا جاتا تھا وہ اُن ہی جسمانی ورزشوں سے خاص کر لطف حاصل کرنے پر مجبور ہوتا تھا جو سموراییوں کے لیے شروع ہی سے لڑائی کی تیاری کے لیے مستقل طور پر ضروری سمجھی جاتی تھیں۔ یعنی تیراندازی۔ گھوڑے کی سواری کُشتی لڑنا اور شمشیر بازی۔ ساتھ کے کھیلنے والے اُس کے لیے تجویز کیے جاتے تھے۔ مگر یہ عمر میں بڑے اور خادموں کے لڑکے ہوتے تھے جو حربی کاموں کی مشق میں لڑکے کی مدد کے لیے اپنی عمدہ لیاقت کی وجہ سے منتخب کر لیے جاتے تھے۔ اور اُن کا یہ کام بھی ہوتا تھا کہ لڑکے کو تیرنا اور کُشتی کھیلنی اور بدن کے پٹھوں کو مضبوط کرنا سکھائیں۔ اُس کے دن کے اوقات زیادہ تر اسی قسم کی جسمانی تربیت پانے اور چینی علم ادب سیکھنے کے لیے مخصوص کر دیے جاتے تھے۔ کھانا جو اُس کو ملتا تھا وہ مقدار میں بہت ہوتا تھا۔ لیکن خوش ذائقہ نہ ہوتا تھا۔ اُس کے کپڑے سوائے کسی بڑی رسم کے موقع کے ہلکے اور موٹے جھوٹے ہوتے تھے۔ اور صرف جسم کو گرم کرنے کے لیے اس کو کبھی آگ استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ جب جاڑے میں صبح کے وقت وہ پڑھتا ہوتا تھا اور اس کی انگلیاں ایسی سرد ہو جاتی تھیں کہ قلم پکڑا نہیں جاتا تھا تو اُس کو حکم ملتا تھا کہ ہاتھوں کو بالکل برف کی مثل سرد پانی میں ڈبوئے تاکہ دورانِ خون جاری ہو جائے

اگر پالے اور کُہر سے اُس کے پاؤں ٹھنڈے ہو کر سُن ہو جاتے تھے تو اس کو حکم ہوتا تھا کہ ننگے پاؤں برف پر دوڑے تاکہ اُن میں گرمی آجائے۔ فوجی جماعت میں خاص آداب حربی میں اس کی تربیت اور بھی زیادہ سخت ہوتی تھی۔ بچپن ہی سے اُس کو بتایا جاتا تھا کہ چھوٹی سی تلوار جو اُس کی کمر میں بندھی ہے وہ کوئی نمائش یا کھیلنے کی چیز نہیں ہے۔ اُس کو دکھایا جاتا تھا کہ کس طرح تلوار چلائی جاتی ہے اور بتایا جاتا تھا کہ جب کبھی از روئے قواعد حربی لازمی ہو جائے تو اس کو کس طرح فوراً بلا خوف تامل خودکشی کرنی چاہیے۔

ایک مرتبہ ایک سردار نے سمورائی کے ایک لڑکے کو جس کی عمر سات برس کی تھی ایک کٹا ہوا سر دکھا کر اس سے پوچھا کہ کیا یہ سر واقعی تمہارے باپ کا ہے؟ یہ سوال سنتے ہی لڑکا اصل معاملہ کو سمجھ گیا۔ یہ تازہ کٹا ہوا سر جو اس لڑکے کے سامنے رکھا گیا تھا اُس کے باپ کا نہ تھا بلکہ اصل میں جس سردار نے یہ سوال کیا تھا اُس کو دھوکا دیا گیا تھا اور اسی دھوکے میں ابھی اس کو رکھنا ضروری تھا۔ پس لڑکے نے نہایت غم اور افسوس ظاہر کر کے پہلے اُس کٹے ہوئے سر کو سلام کیا اور پھر فوراً اپنا پیٹ چاک کر کے خودکشی کر لی۔ سردار نے لڑکے کی فرزندانہ سعادتمندی کے ثبوت میں جب یہ خونی واقعہ دیکھا تو اُس کے دل میں جس قدر شبہات تھے وہ سب رفع ہو گئے اور لڑکے کے باپ کو جو باغی تھا اتنا وقت مل گیا کہ وہ اپنی جان سلامت لے کر کہیں بھاگ جائے۔ جاپان کے ناٹکوں اور شاعروں کے کلام میں اس

لڑکے کو اب تک نہایت عزت اور محبت سے یاد کیا جاتا ہے"۔

شہنشاہ کے عود اختیارات پر ۱۸۶۸ء میں جاپان نے اپنی تمام دماغی قوتیں مغربی علوم کو کامل طور پر سمجھنے میں صرف کرنی شروع کر دیں۔ مگر جو نیا طرز تعلیم اہل نے اختیار کیا اگرچہ وہ اُس طرز سے جو ابھی بیان ہوا بالکل مختلف تھا تاہم قدیم سمورائی تعلیم کی بعض شجاعانہ خصوصیات اُن میں بدستور قایم رکھیں۔

عود شہنشاہی سے شروع کے چودہ سال کے اندر سررشتہ تعلیم نے چیمبر انسائیکلوپیڈیا کا پورا ترجمہ ختم کر لیا۔ اور چند کتابیں مثلاً مل کی ریپریزنٹیٹو گورنمنٹ یا اسمائلز سیلف ہلپ یہ سب اور لوگوں نے ترجمہ کر ڈالیں۔ ایک "جغرافیہ عالم" اور ایک "تاریخ اقوام عالم" بھی تالیف کی گئی۔ ان کتابوں کا اثر عوام پر بہت ہوا۔ کیونکہ اُنھوں نے مغرب کی علمی قوتوں پر قابو پا جانے کو اہلِ جاپان پر بہ نسبت ہم لوگوں کے جو ہند میں رہتے ہیں بہت سہل کر دیا۔ ہند میں برطانوی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں کوئی بڑی کارروائی اس غرض سے نہیں کی گئی کہ یورپ کے علوم و فنون ایسے ترجموں کے ذریعہ سے باشندگان ملک کے دسترس میں لائے جائیں۔

یورپ کی ادبیات سے جاپانیوں کو ایسی گہری واقفیت ہو گئی ہے کہ ٹوکیو میں جس وقت میں ایک مشہور کتب فروش کی دُکان پر پہنچا تو یہ دیکھ کر حیرت ہو گئی کہ دُنیا کے مشہور مصنفین یورپ مثلاً ٹولسٹوائے۔ ترگنیف اور رڈیرڈ کپلنگ کی تصانیف کے مکمل ترجمے دُکان میں موجود تھے۔

جاپان کے شریفوں اور شریف زادیوں سے گفتگو کے بعد جو کچھ اثر میرے دل پر ہوا وہ یہ ہے کہ جاپانی گو بحیثیت قومی غیروں کی زبان سے ناواقف ہیں مگر یورپ کی دماغی اور علمی تحریکوں سے وہ ایسے ہی مانوس ہیں جیسے کہ مثلاً فرانسیسی جرمنیوں کی دماغی اور علمی تحریکوں سے آشنا ہوں۔ ہم لوگوں کو ہند میں یہ بات نصیب نہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم دنیا کی زیادہ ترقی کرنے والی قوموں سے بہت پیچھے پڑ گئے ہیں۔

عہد شہنشاہی پر جو سب سے بڑی تبدیلی ہوئی وہ یہ تھی کہ حکومت نے شہنشاہ کی رعایا کے ہر متنفس کے لیے تعلیمی سہولتیں پیدا کر دیں اور اس طرح اس خصوص میں بھی جو رعایتیں سموراییوں کو حاصل تھیں ان کو سلب کر لیا۔

نئی حکومت کی تعلیمی حکمت عملی کا اصلی منشا حلف نامہ شہنشاہی مورخہ ۶؍ اپریل ۱۸۶۸ء کی دفعہ ۵ سے ظاہر ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے اور جس کی عبارت یہ ہے کہ "علم کو تمام دنیا میں تلاش کیا جائے تاکہ سلطنت کی سلامتی کو ترقی دی جا سکے"۔ حقیقت میں اس دفع کا مضمون ایک طور پر زمانہ عہد شہنشاہی کی کل حکمت عملی کو آشکارا کر دیتا ہے کیونکہ جب ایک بار وہ علیحدگی جو ٹوکوگاؤں کی حکومت نے اس ملک میں باقی دنیا سے پیدا کر دی تھی جاتی رہی تو اب تمام مدبروں نے مختلف ملکوں کے ایسے ادارات کو جو ان کے نزدیک اپنے وطن کے حق میں مفید ہو سکتے تھے اپنے ملک میں قائم کرنے کی طرف توجہ مبذول کی۔

ممالک غیر کے خیالات اور طریقوں کو بکثرت اپنے ملک میں لے آنا اور پھر ان کو اپنی ضرورتوں کے مطابق اختیار کرنا اب تک جاپانیوں کی زندگی کی بڑی خصوصیت سے ہے۔ ایک ایسی یک جہتی کے ساتھ جو یقیناً ایشیائی ملکوں کی تاریخ میں تعجب خیز ہے کیوں کہ ایشیائی ممالک بالعموم پرانے خیالات کے پابند اور زمانہ گزشتہ کی روایات کے دلدادہ رہے ہیں جاپان اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں نئے طریقوں کے ساتھ طرح طرح کے تجربے کرنے میں مدت سے مصروف چلا آتا ہے۔ اور جو شخص اس ملک میں پہلی بار آتا ہے تو نئی اور پرانی چیزوں کی ترکیب سے جو شکلیں اس کے سامنے آتی ہیں وہ اس کو عجیب معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی معمولی مثال جاپانیوں کا وہ لباس ہے جو انہوں نے اب اختیار کیا ہے یعنی یورپ والوں کی صرف ٹوپی پہنی تو انہوں نے اختیار کرلی ہے باقی کل لباس جس میں لکڑی کی جوتیاں تک شامل ہیں مطلقاً اپنا قومی لباس رکھا ہے۔ لباس کی یہ عجیب ترکیب ایک سیاح کو بالخصوص جو ہندوستان سے اس ملک میں آیا ہو شروع میں بہت ہنسی کے قابل معلوم ہوتی ہے لیکن جب چند ہفتے اس ملک میں گزر لیتے ہیں تو وہ اس وضع کو زیادہ متانت کی نظر سے دیکھنے لگتا ہے۔

چنانچہ جب ایک جاپانی دوست سے میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے نزدیک یہ وضع بالکل انمل بے جوڑ نہیں ہے کہ کل لباس تو آپ کا قومی ہے مگر سر پر یورپین ٹوپی رکھی ہے تو جو کچھ جواب اس سوال کا ملا اس کو میں کبھی نہ بھولوں گا۔ کہنے لگے

یہ وضع اس وضع سے زیادہ عجیب نہیں ہے جو آپ ہندیوں نے اختیار کی ہے۔ اگر آپ اپنے ملک میں اپنے قومی لباس کے ساتھ یورپین جوتا پہننا کوئی غلطی نہیں سمجھتے تو پھر آپ اس پر کیوں تعجب کرتے ہیں کہ ہم اپنا سر یورپین ٹوپیوں سے ڈھکتے ہیں جو ہم کو دھوپ سے بخوبی پناہ دیتی ہیں۔ یہ بحث صرف جسم کے ایک سرے کے ڈھکنے کی ہے کسی اصول کی بحث نہیں ہے" اس دلیل کا میں کچھ جواب نہ دے سکا۔

یہ اصول کہ صرف وہ چیزیں اختیار کی جائیں جو واقعی مفید ہوں جاپانیوں نے اپنے گھر کی زندگی میں بھی ملحوظ رکھا ہے۔ جاپانیوں نے اس قسم کی آرام کی چیزیں جیسے بجلی کی روشنی، ٹیلیفون، بجلی کے پنکھے اپنے گھروں میں جاری کر دیے ہیں۔ لیکن برخلاف ہم ہند کے لوگوں کے انھوں نے اس بات کی احتیاط کی ہے کہ خانگی زندگی میں جو عام کفایت شعاری اُن میں چلی آتی ہے اس میں فرق نہ آئے۔ پس اس طرح گو یورپ کی بہت سی باتوں کی وہ نقل اتارتے ہیں مگر انھوں نے یہ نہیں کیا کہ یورپ کے تمدن کی تمام چیزوں کو بالکل آنکھیں بند کر کے اختیار کر لیا ہو جیسے ہند میں ہم لوگ کرتے ہیں کہ یورپین لباس ہی نہیں بلکہ سامان خانہ داری اور آداب مجلس بھی یورپین طریقہ کے اختیار کر لیتے ہیں۔ جاپان ہر وقت اس بات کے لیے تیار رہتا ہے کہ ہر ایک نئی چیز کے متعلق تجربہ کرے مگر وہ اس کے لیے ہرگز تیار نہ ہوگا کہ جو چیز حقیقت میں اس کے لیے مفید نہیں ہے اس کو اختیار کر لے۔

انتظام تعلیم کو ترقی دینے میں بھی اس کا یہی عمل رہا ہے۔ چند لائق لوگ امریکا اور

یورپ کے مختلف ملکوں کے بھیجے گئے تاکہ ان ملکوں کے تعلیمی طریقوں پر غور کریں
اور اس کے متعلق اپنی کیفیتیں تحریر کریں۔ اس طرح حکام کو موقع ملا کہ خاص اپنا ایک
طریقہ تعلیم ایجاد کرلیں جس میں تمام غیر ملکوں کے طریقہ تعلیم کی اچھی باتوں کو اختیار کرنا
البتہ اُن کا مقصد معلوم ہوتا ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کا طریقہ تعلیم کسی غیر ملک کے
طریقہ تعلیم کی بجنسہ نقل ہو۔

اس حکمت عملی کی تعمیل کا کہ جاگیری حکومت کو توڑ کر تمام ملکی انتظام ایک ہی
مرکز پر لایا جائے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے اور غیر ملکوں کے انتظام تعلیم پر غور کرنے
کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۷۱ء میں ایک سررشتہ تعلیم قائم کیا گیا جس نے ۱۸۷۲ء میں عہد
میجی کا پہلا ضابطہ تعلیم شائع کیا۔

اس ضابطہ تعلیم کا اصلی منشا ظاہر کرنے کے لیے میں اُس کے عنوان کی
عبارت یہاں نقل کرتا ہوں جس میں ہمیشہ کے لیے یہ عہد آفریں اصول درج کردیا
گیا ہے کہ جملہ امور تعلیمی میں ممالک کی کل رعایا کو قطعی مساوات حاصل ہے۔ عبارت
یہ ہے "صرف ایک ذریعہ ہے جس سے انسان اپنے مرتبہ کو بڑھا سکتا ہے۔ اپنے
مال کی حفاظت کرسکتا ہے اور اپنے کاروبار میں سرسبز ہو سکتا ہے اور اس طرح جس
کام کے لیے وہ آیا ہے اس کو ختم کرسکتا ہے۔ اور وہ ذریعہ یہ ہے کہ اپنے اخلاق
کی درستی کرے۔ اپنی عقل کو بڑھائے اور فنون میں عمدہ لیاقت حاصل کرے۔
اخلاق کی درستی عقل کی ترقی اور فنون میں لیاقت بجز علم کے اور کسی چیز سے

حاصل نہیں ہو سکتی ۔ یہی وجہ ہے کہ مدرسے قائم کیے گئے ہیں ۔ پڑھنے ۔ لکھنے ۔ روزمرہ کے حساب سے لے کر اس علم تک جس کا جاننا سرکاری ملازموں ۔ کاشتکاروں ۔ سوداگروں ۔ اہل حرفہ اور ہر قسم کے کاریگروں کے لیے ضروری ہے اور پھر قانون سیاست ہیئت ۔ طب ۔ وغیرہ وغیرہ کے علوم تک کوئی علم اور فن بلکہ انسان کا کوئی کام اور پیشہ ایسا نہیں ہے جو تعلیم کے ذریعہ سے نہ حاصل ہو سکتا ہو ۔ ہر شخص صرف محنت سے ہر علم کو اپنی قدرتی استعداد کے مطابق حاصل کر کے اپنے مال میں افزونی اور اپنے کاروبار میں ترقی کر سکتا ہے ۔ پس علم کو ایک سرمایہ سمجھنا چاہیے جس کے ذریعہ سے انسان اپنی حیثیت بڑھا سکتا ہے ۔ پھر وہ کون ہے جو بغیر علم کے کچھ کر سکتا ہے؟ وہ لوگ جو آوارہ پھرتے ہیں جن کا نہ کوئی گھر ہے نہ در ہے بھوک کی تکلیف اٹھاتے ہیں گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے تئیں تباہی میں ڈالتے ہیں ۔ یہ حالت اُن کی کیوں ہوتی ہے محض اس وجہ سے کہ وہ علم نہیں رکھتے ۔ اگرچہ بہت زمانہ گزرا ہے جب سے مدارس قائم ہیں لیکن چونکہ ان کو درستی سے نہیں چلایا گیا اس لیے لوگوں میں یہ غلط خیال پیدا ہو گیا کہ علم صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو سموارائی سے اونچا درجہ رکھتے ہیں ۔ سب سے کاشتکار، اہل حرفہ اور اہل تجارت اور عورتیں تو یہ لوگ جانتے ہی نہیں کہ علم کیا چیز ہے بلکہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیز ان کے پہونچ سے باہر ہے ۔ سمورائیوں میں جو لوگ اونچا درجہ رکھتے ہیں ان کا بھی یہ خیال ہے کہ اُن کا علم صرف سلطنت کے واسطے ہے ۔ اس بات کو وہ نہیں سمجھتے کہ علم وہ بنیاد

ہے جس پر اُن کی زندگی کی عمارت بلند ہو سکتی ہے۔ وہ صرف فقرے پڑھنے اور جملے
بنانے کا فن سیکھنے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں اور خالی قیاسات دوڑانے
اور بے سود تقریریں کرنے کا اپنے کو عادی بنا لیتے ہیں۔ گو ان کے مباحث بظاہر
بڑے ادق معلوم ہوتے ہیں لیکن وہ ایسے نہیں ہوتے جن سے کوئی کام نکل
سکے۔ یہ سب باتیں ایک مدت دراز کے غلط رواج کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں اور
یہ ہی وجہ ہے کہ علم کی روشنی زیادہ وسعت کے ساتھ نہیں پھیلتی اور کثرت سے
لوگ مفلس اور دوالیے ہو جاتے ہیں اور اپنا گھر کھو بیٹھتے ہیں۔ پس آدمیوں کو
چاہیے کہ علم حاصل کریں اور علم سیکھنے میں اس کے اصلی مقصد کا غلط اندازہ نہ کریں۔ اب
سررشتۂ تعلیم میں ایک طریقہ تجویز کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں بہت سے
قواعد اپنے اپنے وقت پر شائع ہوتے رہیں گے۔ منشا یہ ہے کہ آئندہ سے بالکل عام
طور پر (بلا تخصیص جماعت و جنس) ہر گاؤں میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا جہاں علم
نہ ہو اور کسی گھر میں کوئی آدمی ایسا نہ ہوگا جو بغیر علم کے رہ جائے۔ باپوں یا بڑے
بھائیوں کو چاہیے کہ اس منشا کو بخوبی سمجھ لیں اور اپنے بچوں یا چھوٹے بھائیوں
کو محنت و الفت کے ساتھ پرورش کرنے میں ان کو علم سکھانا نہ بھول جائیں۔
(رہا اعلیٰ درجہ کا علم تو یہ لوگوں کی دماغی قابلیت پر منحصر ہے۔ لیکن اگر باپوں یا بڑے
بھائیوں نے چھوٹے بچوں کو بلا لحاظ جنس ابتدائی مدارس میں بھیجنے سے گریز کیا
تو سمجھا جائیگا کہ انھوں نے اپنے فرائض منصب کو ادا کرنے میں غفلت کی)۔

"اس پرانے غلط خیال کی وجہ سے کہ علم صرف ان کے لیے ہے جو سمورائی سے اونچا درجہ رکھتے ہیں ایسے لوگ تعداد میں کم نہیں ہیں جو سمجھتے ہیں کہ علم چونکہ صرف سلطنت کے لیے ہے اس لیے تاوقتیکہ سلطنت اپنے پاس سے علم سیکھنے کے مصارف بلکہ اُن کے کھانے پینے کے اخراجات بھی ادا نہ کرے تو ان کو علم سیکھنے کی ضرورت نہیں اور اس بنا پر وہ علم سے غفلت کر کے اپنی کل زندگی خراب کر دیتے ہیں یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ آیندہ سے اس خراب دستور کو بند کر دینا چاہیے اور لوگوں کو بالعموم سب چیزوں کو ایک طرف رکھ کر علم سیکھنے کی طرف توجہ کرنے میں ہر طرح کی کوشش کرنی لازمی ہے"

پس برخلاف ہمارے جاپانیوں نے یہ بات شروع ہی میں سمجھ لی تھی کہ تعلیم محض تعلیم کی غرض سے ضروری ہے اور یہ درست نہیں ہے کہ حکومت سے تمام اخراجات اٹھانے کا سوال کیا جائے یا جن لوگوں نے اپنی تعلیم ختم کر لی ہے ان کو سرکاری ملازمت دیے جانے کی درخواست کی جائے۔

اٹھارہواں باب

سررشتۂ تعلیم۔ مقامی حکومت کے اجزا ترکیبی

وزیر تعلیم کو افسر اعلیٰ محکمہ تعلیم کی حیثیت سے سلطنت کے جملہ تعلیمی معاملات پر اختیار حاصل ہیں وہ شہنشاہ کی حضور میں ان تعلیمی معاملات کے انتظام کا براہ راست ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی مدد کے لیے ایک نائب وزیر تعلیم ہوتا ہے جس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وزارت کے تبدیل ہونے پر وہ بھی علیحدہ ہو جائے۔

محکمہ تعلیم میں ذیل کے شعبے شامل ہیں

(۱) شعبۂ تعلیم اعلیٰ (۲) شعبۂ تعلیم عامّہ

(۳) شعبۂ تعلیم حرفت (۴) شعبۂ کتب درسی

(۵) شعبۂ مذہب (۶) شعبۂ کارمعتمدی

ان شعبوں کے علاوہ وزارت سے متعلق ۲۰ مہتمان تعلیمات بھی ہیں جو اپنی کیفیتیں براہ راست وزیر تعلیم کے پاس بھیجتے ہیں اور وزیر کی مدد اس طرح کرتے ہیں کہ معائنہ کے لیے دورہ کرتے رہتے ہیں تاکہ جو نقائص معلوم ہوں اُن کو رفع کرنے کے لیے اُس سے حکم جاری کرائیں۔

ہر ایک شعبہ کو شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور بجز شعبہ کارمعتمدی کے ہر ایک شعبہ کا ایک افسر ہوتا ہے جو اس کی نگرانی کرتا ہے۔ ہر ایک شاخ کا بھی ایک افسر خاص ہوتا ہے جس کے سپرد وہ شاخ ہوتی ہے۔ ان شعبہ جات کی ترکیب حسب ذیل ہے۔

شعبۂ تعلیم اعلیٰ۔ اس شعبہ کی تین شاخیں ہیں

شاخ اوّل: شہنشاہی جامعات کے معاملات کو طے کرنا تعلیمی ڈگریاں عطا کرنی مدارس اعلیٰ کا انتظام اور اُن کے معلمین کا عزل ونصب۔ اساتذہ اور دیگر اشخاص کو تحقیقات علمی کے لیے باہر کے ملکوں کو روانہ کرنا۔ علم ہیئت کے متعلق رصدگاہ کا انتظام وغیرہ وغیرہ یہ کل کام اس شاخ کے ذمہ ہوتے ہیں۔

شاخ ثانی۔ خانگی جامعات۔ کلیات (بجز کلیات صنعت وحرفت) اور صنعت وحرفت کی نمایشوں وغیرہ کا انتظام سب اس کے ذمہ ہوتا ہے۔

شاخ ثالث۔ ڈاکٹروں۔ دنداں سازوں۔ اور عطاروں کے امتحانات اسی شاخ کے سپرد ہیں۔ علمی تحقیقات۔ پیمائش اراضی اور زلزلوں کے متعلق جملہ تحقیقات بھی اُس کے ذمہ ہے۔

شعبۂ تعلیم عامہ۔ یہ شعبہ چار شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

شاخ اوّل۔ اس کے سپرد مدارس کنڈرگارٹن وابتدائی مدارس و مدارس

معلمی و اعلیٰ مدارس معلمی وغیرہ وغیرہ ہیں۔

شاخ دوم۔ اس شاخ کے سپرد (لڑکوں اور لڑکیوں) کے) مدارس وسطا
مدارس وسطانیہ کے معلموں کے جملہ امور ہیں۔

شاخ سوم۔ یہ ابتدائی مدارس کے اُس روپیہ کا جو شہنشاہی خزانہ صدر سے ما
ہو اور تعلیمی جماعتوں کے معاملات کا تصفیہ کرتی ہے اور ایسے امور متفرقہ بھی اُس
ذمہ ہیں جو کسی اور شاخ کے تحت میں نہیں آتے۔

شاخ چہارم۔ یہ شاخ ان مسائل کا فیصلہ کرتی ہے جو معاشرتی تعلیم سے متعلق
ہیں۔ نیز عوام کے سامنے علمی خطبوں، کتب خانوں، گونگوں اندھوں اور بہروں و
کی تعلیم کا کام بھی اس کے سپرد ہے۔

شعبہ تعلیم حرفت۔ اس کی بھی چار شاخیں ہیں

شاخ اوّل۔ صنعت و حرفت کے مدارس اور کلیات اور دیگر پیشہ وری کی تعل
گاہوں کا انتظام اس کے سپرد ہے۔

شاخ دوم۔ اس کے سپرد زرعی مدارس اور زرعی کلیات اور آبی تعلیم گا
کا کام ہے۔

شاخ سوم۔ تجارتی مدارس اور تجارتی کلیات اور بحری مدارس اور بحری
کلیات کا کل انتظام اس کے سپرد ہے۔

شاخ چہارم۔ اس کے سپرد تسلسلی مدارس اور ہتممان مدارس تسلسلی کا انتظام ہے

شعبہ کتب درسی - اس شعبہ کی صرف دو شاخیں ہیں -

شاخ اول - اس کے سپرد کتب درسی کی تالیف اور جاپانی زبان کی تحصیل کے متعلق کام ہے -

شاخ دوم - کتب درسی کی اشاعت اور اُن کے تنقید کی ذمہ دار ہے -

شعبہ مذہب - اس شعبہ کی بھی دو شاخیں ہیں

شاخ اول گرجاؤں - مندروں اور مذہبی عمارات کے اوقاف وغیرہ کا انتظام کرتی ہے اور مذہب کے متعلق کام کرنے والوں اور مذہبی انجمنوں کی رہنمائی اور نگرانی کرتی ہے -

شاخ دوم - اس کے ذمہ پرانے مندروں اور مذہبی عمارتوں اور گرجاؤں کی حفاظت کا کام ہے -

شعبہ کارمعتمدی - یہ شعبہ سب سے بڑا ہے اور اس کی پانچ شاخیں ہیں -

شاخ اول کا کام ہے کہ شہنشاہ کی تصویریں مختلف مدارس میں تقسیم کی جائیں - تقررات کے اختیارات بھی اُسی کو حاصل ہیں - وزیر کی مہر اسی کے پاس رہتی ہے اور وظیفے اور تنخواہیں بھی یہ شاخ تجویز کرتی ہے -

دوسری شاخ - خطوط کی رسید و روانگی کا کام اور کیفیتوں اور اعدادی نقشوں کا تیار کرنا اس شاخ کے سپرد ہے -

تیسری شاخ - یہ شاخ مالی معاملات مثلاً موازنہ وغیرہ کی ذمہ دار ہے -

تنخواہوں اور وظیفوں کی ادائی اور تمام جائدادوں کا انتظام جو سررشتہ کی ملکیت سے ہوں اور تمام دفتری حسابات کے تصفیہ اور جانچ کا کام بھی اس کے سپرد ہے۔

چوتھی شاخ کے سپرد مدارس اور دفاتر کے مکانات کی درستی یا جدید تعمیر کا کام ہے۔

پانچویں شاخ کا تعلق ایسے معاملات سے ہے جو مدرسوں کی حفظان صحت اور مدارس کے ڈاکٹروں کے کام کے بارے میں ہوں کھیلوں کا بھی انتظام اسی کے سپرد ہے۔

ان ہیں مہتممانِ تعلیمات کو جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے تین جماعتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) ایسے مہتمان جو مدارس فوقانیہ۔حرفتی کلیات۔اعلیٰ مدارس معلمی اور طبی کلیات کا معائنہ کرتے ہیں۔

(۲) ایسے مہتمان جو حرفتی مدارس مثلاً صنعتی مدارس۔زراعتی مدارس۔تجارتی مدارس بحری مدارس اور آبی مدارس کا معائنہ کرتے ہیں۔

(۳) ایسے مہتمان جو عام مدارس مثلاً لڑکوں اور لڑکیوں کے فوقانیہ مدارس اور مدارس معلمی وغیرہ وغیرہ کا معائنہ کرتے ہیں۔

جب یہ مہتمانِ تعلیم دورہ پر جاتے ہیں تو اُن کو خاص توجہ ان اضلاع کی عام تعلیمی حالت پر کرنی پڑتی ہے جن میں وہ دورہ کریں اور ان کو یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ وہاں جو کام مدارس میں ہو رہا ہے وہ درست اور کافی ہے یا نہیں۔ تمام معاملات جو مدارس کی آمدنی و خرچ سے متعلق ہوتے ہیں ان کی جانچ ان کو کرنی پڑتی ہے اور ان کو یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ معلمین و دیگر اشخاص جن کا تعلق تعلیم سے ہے اپنے فرائض منصبی

کس طرح ادا کر رہے ہیں۔ وہ ایسی مختلف تحریکوں کو جو تعلیم کی ترقی اور علم کی عام اشاعت کے لیے شروع کی گئی ہیں اپنی یادداشت میں درج کر لیتے ہیں اور دورہ سے واپسی پر معائنہ کی کیفیت زبانی اور تحریری دونوں شکلوں میں وزیر کے سامنے پیش کرتے ہیں ان کے متعلق وزیر تعلیم جو ہدایتیں ضروری سمجھتا ہے حاکم صوبہ متعلقہ کے نام جاری کرتا ہے۔

علاوہ متذکرہ بالا شعبوں کے ایک جماعتِ شوریٰ بھی صیغہ وزارت سے متعلق ہے اس کو مجلس تعلیم اعلیٰ کہتے ہیں۔ اس مجلس کا صدر وزیر تعلیم کی جانب سے نامزد کیا جاتا ہے۔ تمام مشکل معاملات جن کا تعلق تعلیم سے ہوتا ہے اس مجلس کے پاس رائے کے لیے بھیجے جاتے ہیں اور گو اس مجلس کے فیصلے کسی طرح وزیر تعلیم کو پابند نہیں کرتے تاہم وہ ان کا بہت لحاظ کرتا ہے۔

ایک اور نہایت پر معنی خصوصیت جاپان کے انتظام تعلیم کی یہ ہے کہ اس کا استقرار ان مسودات سے نہیں ہوتا جن کو مجلس شہنشاہی میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بلکہ اس کا استقرار فرامین شہنشاہی سے ہوتا ہے جس کو مستشار شاہی کی رضامندی کے بعد کابینہ کی سفارش پر شہنشاہ جاری کرتا ہے۔ اس طریقہ سے جاپان نے تعلیم کی انتظامی بحثوں میں مقننوں اور اور لوگوں کی دست اندازی سے اپنے تئیں محفوظ کر لیا ہے جو مجلس شہنشاہی میں بکثرت موجود ہوتے ہیں اور جن کو بالعموم کوئی واقعی تجربہ تعلیمی معاملات کا نہیں ہوتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ جاپان میں جامعہ کے معاملات کا انتظام بمقابلہ

ہمارے ملک کی اکثر جامعات کے زیادہ تر تعلیمی اصول پر ہوتا ہے۔

۱۸۹۰ء میں اس بات کا تجربہ کیا گیا کہ قومی تعلیم کا انتظام مقامی حکام کے سپرد کیا جائے اور اس مضمون کا ایک فرمان شاہی بھی جاری ہو گیا۔ لیکن جب اسی طرح حکومت نے براہِ راست تعلیمی معاملات سے اپنے اختیارات اٹھا لیے تو نتیجہ یہ ہوا کہ جو کام تعلیم کے متعلق کیا گیا، اس کی خوبی اور نوعیت میں فوراً انحطاط پیدا ہو گیا۔ اس لیے دوسرے ہی برس فرمان شاہی کی نظر ثانی کی گئی اور حکومت نے تعلیم کو پھر اپنے اختیار میں لے لیا۔

آج کل جاپان میں تمام درسگاہوں کی تقسیم اس طرح ہے کہ یا تو وہ سرکاری درس گاہ ہیں یا عموم (پبلک) کے ہیں یا خانگی ہیں۔ حکومت کے درس گاہ وہ ہیں جن کی کفیل مرکزی حکومت ہے۔ عموم (پبلک) کے مدارس وہ ہیں جن کے کفیل صوبات، ماتحت صوبات، شہر، قصبات اور مواضعات ہیں۔ یہ مدارس گو سب نہیں مگر زیادہ تر یا تو ابتدائی وسطانیہ مدارس ہیں یا اسی درجہ کے دوسرے مدارس ہیں۔ خانگی مدارس وہ ہیں جن کے کفیل یا تو خاص لوگ ہیں یا باضابطہ جماعتیں ہیں۔ لیکن عام اس سے کہ کسی مدرسہ کی کیا نوعیت ہے تمام مدارس براہ راست یا بواسطہ محکمہ وزارتِ تعلیم کے تحت میں ہیں۔

پس ظاہر ہے کہ عموم کے مدارس میں سے بعض مدارس حکام صوبہ جات کے تحت میں براہ راست ہیں اور بعض مدارس جن کے کفیل صوبجات ماتحت، اضلاع یا مواضع

ہیں وہ ماتحت صوبہ داروں یا میران بلاد یا میران قصبات و مواضعات کے تحت میں ہیں۔

کوئی صوباتی مدرسہ بغیر وزیر تعلیم کی ایسی اجازت کے جو پہلے سے حاصل کرلی گئی ہو قائم نہیں ہوسکتا۔ مدرسہ جاری کرنے کے لیے وزیر تعلیم کے پاس ایک مقررہ تختے کے مطابق درخواست کرنی ہوتی ہے جس میں مدرسہ کی غرض، اس موقع کی کیفیت جہاں مدرسہ کی عمارت بنانا مقصود ہے تخمینۂ آمدنی و خرچ، مضامین جو اُس میں پڑھائے جائیں گے اور جو طریقہ امتحانات کے لیے اختیار کیا جائے گا، درسی کتابیں جو استعمال کی جائیں گی اور تعداد مع کیفیت لیاقت ایسے معلموں کی جو مدرسہ میں مقرر کئے جائیں گے، بیان کرنا ضروری ہے۔ مدرسہ کی عمارت مجوزہ کے تفصیلی نقشے مع ایک کیفیت کے جس میں اس مقام کے پانی کی کیمیائی تحلیل کے نتائج درج ہوں جہاں مدرسہ کی عمارت بنانے کا قصد ہے درخواست کے ساتھ منسلک ہونے چاہئیں۔ کیونکہ سررشتہ تعلیم قومی تندرستی کی حفاظت کو اپنے خاص فرائض میں سمجھتا ہے۔ اور اس کا ایسا سمجھنا بالکل درست ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ امر بیان کرنا بھی خالی از دلچسپی نہیں ہے کہ ثانوی مدارس میں سررشتہ کی جانب سے فی طالب علم جس قدر جگہ بیٹھنے کے لئے منظور کی جاتی ہے وہ ۱۲۰۰ مکعب فیٹ ہوتی ہے۔ صرف ایسی صورت میں جبکہ وزیر تعلیم کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ جو اطلاع اس کو دی گئی ہے اس کے بموجب ایسے مدرسہ کا قائم کرنا درست ہے تو مدرسہ قائم کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

ماتحت صوباتی مدارس کے قائم کرنے کے لیے بھی اسی طرح حاکم صوبہ کی اجازت لینی ہوتی ہے۔

جاپان کی درسگاہوں کی دوسری تقسیم اغراض تعلیم کے لحاظ سے عام اور خاص درس گاہوں میں کی جاسکتی ہے یا اگر معیار تعلیم کا لحاظ کیا جائے تو یہ تقسیم معمولی وسطانی اور فوقانی درس گاہوں میں ہوسکتی ہے۔

تمام تعلیمی درس گاہوں میں یعنی ابتدائی مدارس سے لیکر کلیات تک کے واسطے ایک افسر ہوتا ہے جس کو ناظم کہتے ہیں۔ یہ عہدہ دار اُن کے ہاں ہمارے ہاں کے صدر مدرس یا صدر کلیہ کے برابر ہے۔ یہ ناظم مدرسوں اور کلیوں کے معاملات کے انتظام کرتا ہے۔ چونکہ اس کو پڑھانے کا کام دیکر پریشان نہیں کیا جاتا اس لیے وہ اپنے درس گاہ کی نگرانی اس کی تمام جزئیات میں ہندوستان کے صدر مدرسوں اور صدر کلیوں کے مقابلہ میں جن کو کام کثرت سے دیا جاتا ہے بہتر طریقہ پر کرسکتا ہے معلموں کا تقرر نیز اُن کی برخاستگی تقریباً اسی افسر کے اختیار میں ہوتی ہے۔ گو ازروئے ضابطہ یہ چیزیں حکام باختیار کی منظوری سے ہوتی ہیں۔

جاپان میں تعلیمی درس گاہوں کی خوبی بہت کچھ میرے خیال میں اس کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے کہ اُن کو ایک ایسے انتظامی افسر کی نگرانی میں رکھا جاتا ہے جو اپنا پورا وقت محض اسی کام پر صرف کرسکتا ہے۔ ان "ناظموں" میں سے بعض کو اپنے درس گاہوں پر جس قدر فخر و ناز تھا اس کو دیکھکر دل پر بہت اثر ہوتا تھا اور میں اس

بات کو محسوس کرتا تھا کہ ان کو اپنے درس گاہوں سے ایک دائمی وابستگی ہی نہیں ہے بلکہ اُن کی تمام زندگی کا کام ہی یہ ہے کہ وہ ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی دے کر درجۂ کمال تک پہونچا دیں۔

معائنہ کے کام کے متعلق ایک قسم کے مہتمموں کا ذکر اوپر آچکا ہے یعنی ان مہتممون کا جو وزارت تعلیم سے متعلق ہیں۔ ان کے علاوہ ہر ایک صوبہ میں ایک مہتمم خاص ہوتا ہے اور ایک یا دو معمولی مہتمم ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک ماتحت صوبے اور شہر میں علیحدہ علیحدہ مہتمم ہوتے ہیں۔

پس اس طرح ایک صوبہ میں پانچ مختلف قسم کے مہتمم ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے پاس ایک ایک قسم کا تعلیمی کام ہوتا ہے اور اس بات کی نگرانی رکھنا اس کا فرض ہوتا ہے کہ اس کے علاقہ میں جس قدر مدارس ہیں اُن کا انتظام خوبی اور درستی سے چل رہا ہے یا نہیں۔ مہتموں کی پانچ مختلف اقسام یہ ہیں۔

(۱) ایسے مہتمان جو صیغہ وزارت تعلیم سے آتے ہیں۔

(۲) مہتمم خاص جس کا تعلق صوبہ کی حکومت سے ہوتا ہے۔

(۳) معمولی مہتمان۔ یہ بھی صوبہ کی حکومت کے ملازم ہوتے ہیں لیکن بہ ماتحتی مہتمم خاص کام کرتے ہیں۔

(۴) شہر یا حلقۂ بلدیہ کے مہتمان جن کو میران بلدیہ مقرر کرتے ہیں اور جن کی ہدایت کے مطابق یہ مہتمان اپنے بلدی حلقوں میں ابتدائی مدارس کی نگرانی کرتے ہیں۔

(۵) ماتحت صوبہ کے مہتمان۔ یہ لوگ ماتحت صوبہ دار کے تحت میں کام کرتے ہیں۔ ان کا تقرر مہتمم خاص کی سفارش پر حاکم صوبہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ یہ مہتمان بدرجۂ اول اپنی کیفیتیں معمولی مہتمم کے سامنے جس سے اُن کا تعلق ہوتا ہے پیش کرتے ہیں اور معمولی مہتمم ان کیفیتوں کو مہتمم خاص کے پاس اطلاع اور حکم کے لیے روانہ کر دیتا ہے۔

یہ مہتمان جس وقت مدارس کا معائنہ کرتے ہیں تو بچوں کا امتحان ہمارے مہتموں کی مانند نہیں لیتے۔ بلکہ وہ صرف پڑھائی کا کام بڑی توجہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جو معلم مدرسوں میں مقرر کئے گئے ہیں ان کا معیار لیاقت کافی ہے یا نہیں اور یہ کہ جو نصاب سررشتۂ تعلیم نے مقرر کیا ہے اس کی پابندی درستی کے ساتھ کی جاتی ہے یا نہیں۔ از روئے قواعد سال میں ایک مرتبہ تمام مدارس کا معائنہ ہونا چاہیے لیکن عملی طور پر یہ ناممکن ثابت ہوا ہے۔

مہتمان جن کا تعلق وزارت تعلیم سے ہے اُن کا معیار لیاقت کم سے کم اتنا رکھا گیا ہے کہ اُنھوں نے مدارس معلمی میں یا مدارس وسطانی میں یا لڑکیوں کے مدارس فوقانی میں یا حرفتی مدارس میں پانچ برس یا اس سے زیادہ بحیثیت صدر مدرس کام کیا ہو۔ اُن کی کم سے کم تنخواہ ۱۲۰۰ این (۱۸۰۰ روپیہ) سالانہ یا یہ سمجھیے کہ ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ہوتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ تنخواہ ۴۵۰۰ ین (۶۷۵۰ روپیہ سالانہ یعنی تقریباً ۵۶۳ روپیہ ماہوار ہوتی ہے۔ ان میں سے بہت لوگوں کو موقع ہوتا

ہے کہ وہ لڑکوں کے مدارس فوقانیہ کے صدر مدرس ہو جائیں یا اسی درجہ کے دیگر مدارس میں (۱۳۰۰ ین ۹۱۵۰۰ روپیہ) سے لے کر ۳۵۰۰ ین ۲۷۵۰۰ روپیہ) تک سالانہ تنخواہ پر یعنی تقریباً ۳۰۰ روپیہ ماہوار سے لے کر ۶۲۳ روپیہ ماہوار تک مقرر کر دیئے جائیں۔

صوبہ کی گورنمنٹ میں ایک معمولی مہتمم کے لیے کم از کم معیار لیاقت اتنا رکھا گیا ہے کہ یا تو اس کے پاس ابتدائی مدارس کی باقاعدہ معلمی کی سند ہو اس بات کا صداقت نامہ ہو کہ تین برس تک بحیثیت صدر مدرس اس نے کام کیا ہے یا اس کا تعلق کسی طور پر تعلیمی کام سے کم از کم پانچ برس تک بحیثیت افسر ماتحت رہا ہے۔ اس کی کم سے کم تنخواہ ۱۹۲۰ ین (۲۸۰۰ روپیہ) سالانہ یا ۲۴۰ روپیہ ماہوار ہوتی ہے آئندہ ترقی کی توقعات اس کے یہ ہیں کہ وہ بذریعہ انتخاب یا تو کسی اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کا صدر مدرس ۲۴۰ روپیہ ماہوار سے ۳۶۰ روپیہ ماہوار تک مقرر ہو سکتا ہے یا لڑکیوں کے فوقانی مدرسہ کا صدر مدرس ۲۸۰ روپیہ ماہوار سے ۳۵۰ روپیہ ماہوار تک مقرر ہو سکتا ہے۔ اگر یہ شخص غیر معمولی طور پر اپنے تئیں لائق ثابت کرتا ہے تو اس کو ماتحت صوبہ دار کی جگہ پانے کا موقع حاصل ہوتا ہے جس کی تنخواہ ۲۲۵ روپیہ سے ۳۷۵ روپیہ ماہوار تک ہے۔

ایک دوسرا امر جس میں جاپان ہمارے حیدرآباد سے فرق رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ مدارس کے لیے بالعموم مکانات کرایہ پر نہیں لیے جاتے بلکہ وہ مدارس

کی واقعی جائداد ہوتے ہیں اور اُن کو درست رکھنے کا کام خود مدارس کے ذمہ ہوتا ہے اور اُن میں بعض مدارس کی جس قدر آمدنی ان کی مملوکہ اراضی کی پیداوار سے ہوتی ہے اُس کو "صدر مدرس" مدارس کی زیادہ درستی پر صرف کرتا ہے۔

چونکہ میرے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ میں سلطنت کے مختلف صوبہ جات کو دیکھ سکتا اور چونکہ تمام ملک کا طریقۂ تعلیم بھی ایک ہی سا تھا اس لیے ایک زیادہ وسیع دائرہ پر اپنے مشاہدات کو پھیلانے کی جگہ میں نے اس امر کو زیادہ مفید سمجھا کہ جاپان کے بڑے صوبات میں سے صرف ایک صوبہ (کاناگاوا) کی تعلیمی حالت کے تمام جزئیات پر اپنی کل توجہ مبذول کروں۔ لیکن اس تعلیمی حالت کے متعلق جو کچھ میں لکھوں گا اس کی نسبت سمجھ لیا جائے کہ کم و بیش ایسی ہی حالت تعلیم کی دوسرے صوبہ جات میں بھی ہوگی۔

اس کام میں مجھکو بہت زیادہ مدد حاکم صوبہ کاناگاوا۔ (مسٹر ایبوای) سے ملی جنہوں نے نہ صرف عنایت فرما کر مجھکو اپنے صوبہ کے دفتر تعلیم میں کام کرنے کی اجازت دی بلکہ بڑی مہربانی سے اپنے صوبہ کے مہتمم خاص کو ہدایت کر دی کہ جہاں تک اس کی قدرت میں ہو وہ اس کام میں میری مدد کرے۔ پس یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میں براہِ راست مسٹر انیو جیسے لائق عہدہ دار کے زیر ہدایت کام کر سکا اور گو مجھکو اس کا پورا یقین ہے کہ میرے صدہا سوالات جن کے پوچھنے کی ضرورت مجھکو ہوتی تھی اُن کے لیے بڑے صبر آزما ثابت ہوئے ہونگے لیکن انہوں نے ہمیشہ میرے سوالات

اُس مروت اور اخلاق کے ساتھ جواب دیا جن کے لیئے اُن کا ملک شہرت رکھتا ہے اور جس شہرت کا وہ واقعی مستحق ہے۔

صوبہ کاناگاوا کا مجموعی رقبہ صرف ۹۰۰ مربع میل ہے یعنی تقریباً وہی رقبہ ہے جو ضلع نالگنڈہ میں دیورکنڈہ کے تعلقہ کا ہے جو ۹۰۱ مربع میل ہے۔ صوبہ کاناگاوا کی مردم شماری ۱۳۲۳۳۲۷۲ ہے لیکن تعلیم میں وہاں اس قدر ترقی ہوئی ہے کہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک ایسے گاؤں میں بھی جس میں صرف ۲۴ آدمی بستے تھے ایک ابتدائی مدرسہ قائم کر دیا گیا تھا۔

صوبہ کاناگاوا کی مجموعی سالانہ آمدنی ۹۷۵۵۵۰۰ ین (۱۴۶۳۳۲۵۰ روپیہ) ہے۔ اور تعلیم پر اس کے سالانہ اخراجات ۱۱۷۷۲۶۵ ین (۱۷۶۵۸۹۷ روپیہ ۸ آنہ) ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

	ین	روپیہ	آنہ
۱۔ مدارس ضمنی کے لیے صدر خزانہ شہنشاہی سے امداد۔	۳۶۰۰	۵۴۰۰	۰
۲۔ فیس موصولہ مدارس	۱۵۲۱۱۹	۲۲۸۱۷۸	۸
۳۔ فیس داخلہ موصولہ مدارس وسطانیہ	۱۱۵۱	۱۷۲۶	۸
۴۔ مقامی محصولات عام سے امداد	۱۰۱۳۴۲۱	۱۵۲۰۱۳۱	۸
۵۔ متفرق آمدنی مصنوعات اور زراعتی اشیاء کی فروخت وغیرہ سے	۶۹۷۴	۱۰۴۶۱	۰
میزان	۱۱۷۷۲۶۵	۱۷۶۵۸۹۷	۸

کل صوبہ میں ٦٦٦ درس گاہیں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

شمار	قسم درس گاہ	کیفیت
٢٨	کنڈر گارٹن مدارس	یہ سب خانگی انتظام میں ہیں
٣٠٢	ابتدائی مدارس	٢ اعلیٰ ابتدائی مدارس ١١٧ معمولی ابتدائی مدارس ١٨٣ اعلیٰ و معمولی مشمولہ مدارس
٤	اندھوں کے لیے مدارس	کل خانگی انتظام میں ہیں
٤٧	متفرق مدارس	مدارس جن میں سینا۔ پکانا وغیرہ سکھایا جاتا ہے یہ سب خانگی انتظام میں ہیں
٧	مدارس وسطانیہ	
٢	مدارس معلمی	ایک لڑکوں کے لیے اور ایک لڑکیوں کے لیے
٨	لڑکیوں کے لیے مدارس فوقانیہ	٢ سرکاری اور ٦ خانگی (یعنی ٤ مشن کے مدرسے اور ٢ مدرسے ایسے جن کو بہی خواہان قوم نے جاری کیا ہے)
٨	حرفتی مدارس	٣ وسطانیہ درجہ کے اور ٥ اعلیٰ ابتدائی درجہ کے
٢٣٣	حرفتی ضمنی مدارس	

شمار	قسم درسگاہ	کیفیت
۳	مدارس وسطانیہ جو غیر مسلمہ سرکار ہیں	ایک مشن کا مدرسہ ایک تجارتی مدرسہ اور ایک نائٹی مدرسہ
۲	لڑکیوں کے فوقانی مدرسہ کے ایسے مدارس جو غیر مسلمہ سرکار ہیں	یہ دونوں مشن کے مدارس ہیں
۲	خانگی ابتدائی مدارس	
۱	سرکاری اعلیٰ مدرسہ صنعت	
۶۶۲ میزان		

متذکرہ صدر درس گاہوں میں سرکاری اعلیٰ مدرسہ صنعت کی کفالت کلیۃً صدر خزانہ شہنشاہی سے ہوتی ہے اور وہ براہِ راست وزیر تعلیم کی نگرانی میں ہے۔ خرچ ضمنی مدارس کی جزوی امداد اس سرمایہ سے ہوتی ہے جو صوبہ کے لیے شہنشاہ کی جانب سے منظور شدہ ہے۔ باقی مدارس جو خانگی انتظام میں نہیں ہیں ان کی کفالت صوباتی یا ماتحت صوباتی یا قصباتی یا دیہی یا شہری سرمایہ سے علیٰ قدر مراتب اور مقامی لحاظ سے جہاں وہ واقع ہیں ہوتی ہے۔

صیغہ وزارت تعلیم صوبات کے تعلیمی کام کی نگرانی اس طور پر کرتا ہے کہ:-

۱- اپنے مہتموں کو بالعموم سال میں ایک مرتبہ مختلف صوبہ جات میں اس لیے بھیجتا ہے کہ وہ عام تعلیمی ترقی کی کیفیت لکھ کر براہ راست وزارت میں ارسال

کریں۔

۲ - فرامین شائع کرتا ہے جن کی پابندی تمام صوبوں میں لازمی ہوتی ہے۔

۳ - صوبوں کے حاکموں کے نام احکام اور ہدایتیں کرتا ہے۔

۴ - بعض خاص معاملات کو منظور یا نامنظور کرنے کا حق اپنے لیے محفوظ رکھتا ہے۔ مثلاً گو ایک صوبہ درجۂ ہائین کے معلموں کا تقرر ابتدائی مدارس میں کرسکتا ہے لیکن وہ کسی معلم کو بلا کسی ایسی وجہ کے جو وزارت کے احکام میں مذکور ہو اس کے عہدہ سے علٰحدہ نہیں کرسکتا۔ اس قسم کی علٰحدگیوں کے لیے وزیر تعلیم کی منظوری ضروری ہے۔

جاپان میں مقامی حکومت کی کیفیت تنظیم سرسری طور پر پہلے بیان ہو چکی ہے لیکن چونکہ صوباتی حکومتیں تعلیم کے نشو ونما میں بہت بڑا حصہ لیتی ہیں اس لیے میں اُن حکومتوں میں سے صرف ایک حکومت کی ترکیب یہاں بیان کرونگا تاکہ یہ امر آسانی سے سمجھ میں آئے کہ کس طرح ابتدائی تعلیم کو ایک قومی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔

حاکم صوبہ کے خاص فرائض میں سے ایک فرض یہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ بذات خود اپنی صوباتی مجلس کے سامنے موازنہ کے خاص امور کی توضیح کرے اور نیز ان تدابیر کی جن کے جاری کرنے کی وہ تحریک کرتا ہے نوعیت اور اہمیت بیان کرے۔ اس کی نظم حکومت کے دیگر اراکین کو بھی ان تدابیر کی نسبت جو وہ اپنے محکموں کی نسبت رکھتے ہیں یہ ہی کرنا ہوتا ہے جو میں نے نقشہ ذیل میں دکھایا ہے وہ

صوبہ کاناگاوا کی نظم حکومت کی ترکیب ۔ کو بخوبی ظاہر کرتا ہے اور اس کو ایک نمونہ ان تمام بڑی صوباتی نظامہائے حکومت کا سمجھنا چاہیے جو فی زمانہ جاپان میں موجود ہیں۔

صوباتی حکومت کاناگاوا کا نقشہ

صوبہ دار
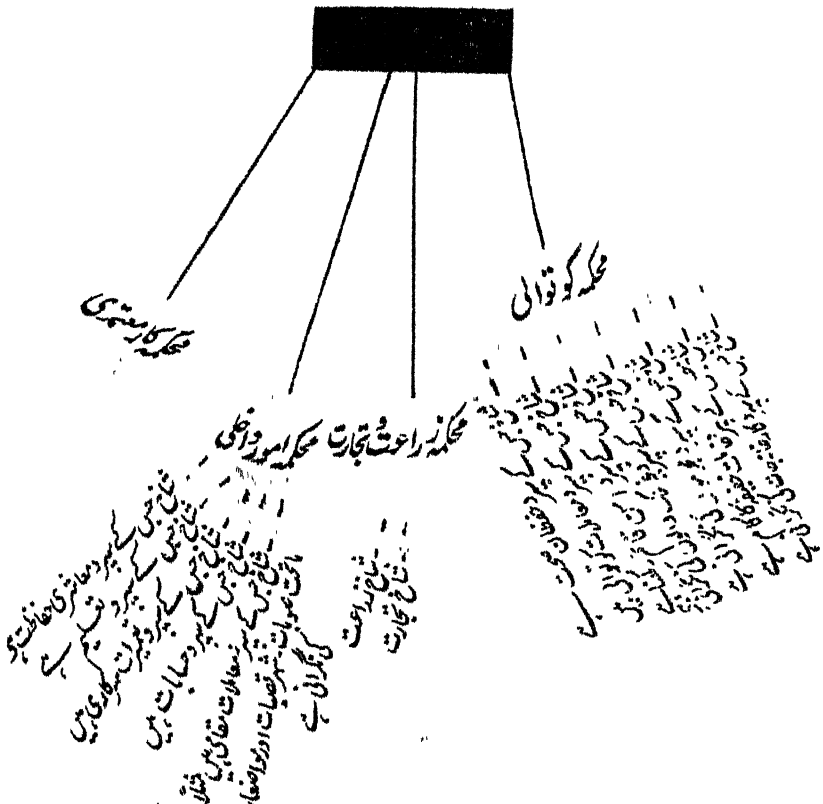
مندرجہ بالا نقشہ سے ظاہر ہوگا کہ حاکم صوبہ کے ماتحت چار محکمے ہیں:۔

۱۔ محکمہ کارمعتمدی

۲- محکمہ امور داخلی

۳- محکمہ زراعت وتجارت

۴- محکمہ کوتوالی (پولیس)

محکمہ کارمعتمدی کسی صراحت کا محتاج نہیں اس میں بہت سے محرر ہوتے ہیں
مراسلات کے متعلق تمام کاروبار انجام دیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ
محکمہ امور داخلی کو ذیل کی پانچ شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱ شاخ حفاظت معاشرت

۲ شاخ تعلیم

۳ شاخ تعمیرات سرکاری

۴ شاخ حسابات

۵ شاخ امور مقامی (ماتحت صوبوں۔ شہروں۔ قصبوں اور دیہات
کے معاملات کی نگرانی جو صوبہ میں واقع ہوں)۔

محکمہ زراعت وتجارت کی دو شاخیں ہیں

۱- شاخ جو صوبہ میں زراعت کی عام حالت کی نگراں رہتی ہے ۔

۲- شاخ جس کا تعلق صوبہ کی صنعت وحرفت سے ہے۔

محکمہ پولیس سات شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱- شاخ جس کے ذمہ صوبہ کی حفظان صحت کا کام رکھا گیا ہے۔

۲- شاخ جس کو خالص کوتوالی کے معاملات سے بحث ہے۔

۳- شاخ جو امن قائم رکھنے کی ذمہ دار ہے۔

۴- شاخ جس کے ذمہ ایسے پردیسیوں کی نگرانی ہے جو صوبہ میں سکونت رکھتے ہیں۔

۵- شاخ جس کے ذمہ انسداد جرائم ہے۔

۶- شاخ جو خدمات خفیہ میں مصروف ہے۔

۷- شاخ جس کے ذمہ صوبہ کے کارخانوں کی نگرانی کا کام ہے۔

مندرجہ بالا شاخوں میں جس شاخ سے ہم کو بحث ہے وہ شاخ تعلیم ہے جو صوبہ کی نظم حکومت میں محکمہ امور داخلی کا ایک حصہ ہے۔ یہ ہی وہ شاخ ہے جو صوبہ میں تمام تعلیمی کام سرانجام دیتی ہے۔ یہ شاخ ایک مہتمم خاص کی نگرانی میں کام کرتی ہے۔ (اس مہتمم خاص کو شہنشاہی مہتمم بھی کہتے ہیں) یہ ہی مہتمم اس شاخ کا ہمیشہ افسر خاص رہتا ہے اور چونکہ تمام صوبوں کی حکومتیں وزیر داخلی کے تحت میں ہیں اس لیے افسر خاص کا تقرر وزیر داخلی کے اختیار میں ہوتا ہے نہ کہ وزیر تعلیم کے۔ اس شاخ کی پانچ شقیں ہیں۔

(الف)

وہ شق جو مدارس کا معائنہ کرتی ہے۔ اس حصہ میں مہتمم خاص اور دو معمولی صوباتی مہتمم ہوتے ہیں ان صوباتی مہتموں کو مہتمم خاص کا ایک طور پر مددگار سمجھنا چاہیے

ان کو مدارس وسطانیہ کے معائنہ کی اجازت نہیں ہوتی۔ ان کا معائنہ مہتمم خاص ہی کرتا ہے۔ ان معمولی مہتمان کا تعلق مدارس وسطانیہ سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی مہتمم خاص ان کو وہاں صرف یہ دیکھنے بھیجتا ہے کہ طلبہ کی مناسبت سے معلموں کی تعداد صحیح طور پر رکھی گئی ہے یا نہیں۔

(ب)

وہ شق جس کے سپرد مدارس کے معاملات ہوتے ہیں۔ اُس میں پانچ یا پانچ سے زیادہ عہدہ دار ہوتے ہیں صوبہ کے موازنہ کی تیاری معلموں کے امتحانات کا انتظام۔ وظیفوں کا تعین اور اعدادی نقشوں کی تیاری جن سے تعلیم کی حالت دریافت ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب کام اُن کے ذمہ ہوتے ہیں۔

(ج)

وہ شق جس کے متعلق معاشرتی تعلیم کے معاملات ہوتے ہیں، اس میں صرف دو عہدے دار ہوتے ہیں ان کا کام ایسی انجمنوں کی نگرانی اور اُن کو ہدایت کرنا ہوتا ہے جن کو ابتدائی مدارس کے سندیافتہ لوگوں نے بالخصوص اپنی ترقی کے لیے قائم کیا ہے۔ مدارس ضمنی کے معاملات کا بھی یہ عہدہ دار انتظام کرتے ہیں، گو ایسے مدارس کی نگرانی ان کے سپرد نہیں ہے۔

(د)

وہ شق جس کا تعلق مدارس کی حفظان صحت سے ہے اُس میں بھی دو عہدہ دار

ہوتے ہیں جن میں بڑا عہدہ دار ہمیشہ ایک ڈاکٹر ہوتا ہے۔ یہ عہدہ دار صوبہ کے مدارس ثانوی کا بھی معائنہ کرسکتا ہے اور اس کو مہتمم خاص کے سامنے کیفیت پیش کرنی ہوتی ہے۔

(ھ)

وہ شق جس کے ذمہ مدارس ابتدائی کی رہنمائی ہوتی ہے اس میں تین عہدہ دار ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو سائنس کی تعلیم کی نگرانی و رہنمائی کرتا ہے۔ دوسرے وہ جو جسمانی ورزشوں کے متعلق یہی کام کرتا ہے۔ اور تیسری ایک خاتون ہوتی ہے جو ابتدائی مدارس میں سوئی کے کام اور خانہ داری کی تعلیم دیتی ہے۔

صوبائی حکومت میں مختلف عہدہ داروں کی تنخواہیں حسب ذیل ہیں:۔

حاکم صوبہ کو ۶۰۰۰ ین (۹۰۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۷۵۰ روپیہ ماہانہ دیا جاتا ہے۔ عہدہ دار جس کے سپرد محکمہ کارمعتمدی ہوتا ہے اور جو بالعموم نائب حاکم صوبہ بھی ہوتا ہے اس کو ۲۲۰۰ ین (۳۳۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۲۷۵ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

عہدہ دار جس کے سپرد محکمہ معاملات داخلی ہوتا ہے اس کو ۱۴۰۰ ین (یعنی ۲۱۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی تقریباً ۱۷۵ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

عہدہ دار جس کے سپرد محکمہ زراعت و تجارت ہے اس کو ۳۸۰۰ ین (۵۷۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۴۷۵ روپیہ ماہانہ ملتا ہے۔

عہدہ دار جس کے سپرد محکمہ کوتوالی ہوتا ہے اس کو ۳۱۰۰ ین (۴۶۵۰ روپیہ)

سالانہ یعنی تقریباً ۳۰۸ روپیہ ماہانہ ملتا ہے۔

محکمہ امور داخلی میں تنخواہیں حسب ذیل ہیں

شاخ حفاظت معاشرت کے افسر خاص کو ۱۸۰۰ ین (۲۷۰۰ روپیہ) سالانہ یا ۲۲۵ روپیہ ماہانہ ملتا ہے۔

شاخ تعلیم کے افسر خاص کو ۲۶۰۰ ین (۳۹۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۳۲۵ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

شاخ تعمیرات کے افسر خاص کو ۳۸۰۰ ین (۵۷۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۴۷۵ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

شاخ حسابات کے افسر خاص کو ۲۲۰۰ ین (۳۳۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۲۷۵ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

شاخ معاملات مقامی کے افسر خاص کو ۲۲۰۰ ین (۳۳۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۲۷۵ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

محکمہ زراعت و تجارت میں

شاخ زراعت کے افسر خاص کو ۲۴۰۰ ین (۳۶۰۰ روپیہ) سالانہ یا ۳۰۰ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

شاخ تجارت صنعت و حرفت کے افسر خاص کو ۲۶۰۰ ین (۳۹۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۳۲۵ روپیہ ماہانہ ملتا ہے۔

[illegible]

شاخ حفظان صحت کے افسر خاص کو ۳۴۰۰ ین (۵۱۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۴۲۵ روپیہ ماہوار ملتا ہے -

شاخ خالص معاملات کوتوالی کے افسر اعلیٰ کو ۱۲۰۰ ین (۱۸۰۰ روپیہ) سالانہ یا ۱۵۰ روپیہ ماہوار ملتا ہے -

شاخ حفظ امن کے افسر خاص کو ۱۳۰۰ ین (۱۹۵۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۱۶۳ روپیہ ماہوار دیا جاتا ہے -

افسر خاص جس کے ذمہ پردیسیوں کی نگرانی ہوتی ہے اس کو ۲۲۰۰ ین (۳۳۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۲۷۵ ماہانہ ملتا ہے -

افسر خاص جس کے سپرد انسداد جرائم ہوتا ہے اس کو ۱۲۰۰ ین (۱۸۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۱۵۰ روپیہ ماہانہ ملتا ہے -

افسر خاص جس کے ذمہ خفیہ کارگزاری ہوتی ہے اس کو ۱۰۲۰ ین (۱۵۳۰ روپیہ) سالانہ یا تقریباً ۱۲۸ روپیہ ماہانہ ملتا ہے -

افسر خاص جس کے ذمہ کارخانوں کی نگرانی ہوتی ہے وہ ہی ہوتا ہے جو شاخ تجارت صنعت وحرفت کا افسر خاص ہوتا ہے اور اس کو کوئی علحدہ تنخواہ نہیں دیجاتی - یہ افسر جب کبھی کسی معاملہ میں دست اندازی ضرور سمجھتا ہے تو اُس کی کیفیت کوتوالی کو بھیجدیتا ہے -

کاناگاوا کا صوبہ ۱۱ ماتحت صوبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ صوبہ ماتحت کا حاکم ششنیہ
سونین کے درجہ کا عہدہ دار ہوتا ہے جس کا نام ابتدائً حاکم صوبہ نے وزیر تعلیم کے سامنے
پیش کیا ہو اور جس کو وزیر داخلی کی سفارش پر شہنشاہ نے مقرر کیا ہو۔

صوبہ کاناگاوا میں جو تنخواہیں ماتحت صوبوں کے حاکموں کو ملتی ہیں وہ ماتحت
صوبوں کے رقبہ اور اہمیت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

۱	ین	۱۴۰۰	روپیہ	۲۱۰۰	سالانہ	یا	۱۷۵	روپیہ	ماہانہ
۲	〃	۱۴۰۰	〃	۳۶۰۰	〃	〃	۳۰۰	〃	〃
۳	〃	۱۸۰۰	〃	۲۷۰۰	〃	〃	۲۲۵	〃	〃
۴	〃	۲۴۰۰	〃	۳۶۰۰	〃	〃	۳۰۰	〃	〃
۵	〃	۲۴۰۰	〃	۳۶۰۰	〃	〃	۳۰۰	〃	〃
۶	〃	۲۴۰۰	〃	۳۶۰۰	〃	〃	۳۰۰	〃	〃
۷	〃	۲۶۰۰	〃	۳۹۰۰	〃	〃	۳۲۵	〃	〃
۸	〃	۱۶۰۰	〃	۲۴۰۰	〃	〃	۲۰۰	〃	〃
۹	〃	۲۶۰۰	〃	۳۹۰۰	〃	〃	۳۲۵	〃	〃
۱۰	〃	۲۶۰۰	〃	۳۹۰۰	〃	〃	۳۲۵	〃	〃
۱۱	〃	۲۲۰۰	〃	۳۳۰۰	〃	〃	۲۷۵	〃	〃

ذیل کے نقشہ سے صوبہ کاناگاوا کی ماتحت صوباتی حکومتوں کی ترکیب مفصل طور پر معلوم ہو سکتی ہے۔

صوبہ کاناگاوا میں ماتحت صوباتی حکومت کا

نقشہ

ماتحت صوبہ
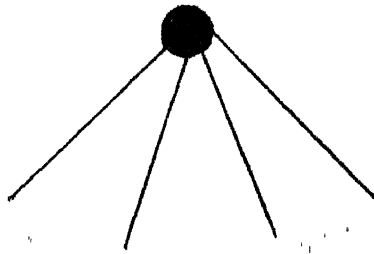
نقشۂ مندرجہ بالا سے معلوم ہوگا کہ صوبۂ ماتحت کا محکمہ چار شاخوں پر تقسیم ہے

۱۔ شاخ جس کا تعلق حسابات سے ہے

۲۔ شاخ جس کا تعلق زراعت سے ہے

۳۔ شاخ جس کی سپرد مقامی معاملات کی نگرانی ہے

۴۔ شاخ جو تعلیم کی ذمہ دار ہے۔

شاخ حسابات کے افسر خاص کو ۹۰۰ ین (۱۳۵۰ روپیہ) سالانہ یا تقریباً

۱۱۳ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

شاخ زراعت کے افسر خاص کو ۲۰،۷ ین (۱۰۸۰ روپیہ) سالانہ یا ۹۰ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

شاخ نگرانی معاملات مقامی کے افسر خاص کو ۹۰ ین (۱۳۵۰ روپیہ) سالانہ یا تقریبًا ۱۱۳ روپیہ ماہانہ ملتا ہے۔

شاخ تعلیم کے افسر خاص کو ۱۰۲۰ ین (۱۳۵۰ روپیہ) سالانہ یا تقریبًا ۱۲۸ روپیہ ماہانہ ملتا ہے۔

اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ جو تنخواہیں اوپر بیان ہوئی ہیں وہ تمام صوبات ماتحت میں یکساں نہیں ہیں بلکہ آج کل صوبہ کاناگاوا کے بڑے ماتحت صوبات میں یہ تنخواہیں دیجاتی ہیں۔

ذیل کا نقشہ صوبہ کاناگاوا میں قصبہ یا موضع کی حکومت کی ترکیب ظاہر کرتا ہے۔

صوبہ کاناگاوا میں دیہی یا قصباتی حکومت کا نقشہ

مئیر موضع یا قصبہ
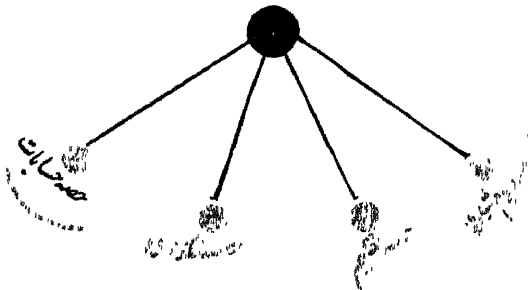
میر قصبہ یا میر موضع کو قصبہ یا موضع کی مجلس جیسی بھی صورت ہو منتخب کرتی ہے اور اس کے تقرر کی منظوری حاکم صوبہ سے ہونی لازمی ہے۔ اس میر قصبہ یا میر موضع کا محکمہ ذیل کے چار حصوں میں تقسیم ہے:۔

۱۔ حسابات ۲۔ مالگزاری ۳۔ تعلیم

۴۔ مردم شماری (پیدائشوں۔ شادیوں اور موتوں کا اندراج وغیرہ وغیرہ)

صوبہ میں سب سے بڑے شہر کے میر بلد کی تنخواہ ۸۰۰ ین (۲۷۰۰ روپیہ) سالانہ یا ۲۲۵ روپیہ ماہوار ہے اور سب سے بڑے گاؤں کے میر موضع کی تنخواہ ۸۰۰ ین۔ (۱۲۰۰ روپیہ) سالانہ یا ۱۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ افسر خاص جس کے سپرد شاخ تعلیم ہے اس کی تنخواہ ۴۰۰ ین (۱۴۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی تقریباً ۱۱۸ روپیہ ماہوار ہے۔

نقشہ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اس سے شہر یوکوہاما کا بلدی نظم حکومت معلوم ہو جائے گا یوکوہاما علاوہ جاپان کے چھ بڑے شہروں میں سے ایک شہر اور ایک عظیم الشان بندرگاہ ہونے کے صوبہ کاناگاوا کی نظم حکومت کا صدر مقام بھی ہے۔

شہر یوکوہاما کی بلدی حکومت کا نقشہ

میر بلد
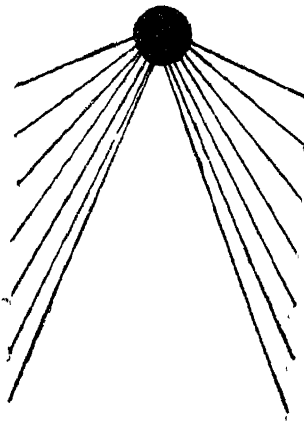
اوپر کے نقشہ سے ظاہر ہوگا کہ بلدی انتظام ایک میر بلد کی نگرانی میں ہے جس کو بلدی مجلس انتخاب کرتی ہے اور جس کو وزیر داخلی کی سفارش پر شہنشاہ مقرر کرتا ہے۔ میر بلد کی تنخواہ بلدی خزانہ سے ادا کی جاتی ہے اور یوکوہاما میں یہ تنخواہ ۱۰۰۰ ین (۱۵۰۰ روپیہ) سالانہ یا ۱۲۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میر بلد کے محکمہ میں ۴ شعبے ہیں جو اوپر کے نقشہ میں دکھائے گئے ہیں۔ افسر جس کے سپرد تعلیم ہے اس کو ۳۰۰۰ ین (۴۵۰۰ روپیہ) سالانہ یعنی ۳۷۵ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

اُنیسواں باب

تنظیمِ تعلیم - ابتدائی مدارس

جاپان کی کُل تنظیم تعلیم اِن دو نقشوں سے جو اِس صفحہ کے سامنے لگائے گئے ہیں ایک نظر میں معلوم ہو جائے گی۔ پہلے نقشہ میں طلبہ کی عمریں اور ایسے برسوں کی تعداد جو تعلیم ختم کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہے درج ہے۔ دوسرے نقشہ میں درسگاہوں کے مختلف مدارج اور جس طریقہ سے اُن میں باہمی تعلق پیدا کیا گیا ہے دکھائے گئے ہیں۔

مدارس کنڈرگارٹن جو سب سے پہلے بیان ہوئے ہیں ایسے بچوں کی تربیت کے لیے ہیں جن کی عمریں تین برس سے چھ برس تک کی ہوں اور چھ برس کی عمر وہ ہوتی ہے جس میں بچوں کو ابتدائی مدارس میں داخل ہو جانا چاہیے۔ آخر ترین زمانہ کے اعداد سے جو مجھ کو مہیا کیے گئے معلوم ہوتا ہے کہ مدارس کنڈرگارٹن جاپان میں ۲۱۲ ہیں۔ اِن میں سے ۲ مدرسوں کی کفیل سرکار ہے۔

۲۵۲ مدارس پبلک (عوام) کے ہیں اور ۵۰ ۳ مدرسے خانگی ہیں۔ دو سرکاری مدرسے وہ ہیں جو عورتوں کے اعلیٰ مدارس معلمی واقع ٹوکیو اور نارا سے متعلق ہیں۔

ان تمام کنڈرگارٹن مدارس میں اِس بات کی حد درجہ احتیاط کی جاتی ہے کہ بچوں کو کسی باقاعدہ تعلیم کی سختیوں میں نہ ڈالا جائے۔ یہ مدرسے ایسے مقامات کے طور پر قائم کیے گئے ہیں جہاں یہ چھوٹے چھوٹے طلبہ اُستادوں کی نہایت محبت وشفقت آمیز نگرانی میں اپنا وقت خوشی سے گذار دیں۔ اس قسم کے جن مدرسوں کو میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن میں بچوں کے ساتھ بہت ہی سلوک و محبت سے برتاؤ کیا جاتا ہے اور جب ان کو گیت گانا یا کوئی باقاعدہ کھیل کھیلنا سکھاتے ہیں تو بہت ہی احتیاط سے کام لیتے ہیں۔

کنڈرگارٹن مدارس کے بعد ابتدائی مدارس ہوتے ہیں جن کی تعداد ۲۵۶۲۵ ہے۔ اِن میں سے صرف چار مدرسے سرکاری ہیں جن میں دو مدرسے ٹوکیو اور ہیروشیما میں مردوں کے دو اعلیٰ مدارس معلمی سے اور دو مدرسے ٹوکیو اور نارا میں عورتوں کے دو اعلیٰ مدارس معلمات سے متعلق ہیں۔ ۲۵۴۰۷ پبلک (عوام) کے مدرسے ہیں اور ۱۶۴ خانگی۔ درجہ کے لحاظ سے ان کی نوعیت یہ ہے کہ ۱۱۳۲۶ مدرسے تو معمولی ابتدائی مدارس ہیں۔ ۲۰۷ اعلیٰ ابتدائی اور ۱۲۰۴۰ مشمولہ معمولی و اعلیٰ ابتدائی مدارس ہیں۔

اِس سے ظاہر ہوگا کہ جاپان میں ابتدائی مدارس تین قسم کے ہیں:

(۱) معمولی ابتدائی مدارس (۲) اعلیٰ ابتدائی مدارس

(۳) مشمولہ اعلیٰ و ابتدائی مدارس

ان سب مدارس کا مقصد جس طرح کہ سرکاری طور پر اُس کا اعلان کیا گیا ہے یہ ہے کہ "اخلاقی اور قومی تعلیم کے ابتدائی اصول اور وہ علم اور قابلیت جو زندگی بسر کرنے کے لیے لازمی ہیں اُن کم سِن بچوں کی طبیعت پر نقش کر دیے جائیں اور اِس کے ساتھ ہی اِس بات کا لحاظ بھی رکھا جائے کہ بچوں کی صحتِ جسمانی برابر ترقی کرتی رہے۔"

معمولی ابتدائی مدارس میں پُوری خواندگی چھ برس کی ہوتی ہے اور یہ سب کے لیے لازمی ہے۔ اعلیٰ ابتدائی مدارس میں پوری خواندگی بالعموم دو برس اور شاذ و نادر تین برس کی ہوتی ہے اور وہ اختیاری ہے ایک بچہ کا تعلیمی سِن چھ برس کی عمر ختم کرنے کے دوسرے ہی دن سے شروع ہو جاتا ہے اور اُس دن ختم ہوتا ہے جس دن کہ وہ اپنی عمر کے چودہ برس ختم کر لیتا ہے۔ اور اِس آٹھ برس کے پورے زمانہ میں وہ ایک تعلیمی سن رکھنے والا بچہ سمجھا جاتا ہے۔ پس ایک بچے کے لیے مدرسہ میں لازمی حاضری کا زمانہ چھ برس کی عمر ختم کرتے ہی درسی سال کے آغاز سے شروع ہو جاتا ہے اور ختم اُس وقت ہوتا ہے جب کہ معمولی ابتدائی مدرسہ کی خواندگی ختم ہو جائے اور کُل والدین اور بچوں کے ولی ذمہ دار ہوتے ہیں کہ جو بچے اُن کے زیرِ حفاظت رہتے ہیں اُن کی حاضری مدرسوں میں باقاعدہ ہو ایسے والدین کو روکنے کے لیے

جو تعلیم کے شوق میں اپنے بچوں کی تعلیم بہت ہی جلد شروع کرنی چاہتے ہیں یہ قاعدہ بنا دیا گیا ہے کہ کسی ابتدائی مدرسہ میں کوئی بچہ جس کی عمر چھ برس سے کم ہوگی داخل نہ کیا جائے گا۔

یہ امر کہ لازمی تعلیم کا طریقہ جاپان میں کس قدر خوبی سے چل رہا ہے آخری سالانہ رپورٹ کے اعداد سے معلوم ہوگا۔ یہ رپورٹ مجھکو صیغۂ وزارت تعلیم سے ملی تھی۔ اس میں میں نے دیکھا کہ ۱۹۱۸ء لغایتہ ۱۹۱۹ء میں ایسے تعلیمی سن رکھنے والے بچوں کا فی صدی اوسط جو مقررہ نصاب تعلیم پڑھتے تھے یا پڑھنے کو تھے، شہروں میں ۹۸.۰۲ اور قصبوں میں ۹۸.۰۸ اور دیہات میں ۹۹.۰۳ تھا۔ پس یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ناخواندہ ہونا جو ہند میں ہمارے لیے آفاتِ زندگی سے ہے اور ہمارے ملک کی عام ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے جاپان میں تقریباً معدوم ہے۔

وہ طریقہ جس سے بچوں کی لازمی حاضری کو بالکل یقینی بنا لیا گیا ہے نہایت دلچسپ اور قابل ذکر ہے۔ شہروں میں میران بلدا و قصبات یا دیہات میں میران قصبات یا مواضع کو حکم ہے کہ ہر سال کے آخری دن سے پہلے ایک فہرست ایسے بچوں کی تیار کریں جو اُن کے علاقوں میں رہتے ہوں اور جو یکم اپریل آیندہ تک مدرسے جانے کی عمر کے ہو جائیں گے اور یہ ہی وہ تاریخ ہے جس سے تمام ابتدائی مدارس کا سال شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ بچوں کے والدین اور محافظوں کو اس

مضمون کے اطلاعنامے جاری کرتے ہیں کہ ٹھیک کس تاریخ مدرسہ میں اُن کے بچوں کے داخل ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مدرسوں کے صدر معلموں کو بھی اُن بچوں کے ناموں سے اطلاع دیتے ہیں جن کے داخلہ کا اُن کو متوقع رہنا چاہیے صدر معلموں کو ایک صحیح فہرست اپنے مدرسہ کے تمام بچوں کی رکھنی ہوتی ہے جس میں ہر ایک جماعت کے بچوں کی حاضری یا غیر حاضری روز کی روز صاف طور پر نظر آسکے۔

اگر کوئی بچہ اُس دن سے کہ جس دن اُس کو حاضر ہونا چاہیئے تھا، سات دن کے اندر مدرسہ میں حاضر نہیں ہوا تو صدر معلم متعلقہ کے لیے لازمی ہے کہ وہ فوراً اس امر کی اطلاع میر بلد یا میر موضع کو بھیجے اور اگر کوئی بچہ مدرسہ میں داخل ہونے کے بعد مسلسل سات دن سے زیادہ غیر حاضر رہے اور کوئی وجہ معقول ایسی غیر حاضری کی نہ بیان کر سکے تو صدر معلم کا فرض ہے کہ بچے کے والدین یا محافظ کو اس امر کی طرف متوجہ کرے۔ اگر بچہ سات دن اور غیر حاضر رہے تو صدر معلم کو لازم ہے کہ میر بلد یا میر موضع کو اس کی اطلاع کرے جو فوراً بچے کے والدین یا محافظ کے نام حکم جاری کرتا ہے کہ بچہ کو بلا تاخیر مزید مدرسہ میں حاضر کیا جائے لیکن اگر یہ حکم بھی حصول مقصد میں کارگر نہ ہو تو میر بلد یا میر موضع کو حکم ہے کہ وہ صوبہ یا ماتحت صوبے کے حاکم کو جیسی بھی صورت ہو اطلاع کرے اور یہ حاکم فوراً ضروری احکام فریق متعلق کے نام جاری کرتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے کہ بلا زیادہ تامل کے اُس کے

احکام کی واقعی تعمیل کی جاتی ہے یا نہیں۔

چونکہ تعلیم لازمی ہے اس لیے جاپان کا ہر ایک شہر قصبہ اور گاؤں مجبور ہے کہ اُس کے علاقہ میں جس قدر بچے مدرسہ جانے کی عمر رکھتے ہوں اِن سب کی تعلیم کے لیے اس قدر معمولی ابتدائی مدارس قائم اور جاری کریں جو ان سب کے لیے کافی ہوں۔ ان مدرسوں کی تعداد اور ان کے قائم کرنے کے موقعے حاکم صوبہ بمشورہ افسران بلد. مقرر کرتا ہے قصبات اور دیہات میں انہی چیزوں کو ماتحت صوبہ کا حاکم بمنظوری حاکم صوبہ مقرر کرتا ہے۔

جس وقت یہ دریافت ہوتا ہے کہ کسی قصبہ یا گاؤں کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے کہ ایک مدرسہ قائم کر سکے تو ماتحت صوبہ کا حاکم بمنظوری حاکم صوبہ اور بمشورہ حکام قصبہ یا موضع دوسرے قصبہ یا گاؤں سے شرکت پیدا کرتا ہے اور اس شرکت کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ایک معمولی ابتدائی مدرسہ اتنا بڑا قائم ہو جائے جو دونوں قصبوں یا گاؤں کے رہنے والے بچوں کی تعلیم کا جیسی بھی صورت ہو ذمہ لے سکے۔

معمولی ابتدائی مدارس بالعموم ۹ بجے صبح سے ۳ بجے سہ پہر تک ہوتے ہیں ایسے موسموں میں جبکہ کاشتکاروں کو بہت کام ہوتا ہے مثلاً اناج کاٹنے اور جمع کرنے کے زمانہ میں یا دھان بونے یا ریشم کے کیڑے پالنے کے زمانہ میں تمام دیہاتی مدارس چاہے معمولی ابتدائی ہوں یا اعلیٰ ابتدائی ہر ایسے موسم میں ایک یا دو ہفتہ کے لیے بند کر دیے جاتے ہیں۔ جملہ تعطیلات ان مدارس میں اس طرح دیجاتی

ہیں کہ دو ہفتہ نوروز کی تعطیل ہوتی ہے ایک یا دو ہفتہ سالانہ امتحانات کے بعد اور تقریباً ایک ماہ موسم گرما کی تعطیل ان کو دیجاتی ہے اور بالعموم یہ تعطیلات اُسی زمانہ میں آتی ہیں جبکہ کاشتکاری کے کاموں کی زیادتہ ہوتی ہے۔ شہروں کے مدارس قدرتی طور پر اپنی آسائش کا خیال کرتے ہیں اُن کے لیے دیہاتی موسم قابل لحاظ نہیں ہیں۔

معمولی ابتدائی مدارس میں ذیل کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں:-

	مضامین	کیفیت
۱	اخلاقیات	۲ گھنٹے فی ہفتہ
۲	جاپانی زبان	۱۰ گھنٹے فی ہفتہ سالِ اول میں اور ۹ گھنٹے فی ہفتہ سالِ ششم میں
۳	حساب	۵ گھنٹے فی ہفتہ سالِ اوّل میں اور ۴ گھنٹے فی ہفتہ سالِ ششم میں
۴	تاریخ جاپان	سالِ پنجم میں شروع کی جاتی ہے اور سالِ پنجم و ششم دونوں میں فی ہفتہ دو گھنٹے پڑھائی جاتی ہے
۵	جغرافیہ جاپان	یہ بھی سالِ پنجم میں شروع کیا جاتا ہے اور سالِ پنجم و ششم دونوں میں فی ہفتہ دو گھنٹے پڑھایا جاتا ہے
۶	مبادیاتِ سائنس	سالِ چہارم میں شروع کرایا جاتا ہے اور سالِ چہارم

مضامین	کیفیت
	پنجم و ششم میں فی ہفتہ دو گھنٹے پڑھایا جاتا ہے
۷ - نقشہ کشی	۱ گھنٹہ فی ہفتہ تمام زمانۂ خواندگی میں
۸ - گانا	۲ گھنٹہ فی ہفتہ تمام زمانۂ خواندگی میں
۹ - جسمانی ورزشیں	۳ گھنٹہ فی ہفتہ تمام زمانۂ خواندگی میں
۱۰ - سینا	یہ کام صرف لڑکیوں کے لیے ہے۔ سال چہارم میں شروع کرایا جاتا ہے سالِ چہارم میں فی ہفتہ ۲ گھنٹے اور سالِ پنجم و ششم میں فی ہفتہ ۳ گھنٹے سکھایا جاتا ہے
۱۱ - کسی دستکاری میں تربیت یا اس کی جگہ کوئی دوسرا کام	یہ جہاں مدرسہ واقع ہوتا ہے وہاں کے خاص حالات پر موقوف ہے۔ مثلاً یوکوہاما کے شہر میں طلبہ کو یا تو انگریزی سکھائی جاتی ہے یا تجارتی کفایت شعاری کے ابتدائی اصول اور دیہات میں تجارتی وزراعت وغیرہ وغیرہ

حساب کسور تک سکھایا جاتا ہے اور سائنس کے سبق ہر جماعت کے لیے علیحدہ ایک کتاب میں ہوتے ہیں۔ ان میں پہلی کتاب ممکن ہے کہ سال سوم میں شروع کردی جائے مگر عام طور پر سالِ چہارم میں شروع کی جاتی ہے۔ ان کتابوں میں نباتیات، حیوانیات، ارضیات، طبیعیات، کیمیا اور عضویات، کے عام اصولوں

سے بحث ہوتی ہے۔ چونکہ مجھ کو یہ دیکھنے کا شوق تھا کہ سائنس اِن معمولی ابتدائی مدارس میں کہاں تک پڑھایا جاتا ہے میں نے ایک پورا سلسلہ سائنس کی ان کتابوں کا جو پڑھائی جاتی تھیں حاصل کیا۔ پھر معلوم ہوا کہ ابتدائی سائنس کی پہلی کتاب میں جس کے ۸۰ صفحے تھے اور جو سال چہارم میں شروع کی جاتی تھی ذیل کے مضامین پر سبق دیئے ہیں:

۱۔ گیلاس (شجر)
۲۔ کمیلیہ (ایک درخت جس میں گلاب کی مثل اور سدا بہار پھول آتے ہیں)
۳۔ شلغم فرنگی کا پودا
۴۔ سبز خطوں والی سفید تیتری
۵۔ خشک رو (درخت)
۶۔ روئیں دار پو لوتیہ (درخت)
۷۔ گلِ قاصدی
۸۔ مینڈک
۹۔ شلغم فرنگی کا تخم
۱۰۔ جگنو
۱۱۔ سوسن ارزق
۱۲۔ لمبی ٹانگوں والی مکھی
۱۳۔ کھیرا
۱۴۔ بادنجان
۱۵۔ خرمگس
۱۶۔ جوزآور جاپانی نیلوفر
۱۷۔ پلنگینا سوسن
۱۸۔ ٹِڈا
۱۹۔ گلِ بامشان (دن کا راجہ)
۲۰۔ کرائی لودیس بہ تھیلس (کیڑا)
۲۱۔ گھوڑا
۲۲۔ بیل

۲۳- آلو
۲۴- انوکوڈ وزوچی (کائی)
۲۵- ریواس (کھٹّا ساگ)
۲۶- مکڑی
۲۷- مرغ
۲۸- بط
۲۹- پلونیا درخت کی برگ ریزی
۳۰- گُل داؤدی
۳۱- شجرِ اسفندان (میپل)
۳۲- ہوا
۳۳- پانی
۳۴- حرارت
۳۵- بخاراتِ آبی - یخ
۳۶- باد و باراں
۳۷- جاڑے میں پھولوں کی کلیاں
۳۸- مادّہ کا وزن
۳۹- نور
۴۰- قلم
۴۱- کلبیت
۴۲- فرطیسی تانبا
۴۳- آگ
۴۴- مائین (آکسیجن)
۴۵- کجلین دو مایئد (کاربونک ایسڈ گاس)
۴۶- اعتدالِ ربیعی

ابتدائی سائنس کی دُوسری کتاب میں جس کے ۸۴ صفحے ہیں اور جو معمولی ابتدائی مدارس کے سالِ پنجم میں شروع کی جاتی ہے ذیل کے سبق تھے:-

۱- ہوا اور زمین
۲- شلغم فرنگی کا پودا
۳- سبز خطوں والی سفید تیتری
۴- لمبا لوبیا

۵۔ خشک رُو

۶۔ صنوبر

۷۔ بانس

۸۔ گل قاصدی

۹۔ مینڈک

۱۰۔ شلغم فرنگی اور لمبے لوبیے کے تخم

۱۱۔ شاہ بلوط

۱۲۔ سوسنِ ازرق

۱۳۔ جگنو

۱۴۔ راس الجدی

۱۵۔ ابابیل

۱۶۔ گُروشیان

۱۷۔ بادنجان۔کھیرا

۱۸۔ تالابوں کے چھوٹے چھوٹے جانور

۱۹۔ نیلوفر اور گیاہِ آبی

۲۰۔ گُلِ بامشان (دن کا راجہ)

۲۱۔ دھان کا پودا

۲۲۔ پتوں کا کیڑا (جراد)

۲۳۔ بوندیا

۲۴۔ کرائی لودیس بر تھیلیس (ایک کیڑا)

۲۵۔ اعتدال خریفی

۲۶۔ تخم ریزی

۲۷۔ گلی کینیا گلاکا (ایک قسم کا درخت)

۲۸۔ شاہ بلوط

۲۹۔ کُھنبی

۳۰۔ شجر سَاسَم (آبنوسِ جاپانی)

۳۱۔ دھان کی فصل کاٹنا

۳۲۔ آلو

۳۳۔ گھوڑا

۳۴۔ بیل

۳۵۔ گلِ داؤدی

۳۶۔ پتوں کے سرخ سرمائی رنگ اور گرے ہوئے پتے

۳۷۔ مرغ

۳۸- بط
۳۹- قلم
۴۰- فرطیس
۴۱- کلسیت۔ چونے کا پتھر
۴۲- سنگِ خارا
۴۳- سدا بہار اور برگ ریز درخت
۴۴- راس السرطان
۴۵- مادہ کا وزن
۴۶- ہوا کی ماہیت
۴۷- پانی کی ماہیت
۴۸- حرارت
۴۹- پانی کی تین ہیئتیں اور خشک جو کا تپش پیما
۵۰- بادوباراں
۵۱- آگ
۵۲- مائیں (آکسیجن)
۵۳- ہوا کے عناصر
۵۴- حمضین (ہائیڈروجن)
۵۵- فحلین دو مائید کاربونک ایسڈ گار
۵۶- جلانے سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں
۵۷- اعتدالِ ربیعی

اوپر کے مضامین میں سے ایسے مضامین جو پہلی اور دوسری کتاب میں مشترک ہیں وہ دوسری کتاب میں زیادہ صراحت کے ساتھ بیان کیئے گئے ہیں۔

ابتدائی سائنس کی تیسری کتاب کے ۲۷ صفحے ہیں اور وہ معمولی ابتدائی مدارس کے سالِ ششم میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس میں ذیل کے مضامین پر سبق ہیں:-

۱- چشمے اور کوئیں
۲- دریا
۳- سمندر
۴- کھانے کا نمک

۵۔ سمندر کی بیلیں
۶۔ سمندری خار پُشت۔ بے خول سمندری گھونگا
۷۔ درختوں میں شاخوں کا پھوٹنا
۸۔ ریشم کے کیڑوں کی تولید
۹۔ ہندی شہتوت کا درخت
۱۰۔ بیجوں کا اُگنا
۱۱۔ گیہوں
۱۲۔ مٹی کا کیڑا
۱۳۔ گھونگا
۱۴۔ ریشم کا کیڑا
۱۵۔ دو پری خولدار ماہی
۱۶۔ اخطبوط (سیپیا مچھلی، ماہی ہشت پا)
۱۷۔ جھینگا مچھلی۔ کیکڑا
۱۸۔ جوزق اور ریشم کا کیڑا ابتدائی حالت میں۔
۱۹۔ بہتے ہوئے پانی کا عمل
۲۰۔ رسوبی چٹان۔ سنگی طبقہ
۲۱۔ آتش فشاں پہاڑ۔ آتشیں چٹان
۲۲۔ مکڑی
۲۳۔ سانپ
۲۴۔ یاقوتی ماہی۔ شقائق البحر۔ مونگا اسفنج۔
۲۵۔ گندک
۲۶۔ مٹی کا تیل
۲۷۔ پتھر کا کوئلہ
۲۸۔ لوہا
۲۹۔ سیسہ۔ قلعی۔ جست۔ زاجیہ (ایلومینیم)
۳۰۔ تانبا
۳۱۔ سونا۔ چاندی
۳۲۔ نمک کا تیزاب۔ گندک کا تیزاب شورہ کا تیزاب
۳۳۔ کاوی سوڈا۔ ماگھلیدہ سوڈا (کاربونک سوڈا)

۳۴ - چونا
۳۵ - تجاذب
۳۶ - بیرم
۳۷ - میزان
۳۸ - رقاص۔ گھنٹا
۳۹ - چوس پمپ
۴۰ - مستقیم اشاعت
۴۱ - نور کا انعکاس
۴۲ - چپٹے آئینے
۴۳ - نور کا انعطاف
۴۴ - محدّب عدسے
۴۵ - آواز
۴۶ - مقناطیس
۴۷ - برق
۴۸ - برقی رو
۴۹ - برقی چراغ
۵۰ - برقی گھنٹی - تار برقی
۵۱ - انسان کا جسم - وہ کس طرح بنا ہے
۵۲ - غذا
۵۳ - قوتِ ہضم
۵۴ - دورانِ خون
۵۵ - تنفس
۵۶ - پیشاب اور پسینا
۵۷ - دماغ - ریڑھ کی ہڈی - رگیں - اور عضوِ حواس
۵۸ - حفظانِ صحت

سائنس کے جس قدر سبق ہوتے ہیں اُن کو تربیت یافتہ معلم نہایت عملی طریقے پر نقشوں اور خورد بینوں اور دیگر آلات کی مدد سے پڑھاتے ہیں - ان تمام آلات سے ابتدائی مدارس بخوبی مہیا رہتے ہیں - کسی مضمون کو محض نظری طور

پڑھانا جیسا کہ ہم ہند کے اکثر مدارس میں دیکھتے ہیں جاپان میں کہیں بھی گوارا نہیں
کیا جاتا۔

ایک معمولی ابتدائی مدرسہ میں عموماً چھ جماعتیں ہوتی ہیں اور ہر جماعت میں طلبہ
کی تعداد ۷۰ تک محدود رکھی گئی ہے۔ مگر اس تعداد میں خاص حالتوں میں حاکم صوبہ
کی اجازت سے دس کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ طلبہ کی تعداد فی معلم ۷۰ مقرر کی گئی ہے۔
حسب قاعدہ تمام ابتدائی مدارس میں خواہ وہ معمولی ہوں یا اعلیٰ لڑکے اور لڑکیوں
کو ایک ہی جماعت میں تعلیم دی جاتی ہے۔ جب ثانوی مدارس میں پہنچنے کی نوبت
آتی ہے تو لڑکے اور لڑکیاں جدا ہو جاتے ہیں۔

معمولی ابتدائی مدارس میں کام کے گھنٹوں کی تعداد فی ہفتہ حسب ذیل ہے:۔

جماعت اول فی ہفتہ ۲۱ گھنٹے کام کرتی ہے

جماعت دوم فی ہفتہ ۲۳ گھنٹے کام کرتی ہے

جماعت سوم۔ فی ہفتہ ۲۵ " " "

جماعت چہارم فی ہفتہ { ۲۷ " " " " یہ وقت لڑکوں کے لیے ہے
۲۹ " " " " یہ وقت لڑکیوں کے لیے ہے

جماعت پنجم فی ہفتہ { ۲۸ " " " " یہ وقت لڑکوں کے لیے ہے
۳۰ " " " " یہ وقت لڑکیوں کے لیے ہے

جماعت ششم فی ہفتہ { ۲۸ " " " " یہ وقت لڑکوں کے لیے ہے
۳۰ " " " " یہ وقت لڑکیوں کے لیے ہے

زیادہ سے زیادہ تعداد گھنٹوں کی جس میں ایک معلم کو کام کرنا ہوتا ہے وہ ۲۰ گھنٹے فی ہفتہ ہے۔

دو قسم کے معلم معمولی ابتدائی مدارس میں مقرر کئے جاتے ہیں :۔

۱۔ معلمانِ مددگار ۲۔ باقاعدہ معلمان

ایک مددگار معلم وہ ہوتا ہے جس کے پاس کم سے کم اس کی سند ہو کہ وہ ایسے امتحانِ معلمی میں کامیابی حاصل کر چکا ہے جو صوبہ کی جماعت ممتحنین نے بنگرانی حاکم صوبہ لیا ہو۔ ممتحنوں کی جماعت میں حسبِ ذیل لوگ ہوتے ہیں :۔

۱۔ نائب حاکم صوبہ

۲۔ عہدہ دار جس کی سپردگی میں صوبہ کے امور داخلی کا محکمہ ہو

۳۔ صوبہ کی سرکار کا خاص مہتمم مدارس

۴۔ صوبہ کے مدارس معلمی سے فی مضمون ایک معلم

مضامین مندرجہ بالا امتحان میں حسب ذیل ہوتے ہیں :۔

مضامین	کیفیت
۱۔ اخلاقیات	اصولِ اخلاق
۲۔ معلمی	تعلیم دینے کے قواعد و طریقے
۳۔ جاپانی زبان	ابتدائی مدارس میں جو کتابیں مستعمل ہوں اُن کا پڑھنا

مضامین	کیفیت
۱۔ انشاء و خوشخطی	......
۲۔ حساب	صحیح اعداد۔ کسور۔ کسور اعشاریہ۔ اعداد مرکب فی صد اوسط نکالنے کا حساب۔
۳۔ تاریخ	خاکہ تاریخ جاپان۔
۴۔ جغرافیہ	خاکہ جغرافیہ جاپان اور جغرافیہ عالم۔
۵۔ سائنس	ابتدائی تاریخ طبعی۔ ابتدائی طبیعیات و کیمیاء
۶۔ نقشہ کشی	ابتدائی بلا مدد آلات
۷۔ گانا	بلا سنگت بہ آواز واحد
۸۔ جسمانی ورزشیں	سادی ورزش اور کھیلوں کا انتظام

ایک باقاعدہ معلم وہ ہے جس کے پاس حاکم صوبہ کا پروانہ اس اجازت ہو کہ وہ معمولی ابتدائی مدارس میں باقاعدہ معلم مقرر کیا جا سکتا ہے۔ یہ پروانہ ت اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کہ معلمی کا امتحان جو صوباتی ممتحنوں کی عت لیتی ہے پاس کر لیا ہو۔ جن مضامین میں ایک باقاعدہ معلم کو امتحان دینا تا ہے وہ اُن مضامین سے جن میں مددگار معلموں کو امتحان دینا ہوتا ہے کسی ر اعلیٰ ہوتے ہیں اور وہ مضامین حسب ذیل ہیں:۔

مضامین	کیفیت
۱- اخلاقیات	....
۲- معلمی	قواعد وطریقۂ تعلیم - مدرسہ کا انتظام
۳- جاپانی زبان	ابتدائی مدارس میں جو کتابیں مستعمل ہوں اُن کا پڑھنا
۴- انشاء وخوشخطی	......
۵- حساب	صحیح اعداد - کسور - کسور اعشاریہ - اعداد مرکب - فی صد اوسط نکالنے کا حساب - تناسب - مساحت
۶- تاریخ	خاکہ تاریخ جاپان بدرجۂ اعلیٰ
۷- جغرافیہ	خاکہ جغرافیہ جاپان اور جغرافیہ عالم بدرجۂ اعلیٰ
۸- سائنس	خاکہ تاریخ طبیعی - طبیعیات - کیمیا بدرجہ اعلیٰ
۹- نقشہ کشی	بلا امداد آلات
۱۰- گانا	ارغنون اور پیانوں کا بجانا
۱۱- جسمانی ورزشیں	فوجی قواعد اور کھیلوں کا انتظام
۱۲- سینا	معمولی کپڑوں کا سینا اور اُن کی درستی کرنی - یہ مضمون صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے

تمام ابتدائی مدارس میں اُستانیوں سے بھی اسنادِ قابلیت وہی درکار ہوتی ہیں جو مردوں سے ہوتی ہیں - قاعدہ یہ ہے کہ معمولی ابتدائی مدرسہ میں کم سے کم

ایک باقاعدہ معلم ہر جماعت کے لیے ہو لیکن بعض اوقات جب کافی تعداد ایسے معلموں کی میسّر نہیں آتی تو قائم مقام معلم مقرر کر دئے جاتے ہیں - یہ لوگ گو اصطلاحی معنوں میں سند یافتہ نہیں ہوتے مگر اُن کی نسبت اُس مدرسہ کے صدر معلم کی سفارش پر جہاں تقرر کی ضرورت ہوتی ہے یہ تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ اُن میں معلمی کی ضروری قابلیت موجود ہے - اِن قائم مقام معلموں میں میں نے اکثر دیکھا کہ وہ صرف ابتدائی مدارس ہی کے سند یافتہ نہیں ہوتے بلکہ وسطانیہ مدارس کے سند یافتہ بھی ہوتے تھے -

تنخواہیں جو معمولی ابتدائی مدارس کے معلموں کو دی جاتی ہیں وہ کسی تدریجی ترقی یا سالانہ اضافوں کی تنظیم پر مبنی نہیں ہیں جیسا کہ ہمارے ہاں دستور ہے بلکہ وہ انتخاب پر مبنی ہیں - مدرسہ کا صدر معلم اور صوبہ ماتحت کا حاکم اور مہتمم خاص ایک معلم کی سفارش ترقی کے لیے حاکم صوبہ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور آخری منظوری حاکم صوبہ کے اختیار میں ہوتی ہے -

کم سے کم تنخواہ جو ایک مددگار معلم کو ایک معمولی ابتدائی مدرسہ میں دیجاتی ہے وہ ۳۰ ین یعنی ۴۵ روپیہ ماہوار اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ ین یعنی ۹۰ روپیہ ماہوار ہوتی ہے - ایک باقاعدہ معلم کی کم سے کم تنخواہ ۴۰ ین یعنی ۶۰ روپیہ ماہوار اور زیادہ سے زیادہ ۱۸۰ ین یعنی ۲۷۰ روپیہ ماہوار ہوتی ہے - ایک خاص تنخواہ بھی ہے جس کی رقم ۲۴۰ ین یعنی ۳۶۰ روپیہ ماہوار ہے یہ تنخواہ اُن باقاعدہ معلموں کو دی جاتی ہے جن کی موجودہ تنخواہ زیادہ سے زیادہ درجہ کی یعنی

۸۰ ین یا ۲۰۰ روپیہ ماہوار ہوتی ہے بشرطیکہ اُنھوں نے تعلیم کے متعلق خاص خدمات ادا کی ہوں عام طور پر یہ معلم زیادہ سے زیادہ تنخواہ پر ۴۰ برس کی خدمت ادا کر کے پہنچتے ہیں اور ۶۰ برس کی عمر میں وظیفہ یاب ہو کر خدمت سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اُستانیوں کی تنخواہیں کم سے کم کاغذات میں تو وہی ہوتی ہیں جو مردوں کی ہوتی ہیں۔ لیکن فی الواقع اُن کو اکثر کم تنخواہ ملتی ہے۔

اعلیٰ ابتدائی مدارس دو قسم کے ہیں:-

۱۔ اعلیٰ ابتدائی مدارس جن میں زمانۂ خواندگی دو برس کا ہوتا ہے۔

۲۔ اعلیٰ ابتدائی مدارس جن میں زمانۂ خواندگی تین برس کا ہوتا ہے۔

کوئی طالب علم اِن مدارس میں اُس وقت تک داخلہ نہیں پا سکتا جب تک کہ اُس نے ایک معمولی ابتدائی مدرسہ کا زمانۂ خواندگی ختم نہ کر لیا ہو۔

اعلیٰ ابتدائی مدرسہ میں جس کی خواندگی دو برس کی ہوتی ہے حسبِ ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں:-

مضامین	کیفیت
۱۔ اخلاقیات	۲ گھنٹے فی ہفتہ سالِ اول میں اور ایک گھنٹہ فی ہفتے سالِ دوم میں
۲۔ جاپانی زبان	۸ گھنٹے فی ہفتہ ہر ایک جماعت میں
۳۔ حساب	۴ " " " " "

مضامین		کیفیت			
۴۔ تاریخ جاپان	۲	گھنٹے فی ہفتہ ہر ایک جماعت میں			
۵۔ جغرافیہ	۲	"	"	"	
۶۔ سائنس	۳	"	"	"	
۷۔ گانا	۱	"	"	"	
۸۔ جسمانی ورزش	۳	"	"	"	
۹۔ سینا	۴	"	"	" صرف لڑکیوں کے لئے	

۱۰۔ مندرجہ بالا مضامین کے علاوہ ایک یا دو ذیل کے مضامین میں سے بھی لینے ضروری ہیں:-

کسی قسم کی دستکاری	کاغذ کی چیزیں لکڑی کا کام۔ ٹوکریاں بنانا وغیرہ وغیرہ
زراعت	نظری وعملی
تجارت	بہی کھاتہ۔ تجارتی کفایت شعاری۔ کاروباری۔ مراسلت۔ تجارت کی مشق اس طرح کہ طالب علم کو حکم ہوتا ہے کہ اپنے مدرسہ کے لیے چیزیں خریدے اور مدرسہ میں جو چیزیں تیار ہوں اُن کو فروخت کرے۔
انتظام خانہ داری	صرف لڑکیوں کے واسطے۔ پکانا۔ ریندھنا۔ گھر کا صاف رکھنا وغیرہ وغیرہ۔

علاوہ متذکرہ صدر مضامین کے دو مضمون اور ہیں جن کو لینا نہ لینا اختیاری

نقشہ کشی

کوئی غیر زبان

غیر زبان کو انتخاب کرنا بالکل مقامی حالت پر منحصر ہے۔ مثلاً یوکوہاما میں جو امریکہ اور انگلستان سے جاپان کی تجارت کا مرکز ہے صرف انگریزی زبان بالعموم ایسی غیر زبان ہے جس کی تعلیم کا وہاں بندوبست کر دیا گیا ہے۔

ان مدارس میں حساب تناسب تک سکھایا جاتا ہے جغرافیہ میں جغرافیۂ عالم کا اجمالی بیان ہوتا ہے۔ سائنس میں جو سبق ہوتے ہیں وہ مظاہر قدرت یا معمولی مظاہر طبعی و کیمیائی، جواہر، اجسام مرکب، استعمال آلات مفرد جیسے پانی کھینچنے کے نل یا انجن، اور ابتدائی اصول حفظان صحت کے بارے میں ہوتے ہیں۔

میں نے سائنس کی اُن کتابوں کو بغور دیکھا جو اعلیٰ ابتدائی مدارس میں مستعمل ہیں۔ ان میں پہلی جماعت کے لیے جو کتاب مقرر ہے اُس میں ذیل کے مضامین پر سبق نظر آئے:۔

۱ - مرضعہ یا شیر دہ حیوانات

۲ - پرند

۳ - چاکر کیڑا

۴ - آنٹ کا دو صغیر القامت کیڑے جن میں سے چیونٹیاں انگبیں شبنم حاصل کرتی ہیں

۵ - شہد کی مکھی

۶- مچھلی

۷- مچھلی کے پھیپھڑے اور گلپھڑے

۸- ایک جڑ کا عمل

۹- ایک پتے کا عمل

۱۰- درختوں کے منفذ

۱۱- وہ سمتیں جن میں جڑیں اور
پتے پھوٹتے ہیں

۱۲- جنگل اور بیابان

۱۳- کائی

۱۴- سفیدک اور جراثیم صغیرہ

۱۵- بوسیدگی اور سڑن کو روکنا

۱۶- امراض متعدی

۱۷- نمک کا تیزاب

۱۸- سبزین

۱۹- نطرونیہ - کاوی سوڈا

۲۰- نطرونیہ ماکجلیدہ (سوڈیم
کاربونیٹ)

۲۱- قلویہ

۲۲- مغنیسیہ - کلسیہ (کیلسیم)

۲۳- ماکبرودہ این ترشہ (سلفیورس
اینہائیڈرائیڈ)

۲۴- ماکبریدے (سلفیٹس)

۲۵- زاجیہ

۲۶- زہرین اور اُس کے مرکب

۲۷- مارملیدہ ترشہ کے معدنیات

۲۸- عمارتی پتھر

۲۹- معدنیات

۳۰- پتھر کے کوئلہ کی کانیں

۳۱- تانبے کی کانیں

۳۲- جواہرات

۳۳- شیشہ

۳۴- چینی کے برتن

۳۵- طاقت

۳۶- جمود

۳۷ - اسراع
۳۸ - دو قوتوں کا حاصل
۳۹ - عمل اور ردِّ عمل
۴۰ - بیرم
۴۱ - چرخ اور محور
۴۲ - چرخی
۴۳ - ڈھلوان اور پیچدار کمانی
۴۴ - مشینیں اور کام
۴۵ - رگڑ

دُوسری جماعت میں جو کتاب پڑھائی جاتی ہے اُس کے سبق حسب ذیل تھے :-

۱ - سیّالات کا دباؤ
۲ - کثافت - اُچھال
۳ - مٹی کا تیل
۴ - کچھ ماحِمضیدے (کاربوہائیڈریٹس)
۵ - غُول
۶ - سرکہ کا تیزآب
۷ - چربیاں اور تیل
۸ - بیضینہ (انڈے کی سفیدی)
۹ - ہڈی اور پٹھے
۱۰ - دوران کے اعضاء
۱۱ - ہاضمہ کے اعضاء
۱۲ - کھادیں
۱۳ - زمینیں
۱۴ - ایصال - حمل - اشعاع
۱۵ - کُرۂ ہوائی کا دباؤ
۱۶ - کُرۂ ہوائی کی تپش اور مرطوبیت
۱۷ - موسم
۱۸ - پمپ
۱۹ - دُخانی انجن
۲۰ - انتشارِ نور
۲۱ - محدّب عدسے
۲۲ - مقعّر عدسے

۲۳- خوردبین - دوربین
۲۴- آنکھ
۲۵- انسانی آواز
۲۶- کان
۲۷- دماغ اور رگیں
۲۸- امالۂ برقی
۲۹- برق کی بھرن اور انبھرن
۳۰- برقی چراغ
۳۱- گرج اور بجلی - محافظ بجلی -
۳۲- برقی گھنٹی
۳۳- ٹیلیفون
۳۴- برقی موٹریں مستقیم رَو کے ڈینیمو
۳۵- کُرہ
۳۶- سورج اور چاند
۳۷- سورج اور چاند گرہن
۳۸- ثوابت

اعلیٰ ابتدائی مدارس میں جہاں تین برس کی پڑھائی ہوتی ہے وہ ہی مضامین سکھائے جاتے ہیں جو اعلیٰ ابتدائی مدارس میں جہاں دو برس کی پڑھائی ہوتی ہے سکھائے جاتے ہیں - فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اعلیٰ ابتدائی مدارس میں تیسرے سال زیادہ مشکل سبق دیئے جاتے ہیں - پس مقصد تین برس کی خواندگی کا خالص طور پر عملی ہے - لیکن ایسے مدارس اس قدر کم ہیں کہ کاناگاوا کے صوبہ میں ۳۰۲ ابتدائی مدارس میں صرف ایک اعلیٰ ابتدائی مدرسہ ہے جس میں تین برس کی خواندگی ہے اور وہ بھی اب ٹوٹ کے ایسا اعلیٰ ابتدائی مدرسہ بننے والا ہے جس میں معمولی دو برس کی خواندگی ہوگی

جو کچھ میں نے اُوپر بیان کیا ہے، اُس سے معلوم ہوا ہوگا کہ سوائے سینے اور انتظام خانہ داری کے تمام ابتدائی مدارس میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے مضامین

ایک ہی سے ہیں۔

ایک اعلیٰ مدرسہ میں عموماً دو جماعتیں ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد طلبہ کی فی جماعت جس کی اجازت دی گئی ہے ۶۰ ہوتی ہے۔ اس میں اگر حالات مجبور کریں اور حاکم صوبہ منظور کرے تو ۷۰ تک اضافہ ہو سکتا ہے۔ فی معلم طلبہ کی زیادہ سے زیادہ تعداد بھی ۶۰ ہے۔ سال اول اور دوم کی دونوں جماعتوں میں لڑکوں کے لیے ہفتہ میں ۳۲ گھنٹے اور لڑکیوں کے لیے ہفتہ میں ۲۵ گھنٹے پڑھائی ہوتی ہے۔ اور فی ہفتہ زیادہ سے زیادہ گھنٹوں کی تعداد جس میں ایک معلم کو کام کرنا پڑتا ہے ۲۸ مقرر کیا گیا ہے۔

اعلیٰ ابتدائی مدارس میں بھی معمولی ابتدائی مدارس کی طرح دو قسم کے معلم مقرر کیے جاتے ہیں:۔

۱۔ مددگار معلمان ۲۔ باقاعدہ معلمان

۲ ان دونوں قسموں کے معلموں کو معمولی ابتدائی مدارس میں کام کرنے کی اجازت مل سکتی ہے لیکن معمولی ابتدائی مدرسہ کے کسی معلم کو خواہ وہ مددگار معلم ہو یا باقاعدہ معلم اعلیٰ ابتدائی مدارس میں پڑھانے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔

اعلیٰ ابتدائی مدارس کے مددگار معلموں کو بھی مثل اُن معلموں کے جو معمولی ابتدائی مدارس کے ہوتے ہیں معلمی کا امتحان پاس کرنا ہوتا ہے جو صوباتی جماعت ممتحنان کی طرف سے ذیل کے مضامین میں لیا جاتا ہے :۔

مضامین	کیفیت
۱ - اخلاقیات	اعلیٰ
۲ - معلمی	اعلیٰ
۳ - جاپانی زبان	اعلیٰ
۴ - انشاپردازی و خوشخطی	اعلیٰ
۵ - حساب	اعلیٰ
۶ - تاریخ	اعلیٰ خاکہ تاریخ جاپان کا
۷ - جغرافیہ	اعلیٰ
۸ - سائنس	اعلیٰ
۹ - نقشہ کشی	بلاآلات - اور ہندسہ بیانیہ
۱۰ - گانا اور ایسے باجوں کو بجانا جیسے کہ پیانو اور ارغنون وغیرہ ہوتے ہیں	
۱۱ - جسمانی ورزشیں	جسمانی اور فوجی قواعد اور کھیلوں کا انتظام
۱۲ - سینا	صرف معلمات کے لیے - درجہ اعلیٰ کا
۱۳ - دستکاری کی تربیت	صرف معلموں کے لیے - اصولِ دستکاری اور مشق کارہائے دستی - جیسے کاغذ کا کام

مضامین	کیفیت
	بانس کا کام یا چوبی کام، وغیرہ
۱۴- زراعت	صرف معلموں کے لیے۔ نظری و عملی
۱۵- تجارت	صرف معلموں کے لیے۔ نظری و عملی

اعلیٰ ابتدائی مدارس میں باقاعدہ معلموں کو یا تو مدارسِ معلمین کا سند یافتہ ہونا چاہیے اور اِس صورت میں مزید امتحان کی ضرورت نہ ہوگی یا اُن کو ایک امتحان پاس کرنا ہوگا جو صوباتی جماعت ممتحان لیتی ہے اور جس کے مضامین اور معیار وہی ہیں جو مدارس معلمین کے لیے مقرر کئے گئے ہیں۔

علاوہ متذکرہ صدر معلمین کے باقاعدہ معلم ایسے خاص مضامین کے لیے بھی ہوتے ہیں جیسے کہ گانا، جسمانی ورزشیں، سینا، دستکاری، زراعت، تجارت، معاشیاتِ خانہ داری، غیر زبانیں، وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ان کا بھی امتحان صوباتی جماعت ممتحان کی طرف سے لیا جاتا ہے لیکن صرف ان ہی مضامین میں جن میں وہ باقاعدہ معلم بننا چاہتے ہیں۔ امتحانوں کا معیار وہی ہے جو باقاعدہ معلموں کے متذکرہ صدر امتحانوں کا ہے۔

تنخواہ جو مددگار اور باقاعدہ معلم کو اعلیٰ ابتدائی مدارس میں دی جاتی ہے وہ ہی ہوتی ہے جو مددگار اور باقاعدہ معلموں کو معمولی ابتدائی مدارس میں دی جاتی ہے۔ لیکن خاص مضامین کے باقاعدہ معلموں کی کم سے کم تنخواہ ۳۵ ین یا ۲۶ روپیہ ۱۰ آنہ

ماہوار ہے اور زیادہ سے زیادہ تنخواہ ۱۲۰ ین یا ۱۸۰ روپیہ ماہوار ہے۔ علاوہ ازیں ایک خاص تنخواہ ۱۶۰ ین یعنی ۲۴۰ روپیہ ماہوار تک کی اُن خاص مضامین کے معلموں کو مل سکتی ہے جن کی خدمات اِس قسم کی قدر افزائی کے لایق معلوم ہوتی ہیں۔ مگر اِس خاص تنخواہ کے ملنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ یہ معلمان زیادہ سے زیادہ تنخواہ کے درجہ تک پہنچ چکے ہوں۔

ایک پُورے ترقی کردہ ابتدائی مدرسے یعنی ایک اعلیٰ ابتدائی مدرسے کا خرچ ۶۰۰۰ ین یعنی ۹۰۰۰ روپیہ سالانہ یا ۷۵۰ روپیہ ماہوار ہوتا ہے اور اِس میں تقریباً دو ہزار طلبہ اور ۴۵ معلم ہوتے ہیں۔

بیسواں باب

لڑکوں کے مدارس وسطانیہ، لڑکیوں کے مدارس فوقانیہ لڑکیوں کے لئے فوقانیہ مدارس خانہ داری

مدارس وسطانیہ

معمولی ابتدائی مدرسے یا اعلیٰ ابتدائی مدرسے کی خواندگی ختم کرنے کے بعد ایک لڑکا ایک مدرسۂ وسطانیہ میں پڑھنے جا سکتا ہی جہاں پوری خواندگی ختم کرنے کے لئے ۵ برس کا زمانہ درکار ہوتا ہی۔ بعض مدرسوں میں ایک ضمنی خواندگی بھی ہوتی ہی جس کی مدت ایک سال سے زائد نہیں ہوتی۔ یہ خواندگی خاص کر ایسے لڑکوں کے واسطے ہوتی ہی جو اپنی تعلیم کو آگے بڑھانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

کُل تعداد مدارس وسطانیہ کی جاپان میں (۳۳۷) ہی۔ ان میں سے ۲ مدرسے سرکاری ہیں۔ (۲۵۴) پبلک کے ہیں اور (۸۱) خانگی ہیں۔ دو سرکاری مدرسے وہ ہیں

جو ٹوکیو اور ہیروشیما کے مردانے اعلیٰ مدارس معلمین سے متعلق ہیں۔

مدارس وسطانیہ کی غرض یہ ہی کہ "مرد طلبہ کو ایک اعلیٰ معیار کی عمدہ عام تعلیم دی جائے" معلمین کو خاص توجہ اس طرف کرنی ہوتی ہی کہ قومی اخلاق کے خیالات اچھی طرح ذہن نشین کردیں اور اصلی سانحات و مقامی حادثات کی طرف توجہ دلا کر طلبہ میں ایک صحیح قومی روح پیدا کردیں۔

ہر ایک صوبے کو کم سے کم ایک مدرسہ وسطانیہ قائم رکھنا پڑتا ہی۔ لیکن وزیر تعلیم اگر ضرورت سمجھے تو ایک سے زیادہ مدارس وسطانیہ قائم کرنے کا حکم دے سکتا ہی۔ ماتحت صوبجات، شہروں، قصبوں اور مواضعات کو بھی وسطانیہ مدارس قائم کرنے کا حق ملا ہی۔ بشرطیکہ اس سے اُن کے مدارس ابتدائی کی خوبیِ تعلیم میں کوئی نقص نہ آئے۔

کوئی لڑکا جس کی عمر بارہ برس سے کم ہو اور وہ کسی معمولی ابتدائی مدرسے کا منتہی بھی نہ ہو اور اُس کی لیاقت ایسے منتہی لڑکوں کے برابر یا اُن سے بڑھی ہوئی بھی نہ ہو تو وہ کسی مدرسہ وسطانیہ میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔ داخلہ کے لئے ایسے درخواست گزاروں کو جنھوں نے ایک اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کی خواندگی ختم کرلی ہی اجازت مل سکتی ہی کہ وہ مدرسہ فوقانیہ کی سب سے نیچی جماعت سے اوپر کی جماعت میں شریک ہوجائیں بشرطیکہ حکام مدرسہ جو امتحان ایسے درخواست گزاروں کے معیار علمی کی جانچ کے لئے لیں اُن میں وہ کامیاب ہوجائیں۔ عام صورت یہ ہی کہ ابتدائی مدارس کی خواندگی ختم کرتے ہی لڑکے مدارس وسطانیہ میں داخل ہوجاتے ہیں اور مشکل سے

"کوئی طالب علم اعلیٰ ابتدائی مدارس سے مدارس وسطانیہ میں جاتا ہے کیوں کہ اس کے معنی مفت میں ایک سال ضائع کرنے کے ہوتے ہیں۔ ان مدارس وسطانیہ میں جو مضامین پڑھائے جاتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں :-

جماعت سالِ اوّل

مضمون	کیفیت
۱ - اخلاقیات	۱ گھنٹہ فی ہفتہ
۲ - جاپانی اور چینی ادبیات	۸ " " "
۳ - غیر زبان (بالعموم انگریزی)	۶ " " "
۴ - تاریخ جاپان اور جغرافیہ عالم	۳ " " "
۵ - ریاضی (جبر و مقابلہ اور حساب)	۴ " " "
۶ - علوم طبیعی (نباتیات یا ارضیات یا حیوانیات)	۲ " " "
۷ - اشیائے قدرت کو دیکھ کر تصویر کشی	۱ " " "
۸ - گانا	۱ " " "
۹ - جسمانی ورزشیں	۳ " " "

جماعت سال دوم

مضمون	کیفیت
۱ - اخلاقیات	۱ گھنٹہ فی ہفتہ
۲ - جاپانی اور چینی ادبیات	۸ " " "

مضمون	کیفیت
۳- غیر زبان	۷ گھنٹہ فی ہفتہ
۴- تاریخ وجغرافیۂ جاپان	۳ " " "
۵- جبر و مقابلہ	۴ " " "
۶- علوم طبعی اور حفظانِ صحت	۲ " " "
۷- تصویر کشی	۱ " " "
۸- گاتا	۱ " " "
۹- جسمانی ورزشیں	۳ " " "

جماعتِ سال سوم

مضمون	کیفیت
۱- اخلاقیات	۱ گھنٹہ فی ہفتہ
۲- جاپانی اور چینی ادبیات	۶ " " "
۳- غیر زبان	۷ " " "
۴- تاریخ عالم، جغرافیہ عالم اور تاریخ جاپان کا خاکہ	۳ " " "
۵- جبر و مقابلہ اور ہندسہ	۵ " " "
۶- علوم طبعی	۲ " " "
۷- طبیعیات اور کیمیا	۲ " " "
۸- تصویر کشی	۱ " " "

مضمون	کیفیت
۹ - جسمانی ورزشیں	۳ گھنٹہ فی ہفتہ

جماعت سال چہارم

مضمون	کیفیت
۱ - اخلاقیات	۱ گھنٹہ فی ہفتہ
۲ - جاپانی اور چینی ادبیات	۵ " " "
۳ - غیر زبان	۵ " " "
۴ - تاریخ جاپان - تاریخ و جغرافیہ عالم	۳ " " "
۵ - جبر و مقابلہ و ہندسہ	۴ " " "
۶ - علوم طبیعی	۲ " " "
۷ - طبیعیات اور کیمیا	۴ " " "
۸ - زراعت - تجارتی کفایت شعاری (دونوں مضمون اختیاری ہیں)	۲ " " "
۹ - تصویر کشی	۱ " " "
۱۰ - جسمانی ورزشیں	۳ " " "

جماعت سال پنجم

مضمون	کیفیت
۱ - اخلاقیات	۱ گھنٹہ فی ہفتہ
۲ - جاپانی اور چینی ادبیات	۵ " " "
۳ - غیر زبان	۵ " " "

مضمون	کیفیت
۴ - تاریخ جاپان۔ تاریخ وجغرافیۂ عالم	۳ گھنٹہ فی ہفتہ
۵ - جبرومقابلہ۔ ہندسہ اور علم مثلث	۴ " " "
۶ - طبیعیات وکیمیا	۴ " " "
۷ - ابتدائی اصولِ وضع قوانین ومعاشیات (یہ دونوں مضامین گو ابھی تک لازمی نہیں ہیں مگر بہت جلد لازمی کر دیئے جائیں گے)	۲ " " "
۸ - زراعت اور تجارتی کفایت شعاری (دونوں مضمون اختیاری ہیں)	۲ " " "
۹ - تصویر کشی	۱ " " "
۱۰ - جسمانی ورزشیں	۳ " " "

مدرسۂ وسطانیہ کی سب سے اعلیٰ جماعت میں جبرومقابلہ فی صد اوسط کے حساب تک سکھایا جاتا ہے۔ علم ہندسہ، ہندسہ مکعبی تک۔ علم مثلث مساوی پیمائشوں تک۔

سائنس کی کتابوں کی نسبت جو ان مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہیں، مجھ کو معلوم ہوا کہ بعض مدارس وسطانیہ میں علوم طبیعی کا ایک عام خیال سال اول کی جماعت میں پیدا کر دیتے ہیں اور جو کتاب اس مقصد سے تالیف کی گئی ہے اُس میں مندرجۂ ذیل سبق ہیں :-

باب اوّل

عالمِ قدرت :-

زندہ اور مُردہ مادّہ — حیوانات، نباتات و معدنیات کے درمیان تعلق

حیوانات و نباتات کے درمیان تعلق

باب دوم

حیوانات کی جسمانی ساخت :-

خانے — یک خانہ مخلوق

اُن کے جسم کی شکل — اعضاء

اعلیٰ اور ادنیٰ مخلوق — افعال

باب سوم

حیاتی دَور کی ایک عام جماعت بندی :-

تغذیہ — حس و حرکت

توالدِ نوع — حیات کی ابتدا

باب چہارم

حیات کی مختلف حالتیں :-

حیات کی مختلف حالتوں کی گوناگونی — تیرنا

رینگنا — چلنا

اُڑنا — تَیرنا

بہنا — ایک جاندار کا دوسرے جاندار پر پیدا ہونا اور پرورش پاتے رہنا

مباشرت — نوآبادی

معاشرتی زندگی

باب پنجم

حیوانات اور اُن کا ماحول :-

ماحول سے موافقت پیدا کر لینے کی قابلیت — حرارت اور رطوبت

دھوپ — غذا

خود پیدا ہو جانے کے طریقے — رنگ

عقل — عقلِ حیوانی

باب ششم

حیوانات کا توالد و تناسل :-

حفظِ نسل — درختوں کی پیدائش کے طریقے

جانوروں کی پیدائش کے طریقے — مخلوق کی ابتدا کے بارے میں خیالاتِ باطل

کا قدرتی طور پر پیدا ہونا

انڈوں کی تعداد — بیجوں میں نمو کا مادّہ

حیوانات میں عملِ انقلاب　　　　تعلیم
حیوانات کی طبعی حیات　　　　اُن کے افعالِ حیات کا مقصد

باب ہفتم

حیوانات کی مستقل سکونت کا مقام　　　　ارضی تقسیم حیوانات کی وسعت
ارضی تقسیمِ اشجار　　　　ارضی تقسیم حیوانات

باب ہشتم

تاریخی زمانے سے پہلے کے حیوانات :-

حیوانات کا دورِ گزشتہ　　　　ظہورِ حیوانات
نشاۃ قدیمہ (پیلیوزواک)　　　　نشاۃ وسیط (میسوزواک)
نشاۃ جدیدہ (سینوزواک)　　　　مخلوقاتِ قدیم میں تبدیلیاں

باب نہم

حیوانات کا نموِ تدریجی :-

ثبوت نموِ تدریجی جو تشریح جسمانی سے حاصل ہوتے ہیں

۱ - اعضاء بے کار شدہ کا کچھ کچھ ابھی تک باقی رہ جانا
۲ - مشابہ اعضاء کی موجودگی
۳ - گردن کی ہڈیوں کی باقاعدہ تعداد

مدارس وسطانیہ میں کیمیا کی تعلیم کے لئے صرف ایک کتاب استعمال کی جاتی ہے اُس کے تین حصے ہیں اور بالعموم سال سوم و سال پنجم کی جماعتوں کے درمیانی زمانے میں ختم کر لی جاتی ہے۔ اس میں ذیل کے سبق ہیں :-

حصہ اول

ادھاتیں

باب ۱ - پانی - حمضین (ہائڈروجن)

〃 ۲ - ہوا

〃 ۳ - مایِن (آکسیجن)

〃 ۴ - شورین (نائٹروجن)

〃 ۵ - کمیتِ مادہ کے استقلال کا کلیہ -

〃 ۶ - مرکبات - بسیط مادّے - عناصر

〃 ۷ - فحمین یکمائید اور فحمین دومائید - ضعفی تناسبوں کا کلیہ :-

(ا) فحمین یکمائید (کاربن مانآکسائیڈ)

(ب) فحمین دومائید (کاربن ڈائی آکسائیڈ) ضعفی تناسبوں کا کلیہ -

باب ۸ - نمک کا تیزاب - سبزین (کلورین)

باب ۹ - نشادرہ - اُس کی ترکیبِ اجزائی، گیسی تعامل کا کلیہ :-

(ا) نشادرہ (ب) گیسی تعامل

باب ۱۰ - نظریۂ سالمات - نظریۂ جواہر :-

(ا) وزنِ جوہر (ب) وزن سالمہ

باب ۱۱ - کیمیائی علامتیں :-

(ا) علامات - سالمی ضابطے مساواتیں (ب) گرفت ترکیبی ضابطے

باب ۱۲ - کجلین :-

(ا) کجلین اور اُس کے سادہ مرکبات (ب) شُعلہ

باب ۱۳ - لَونجنات - حمضین کے لَونجنی مرکبات :-

(ا) لونجنات (ب) حمضین کے لونجنی مرکبات

(ج) کھانے کا نمک

باب ۱۴ - مائین - گندھک اور اُس کے مرکبات :-

(ا) اذفرین اور حمضین دومائد (اوزون اور ہائیڈروجن ڈائی آکسائیڈ)

(ب) گندھک اور حمضین کبریدی (ہائیڈروجن سلفائڈ)

(ج) گندھک اور اُس کے مائینی مرکبات

باب ۱۵ - شورین - زُہرین اور اُن کے مرکبات :-

(ا) شورہ کا تیزاب اور اُس کے نمک -

(ب) زہرین (فاسفورس) اور اُس کے مرکبات

حصہ دوم

دھاتیں

حصہ سوم

نامیاتی مرکبات

باب ۷ - نفتھیلین - انتھراسین اور اُن کے مشتقات۔

باب ۸ - قلوی الصفت اشیاء

باب ۹ - ترپنز - کافور

باب ۱۰ - پروٹیڈز

باب ۱۱ - لسونت محلول

باب ۱۲ - کھادیں - فطرت میں مادّہ کا دَوران

ارضیات میں بھی صرف ایک کتاب مدارس وسطانیہ میں پڑھائی جاتی ہی اور اُس کے سبق یہ ہیں :-

باب اوّل

آتشیں چٹانیں

آتشیں چٹانوں کی اصلی دھاتیں :-

گار پتھر

فیلڈ اسپار - ایک قسم کا بلوری پتھر جو کئی رنگ کا ہوتا ہی اور ایسی دو سمتوں میں جو زاویہ قائمہ بنائیں آسانی سے ٹوٹ جاتا ہی۔

ابرک

سنگ تاباں (اگایٹ)

بلگونہ ۔ مختلف رنگ کے چمک دار پتھر (امیفی بول)

مخصوص آتشیں چٹانیں :۔

سنگ خارا

ڈیونا ۔ سنگِ سیاہ جس پر سُرخ داغ ہوں (ڈائیونا ئیٹ)

گھردرا گار پتھر

انڈیزی ۔ ایک گہرے بھورے رنگ کا بلوری پتھر (انڈی سائیٹ)

بَسَلطہ ۔ رخام الاسود (بے سالٹ)

آتشیں چٹانوں کی جماعت بندی اور وہ حالتیں جن میں وہ موجود ہوتے ہیں

آتشیں چٹانوں کا نمودار ہونا ۔

سمندری چٹانیں اور جوالا مُکھی چٹانیں

حالتیں جن میں آتشیں چٹان نمودار ہوتی ہیں ۔

لاوا

جوالا مُکھی پہاڑوں کا شق ہونا اور جوالا مکھی چٹانوں کے ٹکڑے

جوالا مُکھی چٹانوں کا اتصال

باب دوم

رسوبی چٹانیں

رسوبی چٹانوں کے موجود ہونے کا سبب اور اُن کے اصلی معدنیات :-

کمہار والی مٹی　　　رسوبی چٹانوں کے معدنیات

کلسیت　　　جپسہ

کانی نمک

مخصوص رسوبی چٹانیں :-

سنگِ بلورین اور ریگ　　　مرکومہ - مختلف قسم کے پتھروں سے جڑا ہوا حجر الرمل (کان گگوہٹا)

ایک قسم کا گار پتھر (کوارزائٹ)　　　مٹی

زرد مٹی اور سرخ مٹی　　　چونے کا پتھر

کانی نمک اور جپسہ　　　پتھر کا کوئلہ

کوئلے کی کانیں مٹی کا تیل - کانی رال - چٹانیں دو جوہری

رسوبی چٹانوں کی مجمل کیفیت

باب سوم

منقلبہ چٹانیں

ایسے چٹانوں کے موجود ہونے کی وجہ اور اُن کے اصلی

معدنیات :-

ماسبزودہ (کلورائیٹ) — سربیہ سنگ مرمر

شرمان

مخصوص منقلبہ چٹانیں :-

پرت دار چٹانیں جن میں جلد انقلاب ہوتا ہے — صخرہ مورق

سربیہ چٹان — سنگِ مرمر

باب چہارم

زمین

چٹانوں کا موسم زدہ ہو جانا — موسم زدگی کے نتیجے

زمینوں کی قسمیں — زمینوں کی نوعیت

زندہ چیزیں اور زمینیں

باب پنجم

قشرۂ زمین کی ساخت

طبقات کا اپنی جگہ سے ہٹنا اور جغرافی تقسیم

طبقات کی سمتیں اور ان کا میلان

باب ششم

ارضیاتی تاریخ کا خاکہ

طبقات کا ارتقاء

رکاز (فوسل) :-

(ا) مجموعہ ابتدائی　　(ب) مجموعہ نشاۃ قدیمہ

(ج) مجموعہ نشاۃ وسیط　　(د) مجموعہ نشاۃ جدید

باب ہفتم

ادھاتی حاصلات

ہیرا۔ سختی۔ دمک　　کرنڈ۔ قلمی المونا کی قسم کی ایک دھات (کورنڈم)

زبرجد　　جواہر برقی الخواص (تورمیلین)

یاقوت۔ دودھیا پتھر۔ عنبر　　جواہرات اور قیمتی پتھر

افیتیت۔ سیل اسپار　　گندھک۔ سلیٹ کی پنسل والا پتھر

باب ہشتم

دھاتی معدنیات

کچھ دھاتیں اور کچھ دھاتوں کا تلچھٹ

کانیں - سونے کی کچدھات - سونے کی تخلیص - چاندی کی کچدھات - تانبے کی کچدھات - تانبے کی تخلیص - لوہے کی کچدھات - لوہے کی تخلیص - پارے کی کچدھات - جست کی کچدھات - قلعی کی کچدھات - کُحلیہ کی کچدھات - منغیسیہ کی کچدھات - قرومیہ کی کچدھات - خاریہ کی کچدھات - زاجیہ کی کچدھات - فرطیس -

باب نہم

دھاتی چٹانوں کے استعمالات

بکارآمد معدنیات :-

جواہرات - قیمتی نگینے	کانی ایندھن
پیسنے اور صیقل کرنے کی اشیا	رنگ آور اشیاء اور غازہ
طبّی اشیاء	کھادیں
عمارتی پتھر	آرائشی پتھر
قبروں کے کتبوں اور تعویذوں کے لئے پتھر	نقش کرنے کے لئے پتھر
متفرق استعمالات	دنیا کی پیداوارِ معدنیات کی حالت

جاپان کی پیداوارِ معدنیات کی حالت

طبیعیات کی پہلی کتاب جو مدرسہ وسطانیہ کی سال سوم کی جماعت میں پڑھائی جاتی ہے - اس کے مضامین حسب ذیل ہیں :-

دیباچہ

علومِ طبعی - طبعیات - ابتدائی اکائیاں - ماخذ اکائیاں

حصّہ اوّل

مادّہ کی قوّتیں اور خاصیتیں

باب اوّل

قوت — ردِّ عمل

حرکت اور رفتار — دباؤ

جمود — تناؤ

جاذبۂ زمین — تجاذب

قوتوں کا تعادل — سالمی قوتیں

باب دوم

مجسمات — لچک

مادّہ کی تین حالتیں — ہُک کا کلیہ

باب سوم

مائعات — ایسے ظروف جن میں ایک دوسرے سے سیالات گزر سکے

باب چہارم

حصہ دوم

حرارت

باب اول

باب دوم

باب سوم

باب چہارم

حصۂ سوم

قوت اور مادّہ کی خاصیتیں

باب اول

قوت اور مرکز جاذبہ — متوازی قوتوں کا مرکز

قوتوں کی ترسیمی تعبیر — قوت کا معیار، اثر

قوتوں کی ترکیب اور قوتوں کی تشریح — مساوی قوت اور متضاد سمتوں کی دو طاقتیں

مرکز جاذبہ — قیام پذیری

باب دوم

مشینیں اور کام — چرخ اور محور

مشینیں — پیچ

بیرم — دندانے دار پہیہ

مائل سطح — طاقت

چرخی — خردہ پیما پیچ

باب سوم

توانائی — دخانی انجن

ہوا چکّی — گیسی انجن

حصۂ پنجم

نور

باب اوّل

باب دوم

کیمرا یا تماشہ گاہ　　　　اطراف بین

سینامیٹوگراف یا حرکت نگار

باب سوم

رنگ　　　　شبنم اور قوس قزح

انتشار　　　　اشیاء کا جذب اور رنگ

حصہ ششم

مقناطیسیت اور برق

باب اول

مقناطیسیت　　　　امالۂ مقناطیسی

مقناطیس　　　　مقناطیسی میدان

مقناطیسی قوت　　　　زمین کا مقناطیسی میدان

کولم کا کلیہ　　　　کمپاس

باب دوم

برق　　　　برقی امالہ

برقی ایصال　　　　برق بردار

برق کی دو قسمیں　　　　برقی مشینیں

باب سوم

باب چہارم

باب پنجم

باب ششم

امالی رَو ئیں	ڈینمو
امالی رَو کی سمت	ٹیلیفون

طبیعیات کی دوسری کتاب جو مدارس وسطانیہ کے سال چہارم و پنجم میں پڑھائی جاتی ہے اُس کے سبق حسب ذیل ہیں :-

حصّہ اوّل

قوت اور حرارت

باب اول

حرکت اور کلیۂ حرکت	اِسراع
رفتار اور حرکت	کلیاتِ حرکت
حرکت کی ترکیب و تشریح	معیارِ حرکت

باب دوم

اجسامِ متحرک	قطع مکانی
گرنے والے اجسام	حرکتِ مستدیر
تجاذب عالم کا کلیہ	حرکتِ مُنحنی

گردشِ محوری

باب سوم

حصہ دوم

آواز اور نور

باب اوّل

باب دوم

باب سوم

حصہ سوم

برق

باب اول

باب دوم

باب سوم

برقی اہتزاز اور برقی موج | امواجِ برق اور امواجِ نور
اہتزازی اُبھرن | بے تار خبر رسانی
برقی گمگ | بے تار صدا رسانی

باب چہارم

خلا سے اخراجِ برق اور لامعیت | زیر برقیرہ شعاع
خلا سے اخراج برق | لامعیت

تجزیۂ جواہر

حیوانیات پر صرف ایک کتاب وسطانیہ مدارس میں پڑھائی جاتی ہی اور اُس کے سبق حسب ذیل ہیں :-

تمہید

مُہرے والے حیوانات (ورٹی برٹیا)

باب ۱ - مرضعہ یا شیردہ جانور- اُن کی ساخت- اُن کا بکار آمد ہونا، وغیرہ -
باب ۲ - پرند- اُن کی ساخت- بکار آمد پرند، وغیرہ
باب ۳ - زحفیہ (رینگنے والے جانور)
باب ۴ - ہوماہیہ (پانی اور ہوا کے جانور)

حشرات مفصل پا (آرتھروپوڈا)

حشرات جن کے جسم کے جوڑ چھلوں کی شکل ہوتے ہیں

حلزون (مولسکا)

چھلونما حشرات (اینلیڈا)

باب ۲ - حشرات علقیہ (ہیروڈینی)

حشرات مرطیبہ (اڈریتیا)

حشرات رشتہ (نیماٹوڈا)

پھن کرمے (پلیٹی ہلمنیا)

باب ۱ - کدو دانہ یا شریطیہ کی قسمیں

باب ۲ - حشرات ثقباسا (ٹریمیٹوڈا)

صدفی حشرات بحری (ایکی نوڈرماٹا)

جوفیلے (کالن ٹیراٹا)

سوراخیلے یا اسفنجی حشرات (پوری فیرا)

بادیوانات یا حشرات غروی (پروٹوزوا)

حیوانات کی علیحدگی اور تقسیم

ضمیمہ

حیوانات کا اجتماع — نمونوں کی تیاری

بقا اور پرورش — حیوانات کو جمع کرنے کے ذرائع

حفظانِ جسد

نباتیات پر صرف ایک کتاب مدارس وسطانیہ میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے مضامین حسبِ ذیل ہیں :-

پتوں اور پھولوں کے ابتدائی حالات

حصہ اول

پہلا سبق - صلیب نما پھولوں والے درخت (کروسی فیری)
دوسرا سبق - گلِ صد برگ (کمپوزیٹی)
تیسرا سبق -
چوتھا سبق - شہتوتی اشجار (موراکی)، مخروطی پھولوں والے درخت (کونی فیری)
پانچواں سبق - نکیلا زہردار گل (ڈکس کیپی ڈاٹا)
چھٹا سبق - گلاب کی مثل پھولوں والے درخت (روزاکائی)

ساتواں سبق - چارے کے درخت کی اقسام

آٹھواں سبق - اشجارِ وجی کی اقسام (سوئیٹ فلیگ)

نواں سبق - فاگاکائی

دسواں سبق - درخت گُل کاسہ کی اقسام

گیارہواں سبق - خربُزے کی اقسام

بارہواں سبق - سفید بیگن کی اقسام

تیرہواں سبق - اشجارِ گیاہی (گرامی ناکائی)

چودہواں سبق - درخت گُل خُطمی کی اقسام (ہولی ہک)

پندرہواں سبق - درخت سوسن کے اقسام (للی کائی)

سولہواں سبق - ایسے درختوں کی اقسام جن کے پھول ظاہر ہوتے ہیں

سترہواں سبق - گلوشینہ (گلی کینیا)

اٹھارواں سبق - طحلبیہ (برائیو فیٹا)

اُنیسواں سبق - آبی گیاہ کی اقسام

بیسواں سبق - کھمبی کے اقسام

اکیسواں سبق - شجری جراثیم صغیرہ (باکتریا) نباتی سانچے

حصہ دوم

عام قواعد

حصہ سوم

درختوں کے استعمال کی مختصر توجیہہ

پہلا سبق ۔ آرائشی درخت

دوسرا سبق ۔ میوہ دار درخت

تیسرا سبق ۔ خوردنی پودے

چوتھا سبق ۔ زہریلے درخت

پانچواں سبق ۔ دوائی پودے ۔ اشجار میں خاندانی موانست

چھٹا سبق ۔ درخت جن کا کام صنعت و حرفت میں پڑتا ہے ۔

ساتواں سبق ۔ اشجار چوبینہ ۔ جنگلات

ضمیمہ

درختوں کی تصویریں کیوں کر کھینچنی چاہئیں

تجربہ کی غرض سے درختوں کا مشاہدہ

حفظانِ صحت پر صرف ایک ہی کتاب مدارس وسطانیہ میں پڑھائی جاتی ہے

اس کے مضامین حسب ذیل ہیں :۔

تمہید

باب اوّل

پنجرۂ استخواں

۱- پنجرہ استخوان کی تشریح :-

(ا) ہڈیوں کی شکلیں اور جوڑ (ب) ہڈیوں کی اقسام

(ج) ہڈیوں کی ترکیب و ترتیب

۲- ہڈیوں کا اصولِ حیاتی

باب دوم

عضلاتی نظام

۱- عضلاتی تشریح ۲- عضلات کا اصول حیاتی

باب سوم

کھانا اور پینا

۱- کھانے اور پینے کا حیاتی اصول

باب چہارم

ترکیب ہضم

۱- تشریح اعضائے ہاضمہ ۲- ہاضمہ کا حیاتی اصول

باب پنجم

دورانِ خون

۱ - خون

۲ - دل اور رگیں جن میں خون دوڑتا ہے

(الف) تشریح (ب) علم افعالِ حیات

۳ - لمف (رطوبتِ غریزی)

باب ششم

تنفس

۱ - اعضائے تنفس کی تشریح

۲ - اعضائے تنفس کا حیاتی اصول

۳ - اعضائے نطق

باب ہفتم

تولید و تناسل

باب ہشتم

جلد

باب نہم

اعصاب

۱- اعصاب کی تشریح :-

(ا) حرام مغز کے اعصاب　　(ب) ترتیب رباطی

۲- اعصاب کا حیاتی اصول

باب دہم

حواس

۱- اعصائے بصارت　　۲- اعضائے سماعت

۳- سونگھنے، چکھنے اور لمس کے اعضاء

باب یازدہم

عام افعالِ حیات اور حفظانِ صحت جسمانی

۱- تسلسلِ نسل اور حیات کے اصول

۲- تغیراتِ موسمی کو برداشت کرنے کی صلاحیت

۳- کل اعضائے جسمانی کا ایک دوسرے پر انحصار

۴- جسم انسانی کی حفاظت - حملہ کے اعضاء - عقل حیوانی

۵- جاپانی اور غیر ملکی

۶ - شخصی حفظانِ صحت　　　۷ - بیماری

۸ - حفظانِ صحت عامہ

ضمیمہ

۱ - کھانا اور پینا　　　۲ - بوسیدہ و فرسودہ دانت

۳ - حیوانات جو دوسرے ذی حیات اجسام پر پرورش پاتے ہیں

۴ - اندرونی ترشح　　　۵ - اعفائی علاج

۶ - ایسے لڑکوں کی دماغی وجسمانی حالت جن کی عمر مدارس وسطانیہ میں داخل ہونے کے قابل ہے۔

عام طور پر ایک مدرسہ وسطانیہ میں پانچ جماعتیں ہوتی ہیں اور مجموعی تعداد طلبہ کی ۸۰۰ تک محدود رکھی گئی ہے۔ لیکن ضرورت ہو تو وزیر تعلیم کی خاص منظوری سے یہ تعداد ایک ہزار تک بڑھائی جاسکتی ہے۔ طلبہ کی تعداد فی جماعت ۵۰ مقرر کی گئی ہے اور کم سے کم دو معلم ایک جماعت کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی جماعت کو شاخوں میں تقسیم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک ایسی جماعت کے لئے جو اصلی پانچ جماعتوں کے علاوہ قائم ہو معلموں کی تعداد کا تعین فی جماعت ۱½ معلم کی شرح سے کیا جائے۔ مثلاً اگر کسی مدرسہ وسطانیہ میں ۷ جماعتیں ہیں تو اس کو ۱۲ معلم دیئے جائیں گے۔

مدرسہ وسطانیہ میں سال اول کی جماعت کو فی ہفتہ ۲۹ گھنٹے کام کرنا ہوتا ہے اور باقی چار جماعتوں کو فی ہفتہ ۳۰ گھنٹے اور ایک معلم کے لئے اوسط طریقے پر ۱۹ گھنٹے فی ہفتہ کام مقرر کیا گیا ہے۔

مدارس ابتدائی کی مثل مدارس وسطانیہ میں بھی دو قسم کے معلم مقرر کئے جاتے ہیں:-

۱- معلم

۲- مددگار معلم

ان دونوں قسم کے معلموں کے پاس معلمان مدرسہ ثانوی کی سند جو وزیر تعلیم عطا کرتا ہے موجود ہونی چاہیئے۔ لیکن چوں کہ وہ عام طور پر اعلیٰ مدارس معلمین کے سند یافتہ ہوتے ہیں اس لئے ان کی زیادہ آزمائش کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی ہے۔ اگر سند مذکور کے لئے کوئی بچ کا امیدوار اپنے تئیں پیش کرے تو پھر ممتحنوں کا ایک بورڈ بہ ماتحتی وزیر تعلیم اس کا امتحان لیتا ہے۔ اس امتحان کے مضامین اور ان کے معیار وہی ہیں جو اعلیٰ مدارس معلمین کے لئے مقرر ہیں۔ وزیر تعلیم کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ اپنے اختیار تمیزی کو کام میں لاکر بلا مزید امتحان لئے جامعات یا ان کی مساوی الدرجہ تعلیم گاہوں کے سند یافتہ لوگوں کو اسناد عطا کرے اور اس کام میں ایک کمیٹی اس کی مدد کرتی ہے جس کا کام ہے کہ وزیر تعلیم کے پاس جس قدر درخواستیں آئیں ان کی جانچ اور ان کے متعلق سفارش کرے۔

جب معلم مقرر کئے جاتے ہیں تو ان کو صرف ایسے مضامین پڑھانے کی اجازت ہوتی

ہے جن میں وہ اعلیٰ مدرسۂ معلمین میں سند یافتہ ہو چکے ہوں یا جن کو اپنی جامعات میں انھوں نے خاص طور پر پڑھا ہو۔

معلمین اور مددگار معلمین کی لیاقت میں کوئی واقعی فرق نہیں ہوتا۔ لیکن بالعموم زیادہ مدت کے ملازمین معلم اور کم مدت کے ملازمین مددگار معلم مقرر ہوتے ہیں۔

ایک مدرسہ وسطانیہ کے معلموں میں سے چار معلم معمولاً سونین کے درجے کے ہوتے ہیں۔ یعنی ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا تقرر وزیر تعلیم کی سفارش پر من جانب شہنشاہ ہوا ہے۔ باقی معلم ہانین کے درجے کے ہوتے ہیں اور ان کو صوبے کا حاکم مدارس کے مہتمم خاص کی سفارش پر مقرر کرتا ہے۔ مدرسہ وسطانیہ کا صدر مدرس یا جس کو ناظم بھی کہتے ہیں سونین کے درجے کا ہوتا ہے۔

تعلیمی عملہ کے مختلف ارکین کی تنخواہیں حسب ذیل ہوتی ہیں:-

عہدہ	کم سے کم تنخواہ			زیادہ سے زیادہ تنخواہ		
	سالانہ	سالانہ	ماہوار	سالانہ	سالانہ	ماہوار
	ین	روپیہ	روپیہ	ین	روپیہ	روپیہ
برائے صدر معلم	۱۱۰۰	۱۶۵۰	۱۳۷ ½	۳۸۰۰	۵۷۰۰	۴۷۵
برائے معلمین درجہ سونین	۱۰۰۰	۱۵۰۰	۱۲۵	۳۱۰۰	۴۶۵۰	۳۸۷ ½
برائے معلمین درجہ ہانین	۶۰۰	۹۰۰	۷۵	۱۹۲۰	۲۸۸۰	۲۴۰
برائے مددگار معلمین	۴۸۰	۷۲۰	۶۰	۱۴۴۰	۲۱۶۰	۱۸۰

زیادہ سے زیادہ تنخواہ تک پہنچنے میں ایک معلم کو تقریباً ۳۰ برس لگتے ہیں۔ ترقیاں کل بذریعہ انتخاب دی جاتی ہیں اور کسی معلم کی تنخواہ میں ایک ہی سال میں دو مرتبہ اضافہ نہیں ہوسکتا۔

ایک پورے ترقی یافتہ مدرسہ وسطانیہ کو قائم رکھنے کا خرچ تقریباً ۶۴۲۳۰ ین (۹۶۳۴۵ روپیہ) سالانہ یا ۸۰۲۸ روپیہ ۱۲ آنہ ماہوار ہوتا ہے۔ ایسے مدرسہ میں تقریباً ۸۰۰ طلبہ اور ۳۲ معلموں کا عملہ ہوتا ہے۔ برخلاف ہمارے حیدرآباد کے مدارس وسطانیہ کے جاپان میں کسی مدرسہ وسطانیہ سے ابتدائی جماعتیں کبھی متعلق نہیں کی جاتیں۔

لڑکیوں کے مدارس فوقانیہ

معمولی یا اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کی خواندگی ختم کرنے کے بعد ایک لڑکی ان تعلیم گاہوں میں داخل ہوسکتی ہے جن کو اعلیٰ مدارس نسواں کہا جاتا ہے۔ ان مدارس کی خواندگی چار یا پانچ برس کی ہوتی ہے۔ پانچواں سال صرف اس کام میں صرف کیا جاتا ہے کہ جو تعلیم پچھلے چار برسوں میں ملی ہے اس کو بخوبی جلا دی جائے۔ غرض جن مدارس کو لڑکوں کے متعلق مدارس وسطانیہ کہتے ہیں لڑکیوں کے متعلق ان کا نام اعلیٰ مدارس لیا جاتا ہے۔

جو حالت لڑکوں کی ہے کہ وہ اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کی تعلیم ختم کرکے مدرسہ وسطانیہ میں داخل ہوتے ہیں وہی لڑکیوں کی ہے کہ وہ اعلیٰ ابتدائی مدرسہ سے اعلیٰ مدارس

نسواں میں داخل ہوتی ہیں۔ کیوں کہ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کو بھی اجازت ہوتی ہی کہ سب سے نیچی جماعت سے ایک اوپر کی جماعت میں داخل ہو جائیں بشرطیکہ وہ اُس امتحان میں کامیاب ہو جائیں جو مدرسہ کے حکام اس غرض سے لیں کہ آیا وہ اس جماعت میں پڑھنے کے لائق ہیں یا نہیں۔ ان میں سے اکثر لڑکیاں اعلیٰ ابتدائی مدارس نہیں بلکہ معمولی ابتدائی مدارس سے نکل کر سیدھی اعلیٰ مدارس نسواں میں پہنچ جاتی ہیں

اعلیٰ مدارس نسواں کی غرض یہ ہی کہ "ایک عام تعلیم درجہ اعلیٰ کی عورتوں کو دی جائے"۔ ہر ایک صوبے کا فرض ہی کہ ایک یا ایک سے زیادہ ایسے مدارس قائم کرے۔ لیکن یہ کام صوبہ داروں کا ہی کہ وزیر تعلیم کے ایما پر اور اپنے صوبے کی ضروریات کے لحاظ سے اس بات کا فیصلہ کریں کہ ایسے کتنے مدرسے کھولے جائیں۔ یہی اجازت ماتحت صوبوں، شہروں، قصبوں اور مواضع میں دی گئی ہی؛ بشرطیکہ ایسے مدارس قائم کرنے سے کسی طرح کا خلل اُن کی حدود میں ضروری تعداد کے ابتدائی مدارس کے قیام اور خوبی میں واقع نہو۔

جاپان میں لڑکیوں کے مدارس اعلیٰ ۲۰۴ ہیں۔ ان میں سے ۳ سرکاری مدرسے ہیں۔ ۲۷ پبلک کے ہیں اور ۹۰ مدرسے نج کے ہیں۔ تین سرکاری مدرسوں میں ایک اعلیٰ مدرسہ نسواں وہ ہی جو ٹوکیو کے مدرسہ معلمین برائے خواتین سے متعلق کردیا گیا ہی۔ دوسرا وہ ہی جو اعلیٰ مدرسہ نسواں ہی جو نارا کے مدرسہ معلمین برائے خواتین سے متعلق کیا گیا ہی۔ اور تیسرا خانگی اعلیٰ مدرسہ برائے نسواں ہی۔ یہ بھی

ناراؔ کے مدرسہ معلمین سے متعلق ہی۔

ان اعلیٰ مدارس ہیں داخلہ کے لئے اُمیدوار ہوتے ہیں ان کی عمر بارہ برس سے کم نہ ہونی چاہیئے۔ اور اگر وہ معمولی ابتدائی مدارس کے گریڈیوایٹ نہیں ہیں تو ان کی لیاقت ایسے گریڈیوایٹوں کے برابر ہونی چاہیئے۔

ذیل کے مضامین وہ ہیں جو ان اعلیٰ مدارس نسوان ہیں پڑھائے جاتے ہیں۔

جماعتِ سال اوّل

مضامین	کیفیت
۱۔ اخلاقیات	۲ گھنٹے فی ہفتہ
۲۔ جاپانی زبان	۶ ״ ״ ״
۳۔ السنہ غیر (انگریزی یا فرانسیسی)	۳ ״ ״ ״
۴۔ تاریخ و جغرافیہ جاپان	۳ ״ ״ ״
۵۔ حساب (کسور تک)	۲ ״ ״ ״
۶۔ نیچرل سائنس۔ نباتات و حیوانات (۲ کتابیں)	۳ ״ ״ ״
۷۔ نقشہ کشی	۱ گھنٹہ فی ہفتہ
۸۔ سینا	۵ گھنٹے ״ ״
۹۔ گانا	۲ ״ ״ ״
۱۰۔ جسمانی ورزشیں (جمناسٹک)	۳ ״ ״ ״

جماعت سال دوم

مضامین	کیفیت
۱ - اخلاقیات " " " " " " "	۲ گھنٹے فی ہفتہ
۲ - جاپانی زبان	۶ " " "
۳ - السنۂ غیر	۳ " " "
۴ - تاریخ جاپان اور جغرافیہ عالم	۳ " " "
۵ - حساب و جبر و مقابلہ	۲ " " "
۶ - نیچرل سائنس - حیوانات و حفظانِ صحت (۲ کتابیں)	۳ " " "
۷ - نقشہ کشی	۱ گھنٹہ " "
۸ - سینا	۵ گھنٹے " "
۹ - گانا	۲ " " "
۱۰ - ورزشیں (جمناسٹک)	۳ " " "

جماعت سال سوم

مضامین	کیفیت
۱ - اخلاقیات " " " " "	۲ گھنٹے فی ہفتہ
۲ - جاپانی زبان	۶ " " "
۳ - السنۂ غیر	۳ " " "
۴ - مشرقی تاریخ (بہ استثنائے جاپان) اور جغرافیہ عالم	۲ " " "

مضامین	کیفیت
۵ - حساب و جبر و مقابلہ " " " "	۳ گھنٹے فی ہفتہ
۶ - نیچرل سائنس - طبقات الارض اور کیمیا (۲ کتابیں)	۳ " " "
۷ - نقشہ کشی	۱ گھنٹہ " "
۸ - سینا	۴ گھنٹے " "
۹ - گانا (بعض اوقات یورپ کی موسیقی) سازیا پیانو کا بجانا	۱ گھنٹہ " "
۱۰ - ورزشیں (جمناسٹک)	۳ گھنٹے " "
۱۱ - دستی کام - جالی بنانی - تھیلیاں بنانی وغیرہ وغیرہ	کوئی مدت معین نہیں کیگئی

جماعت سال چہارم

مضامین	کیفیت
۱ - اخلاقیات " " " "	۱ گھنٹہ فی ہفتہ
۲ - جاپانی زبان	۵ گھنٹے " "
۳ - السنۂ غیر	۳ " " "
۴ - مشرقی و مغربی تاریخ اور جغرافیۂ عالم	۲ " " "
۵ - جبر و مقابلہ و علم ہندسہ	۳ " " "
۶ - کیمیا و علم ہندسہ	۳ " " "
۷ - نقشہ کشی	۱ گھنٹہ " "
۸ - خانگی معیشت (پکانا اور انتظام خانہ داری)	۲ گھنٹے " "

مضامین	کیفیت
۹ - سینا	۴ گھنٹے فی ہفتہ
۱۰ - گانا اور ساز بجانا	۱ گھنٹہ ″ ″
۱۱ - ورزشیں (جمناسٹک)	۳ گھنٹے ″ ″
۱۲ - بچّے کی تعلیم کے اصول (اختیاری مضمون)	۱ گھنٹہ ″ ″
۱۳ - اصول وضع قوانین اور علم معیشت (اختیاری مضمون)	۱ ″ ″ ″

جماعت سالِ پنجم

مضامین	کیفیت
۱ - اخلاقیات	۱ گھنٹہ فی ہفتہ
۲ - جاپانی زبان	۵ گھنٹے ″ ″
۳ - السنۂ غیر	۳ ″ ″ ″
۴ - مفصل تاریخ وجغرافیۂ جاپان اور مغرب کی تاریخ	۲ ″ ″ ″
۵ - اعلیٰ حساب (مساحت تک) اور علم ہندسہ	۳ ″ ″ ″
۶ - اعلیٰ طبیعیات (برقی لہروں تک)	۳ ″ ″ ″
۷ - خانگی علم (بچّہ کا پالنا اور تیمارداری جس میں شامل ہے)	۴ ″ ″ ″
۸ - گانا اور بجانا	۱ ″ ″ ″
۹ - سینا	۴ ″ ″ ″
۱۰ - ورزشیں (جمناسٹک)	۳ ″ ″ ″
۱۱ - بچّے کو تعلیم دینا	۱ گھنٹہ ″ ″

بالعموم ایک لڑکیوں کے مدرسہ فوقانیہ میں پانچ جماعتیں ہوتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد لڑکیوں کی ایک مدرسہ میں ۸۰۰ تک محدود رکھی گئی ہے۔ لیکن اگر مقامی ضرورتیں مجبور کریں تو جیسا لڑکوں کے مدارس وسطانیہ میں ہوتا ہے اس تعداد میں وزیر تعلیم کی منظوری سے ایک ہزار تک اضافہ ہوسکتا ہے۔ فی جماعت ۵۰ طلبہ کی اجازت ہے۔ معلمین کی تعداد وہی ہے جو مدارس وسطانیہ کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ عام جماعتیں فی ہفتہ ۳۰ گھنٹے کام کرتی ہیں۔ گو معلمین کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد گھنٹوں کی معین نہیں کی گئی ہے لیکن جیسا کہ مدارس وسطانیہ کا حال ہے وہ اوسطاً ۱۹ گھنٹے فی ہفتہ کام کرتے ہیں۔ معلمات میں جس لیاقت کا ہونا ضروری ہے اور جو تنخواہیں ان کو دی جاتی ہیں ان کا معیار وہی ہے جو مدارس وسطانیہ کے معلموں کے لئے بیان ہوچکا ہے۔

ایک لڑکیوں کے مدرسہ فوقانیہ کا خرچ جس میں ۸۰۰ طلبہ اور ۳۰ معلمات کا عملہ ہو ۸۰۰۰ین (۱۱۰۰۰ روپیہ) سالانہ یا ۹۵۰ روپیہ ماہوار ہوتا ہے۔

خانگی اعلیٰ مدارس

متذکرۂ بالا اعلیٰ مدارس نسواں میں داخل ہونے کی جگہ ایک لڑکی کسی معمولی یا اعلیٰ ابتدائی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ان تعلیم گاہوں میں شریک ہوسکتی ہے جن کو خانگی اعلیٰ مدارس نسواں کہتے ہیں۔ یہ نام ان اعلیٰ مدارس نسواں کو دیا گیا ہے جو صرف خانگی علوم کی تعلیم دینے کا انتظام رکھتے ہیں۔ ایسے مدرسوں میں معمولی ابتدائی

مدارس کے سندیافتوں کے لئے پڑھائی چار برس سے زائد کی ہی اور ایسی لڑکیوں کے لئے جو کسی اعلیٰ ابتدائی مدرسہ میں پہلے سال کی تعلیم ختم کرنے کے بعد شامل ہوتی ہیں تین برس سے زیادہ کی پڑھائی ہی اور دو یا تین برس سے زائد کی پڑھائی ان لڑکیوں کے واسطے ہی جو اعلیٰ ابتدائی مدارس کی سال دوم کی پڑھائی ختم کرنے کے بعد شریک ہوتی ہیں اور صرف دو برس کی پڑھائی ان لڑکیوں کے لئے ہی جنھوں نے اعلیٰ ابتدائی مدرسہ میں انتظام خانہ داری کا مضمون اپنے پڑھائی کے مضمونوں میں لیا تھا۔

اگر کوئی لڑکی زیادہ پڑھنا چاہے تو فارغ التحصیل ہونے کے بعد دو برس تک اس کے پڑھنے کا اور انتظام اس صورت میں ہوسکتا ہی جب کہ مدرسہ ایک خانگی فوقانیہ مدرسہ نسواں ہو اور دو یا تین برس کی پڑھائی کا بندوبست ایسی حالت میں ہوسکتا ہی جب کہ مدرسہ ایک فوقانیہ مدرسہ نسواں ہو۔ یہ امر خالی از دلچسپی نہیں کہ جن ۴۲۰ مدارس فوقانیہ نسواں کا میں نے اوپر تذکرہ کیا ان میں ۱۶۳ مدارس خانگی مدارس فوقانیہ ہیں۔

اکیسواں باب

مدارس اعلیٰ لڑکوں کے واسطے۔ یونیورسٹیاں (جامعات)

مدارس اعلیٰ لڑکوں کے واسطے

ایسے لڑکے جنھوں نے مدرسہ وسطانیہ کی خواندگی ختم کرلی ہے مگر ابھی اپنی تعلیم جاری رکھنی چاہتے ہیں وہ مدارس اعلیٰ میں شریک ہو سکتے ہیں جن کا مقصد دوگونہ ہے یعنی یہ کہ :۔

۱ ۔ یہ مدارس مرد طَلَبہ کے لئے ایسی درسگاہیں ہوں جہاں وہ تعلیم عامہ کے اعلیٰ درجہ تک تکمیل کرسکیں اور اپنے قومی اخلاق کے جوش کو ترقی دے سکیں۔

۲ ۔ یہ مدارس شہنشاہی جامعات کے مختلف شعبوں میں طَلَبہ کو داخلے کے لئے تیار کریں۔

عنقریب یہ مدارس اعلیٰ ذیل کی دو قسموں میں تقسیم کردیئے جائیں گے۔

(الف) مدارس اعلیٰ جن میں خواندگی سات سال کی ہوگی۔

(ب) مدارس اعلیٰ جن میں خواندگی تین سال کی ہوگی۔

تمام موجودہ مدارس اعلیٰ جن کی تعداد ۱۷ ہی قسم (ب) کے مدارس ہیں۔ قسم (الف) کے مدارس اعلیٰ کے لئے گو سرکاری منظوری آچکی ہی لیکن ابھی وہ دو ایک برس تک قائم نہیں ہوسکیں گے۔

قسم (الف) کے مدارس اعلیٰ یعنی وہ مدارس جن میں سات برس کی خواندگی ہوگی جس وقت قائم ہوجائیں گے تو اُن میں ایک خواندگی چار برس کی ہوگی جس کو معمولی خواندگی کہا جائے گا اور جو مدرسہ وسطانیہ کی چہارسالہ خواندگی کے مطابق ہوگی اور دوسری خواندگی تین برس کی ہوگی جس کا نام اعلیٰ خواندگی ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں یہ سمجھئے کہ یہ مدارس ایک مجموعہ ہوں گے مدرسہ وسطانیہ کی چار جماعتوں اور تین زائد جماعتوں کا جن میں اعلیٰ خواندگی پڑھائی جائے گی۔

ان مدارس اعلیٰ کی معمولی خواندگی کے لئے ان طَلَبہ کو شرکت کی اجازت ہوگی جو کسی معمولی یا اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کے منتہی (گریجویٹ) ہوں گے یا جن کے بارے میں وزیر تعلیم نے تسلیم کرلیا ہوگا کہ ان کی لیاقت ایسے منتہیوں (گریجویٹوں) کے مساوی ہی یہ بھی بتا دیا گیا ہی کہ ایک اعلیٰ مدرسہ میں جو طلبہ معمولی خواندگی کے لئے شریک ہوں اُن کی مجموعی تعداد ۲۲۰ سے نہ بڑھنے پائے۔

قسم (ب) کے اعلیٰ مدارس میں جہاں تین برس کی اعلیٰ خواندگی پڑھائی جاتی ہی اور جن میں جاپان کے تمام موجودہ مدارس اعلیٰ شامل ہیں ذیل کے طلبہ داخلہ پاسکتے ہیں۔

۱ - ایسے لڑکے جنھوں نے مدارس اعلیٰ کی معمولی خواندگی ختم کرلی ہو۔

۲ - ایسے لڑکے جنھوں نے مدرسہ وسطانیہ کی جماعت سال چہارم کی خواندگی ختم کرلی ہو

۳ - ایسے لڑکے جن کے بارے میں وزیر تعلیم نے تسلیم کرلیا ہو کہ اُن کی لیاقت اُن طلبہ کے مساوی ہی جنھوں نے مدرسہ وسطانیہ کی جماعت سال چہارم ختم کرلی ہی

مدرسہ اعلیٰ کی اعلیٰ خواندگی میں طلبہ کی مجموعی تعداد ۴۰۰ تک محدود رکھی گئی ہی اور ایسے مدرسہ اعلیٰ میں جہاں صرف اعلیٰ خواندگی ہو طلبہ کی مجموعی تعداد ۶۰۰ تک محدود رکھی گئی ہی اور ہر ایک جماعت میں ۴۰ تک۔

اعلیٰ خواندگی جو اعلیٰ مدارس کے لئے مقرر کی گئی ہی دو قسم کی ہی۔

قسم اول - ادبی خواندگی

قسم دوم - سائنس کی خواندگی

ایسے طلبہ جو شہنشاہی جامعات کے کلیۂ قانون یا کلیۂ ادبیات میں شرکت کا قصد رکھتے ہیں ان کو ادبی خواندگی اختیار کرنی ہوتی ہی اور طلبہ کلیۂ طب یا کلیہ ہندسہ یا کلیۂ سائنس یا کلیۂ زراعت میں جانا چاہیں ان کو سائنس کی خواندگی اختیار کرنی ہوتی ہی کیوں کہ اس خواندگی میں لحاظ رکھا گیا ہی کہ جامعات میں طلبہ کو اپنے اپنے کام کے لئے بخوبی تیار کردیا جائے۔

ایسے طلبہ کے لئے خواہ سائنس کی خواندگی والے ہوں یا ادبی خواندگی والے جو کسی جامعہ میں شریک ہونا نہیں چاہتے لیکن اس کے ساتھ ہی خواہش رکھتے ہیں کہ

جو مضمون ان کا ہے اس کی پوری تحصیل کریں تو اُن کے منتہی (گریجوایٹ) ہونے کے بعد ایک سال والی خواندگی مقرر کی جا سکتی ہے اور اس کی اجازت اعلیٰ مدارس قسم اول اور قسم دوم دونوں کو عطا کی گئی ہے۔ پس مدارس اعلیٰ کے گریجوایٹوں کی مرضی پر ہے کہ چاہے وہ اپنے ہی مدرسوں میں گریجوایٹ ہونے کے بعد والی خواندگی میں شریک ہوں یا کسی جامعہ میں چلے جائیں۔

ادبی خواندگی میں ذیل کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں :-

۱ - اخلاقیات
۲ - جاپانی زبان - جاپانی اور چینی ادبیات
۳ - انگریزی، جرمن، فرانسیسی زبانیں (ان میں سے کوئی ایک زبان لینی لازمی ہے۔ ایک کے علاوہ دوسری زبان لینی صرف اختیاری ہے)
۴ - تاریخ و جغرافیہ جاپان - تاریخ و جغرافیہ عالم
۵ - مبادی فلسفہ
۶ - نفسیات اور منطق
۷ - وضع قوانین اور معاشیات سیاسی
۸ - ریاضی
۹ - علم طبیعی
۱۰ - ورزشہائے جسمانی (جمناسٹک)

سائنس کی خواندگی میں ذیل کے مضامین ہیں :-

۱ - اخلاقیات
۲ - جاپانی زبان - جاپانی اور چینی ادبیات
۳ - انگریزی، جرمن، فرانسیسی زبانیں (ان میں سے ایک زبان لینی لازمی ہے۔ ایک کے علاوہ دوسری زبان محض اختیاری ہے)

۴ - ریاضی
۵ - طبیعیات
۶ - کیمیا
۷ - نباتیات وحیوانات
۸ - معدنیات
۹ - طبقات الارض
۱۰ - نفسیات
۱۱ - وضع قوانین ومعاشیات سیاسی
۱۲ - نقشہ کشی
۱۳ - ورزشہائے جسمانی (جمناسٹک)

مدارس اعلیٰ میں جس قدر معلم مقرر کئے جائیں گے ان کے پاس معلم کی سند ہونی چاہیئے جو وزیر تعلیم عطا کرتا ہی۔

جامعات (یونیورسٹیاں)

وہ لڑکے جنھوں نے کامیابی کے ساتھ ایک اعلیٰ مدرسہ کی اعلیٰ خواندگی یا تمہیدی خواندگی جو بعض جامعات میں مقرر ہی اور جو اعلیٰ خواندگی کے بالکل مساوی ہی ختم کرلی ہی اور وہ لڑکے جن کے بارے میں حسب شرائط محکومہ وزیر تعلیم یہ امر تسلیم کرلیا گیا ہی کہ ان کی لیاقت ان لڑکوں کے برابر یا اُن سے زیادہ ہی جنھوں نے اعلیٰ مدارس کی اعلیٰ خواندگی ختم کرلی ہی تو ایسے لڑکے جامعات میں داخلہ پانے کے مستحق ہوتے ہیں۔

جامعات کی تعریف اس طرح کی گئی ہی کہ وہ ایسی درسگاہیں ہیں" جہاں علوم و فنون کی تعلیم نظری وعملی ایسی دی جاتی ہی جو حکومت کی سلامتی و عافیت کے لئے لازمی ہی اور جہاں علم کے مختلف شعبوں میں دقیق تحقیقات کا کام جاری رکھا جاتا ہی اور جہاں طبیعت وخصائل کی درستی وتہذیب اور قومی روح کی پرورش و پرداخت پہ

غایت درجہ توجہ کی جاتی ہے۔"

بالعموم ایک جامعہ میں شعبے علوم و فنون کے کئی ہوتے ہیں لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ بمقتضائے حالات ان میں ایک ہی شعبہ ہو۔

جاپان میں پانچ شہنشاہی جامعات علاوہ متعدد خانگی جامعات کے موجود ہیں اور وہ کل براہِ راست وزیر تعلیم کی ماتحتی میں ہیں۔ ان شہنشاہی جامعات کے نام حسب ذیل ہیں:

۱ - ٹوکیو کی شہنشاہی جامعہ
۲ - کیوٹو کی شہنشاہی جامعہ
۳ - ٹوہوکو کی شہنشاہی جامعہ
۴ - کیوشو کی شہنشاہی جامعہ
۵ - ہوکیڈو کی شہنشاہی جامعہ

یہ تمام جامعات مختلف کلیات پر جو مختلف شوائع علوم کو تعبیر کرتے ہیں اور ایوانہائے جامعات پر مشتمل ہیں۔ ایوان جامعہ سے مراد صرف عمارات ہی نہیں ہوتیں بلکہ اس سے مراد منتہیوں (گریجویٹوں) کی ایسی جماعت سے ہوتی ہے جو مختلف شوائع علوم و فنون کی تحقیقات میں مصروف ہوتے ہیں۔

ان طلبۂ تحقیقات علمی کو سامان اور آلات بلاقیمت مہیا کردیئے جاتے ہیں اور بعض اوقات اگر ان کے مضمون کے متعلق ان کا سفر اختیار کرنا مفید سمجھا جاتا ہے تو ان کو سفر خرچ بھی دیا جاتا ہے۔ شروع کے دو سال میں ان کو ایسے پروفیسروں کی ہدایت و نگرانی میں کام کرنا ہوتا ہے جو خاص اس کام کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ صرف تیسرے سال سے البتہ ان کو اجازت ہوتی ہے کہ بلاکسی کی ماتحتی کے اپنے کام میں مصروف

رہیں ۔ ایک ایوان جامعہ میں معمولی مدت تعلیم دو سال کی ہی لیکن اگر کوئی متعلم اس سے زیادہ مدت کے لئے اپنا کام جاری رکھنا چاہتا ہی تو وہ ایسا کرسکتا ہی بشرطیکہ ارکان شعبہ اس بارے میں اُس کی سفارش کریں اور جامعہ کا صدر انجمن اُس کو منظور کرے ۔

بہرکیف یہ واضح طور پر محکوم کردیا گیا ہی کہ ایوان جامعہ کی رکنیت پانچ سال کے اختتام پر از خود فسخ ہوجاتی ہی ۔ متعلم جس وقت تیار ہوجاتا ہی تو وہ ایک جواب مضمون اُس تحقیقات کے متعلق جس میں وہ مصروف رہا ہی ارکان شعبہ کے سامنے جن کا تعلق اُس مضمون سے ہوتا ہی پیش کرتا ہی اور اگر اُس کا جواب مضمون پسند کیا جاتا ہی تو اس کو "ہاکوشی" (یعنی ڈاکٹر) کا خطاب مل جاتا ہی ۔

اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ جاپان کے بعض جامعات کس قدر ترقی کرگئے ہیں میں یہاں شہنشاہی جامعہ ٹوکیو کی کیفیت لکھتا ہوں ۔ یہ جامعہ اپنی قسم میں سب سے پرانا ہی اور دیگر جامعات اُس کو قابل تقلید سمجھتے ہیں ۔ اس جامعہ میں فیس ۵۰ ین (۱۱۲ روپیہ ۸ آنہ) سالانہ ہی یا نو روپیہ چھ آنہ ماہوار اور اس میں ذیل کے سات شوارع اور چھ کلئے ہیں :۔

شوارع

۱ ۔ شعبہ قانون	۴ ۔ شعبہ ادبیات
۲ ۔ شعبہ طب	۵ ۔ شعبہ سائنس
۳ ۔ شعبہ ہندسہ (انجینیرنگ)	۶ ۔ شعبہ زراعت

۷ ۔ شعبہ معاشیات

کلیات

۱ - کلیۂ قانون
۲ - کلیۂ طب
۳ - کلیۂ ہندسہ
۴ - کلیۂ ادبیات
۵ - کلیۂ سائنس
۶ - کلیۂ زراعت

اس جامعہ کی املاک میں علاوہ اُس کی عمارات کے جو ٹوکیو میں ہیں ذیل کی جائداد بھی شامل ہے جہاں متعلمین جاکر مختلف قسم کی علمی تحقیقات کرتے ہیں۔

۱ - ایک نباتی باغ کوئی شی کاوا میں۔ یہ علم نباتات۔ علم حشرات الارض اور فن دواسازی کے متعلمین کے استعمال کے لئے ہے۔ اس میں ۳۰۰۰ سے زیادہ انواع کے درخت دیسی اور پردیسی موجود ہیں اور ان میں بہت سی اقسام اشجار منطقۂ طبی اور ایسے درختوں کی ہیں جو خط سرطان و خط جدی کی درمیانی سرزمین میں پیدا ہوتے ہیں۔

۲ - ایک نباتی باغ۔ نکو میں ہے۔ چوں کہ یہ پہاڑوں میں واقع ہے اس لئے وہاں پہاڑی درخت لگائے گئے ہیں۔

۳ - ایک بحری حیاتی تحقیقات کا مقام میساکی میں ہے جہاں ۴۰ سے زیادہ متعلمین اور محققین ایک وقت میں کام کر سکتے ہیں۔ یہاں ایسے لوگوں کے لئے بھی جو خاص کر گہرے سمندر کے جانداروں کی نسبت تحقیقات چاہتے ہیں آسانیاں پیدا کی گئی ہیں۔ چوں کہ ایسے جانداروں تک رسائی ہمیشہ دشوار رہی ہے اس لئے یہ مضمون اب تک تحقیقات کے لئے ایک بڑا وسیع میدان پیش کرتا ہے۔

۴ - ایک جامعہ زراعت اور علم تاریخ الاشجار کوماڈا میں ہی۔ اس جامعہ کی سپردگی میں ذیل کے جنگلات ہیں جو سلطنت کے مختلف حصّوں میں جامعہ کی ملکیت سے ہیں۔

ایک جنگل چیپا میں " " " "	۶۶۴۰ ایکڑ
چی چیبو کا جنگل " " " "	۱۴۹۴۰ ایکڑ
سگھالین کا جنگل " " " "	۵۰۵۰۸ ایکڑ
دو جنگل کوریا میں " " " "	۱۱۹۹۶۰ ایکڑ
ایک جنگل فورموسا میں " " " "	۱۴۱۲۰۰ ایکڑ
میزان...	۳۳۲۲۴۸ ایکڑ

جامعہ سے متعلق ایک سررشتہ ہوائی سیاحت کا اور ایک سررشتہ تاریخی تالیف کا اور ایک سررشتہ رصدخانہ کا اور ایک شفاخانہ جس میں ۷۰۰ بستر مریضوں کے لئے ہیں اور ایک سررشتہ امراض متعدی کی تحقیقات کا ہی اور ایک سررشتہ زلزلہ نگاری کا ہی جس کی چوکیاں ملک کے مختلف حصوں میں ہیں تاکہ زمین کی حرکتیں اور جو طبقاتی یا ارضی تبدیلیاں اُن سے پیدا ہوتی ہیں اُن کو بخوبی مطالعہ کیا جاسکے۔ نیز زلزلوں سے جو اثر مکانات پر ہوتا ہی اس کو بھی مشاہدہ کیا جائے۔

ہوائی سیاحت کا سررشتہ کلیۂ ہندسہ سے اور تاریخی تالیفات کا سررشتہ تاریخ کلیۂ ادبیات سے شفاخانہ اور امراض متعدی کی تحقیقات کا سررشتہ کلیۂ طبی سے اور سررشتہ زلزلہ نگاری اور رصدخانہ کلیۂ سائنس سے متعلق کردیا گیا ہی۔

زلزلہ نگاری کا سررشتہ مشہور ماہر زلزلہ ڈاکٹر اوموری کی نگرانی میں اُن کی ہدایت کے مطابق کام کرتا ہی۔ ڈاکٹر اوموری وہ صاحب کمال ہیں جن سے محض ملاقات ہونی ہی افزونی عقل کا باعث ہوئی ہی۔ ہمارے ماہر سائنس سرجے سی بوس کی طرح ڈاکٹر اموری بھی اپنے فن کے لئے ہر قسم کے آلات خود بناتے ہیں اور طلبہ کو بھی اُن کا بنانا سکھاتے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے تجربہ خانے کو اس طور پر عجیب و غریب سامان سے پر کیا ہی کہ دنیا کا کوئی آتش فشاں پہاڑ ایسا نہیں ہی جس کی شکل کا ایک نمونہ اور جس کی گزشتہ پچاس برس کی جنبش کی پوری یادداشت تیار کرکے اُنھوں نے وہاں نہ رکھدی ہو۔ ڈاکٹر موصوف نے بعض آلات نہایت نازک تیار کئے ہیں چنانچہ ایک آلہ کو دیکھ کر مجھکو سخت حیرت ہوئی یہ آلہ اس قدر نازک ہی کہ چارسو گز کے فاصلے پر چند طالب علموں کے ٹینس کھیلنے سے جو جنبش زمین میں پیدا ہوتی تھی اُس جنبش تک کو یہ آلہ تحریر کر دیتا تھا۔

فن تشریح اور حیاتیات کے متعلق بھی اشیاء کے ذخیرے موجود ہیں جو شعبۂ طب کی ملکیت ہیں۔ فن کان کنی اور فن عمارت کے دو عجائب خانے شعبہ ہندسیہ سے متعلق ہیں۔ شعبہ سائنس کے قبضے میں نہایت کثیر ذخیرہ حیوانیات، معدنیات، نباتیات و انسانیات کے متعلق اشیا کا موجود ہی۔ اور ایک حیرت انگیز ذخیرہ انگریزی کتابوں کا پروفیسر ایچی کاوا کا جمع کیا ہوا شعبۂ ادبیات کے قبضے میں ہی۔ اس ذخیرہ میں کثرت سے نایاب کتابیں ہیں ان میں بعض ایسی ہیں کہ ڈاکٹر مرے نے مشہور آکسفوڈ

انگلش ڈکشنری لکھنے کے واسطے جو ذخیرہ کتابوں کا اپنے دفتر میں جمع کیا تھا اُس
بھی یہ کتابیں موجود نہ تھیں۔

جامعہ کے کتب خانے میں ۶۸۷۵۵۱ جلدیں ہیں۔ جن میں ۳۸۳۰۱۸ جاپا
اور چینی اور ۳۰۴۵۳۳ یورپین اور امریکانی ہیں۔ علاوہ ان کتابوں کے ش
زراعت میں ۳۱۹۰۰ کتابیں جاپانی اور چینی اور ۲۹۶۰۰ کتابیں یورپین اور امر
ہیں۔ اس طور پر کتب خانۂ جامعہ کی کل کتابوں کی مجموعی تعداد ۷۴۹۰۵۱ ہے۔

جامعہ میں اساتذہ اور معلمین کی کل تعداد ۷۵۰ اور طلبہ کی تعداد ۶۰۰۰ ہے۔ مختلف
شعبہ جات میں جو مضامین پڑھائے جاتے ہیں و نیز ہر مضمون کے لئے اساتذہ کی جو تعد
مقرر ہے وہ حسب ذیل ہے:-

ا۔ شعبہ قانون

مضمون	تعداد پروفیسران	مضمون	تعداد پروفیسران
دستور	۲	مجموعہ قانون فوجداری	۲
قانون عموم	۱	مجموعہ ضابطہ فوجداری	۱
مجموعہ قانون دیوانی	۴	سیاسیات	۱
" تجارتی	۲	تاریخ سیاسی	۱
قانونی بحری	۱	تاریخ ڈپلومیٹیک	۱
مجموعہ ضابطہ دیوانی اور قانون دیوالیہ	۲	قانون انتظام ملکی	۱

مضمون	تعداد پروفیسران	مضمون	تعداد پروفیسران
بین الاقوامی قانون عموم	۲	رومن قانون	۱
" " خانگی	۱	انگریزی قانون	۲
تاریخ ادارات قانونی	۱	فرانسیسی قانون	۱
تاریخ قانونِ مغرب و ادارات	۱	جرمن قانون	۱
		اصول قانون	۱

۲۔ شعبۂ طب

مضمون	تعداد اساتذہ	مضمون	تعداد اساتذہ
تشریح	۳	نسوانی امراض کے اسباب و آثار وضع حمل کے وقت عورتوں کی امداد و امراض لاحق کی شفا کا علم	۲
عضویات	۲		
طبی کیمیا	۱	غذا سے بچوں کی پرورش کا علم	۱
علم اختصاص و اسباب و آثار امراض اور اس کے متعلق علم تشریح	۲	جراحی	۳
		قدرتی نقائص اعضاء کی اصلاح کے لئے فن جراحی	۱
علم عطاری	۲		
طب	۳	امراض چشم کا علاج	۱
		امراض جلد کا علاج اور آتشک	۱

مضمون	تعداد اساتذہ	مضمون	تعداد اساتذہ
دماغی امراض کے علاج کے واسطے	۱	کان کا علم۔ ہائی نولوجی۔ حلق کے امراض وشفا کا علم	۱
جراحی کا فن	۰		
حفظانِ صحت	۲	علم دنداں	۱
قانونی طب	۲	دوا سازی	۳
خون کا علم	۱	دوا سازی کا علم حرفہ	۱

۴۔ شعبہ تعمیرات (انجنیرنگ)

مضمون	تعداد اساتذہ	مضمون	تعداد اساتذہ
دیوانی ہندسہ	۵	عملی کیمیا	۱
میکانیکی ہندسہ	۳	بھک سے اُڑ جانے والے مادّوں کا علم	۱
بحری فن تعمیر	۳		
بحری ہندسہ	۳	کان کنی	۲
ہوائی جہاز رانی کا علم	۴	فلزات	۲
فوجی سامان تیار کرنے کا علم	۳	آہنی فلزیات	۱
برقی ہندسہ	۴	میکانیکی اور فلزی فنون متعلق صنعت	۱
فن تعمیر	۵		

مضمون	تعداد اساتذہ	مضمون	تعداد اساتذہ
عملی میکانک	۱	مٹی کا تیل کان سے نکالنے کا فن	۱
حرکیات	۱		

۴۔ شعبہ ادبیات

مضمون	تعداد اساتذہ	مضمون	تعداد اساتذہ
جاپانی زبان اور جاپانی ادب	۳	اشتراکیت (سوشولوجی)	۲
جاپانی تاریخ	۳	فن معلمی	۵
تاریخ کوریا	۱	جمالیات اور فنون لطیفہ کی تاریخ	۲
چینی فلسفہ چینی تاریخ اور چینی ادب	۳	لسانیات	۱
		سنسکرت اور سنسکرت کا ادب	۱
تاریخ وجغرافیہ	۱	انگریزی زبان اور انگریزی ادب	۲
مشرقی تاریخ	۲		
فلسفہ اور تاریخ فلسفہ	۲	جرمن زبان اور جرمن ادب	۱
ہندی فلسفہ	۱		
نفسیات	۱	فرانسیسی زبان اور فرانسیسی ادب	۱
اخلاقیات	۱		
علم مذہب اور تاریخ مذہب	۱	مذہب شنطو	۱

۵ - شعبہ سائنس

مضمون	تعداد اساتذہ	مضمون	تعداد اساتذہ
ریاضی	۵	علم حیوانات	۳
نظری طبیعیات	۲	علم نباتات	۳
علم ہیئت	۲	ذی حیات میں نسلی اثر	۱
طبیعیات	۳	ارضیات	۳
ہوائی طبیعیات	۱	معدنیات	۱
عمل لامع	۱	جغرافیہ	۱
کیمیا	۴	زلزلہ نگاری	۱
حیوانی کیمیا	۱	انسانیات	۱

۶ - شعبہ زراعت

مضمون	تعداد اساتذہ	مضمون	تعداد اساتذہ
زراعت	۲	علم امراض الاشجار	۱
زرعی کیمیا اور کیمیا	۳	علم حیوانات، علم حشرات الارض	۳
جنگلات	۴	ریشم کے کیڑوں کے پالنے کا فن	
نباتیات	۱	علم باغبانی	۱

مضمون	تعداد اساتذہ	مضمون	تعداد اساتذہ
حیوانات کے بڑھانے اور پالتو بنانے کا فن	۲	زرعی انتظام اور معاشیات	۲
		علم ماہی	۳
زرعی علم حرفہ	۱	معاشی علم بحر	۱
زرعی علم ہندسہ	۱	جانوروں کی تشریح بدنی کا علم	۱
جنگل کو مفید بنانے کا علم	۱	" فزیولوجی (عضویات)	۱
علم طبقات الارض اور زمینیں	۱	" دوا اور جراحی	۳
نامیاتی طبیعیات	۱	جانوروں کا حفظان صحت اور ان کے امراض کی تشخیص و علاج	۱
موسموں کا علم	۱		

۷۔ شعبہ معاشیات

مضمون	تعداد اساتذہ	مضمون	تعداد اساتذہ
معاشیات	۶	تجارت	۵
علم مالیات عموم	۲	بیمہ	۱
علم الاعداد	۱	نوآبادیوں کی سیاسیات	۱

علاوہ اساتذہ کے جن کو اوپر گنوایا گیا ذیل کے اشخاص بھی عملۂ جامعہ کے ارکان ہوتے ہیں :-

۱- شفاخانۂ جامعہ کا صدر
۲- کتب خانۂ جامعہ کا ناظم
۳- جنگلات جامعہ کا ناظم
۴- سررشتہ تالیفات تاریخی کا ناظم
۵- سررشتہ تحقیقات امراض متعدی کا ناظم
۶- سررشتہ زلزلہ شناسی کا ناظم

۷- رصدخانۂ ٹوکیو کا ناظم

شعبۂ طب میں خواندگی کی مدت چار برس ہے اور باقی شعبوں میں تین تین برس اس مدت کے ختم پر مقررہ امتحان میں کامیاب ہونے پر کامیاب اُمیدوار کو "گاکوشی" یا منتہی (گریجوایٹ) کا لقب اختیار کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ یہ لقب کوئی ڈگری نہیں سمجھا جاتا۔ ڈگریاں جو سرکاری طور پر تسلیم کی گئی ہیں وہ وہی ہیں جن کو جامعات بہ منظوری وزیر تعلیم اُن طلبہ کو عطا کرتی ہیں جنھوں نے منتہی (گریجوایٹ) ہونے کے بعد خاص مضامین میں کم سے کم دو برس تک تحقیقات کا کام کیا ہے اور اپنے جواب مضمون بھیجکر ڈگریوں کے واسطے درخواست کی ہے۔ ایسے طلبہ جن کے جواب مضمون پسند کرلئے جاتے ہیں اُن کو "ہکوشی" یا "حکیم" کی ڈگری دی جاتی ہے۔ اگر کسی ڈگری یافتہ کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہے جو اُس کی ڈگری کے خلافِ شان ہے تو جامعہ کو اختیار ہوتا ہے کہ بعد منظوری وزیر تعلیم اس کی ڈگری منسوخ کردے۔

ایک جامعہ کا عام انتظام صدر جامعہ کے سپرد ہوتا ہے۔ یہ عہدہ دار ہمیشہ چوکونن کے درجے کا ہوتا ہے یعنی کابینہ کی سفارش پر شہنشاہ کی جانب سے اس کا تقرر ہوتا ہے۔ یہ افسر براہ راست وزیر تعلیم کی ماتحتی میں کام کرتا ہے اور تمام عہدہ دارانِ جامعہ پر

اختیارات رکھتا ہے۔ ادنیٰ تقررات عمل میں لانے کا اس کو خود اختیار ہوتا ہے۔ لیکن اعلیٰ تقررات کے لئے اس کو اپنی تحریکیں وزیر تعلیم کے پاس بھیجنی پڑتی ہیں۔ اس عہدہ دار کو تین معتمد دیئے جاتے ہیں تاکہ کام میں اس کی مدد کریں اور جامعہ خزانہ اُن کی سپردگی میں رہے۔ اس کو مجلس جامعہ کے اجلاسوں میں صدارت کرنی پڑتی ہے۔ اس مجلس میں تمام شعبوں کے افسرانِ اعلیٰ اور ہر شعبے کے زیادہ سے زیادہ دو اساتذہ شریک ہوتے ہیں۔

ان دو دو اساتذہ کا تقرر مجلس جامعہ میں وزیر تعلیم باضابطہ طریقے پر کرتا ہے لیکن ہر صورت میں صرف وہی اُستاد مقرر کیا جاتا ہے جس کو اُسی کے شعبے کے اساتذہ نے بذریعۂ انتخاب پسند کیا ہو۔ مجلس جامعہ میں رکنیت کی مدت تین سال ہے اور مجلس کا انعقاد صدر مجلس کے سامنے ذیل کے معاملات اُس کے غور کرنے کے لئے پیش ہوتے ہیں :-

۱۔ کسی شعبہ میں ایک نصاب کا مقرر یا منسوخ کیا جانا۔

۲۔ ایسے سوالات جو جامعہ میں کسی اُستاد کی جگہ قائم یا منسوخ کرنے کے بارے میں پیدا ہوں۔

۳۔ قواعد جامعہ کے اندرونی انتظام کے متعلق

۴۔ ایسے سوالات جو وزیر تعلیم یا صدر جامعہ نے مجلس سے دریافت کئے ہوں۔

ہر ایک شعبہ کی بھی ایک مجلس شعبہ ہوتی ہے۔ میر شعبہ (ڈین) اُس کا صدر ہوتا ہے

اس کے سامنے ذیل کے امور بحث کے لئے پیش ہوتے ہیں :-

۱ - خوانگیوں کے نصاب

۲ - طلبہ کے امتحانات سے متعلق جو امور پیدا ہوں۔

۳ - سوالات جو وزیر تعلیم یا صدر جامعہ نے بھیجے ہوں۔

صرف شہنشاہی جامعہ ٹوکیو کے اخراجات کی رقم ۵۸۱۷۵۰۰ ین (۸۷۲۶۳۲۵ روپئے) سالانہ یا ۷۲۷۱۹۳ روپیہ ۱۲ آنے ماہوار ہے۔ اور یہ امر خالی از دلچسپی نہیں کہ اس رقم میں سے ۴۸۰۱۳۸۰ روپیہ کتب خانہ جامعہ کے لئے کتابیں خریدنے میں صرف کیا جاتا ہے۔

ایک اور عظیم الشان جامعہ جس کا انتظام ہمارے لئے بہت قابل غور ہے وہ ٹوکیو کی جامعۂ تجارت ہے۔ یہ جامعہ صرف ایک شعبہ رکھتا ہے اور اس کا افتتاح بھی حال میں یعنی یکم اپریل ۱۹۲۰ء کو ہوا تھا۔ سابق میں اس کا نام ٹوکیو کا اعلیٰ تجارتی مدرسہ تھا۔ مگر اس سے پہلے خود یہ مدرسہ تجارتی تعلیم کا ایک درسگاہ تھا جس کو وائی کونٹ ارنیوری موری نے جو بعد کو وزیر تعلیم ہوئے خانگی طور پر قائم کیا تھا۔

یہ تجارتی جامعہ "حکیم تجارت" اور "حکیم معاشیات" کی ڈگریاں لوگوں کو عطا کرتی ہے جو "منتہی" ہونے کے بعد کم سے کم دو برس تک اس میں اپنی تعلیم جاری رکھتے ہیں اور اپنا جواب مضمون اُس مضمون پر جس کو انھوں نے خاص طور پر اختیار کیا تھا صدر جامعہ کو پیش کرتے ہیں۔ کل جواب مضمون جاپانی زبان میں لکھنے ہوتے ہیں بجز ایسی صورت کے کہ مجلس اساتذہ ان کا غیر زبان میں لکھا جانا مناسب سمجھے۔ یہ جواب

مضمون ایک کمیٹی کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ اس کمیٹی میں کم سے کم دو اساتذہ ہوتے ہیں جن کو انجمن اساتذہ نے اپنی جماعت سے انتخاب کیا ہو۔ یہ کمیٹی ان جواب مضمونوں کی احتیاط سے جانچ کرتی ہے۔ بعد کو اپنی کیفیت تحریر کرتی ہے اور یہ کیفیت پوری مجلس اساتذہ کے سامنے پیش ہوتی ہے اس انجمن کا فیصلہ کہ آیا ڈگری دی جائے یا نہ دی جائے قطعی ہوتا ہے۔

ان طلبہ کو جو جامعہ میں معمولی تین سال والی خواندگی ختم کر لیتے ہیں اور اس مدت کے بعد جو امتحانات ہوتے ہیں اُن میں کامیاب ہو جاتے ہیں ایک سند دی جاتی ہے جو اُن کو "شوگاکوشی" یا "فارغ التحصیل تجارت" کے لقب کا مستحق کر دیتی ہے۔

جامعہ سے متعلق ایک محکمہ تیاری ہے۔ جس میں ۱۱ اساتذہ اور ۴ مددگار اساتذہ ہیں۔ نیز ایک مدرسۂ کاروبار جس میں ۳۰ اساتذہ اور ۹ مددگار اساتذہ ہیں اور ایک مدرسہ معلمی جس میں مختلف تجارتی مضامین کے معلمین تعلیم پاتے ہیں جامعہ سے متعلق ہے۔ یہ تینوں درسگاہ مدارس اعلیٰ کا رتبہ رکھتے ہیں اور اس وجہ سے صرف ایسے طلبہ کو داخلہ کی اجازت دے سکتے ہیں جو مدرسہ وسطانیہ کے منتہی (گریجویٹ) ہوتے ہیں یا ان کی لیاقت ان منتہیوں کے برابر ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ایک مقابلہ کے امتحانِ داخلہ میں بھی کامیابی حاصل کر لیں۔ اِن کی خواندگی کی مدت تین سال ہے یعنی وہی مدت ہے جو ایک مدرسۂ اعلیٰ کی اعلیٰ خواندگی کی ہے۔

شہنشاہی جامعات کی مثل اس جامعہ کا انتظام بھی ایک صدر کے سپرد ہوتا ہے

جو چوکو ہن کے درجے کا ہوتا ہے اور جس کو وزیر تعلیم کی نگرانی میں کام کرنا ہوتا ہے۔ عملہ معلمین میں ۱۵ اساتذہ اور ۵ مددگار اساتذہ ہیں اور ضرورت کی حالت میں صدر کو اختیار ہے کہ لکچرار بھی مقرر کرے۔

اس جامعہ میں فیس کی رقم ۵۰ ین (۵۷ روپئے) سالانہ ہے اور داخلہ کے لئے سب سے پہلا حق ایسے طَلَبہ کا ہوتا ہے جنھوں نے جامعہ کے محکمہ تیاری کی خواندگی پوری کرلی ہے۔ بہرکیف اس کے بعد بھی اگر جگہیں خالی رہتی ہیں تو اقسام ذیل کے لوگوں کو جامعہ میں داخلہ کی اجازت دی جاتی ہے۔

۱۔ ایسے لوگ جو گاکوشی یا کسی جامعہ کے "منتہی" ہوں۔
۲۔ ایسے لوگ جو مدرسہ کاروبار کے جو جامعہ سے متعلق ہے "منتہی" ہوں۔
۳۔ ایسے لوگ جنھوں نے کوبی کے اعلیٰ مدرسہ تجارت کا سال دوم ختم کرلیا ہے۔
۴۔ ایسے لوگ جنھوں نے اعلیٰ خواندگی ایک مدرسہ اعلیٰ کی جو لڑکوں کے لئے ہو ختم کرلی ہے۔
۵۔ ایسے لوگ جن کی لیاقت کو وزیر تعلیم نے کم سے کم ان لوگوں کی برابر تسلیم کرلیا ہے جن کا ذکر اوپر ہوا۔

بہ استثنا ایسے لوگوں کے جو جامعہ تجارت کے محکمہ تیاری کی خواندگی ختم ہونے کے بعد یا ایسے لوگوں کے جو کسی جامعہ کے منتہی ہوتے ہیں باقی سب کا داخلہ مقابلہ کے امتحان کے نتیجے پر منحصر ہے۔ یہ امتحان اس غرض سے لیا جاتا ہے کہ جامعہ بہترین طلبہ کو

منتخب کر سکے۔

جامعہ میں ذیل کی پانچ خواندگیاں رکھی گئی ہیں :-

۱- غیر ملکی تجارت اور معاشیات
۲- انتظام کاروبار اور حساب رکھنا
۳- لین دین
۴- انتقال مال اور بیمہ
۵- تفصلی خدمات

بشرط منظوریِ صدر ایک متعلم متذکرہ بالا خواندگیوں میں سے کسی ایک خواندگی کو پسند کر سکتا ہے اور خاص استاد کی نگرانی میں اس کی تکمیل کر سکتا ہے۔

پڑھائی کے واقعی مضامین دو مجموعوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ ایک لازمی اور ایک اختیاری پہلے مجموعہ کے مضامین بالکل لازمی ہیں اور دوسرے مجموعہ سے چار مضامین اختیار کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ یہ مضامین حسب ذیل ہیں :-

مضامین معینہ

(الف) تجارت

۱- کاروباری علم (درآمد و برآمد)
۲- کاروبار کا انتظام
۳- بہی کھاتہ
۴- لین دین اور مالیات
۵- انتقال مال اور آمد و رفت
۶- بیمہ

(ب) معاشیات

(۱) نظریۂ معاشیات (۲) تجارت کی حکمت عملی

(۳) مالیات عامہ

(ج) قانون

۱- قانون دیوانی (حقوق بمقابلہ جائداد - اپنے اوپر دوسروں کے حقوق)

۲- قانون تجارت (عام شرائط - شرکار اور کمپنیوں کا قانون - کاروباری معاملات قانون تمسکات قابل انتقال)

(د) غیر زبانیں

۱- کاروباری انگریزی

۲- انگریزی یا کوئی اور غیر زبان (یعنی فرانسیسی - جرمانی - روسی - اٹالی - ڈچ - اسپینی یا چینی)

۲- انتخابی مضامین

(الف) تجارتی

۱- تجارتی پیداوار

۲- بازار کا انتظام

۳- مشرقی معیشت نگاری

۴- مغربی معیشت نگاری

۵- توسیع آبادکاری

۶- کارخانوں کا انتظام

۷- جانچ اور لاگت کا حساب کتاب
۸- سند یافتہ بنک
۹- غیر ملکی ہوا رخانہ (اکسچینج)
۱۰- ذخیرہ - پیدا وار کا مبادلہ
۱۱- انتقال مال بذریعہ جہاز
۱۲- انتقال مال بذریعہ ریل
۱۳- مال کا مال خانوں میں رکھنا
۱۴- جان کا بیمہ
۱۵- بحری بیمہ
۱۶- عام اوسط
۱۷- بیمہ آتشزدگی

(ب) معاشیات

۱- روپیہ اور جمع
۲- تاریخ معاشیات
۳- معاشی تاریخ
۴- صنعت وحرفت کی حکمت عملی
۵- زراعت کی حکمت عملی
۶- آبادکاری کی حکمت عملی
۷- معاشرتی اصلاحات
۸- علم الاعداد

(ج) قانون

۱- دستور
۲- انتظامی قانون
۳- قانون دیوانی (حقوق مقابلہ ذات
قانون وراثت)
۴- قانون کاروبار
۵- سوداگروں کے مال کو جہازوں میں
لانے لے جانے کا قانون
۶- ضابطہ دیوانی
۷- قانون دیوالیہ
۸- قانون فوجداری

۹- بین الاقوامی قانون عمومی ۱۰- بین الاقوامی قانون خانگی

(ھ) مضامین زائد

۱- ڈپلوماطیقی تاریخ ۳- علم الانسان

۲- مشارکت (سوشیولوجی) ۴- اعلیٰ ریاضی

مضامین لازمی کے حاصل کرنے کے اوقات حسب ذیل ہیں :-

مضامین	گھنٹے فی ہفتہ			کیفیت
	سال اول	سال دوم	سال سوم	
کاروباری علم۔ کاروباری انتظام لین دین اور مالیات۔ انتقال بال بیمہ	۰	۰	۰	تین برسوں میں کسی برس میں سکھایا جائے ہر مضمون کے لئے دو گھنٹے فی ہفتہ مقرر ہیں
کھاتہ	۲	۰	۰	
معاشیات کا نظریہ	۲	۰	۰	
تجارتی حکمت عملی	۰	-	۰	کسی ایک سال میں سکھایا جائے دو گھنٹے فی ہفتہ
قانون دیوانی (حقوق متعلقہ جائداد)	۵	۰	۰	
تجارتی قانون (عام قوانین شرکار اور کمپنیوں کا قانون)	۰	۲	۰	
تجارتی قانون (کاروباری معاملات اور تمسکات قابل انتقال)	۰	۰	۲	
کاروباری انگریزی زبان	۲	۲	۲	
انگریزی یا کوئی دوسری غیر زبان	۳	۳	۳	

مقررہ اور انتخابی مضامین کے لکچروں میں وقت کی کم سے کم مقدار جو طلبہ کو صرف کرنی لازمی ہے وہ سال اول میں ۲۸ گھنٹے اور سال دوم وسوم میں ۲۶ گھنٹے فی ہفتہ ہے۔

ایسے طلبہ کے لئے جو قابلیت اور چال چلن میں اپنے تئیں لایق ثابت کرتے ہیں لیکن بوجہ تنگدستی اخراجات نہیں اُٹھا سکتے ان کو جامعہ وظیفہ بطور قرض کے دیتی ہے جس کی رقم ۳۶۰ ین (۵۴۰ روپئے) سے زائد نہ ہونی چاہیئے۔ ہر طالب علم کی حالت پر غور کرکے صدر جامعہ ان وظائف کی رقم کا اندازہ کرتا ہے۔ ان قرضوں کے لئے سرمایہ بالکل ایسے چندوں سے جو لوگ برضا ورغبت دیتے ہیں فراہم کیا جاتا ہے۔ وظیفہ خوار کو یہ قرضہ فوراً اس وقت سے ادا کرنا پڑتا ہے کہ جب سے وہ اپنی روزی کمانے لگے۔ چنانچہ قاعدہ یہ ہے کہ جتنے مہینوں تک وظیفہ پایا ہے اس سے دو چند مہینوں میں یہ قرضہ بہ اقساط ادا کردیا جائے۔

علاوہ ان جامعات کے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے ایک تعداد خانگی جامعات کی بھی جاپان میں موجود ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور کیوگی جیوکو اور واسیدا اور ینن جوشی ڈیگاکو کی جامعات ہیں۔ کیوگی جیوکو کی جامعہ کا حال جس کو مسٹر فوکو زاوانے قائم کیا تھا اوپر آچکا ہے۔ واسیدو کی جامعہ ۱۸۸۲ء میں مارکوئس اوکاما نے قائم کی تھی جس کے لئے شہنشاہ جاپان نے اپنی جیب خاص سے ۴۵۰۰۰ روپیہ دیا تھا۔ ینن جوشی ڈیگاکو جاپانی عورتوں کی جامعہ ہے۔

یہ جاپانی عورتوں کی جامعہ ۱۹۰۱ء میں قائم ہوئی تھی اور جامعہ کی کم و بیش حیثیت کی یہی ایک درسگاہ ہے جس میں عورتیں تعلیم کے لیے جا سکتی ہیں۔ اس میں فنون خانہ داری، ادبیات اور سائنس کے لئے خواندگیاں ہیں جن میں ہر ایک کی مدت تین سال کی ہے اس جامعہ میں وہ لڑکیاں داخل ہو سکتی ہیں جنھوں نے لڑکیوں کے مدرسہ فوقانیہ میں پانچ برس کی خواندگی ختم کر لی ہے یا ایسی لڑکیوں کے برابر وہ لیاقت رکھتی ہے۔ اس وقت اس جامعہ کی فہرستوں پر ۷۰۰ طلبہ کے نام درج ہیں۔

حکومت نے ابھی تک کوئی سرکاری انتظام عورتوں کی اعلیٰ تعلیم میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے نہیں کیا ہے۔ یہاں تک کہ عورتوں کی اس تعلیم گاہ کو اب تک سرکاری طور پر ایک جامعہ کے رتبہ کی درسگاہ تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن اپنی عورتوں کو جامعہ میں تعلیم دینے کی طرف سے اس کمی کا ظاہر ہونا میں سمجھتا ہوں کہ لازمی طور پر ایک چند روزہ بات ہے۔ امریکہ سے تجارت میں مقابلہ جس میں جاپان اس وقت مصروف ہے اور جس کی نسبت ضروری ہے کہ جوں جوں وقت گزرے گا یہ مقابلہ سخت ہوتا جائے گا، ایسی چیز ہے جو جاپان کو مجبور کرے گا کہ وہ اپنی عورتوں کے رتبہ کو بڑھانے کے سامان پیدا کرے جو مردوں کی مثل قوم کی معاشی ترقی میں بڑا حصہ لے رہی ہیں۔ بلکہ بعض جامعات نے چند منتخب عورتوں کو یونیورسٹی کے لکچر سننے کی اجازت دینی شروع کر دی ہے اور وہ دن بہت دور نہیں معلوم ہوتا جب کہ ان کو ڈگری کے امتحانوں میں بیٹھنے اور مرد طلبہ کے ساتھ جامعہ کے اعلیٰ ترین خواندگیوں بالکل مساوات کے درجے پر مقابلہ کرنے کی اجازت ہو جائے۔

بائیسواں باب

مدارس معلمی - اعلیٰ مدارس معلمی - مدارس خاص - اندھوں بہروں اور گونگوں کے مدارس

مدارسِ معلمی

جاپان میں ۹۳ مدارس معلمی میں سے ۴۸ مدرسے لڑکوں کے لئے، ۳۶ لڑکیوں کے لئے اور ۹ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مشترکہ ہیں - ان مدارس کا مقصد ابتدائی مدارس کے واسطے معلموں کی تعلیم و تربیت ہی - اور چونکہ ابتدائی تعلیم کا خرچ تقریباً کل صوبات کی سرکاریں ادا کرتی ہیں اس لئے قاعدہ بنا دیا گیا ہے کہ ہر ایک صوبہ کو اپنی ضروریات رفع کرنے کے لئے کم سے کم ایک مدرسہ معلمی اپنے صرف سے جاری رکھنا چاہئے - یہ بھی قاعدہ ہی کہ ہر ایک مدرسہ معلمی سے متعلق ایک مدرسہ ابتدائی رکھنا ہوگا تاکہ مدرسہ معلمی کے لئے وہ ایک مدرسہ مشق

اور مدرسۂ معلمی جو استانیوں کے لئے ہو اس سے متعلق ایک ابتدائی مدرسہ اور نیز ایک کنڈر گارٹن مدرسہ رکھنا ہوگا۔

ان ۳۹۰ مدارس معلمی میں سے ایک مدرسہ بھی ایسا نہیں ہے جس کی کفیل حکومت شہنشاہی ہو بلکہ یہ تمام مدارس پبلک (عموم) کے ہیں یعنی ایسے مدارس ہیں جن کا خرچہ صوبات کی سرکاریں اٹھاتی ہیں۔

مدارس معلمی میں ذیل کی خواندگیاں رکھی گئی ہیں

۱۔ خواندگی تیاری		مدت	۱ سال
۲۔ باقاعدہ خواندگی	شاخ الف	مدت	۴ سال
	شاخ ب	مدت	۱ یا ۲ سال
۳۔ خاص مختصر خواندگی		مدت کچھ اوپر ایک سال	

خواندگی تیاری ۔ اس خواندگی کی مدت ایک سال ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ایسے طلبہ کو ضروری ابتدائی تعلیم و تربیت دی جائے جو باقاعدہ خواندگی کی شاخ (الف) میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ داخلہ کی شرائط یہ ہیں:

(۱) درخواست گزار اچھا چال چلن اور اچھی تندرستی رکھتا ہو۔

(۲) اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کی ۲ برس والی خواندگی میں کامیاب ہو چکا ہو یا اس کے برابر لیاقت رکھتا ہو۔

(۳) عمر چودہ برس سے زائد ہو۔

خاص حالات میں ایسی لڑکیاں جو اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کا سال اول ختم کرچکی ہوں یا جو مساوی درجہ کی لیاقت رکھتی ہوں اور جن کا سن تیرہ برس سے زائد ہو داخل کی جاسکتی ہیں۔

باقاعدہ خواندگی

شاخ (الف) اس شاخ میں مدت خواندگی ۴ سال ہے شرائط داخلہ حسب ذیل ہیں

(۱) درخواست گزار اچھا چال چلن اور اچھی تندرستی رکھتا ہو۔

(۲) درخواست گزار یا تو ایک مدرسہ معلمی کی خواندگی تیاری یا ایک اعلیٰ مدرسہ ابتدائی کی سہ سالہ خواندگی ختم کرچکا ہو یا اس کے مساوی درجہ کی لیاقت رکھتا ہو۔

(۳) عمر پندرہ برس سے زائد ہو۔

خاص خاص حالات میں ایسی لڑکیاں جو اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کی دو برس والی خواندگی پوری کرچکی ہیں یا اُس کے مساوی لیاقت رکھتی ہیں اور چودہ برس سے عمر زیادہ رکھتی ہیں۔ داخل کی جاسکتی ہیں۔

شاخ (ب) اس شاخ میں مدت خواندگی ایک یا ۲ سال ہے۔ اور جو کوئی اس میں داخلہ چاہے اس کا چال چلن اور تندرستی اچھی ہونی چاہیئے۔

مرد امیدواروں کے لئے شرائط یہ ہیں:

۱۔ وہ ایک مدرسہ وسطانیہ کے سند یافتہ ہوں یا اس کے مساوی لیاقت رکھتے ہوں

۲۔ ان کی عمر سترہ برس سے زائد ہو۔

امیدوار عورتوں کے داخلہ کے لئے یہ شرائط ہیں:

۱۔ یا تو انھوں نے لڑکیوں کے مدرسہ فوقانیہ کی چار سال والی پڑھائی پڑھ کر سند حاصل کی ہو یا اس کے مساوی لیاقت رکھتی ہوں۔

۲۔ اُن کی عمر ۱۶ برس سے زائد ہو۔

اس شاخ کی ایک برس والی خواندگی میں امیدوار عورتوں کے لئے یہ شرائط ہیں:

۱۔ مدرسہ فوقانیہ میں انھوں نے پانچ برس کی پڑھائی لے کر سند حاصل کی ہو یا اس کے مساوی لیاقت رکھتی ہوں۔

۲۔ عمر سترہ برس سے زائد ہو۔

عارضی طور پر یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ایسی لڑکیاں جو لڑکیوں کے مدرسہ فوقانیہ میں چار برس کی پڑھائی لے کر سند یافتہ ہوئی ہوں یا اُس کے مساوی لیاقت رکھتی ہوں اور ۱۶ برس سے اُن کی عمر زائد ہو وہ داخل ہو سکتی ہیں۔

خاص مختصر خواندگی

اس خواندگی کی مدت ایک سال سے کچھ زائد ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ معمولی ابتدائی مدارس کے لئے معلموں اور مددگار معلموں کو تربیت دی جائے۔ اس میں داخلہ کی شرائط یہ ہیں۔

۱۔ درخواست گزار اچھا چال چلن اور اچھی تندرستی رکھتے ہوں۔

۲۔ اُنھوں نے یا تو اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کی دو برس والی خواندگی ختم کر لی ہو یا اُن کے مساوی لیاقت رکھتے ہوں۔

مضامین جو مدارس معلّمین میں پڑھائے جاتے ہیں اور ہفتہ میں جس جس قدر گھنٹے اس پڑھائی میں صرف کئے جاتے ہیں ان پانچ نقشوں سے ظاہر ہو جائیں گے جو ذیل میں آیندہ صفحات پر درج کئے جاتے ہیں۔

نقشہ الف لڑکوں کے لئے

باقاعدہ خواندگی ۔ شاخ الف

مضامین	خواندگی تیاری گھنٹے	جماعت سال اول گھنٹے	جماعت سال دوم گھنٹے	جماعت سال سوم گھنٹے	جماعت سال چہارم گھنٹے
اخلاقیات	۲	۲	۱	۱	۱
فن معلمی	۰	۰	۲	۳	۱۲ (کتابی سبق ۳، عملی مشق ۹)
جاپانی زبان اور چینی ادبیات	۱۰	۶	۴	۴	۲
انگریزی	-	۳	۳	۳	۲
تاریخ	۰	۲	۲	۲	۰
جغرافیہ	۰	۲	۲	۱	۰
ریاضی	۶	۴	۳	۳	۲
تاریخ طبعی	۰	۳	۲	۱	۰
طبعیات وکیمیا	۰	۰	۲	۳	۴
قانون ومعاشیات	۰	۰	۰	۰	۲
لکھنا	۳	۲	۱	۱	۰
نقشہ کشی ودستکاری	۲	۳	۳	۳	۳
موسیقی	۲	۲	۲	۲	۱
ورزش جسمانی (جمناسٹک)	۶	۵	۵	۵	۳
زراعت وتجارت	-	۰	۲	۲	۲
میزان	۳۱	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴

نقشہ ب لڑکیوں کے واسطے

باقاعدہ خواندگی شاخ (الف)

مضامین	خواندگی تیاری گھنٹے	جماعت سال اول گھنٹے	جماعت سال دوم گھنٹے	جماعت سال سوم گھنٹے	جماعت سال چہارم گھنٹے
اخلاقیات	۲	۲	۱	۱	۲
فن معلمی	۰	۰	۲	۳	۱۲ (کتابی سبق ۳، عملی سبق ۹)
جاپانی زبان (چینی ادبیات)	۹	۶	۴	۴	۲
تاریخ	۰	۲	۲	۲	۰
جغرافیہ	۰	۲	۲	۱	۰
ریاضی	۵	۳	۳	۲	۲
تاریخ طبعی	۰	۲	۲	۱	۰
طبعیات وکیمیا	۰	۰	۲	۳	۴
خانہ داری	۰	۰	۰	۳	۲
سینا	۴	۵	۵	۴	۳
لکھنا	۳	۲	۱	۱	۰
نقشہ کشی اور دستکاری	۲	۳	۳	۳	۲
موسیقی	۲	۲	۲	۲	۱
جسمانی ورزشیں (جمناسٹک)	۴	۳	۳	۳	۲
انگریزی (اختیاری)	۰	(۲)	(۲)	(۲)	(۲)
میزان	۳۱	۳۲ (۳۴)	۳۲ (۳۴)	۳۲ (۳۴)	۳۲ (۳۴)

نقشہ ج لڑکوں کے واسطے

باقاعدہ خواندگی شاخ (ب)

مضامین	جماعت ہائے سال اول و دوم گھنٹے	
اخلاقیات	۲	
فن معلمی	۱۵	کتابی ۷، عملی ۸
جاپانی زبان اور چینی ادبیات	۲	
ریاضی	۲	
تاریخ طبعی طبیعیات و کیمیا	۳	
قانون و معاشیات	۲	
نقشہ کشی و دستکاری	۳	
موسیقی	۲	
جسمانی ورزشیں (جمناسٹک)	۳	
میزان	۳۴	

زراعت و تجارت — اگر کسی مدرسہ میں یہ مضامین پڑھائے جائینگے تو اور مضمونوں کے اوقات میں دو گھنٹے کی کمی کردی جائیگی

نقشہ د لڑکیوں کے واسطے

باقاعدہ خواندگی - شاخ (ب)

مضامین	جماعت سال اول گھنٹے	جماعتِ سالِ دوم گھنٹے
اخلاقیات	۱	۲
فن معلمی	۴	۱۱ [کتابی ۳ عملی ۸]
جاپانی زبان اور چینی ادبیات	۹	۴
تاریخ	۲	۰
جغرافیہ	۲	۰
ریاضی	۴	۳
تاریخ طبیعی - طبیعیات - کیمیا	۳	۴
سینا	۴	۴
نقشہ کشی - دستکاری	۳	۲
موسیقی	۲	۱
جسمانی ورزشیں (جمناسٹک)	۳	۳
میزان	۳۴	۳۴

نقشہ ۵ لڑکیوں کے واسطے

باقاعدہ خواندگی شاخ (ب)

مضامین	جماعت سال اول گھنٹے
اخلاقیات	۲
فن معلمی	۱۳ { کتابی ۷ عملی ۶
جاپانی زبان اور چینی ادبیات	۳
ریاضی	۳
تاریخ طبیعی۔ طبیعیات و کیمیا	۳
سینا	۲
نقشہ کشی اور دستکاری	۳
موسیقی	۲
جسمانی ورزشیں (جمناسٹک)	۳
میزان	۳۴

انتباہ ۔ اس خواندگی میں جماعت سالِ دوم بہت ہی شاذ ہوتی ہے ۔

لڑکوں کے لئے جنھوں نے تیاری کی خواندگی لی ہو یا باقاعدہ خواندگی کی شاخ (الف) میں تعلیم پاتے ہوں نقشہ (الف) کی پابندی کرنی ہوگی۔

لڑکیوں کے لئے جنھوں نے خواہ تیاری کی خواندگی لی ہو خواہ باقاعدہ خواندگی کی شاخ (الف) اختیار کی ہو نقشہ (ب) عاید کیا جائے گا۔

جو لڑکے باقاعدہ خواندگی کی شاخ (ب) میں پڑھتے ہوں گے اُن کے لئے نقشہ (ج) اختیار کیا جائے گا۔ اُن لڑکوں کے لئے جو باقاعدہ خواندگی کی شاخ (ب) میں شریک ہونگے اُن کے لئے نقشہ (د) یا نقشہ (ہ) کی پابندی بموجب مدت خواندگی کے کرنی ہوگی خواہ وہ ایک سال کی ہو یا دو سال کی۔

خاص مختصر خواندگی کے لئے ضروری قواعد منجانب والیان صوبہ متعلقہ اُس وقت تیار کئے جاتے ہیں جب ان کی ضرورت ہوتی ہے۔

مرد معلموں کے لئے اعلیٰ مدارس معلّمی

جاپان میں دو اعلیٰ مدارس معلّمی مرد معلّموں کے لئے ہیں یعنی

(۱) ٹوکیو کا اعلیٰ مدرسہ معلّمی

(۲) ہیروشیما کا اعلیٰ مدرسہ معلّمی

یہ دونوں مدارس براہ راست وزیر تعلیم کے ماتحت ہیں اور اُن میں ذیل کے مدارس کے لئے معلّم تیار کئے جاتے ہیں۔

۱- مدارس معلّمی

۲- مدارس وسطانیہ

۳- اعلیٰ مدارس نسواں

ٹوکیو کا اعلیٰ مدرسۂ معلّمی مردوں کے واسطے

اس تعلیم گاہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد طلبہ کی تقریباً ۶۰۰ تک محدود رکھی گئی ہے اس کے عملہ معلمین میں ۹۳ اُستاد ہیں اور اس کے سالانہ مصارف کی رقم ۲۲۳۱۷۷۴ ین (۳۶۷۶۱ روپیہ ۱۲ آنہ) سالانہ یا ۸۹۷۱ روپیہ ۱۲ آنہ ماہوار ہے ایک مدرسۂ وسطانیہ اور ایک مدرسہ ابتدائی اس سے بطور مدارس مشقی کے متعلق ہیں۔

خواندگیاں حسب ذیل ہیں

۱- شعبۂ ادبیات	خواندگی اوّل خواندگی دوم خواندگی سوم	
۲- شعبۂ سائنس	خواندگی اوّل خواندگی دوم خواندگی سوم	۴ سال
۳- شعبۂ تربیت جسمانی	ایضاً	
۴- خواندگی بعد تحصیل	ا یا ۲ سال	ا یا ۲ سال

۵- اخلاقیات اور تعلیم کی اعلیٰ خواندگی ۲سال

۶- فنون اور درستی تربیت کی خاص خواندگی ۳سال

شعبہ ادبیات - شعبہ سائنس اور شعبہ تربیت جسمانی میں داخلہ کی شرائط امیدواروں کے لئے حسب ذیل ہیں -

۱- امیدوار یا تو مدارس معلّمی یا کسی مدرسہ وسطانیہ کے سند یافتہ ہوں -

۲- امیدوار تندرستی اچھی اور چال چلن ایسا رکھتے ہوں جس پر کسی قسم کا اعتراض نہ ہوسکے -

۳- امیدواروں کی سفارش ان صدور مدارس کی جانب سے ہونی چاہیے جہاں سے وہ آئے ہوں -

جملہ امیدوار معہ اُن کے جو متذکرۂ صدر شرائط پوری کرتے ہوں ایک مقابلہ کا امتحان دینے کے بعد داخلہ پاسکتے ہیں -

جو لوگ خواندگی بعدِ تحصیل میں شامل ہونا چاہتے ہیں ان کو خاص اُسی مدرسہ کا سند یافتہ ہونا چاہیے اور ضروری ہو کہ اُن کی سفارش منجانب ناظم تعلیمات اور منظوری منجانب وزیر تعلیم ہوئی ہو - اگر نقشہ اوقات میں گنجایش ہو تو ناظم کو اختیار دیا گیا ہو کہ وہ ذیل کے لوگوں کو بھی بعدِ تحصیل خواندگی میں شریک کرلے -

۱- ٹوکیو اور ہیروشیما کے اعلیٰ مدارس معلّمین کے سند یافتہ لوگ

۲- ایسے لوگ جنھوں نے اس سے اعلیٰ درجہ کے مدارس میں جو جاپان یا دیگر

ممالک کے ہوں سند حاصل کی ہو۔

۳۔ ایسے لوگ جو تعلیم کے متعلق سالہا سال سی کارگزار رہیں اور معقول لیاقت اور تجربہ کے لوگ ہیں۔ جب کبھی ایسے امیدواروں کی ضرورت ہوتی ہی جو فنون و دستکاری کی خاص خواندگی میں شریک کئے جائیں تو ان کی لیاقت کا اندازہ صدر مدرس بہ منظوری وزیر تعلیم کرتا ہے۔

شعبۂ ادبیات میں ذیل کے مضامین مختلف خواندگیوں میں پڑھائے جاتے ہیں

خواندگی اول

اخلاقیات	عملی اخلاقیات۔ علم الاخلاق۔ قومی اخلاق تاریخ علم الاخلاق مغرب۔ تاریخ اخلاقیات۔ تاریخ علم الاخلاق مشرق
فن معلمی	فن معلمی۔ تاریخ تعلیم۔ طریقۂ تعلیم۔ مدرسہ کی حفظان صحت تعلیمی قوانین اور احکام
تاریخ	قومی تاریخ۔ مشرقی ملکوں کی تاریخ۔ مغربی ملکوں کی تاریخ۔
قانون و معاشیات	قانون کا خاکہ۔ جاپان کا دستور۔ انتظامی قانون بین الاقوامی قانون۔ قانون تعزیرات۔ قانون دیوانی معاشیات۔ اور مالیات کے عام اصول

نفسیات ۔منطق وفلسفہ	منطق ۔ نفسیات کا خاکہ
جاپانی زبان اور چینی ادبیات	پڑھنا ۔صرف ونحو ۔ انشا پردازی
انگریزی	پڑھنا اور صرف ونحو
عضویات اور حیاتیات	حیاتیات کا خاکہ ۔حیاتیاتی استقرا کا نظریہ ۔علم طبعی
اشتراکیت	اصول اشتراکیت
جسمانی تربیت	ورزش ۔ قواعد کھیل
اختیاری مضمون	جرمن

خواندگی دوم

اخلاقیات	عملی اخلاق ۔ قومی اخلاق ۔ علم الاخلاق ۔ تاریخ الاخلاق ۔
فن معلمی	فن معلّمی ۔ تاریخ تعلیم ۔طریقہ تعلیم ۔ مدرسہ کی حفظان صحت تعلیمی قوانین واحکام
جاپانی زبان	پڑھنا ۔ صرف ونحو ۔ انشا پردازی ۔ بلاغت ص تا ۱۰ تاریخ ادبیات ۔ قومی لسانیات کا خاکہ
چینی ادبیات	پڑھنا ۔صرف ونحو انشا پردازی ۔ تاریخ ادبیات
خوشخطی	لکھنا
نفسیات ومنطق	نفسیات ومنطق
عضویات	عضویات کا خاکہ

انگریزی	پڑھنا اور صرف نحو
تاریخ	تاریخ جاپان - تاریخ ممالک مشرق -
لسانیات	لسانیات - صوتیات
جسمانی تربیت	جسمانی ورزشیں (جمناسٹک) قواعد کھیل
اختیاری مضمون	جرمن خط

خواندگی سوم

اخلاقیات	عملی اخلاق - قومی اخلاق - قواعد اخلاق تاریخ اخلاق -
فن معلمی	فن معلمی - تاریخ تعلیم - طریقۂ تعلیم - مدرسہ کی حفظان صحت تعلیمی قوانین واحکام
انگریزی	پڑھنا - صرف نحو - انشار تقریر - بلاغت تاریخ ادبیات -
نفسیات منطق و فلسفہ	منطق - نفسیات - فلسفہ کا خاکہ
جاپانی زبان اور چینی ادبیات	پڑھنا - صرف نحو - انشار
تاریخ	مغربی ملکوں کی تاریخ
لسانیات	لسانیات - صوتیات
جسمانی تربیت	جمناسٹک - قواعد کھیل
اختیاری مضمون	جرمن

شعبۂ سائنس میں ذیل کی تین خواندگیاں مقرر ہیں

خواندگی اول

اخلاقیات	عملی اخلاق - قومی اخلاق - علم الاخلاق - تاریخ اخلاق
فن معلّمی	فن معلّمی - تاریخ تعلیم - طریقۂ تعلیم - مدرسہ کی حفظانِ صحت تعلیمی قوانین واحکام
ریاضی	حساب - جبر ومقابلہ - علم مثلث - ہندسہ تحلیلی احصاء - طریقۂ تعلیم ریاضی - عملی ریاضیات
بہی کھاتہ	بہی کھاتہ۔
نفسیات ومنطق	نفسیات ومنطق
جاپانی زبان	پڑھنا - صرف نحو - انشا
انگریزی	پڑھنا - صرف نحو
پیمائش	پیمائش
طبعیات	حرکیات - طبعیات کے عام اصول
علم ہیئت	ہیئت
جسمانی تربیت	جمناسٹک - قواعد - کھیل۔
اختیاری مضمون	جرمن

خواندگی دوم

اخلاقیات	عملی اخلاق - قومی اخلاق - علم اخلاق - تاریخ اخلاق
فن معلمی	فن معلمی - تاریخ تعلیم - طریقۂ تعلیم - مدرسہ کی حفظانِ صحت تعلیمی قوانین و احکام
طبعیات	حرکیات - مادہ کے خواص - آواز - حرارت - بصریات برقیات - مقناطیسیات
کیمیا	نظری اور طبعی کیمیا - نامیاتی و غیر نامیاتی کیمیا - معدنیات
نفسیات و منطق	نفسیات و منطق
جاپانی زبان	پڑھنا - صرف نحو - انشا
انگریزی	پڑھنا - صرف و نحو
ریاضی	جبر و مقابلہ - علم مثلث - ہندسۂ تحلیلی - احصاء
ہیئت و شہابیات	ہیئت و شہابیات
دستی کام کی تربیت	لکڑی کا کام - لوہے کا کام
جسمانی تربیت	جمناسٹک فوجی قواعد کھیل
اختیاری مضمون	جرمن

خواندگی سوم

اخلاقیات	عملی اخلاق - قومی اخلاق - علم اخلاق - تاریخ اخلاق

فن معلمی	فن معلمی۔ تاریخ تعلیم۔ طریقۂ تعلیم مدرسہ کی حفظانِ صحت تعلیمی قوانین و احکام
نباتات	علم شکل و نمو نباتات۔ نسبتی تشریح نباتات۔ جنینیات اصول تقسیم نباتات۔ عملی نباتات۔ نباتی عضویات گرد و پیش کے حالات سے جو اثر نباتات پر ہوتے ہیں
حیوانات	اصول عامہ۔ خاص کتاب جو حیوانیات۔ جنینیات۔ نظریۂ استقرا
عضویات اور حفظانِ صحت	علم طبعی و حفظانِ صحت

معدنیات اور علم طبقات الارض۔ معدنیات اور علم طبقات الارض یا ارضیات

جغرافیہ	عام اصول جغرافیہ جاپان۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ اور اوقیانوسی جزائر۔
زراعت	فصلیں اور باغبانی۔ جانوروں کو پالنا اور ان کی نسل بڑھانی ریشم کے کیڑوں کو پالنا۔ طرح طرح کی مٹیاں اور کھاد زرعی محاسبات
نفسیات و منطق	نفسیات و منطق
جاپانی زبان	پڑھنا۔ صرف و نحو۔ انشا پردازی
ہیئت اور شہابیات	ہیئت اور شہابیات
کیمیا	نامیاتی اور غیر نامیاتی کیمیا
نقشہ کشی	نقل کرنا۔ دستی تصویر کشی۔ کتاب طریقۂ اظلال۔ کتاب تناظر

نقشہ کشی	آبی رنگ سے تصویر کشی ۔ سیاہ تختہ پر نقشہ کشی کی مشقیں
جسمانی تربیت	ورزشیں (جمناسٹک) فوجی قواعد کھیل ۔
اختیاری مضمون	جرمن

شعبۂ تربیت جسمانی میں ذیل کے مضامین اور ورزشیں سکھائی جاتی ہیں

اخلاقیات	عملی اخلاق ۔ علم اخلاق ۔ قومی اخلاق ۔ تاریخ اخلاق مغرب تاریخ اخلاق مشرق
فن معلمی	فن معلمی ۔ تاریخ تعلیم ۔ طریقۂ تعلیم ۔ مدرسہ کی حفظان صحت تعلیمی قوانین و احکام
جودو	عام نظریہ ۔ خاص جودو مشقیں ۔ جودو میں طرز ادا طریقۂ تربیت جودو
مسائیفت (پھکیتی)	عام نظریہ مسائیفت خاص مسائیفت میں طرز ادا مشقیں طریقۂ تربیت
تربیت جسمانی کا نظریہ	تربیت جسمانی کا نظریہ
عضویات تشریح حیاتیات حفظان صحت	عضویات ۔ تشریح ۔ حیاتیات ۔ حفظان صحت
امداد ابتدائی	ابتدائی امداد رسانی کے طریقے
نفسیات و منطق	نفسیات و منطق

جاپانی زبان اور چینی ادبیات	پڑھنا۔ صرف ونحو۔ انشا پردازی
انگریزی زبان	پڑھنا۔ صرف نحو
تاریخ	جاپانی تاریخ۔ تاریخ مشرق۔ تاریخ مغرب

بعد تحصیل خواندگی میں ایک طالب علم ایک یا کئی مضمون لے سکتا ہی، بشرطیکہ جو مضامین اس نے اپنے لئے تجویز کئے ہیں اُن کی تعلیم کا صدر مدرس بسہولت انتظام کرسکتا ہو

اعلیٰ نصاب اخلاقیات و طریقہ تعلیم کے اعلیٰ نصاب کے مضامین حسب ذیل ہیں

اخلاقیات	قومی اخلاق۔ تاریخ اخلاقیات۔ علم الاخلاق۔ تاریخ علم الاخلاق متعلق بہ مشرق۔ تاریخ علم الاخلاق متعلق بہ مغرب۔
فن معلمی	فن معلمی۔ تاریخ تعلیم۔ تعلیم کا انتظام
فلسفہ	خاکۂ فلسفہ۔ فلسفۂ مشرق کی تاریخ۔ فلسفۂ مغرب کی تاریخ۔ منطق اور علم العلوم نفسیات۔ دینیات۔ فلسفۂ ہند۔
اشتراکیت (سوشی اولوجی)	اشتراکیت۔ قانون کے عام اصول۔ دستور۔ قوانین انتظامیہ اور احکام معاشیات
اختیاری مضامین	قانون دیوانی۔ قانون تجارت۔ قانون تعزیرات۔ جرمن۔

فنون اور دستکاری کی تربیت کے خاص نصاب میں ذیل کی مضمون سیکھنے پڑتے ہیں

اخلاقیات

فن معلّمی

تربیت دستکاری

تصویر کشی

جمالیات اور تاریخ فنون لطیفہ

ایوان مختلفہ کا نظریہ

انگریزی زبان

ریاضی

طبیعیات

کیمیا

جسمانی تربیت

اس درس گاہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد طلبہ کی ۵۰۰ کے قریب مقرر کی گئی ہے۔
اس کے عملہ میں ۵۷ معلّم ہیں اور اس کے اخراجات ۶۴۴۷۸۱ این (۲۸۱۱۶۹ روپیہ) سالانہ یعنی ۲۳۴۳۰ روپیہ ۱۲ آنہ ماہوار ہیں۔ معلّمین کی مشق تعلیم کے لئے ایک مدرسۂ وسطانیہ اور ایک مدرسہ ابتدائی اس سے ملحق کیا گیا ہے۔

مضامین خواندگی کے دو حصے کئے گئے ہیں۔ ایک شعبہ ادبیات اور دوسرا شعبہ سائنس

ان دونوں شعبوں کو جیسا کہ ٹوکیو کے مردوں والے اعلیٰ مدرسہ معلّمی میں کیفیت ہی، تین خواندگیوں میں تقسیم کیا ہی جن میں سے ہر ایک کی مدت چار سال کی رکھی ہے۔ ایک خواندگی فن معلمی کی بھی ہے جس کی مدت دو سال کی ہے۔ ایک خواندگی جس کی مدت ایک سال سے دو سال تک کی ہو سند حاصل کرنے کے بعد کی ہے اور ایک خاص خواندگی اخلاقیات کی دو برس کے واسطے ہے۔

مضامین جو پڑھائے جاتے ہیں اور قواعد جو انتظام کے لئے ہیں وہ ہی ہیں جو ٹوکیو کے مردوں والے اعلیٰ مدرسہ معلّمین کے ہیں۔

اعلیٰ مدارس معلّمات

معلماؤں کے لئے صرف دو اعلیٰ مدارس معلّمی ہیں

(۱) عورتوں کا اعلیٰ مدرسہ معلّمی واقع ٹوکیو

(۲) عورتوں کا اعلیٰ مدرسہ معلّمی واقع نارا

مردوں کے اعلیٰ مدارس معلّمی کی مثل یہ مدارس بھی محکمہ وزارت تعلیم کے زیر نگرانی ہیں اور ان کا مقصد یہ ہی کہ لڑکیوں کے مدارس معلّمی اور لڑکیوں کے اعلیٰ مدارس کے لئے معلماؤں کو تعلیم و تربیت دی جائے۔

اس درس گاہ میں طلبہ کی تعداد ۴۵۰ تک محدود ہی۔ اس کے عملہ میں ۴۰ معلّم ہیں اور جو رقم اس پر صرف ہوتی ہی وہ ۳۵۳۸۲ ین (۲۳۳۷۶۹ روپیہ ۸ آنہ) سالانہ

یا ۱۸ ۷ ۹ ۱ روپیہ ۱۰ آنہ ماہوار ہو۔ فن معلمی میں معلماؤں کی مشق کے لئے اس درس گاہ سے
ایک لڑکیوں کا مدرسہ اعلیٰ اور ایک مدرسہ ابتدائی اور ایک مدرسہ کنڈر گارٹن متعلق ہیں۔

مضامین خواندگی حسب ذیل ہیں:-

۱۔ شعبہ ادبیات۔		چار سال
۲۔ شعبہ سائنس۔		
۳۔ علم خانہ داری	پہلی خواندگی دوسری خواندگی	
۴۔ بعد تحصیل خواندگی		
۵۔ خاص خواندگی تصویر کشی میں		ایک یا دو سال

شعبات ادبیات سائنس اور علم خانہ داری میں داخلہ کی شرائط یہ بیان ہوئی ہیں:-

۱۔ تمام امیدوار عورتوں کی تندرستی اور چال چلن اچھا ہو اور ان کو معلمہ بننے کے
لایق بھی سمجھا جائے۔

۲۔ لڑکیوں کے مدرسہ معلمی یا لڑکیوں کے مدرسہ فوقانیہ کی خواندگی وہ ختم کر چکی ہو۔

یا

انھوں نے مدارس خاص میں داخلہ کے لئے آزمایش لیاقت کا جو قاعدہ مقرر ہے اس
کے مطابق امتحان میں کامیابی حاصل کی ہو۔

یا

وہ ایسی امیدوار عورتیں ہوں جن کی لیاقت وزیر تعلیم نے لڑکیوں کے مدرسہ فوقانیہ

کے ایک سند یافتہ کے برابر تسلیم کرلی ہو۔

۳۔ ان کی عمر ۱۶ برس سے زائد مگر ۲۲ برس سے کم ہونی چاہئے اور وہ بن بیاہی ہو۔

۴۔ اُن کی سفارش اُن کے سابقہ مدارس کے صدر معلمین کی جانب سے ہوئی ہو۔

۵۔ انھوں نے مدرسہ میں داخلہ کے لئے جو مقابلہ کا امتحان ہوتا ہی، اس میں کامیابی حاصل کی ہو۔

بعد تحصیل خواندگی میں داخلہ کے لئے امیدواروں کو یا تو اُسی مدرسہ کا سند یافتہ ہونا چاہئے یا ایک سند یافتہ کے برابر اُن میں لیاقت ہونی چاہئے اور اس کا اندازہ ایک امتحان کے ذریعہ سے ہوتا ہی جو خاص اسی غرض سے لیا جاتا ہی۔

تصویر کشی کی خاص خواندگی کے متعلق امیدوار عورتوں کی قابلیت کا اندازہ جب کبھی تصویر کشی کے لئے معلماؤں کی ضرورت ہوتی ہی تو مدرسہ کا صدر مدرس بمنظوری وزیر تعلیم کرتا ہی۔ اس خواندگی کے لئے مضامین اور مدت کا تقرر بھی اسی طریقہ سے ہوتا ہی۔

شعبۂ ادبیات میں ذیل کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں

اخلاقیات	تعلیم کے متعلق منشور شہنشاہی تصریح۔ منشور شہنشاہی مشتہرشدہ ۱۹۰۸ء کی تصریح۔ عملی اخلاقیات۔ علم اخلاق کا خاکہ تاریخ اخلاق مشرق و مغرب۔ قومی اخلاق کی بعض خصوصیات۔ عورتوں کے فرائض منصب۔ آداب اخلاق۔ قانون معاشیات جاپان کا خاکہ

معلمی	نفسیات۔ منطق۔ تاریخ تعلیم۔ معلّمی۔ تعلیم کے طریقے۔ بچوں کا پالنا۔ تعلیمی قوانین واحکام۔ مدرسہ کا انتظام۔ مدرسہ کا حفظانِ صحت۔ معلّمی کی مشق۔
جاپانی زبان	پڑھنا۔ خوشخطی۔ صرف نحو۔ نظم لکھنا۔ لسانیات کا خاکہ۔ تاریخ ادبیات
چینی ادب	پڑھنا
تاریخ	تاریخ جاپان۔ مشرقی ومغربی ملکوں کی تاریخ۔ غیر ملکوں کی عام تاریخ۔ جغرافیہ پر ایک عام نظر
جغرافیہ	جغرافیہ پر ایک عام نظر
انتظام خانہ داری	انتظام خانہ داری
انگریزی	پڑھنا۔ معنی کہنا۔ صرف ونحو
موسیقی	مفرد آوازوں کا الاپنا۔ مرکّب آوازوں کا الاپنا۔ ارگن باجا یا پیانو بجانا
ورزشیں (جمناسٹک)	ورزشیں (جمناسٹک) فوجی قواعد۔ کھیل۔ جسمانی تربیت کا عام نظریہ

شعبۂ سائنس کے مضامین حسب ذیل ہیں

اخلاقیات	تعلیم کے متعلق منشور شاہی کی تصریح۔ منشور شاہی

مشتہر شدہ ۱۹۰۸ء کی تصریح - عملی اخلاقیات - نظم اخلاق کا خاکہ - تاریخ اخلاقیات مشرق و مغرب - قومی اخلاق کی بعض خصوصیات - عورتوں کے فرائض منصب - آداب و اخلاق - قانون و معاشیات - جاپان کا خاکہ

معلمی	نفسیات - منطق - تاریخ تعلیم - تعلیم - تعلیم کے طریقے بچوں کا پالنا - تعلیمی قوانین و احکام - مدرسہ کا انتظام مدرسہ کا حفظان صحت - معلمی کی مشق
ریاضی	حساب - جبر و مقابلہ - علم ہندسہ - علم مثلث .
طبعیات	حرکیات - خواص - حرارت - آواز - مناظر - مقناطیسیت برق - تجربات
کیمیا	نامیاتی کیمیا - غیر نامیاتی کیمیا - نظری کیمیا کا خاکہ - تجربات
معدنیات و ارضیات	معدنیات کا عام اصول - معدنیات خاص - حجریات معماری ارضیات - حرکتی ارضیات - تجربات
نباتیات	نباتیات صوری - نباتیات کے ریشوں کا علم نباتی عضویات - ایکولوجی " " " عملی نباتیات ٹیکسو نومی " " "
حیوانیات	عملی حیوانیات - جسم حیوانات کے ریشوں کا علم -

ایکولوجی۔ٹیکسونومی۔ نظریہ استقرا، کا خاکہ تجربات

عضویات اور حفظان صحت۔ غذا۔ حرکت۔ شرائنی عضویات۔ اصول حفظان صحت

امراض متعدی کے روکنے کے طریقے

انگریزی	پڑھنا اور معنی کہنے۔صرف ونحو
خانہ داری	اصول خانہ داری۔عمل
تصویرکشی اور دستکاری کی تربیت	تصویرکشی۔ لکڑی کا سادہ کام
موسیقی	مفرد آوازوں کا الاپنا۔ مرکّب آوازوں کا الاپنا۔ ارگن باجا یا پیانو بجانا
ورزشیں (جمناسٹک)	ورزشیں (جمناسٹک) قواعد۔کھیل۔جسمانی تربیت کا نظریہ

شعبۂ علم خانہ داری کی دو خواندگیاں حسب ذیل ہیں

خواندگی اوّل

اخلاقیات	تعلیم کے متعلق منشور شہنشاہی کی تصریح۔ منشور شہنشاہی مسترشدہ ۱۹۰۸ء کی تصریح۔عملی اخلاقیات۔علم الاخلاق کا خاکہ۔ تاریخ اخلاقیات مشرق ومغرب۔ قومی اخلاق کی بعض خصوصیات۔ عورتوں کے فرائض منصب۔آداب واخلاق۔قانون ومعاشیات جاپان کا خاکہ

معلمی	نفسیات۔ منطق۔ تاریخ تعلیم معلمی۔ تعلیم کے طریقے۔ بچوں کا پالنا۔ تعلیمی قوانین و احکام۔ مدرسہ کا انتظام۔ مدرسہ کا حفظانِ صحت۔ معلمی کی مشق۔
سائنس	نباتیات۔ حیوانیات۔ معدنیات۔ طبعیات۔ کیمیا عضویات۔ حفظانِ صحت۔ تجربات اور مشق
سینا	قطع کرنا۔ سینا۔ کپڑوں کی درستی
جاپانی زبان	پڑھنا اور معنی کہنے۔ انشا پردازی
ہاتھ کا کام اور تصویر کشی	زردوزی۔ ہر قسم کے بٹوے بنانے۔ تصویر کشی بلا آلات۔ نقشے و نمونے تیار کرنے
موسیقی	مفرد آوازوں کا الاپنا۔ مرکب آوازوں کا الاپنا۔ باجے بجانا۔
ورزشیں (جمناسٹک)	ورزشیں (جمناسٹک) فوجی قواعد۔ کھیل۔ جسمانی تربیت کا نظریہ

خواندگی دوم

اخلاقیات	وہی جو خواندگی اول میں ہے
معلمی	〃 〃
خانہ داری	〃 〃
سائنس	〃 〃
تصویر کشی	تصویر کشی بلا آلات۔ تصویر کشی بذریعہ آلات۔ نقشے و نمونے

تیار کرنے .. رنگین تصویر کشی کی تاریخ

دستی ہنر اور دستی کام	جالی کاڑھنی ۔ زردوزی ۔ مصنوعی پھول بنانے ۔ ہر قسم کے بٹوے بنانا ۔ گنگا بننا ۔ کاغذ کا کام ۔ بانس کا کام مٹی کا کام ۔ لکڑی کا کام .. دھات کا کام ۔ رنگنے اور چھینٹ کر چھاپنے ۔
انگریزی	وہی جو خواندگی اول میں ہے
موسیقی	" " "
ورزشیں (جمناسٹک)	" " "

تارا کا اعلیٰ مدرسہ معلمی عورتوں کے واسطے	زیادہ سے زیادہ تعداد طلبہ کی اس مدرسہ میں ۳۰۰ کے قریب معین کی گئی ہے۔ اس میں ۲۸ معلم ہیں جن میں سے ۱۴ عورتیں ہیں

مجموعی صرفہ اس پر ۴۰۴۰۵ این (۲۱۰۰۶۰۷ روپیہ ۸ آنہ) سالانہ یعنی ۱۷۵۵۰ روپیہ ۱۰ آنہ ماہوار ہوتا ہے۔ اس مدرسہ کے ساتھ لڑکیوں کا ایک مدرسہ فوقانیہ اور ایک لڑکیوں کا خانہ داری کا مدرسہ اعلیٰ اور ایک ابتدائی مدرسہ اور ایک کنڈر گارٹن مدرسہ بطور مشقی مدارس کے ملحق ہے۔

پورا نصاب تین خواندگیوں پر منقسم ہے یعنی ادبیات ۔ سائنس اور خانہ داری۔ ان میں ہر ایک خواندگی کے ختم کرنے میں چار برس صرف ہوتے ہیں۔ ایک بعد تحصیل خواندگی ایک سال سے لے کر دو سال تک کی بھی ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے کہ خود ان مضامین سے کسی مضمون کو جو مدرسہ میں پڑھائے جاتے ہیں زیادہ تفصیل سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

تمام امیدوار عورتیں جو اس مدرسہ میں داخلہ چاہتی ہیں ان کی عمر ۲۲ برس کے اندر ہونی چاہئے اور وہ بن بیاہی ہونی چاہئیں۔ باقی قواعد اس مدرسہ کے وہی ہیں جو ٹوکیو کے اعلیٰ مدرسہ معلمات کے ہیں۔ جو کچھ فرق مجھ کو معلوم ہوا وہ یہ تھا کہ غالباً اس مدرسہ میں علم خانہ داری کے سکھانے پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

مدارس خاص

جاپان میں بہت سے سرکاری ملک (عمومی) اور خانگی مدارس ایسے ہیں جن کو مدارس خاص کہا جاتا ہے۔ یہ مدارس گو ایک کلیہ کے درجہ کی تعلیم مختلف اقسام کی دیتے ہیں لیکن وہ کسی جامعہ کا رکن نہیں ہوتے۔ ان مدارس کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو فائدہ پہونچائیں جو کسی جامعہ میں یا تو داخلہ کی قدرت نہیں رکھتے یا داخل ہونا نہیں چاہتے مگر باوجود اس کے جس قدر تعلیم ان کو حاصل ہے اس سے زیادہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان مدارس خاص میں مدارس صنعتی (جن میں مدارس تجارتی شامل ہیں) مدارس طبی۔ ٹوکیو کا مدرسہ زبان ہائے غیر اور ٹوکیو کا مدرسہ فنون لطیفہ اور ٹوکیو کا ادارۂ موسیقی نیز اور بہت سے مدارس جو قانون، ادب اور مذہب کی تعلیم دیتے ہیں موجود ہیں۔

بہ استثنا، مدرسہ فنون لطیفہ ٹوکیو اور ادارۂ موسیقی ٹوکیو جن میں وزیر تعلیم خاص رعائتیں کر سکتا ہے باقی کل مدارس میں خاص داخلہ کے لئے ضروری شرائط یہ ہیں کہ اگر امیدوار لڑکے ہیں تو وہ ایسے ہونے چاہئیں جنھوں نے مدرسہ وسطانیہ کی خواندگی ختم

کرلی ہو - اور اگر امیدوار لڑکیاں ہیں تو مدرسہ فوقانیہ نسواں کی چار برس سے زیادہ کی خواندگی ختم کرچکی ہوں - ان کے علاوہ امیدواروں کو قبل از داخلہ ایک آزمائشی امتحان دینا ضروری ہو تاکہ اُن کی لیاقت کا اندازہ ہو کہ جو معیار لیاقت اوپر بیان ہوئے ہیں اُن سے ان کی لیاقت پر اُترے یا زیادہ -

ان مدارس خاص میں معمولی خواندگیوں میں عام طور پر تین سال سے زیادہ صرف ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض مدارس میں تیاری کی خواندگی اور بعدِ تحصیل خواندگی بھی مقرر ہے - معلّم ان مدارس میں صرف وہی لوگ ہوسکتے ہیں جو کسی جامعہ کی ڈگری ڈاکٹری کی رکھتے ہیں یا کسی جامعہ کے سند یافتہ ہیں یا یہ کہ ان کو وزیر تعلیم کی جانب سے خاص اجازت ملی ہو -

مدارس صنعتی سے چونکہ آیندہ کے باب میں بحث کی جاوے گی اس لئے میں یہاں صرف ذیل کے چند ایسے مدارس خاص کا مختصر حال لکھتا ہوں جو مجھ کو خاص طور پر دلچسپ معلوم ہوئے -

۱- ٹوکیو کا مدرسہ زبان ہائے غیر

۲- ٹوکیو کا مدرسہ فنون لطیفہ

۳- ٹوکیو کا مدرسۂ موسیقی

ٹوکیو کا مدرسہ زبان ہائے غیر | اس مدرسہ کی غرض یہ ہے کہ ایشیا اور یورپ کی مروّجہ زبانوں کی تعلیم دے - اس مدرسہ کی قدر وہ لوگ کرتے ہیں جن کا مقصد ممالک غیر

سے تجارت کرنے کا ہوتا ہے یا سیاسی ملازمت میں شریک ہونا چاہتے ہیں یا
ایسے عہدے جیسا کہ قنصل وغیرہ کے ہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں تقریباً
۷۸۳ طلبہ اور ۶۱ معلّم ہیں اور اس پر صرفہ ۳۴۱۴۰ این (۴۱۶۲۱۵ روپیہ ۸ آنہ)
سالانہ ہے۔

کل نصاب میں ۱۴ خواندگیاں ہیں۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔ جرمن۔ روسی۔ اٹالی
اسپینی۔ پرتگیزی۔ چینی۔ منگولی (مغلی) سیامی۔ ملائی۔ ہندوستانی اور تامل۔

ان زبانوں میں سے ہر ایک زبان کی خواندگی میں تین برس صرف ہوتے ہیں
اور ایسے لوگوں کے لئے جو زیادہ تحصیل علم چاہتے ہیں ان کے لئے ایک بعد تحصیل خواندگی
بھی دو برس کی مقرر ہے۔ مختصر خواندگیاں دو برس تک کی بھی ایسے لوگوں کے لئے
مقرر کی گئی ہیں جو ان زبانوں میں سے کسی ایک زبان میں صرف کام کرنے کی لیاقت
جہاں تک جلد ممکن ہو پیدا کرنی چاہتے ہیں۔ مگر زیادہ دقت نظر سے ان کی تحصیل کے
لئے ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔

ٹوکیو کا مدرسۂ فنون لطیفہ اس مدرسہ میں ۵۰۰ سے زیادہ طلبہ ہیں اور معلموں کی تعداد
۶۲ ہے۔ اس مدرسہ پر حکومت کی جانب سے ۱۳۶۰۰۰ ین (۲۰۴۰۰۰ روپیہ)
سالانہ صرف ہوتا ہے۔ مقصد اس مدرسہ کا یہ ہے کہ فنون لطیفہ کے ماہر پیدا کرے اور
مدارس معلمی، مدارس وسطانیہ اور لڑکیوں کے مدارس فوقانیہ کے لئے رنگین اور
سادہ تصویر کشی سکھانے کے لئے معلموں کو تربیت دے۔ اس مدرسہ کی خواندگیاں

حسب ذیل ہیں ،-

باقاعدہ خواندگی	جاپانی رنگین تصویرکشی	یورپی رنگین تصویرکشی
	سنگ تراشی	نقشہ کشی
	دھات پر کھودنا	روغنی کام
	چھاپنا	فوٹوگرافی کی خاص خواندگی -
	تیاری کی خواندگی	بعد تحصیل کی خواندگی
	انتخابی خواندگی	تربیتی خواندگی

سنگ تراشی کی خواندگی میں نمونہ سازی، لکڑی یا ہاتھی دانت کا کام شامل ہی اور طلبہ کو ان میں ایک مضمون بطور مطالعہ خاص کے لینا ہوتا ہے نقشہ کشی کی خواندگی میں حرفتی نقشہ کشی اور تعلیمی گل کاری شامل ہی - تربیتی خواندگی اور چھاپنے اور فوٹو کی خواندگیوں میں ۵ سال سے زیادہ صرف ہوتے ہیں - اس مدت کا ایک حصّہ شروع میں تربیتی خواندگی میں صرف ہوتا ہے اور اخیر کے دو حصّے بعدِ تحصیل خواندگی میں صرف ہوتے ہیں - بعدِ تحصیل خواندگی کی مدت فی نفسہ ۳ سال ہی - انتخابی خواندگی میں طلبہ صرف اس وقت داخل ہوسکتے ہیں جب کہ تختۂ اوقات بلا تکلف ایسے داخلہ کو ممکن کرتا ہو -

ٹوکیو کا مدرسہ موسیقی | اس مدرسہ پر سرکار کی طرف سی ۱۲ ۴۸۳ ین (۱۲ ۴ ۵ ۱۲ روپیہ) سالانہ صرف ہوتے ہیں - اس میں تقریباً ۸۲۰ طلبہ ۴۳ معلمین اور بارہ معلمات ہیں - اس کا

مقصد یہ ہے کہ موسیقی کی تعلیم دی جائے اور موسیقی کے معلموں کی تربیت ہو۔

نصاب حسب ذیل ہے

۱۔ باقاعدہ خواندگی

(الف) گلے کی موسیقی	۳ سے ۵ برس تک
(ب) موسیقی بوسیلہ آلات	

۲۔ خواندگی تیاری	ا سے ۲ برس تک

۳۔ ترتیبی خواندگی

(ا) درجہ اول	۳ سال
(ب) درجہ دوم	ایک سال

۴۔ بعدِ تحصیل خواندگی

(ا) گلے کی موسیقی	۲ سال یا اس سے کم
(ب) موسیقی بوسیلہ آلات	۲ سال یا اس سے کم
موسیقی تصنیف کرنا	۲ سال یا اس سے کم
۵۔ انتخابی خواندگی	۵ سال یا اس سے کم اس مضمون کے لئے جو منتخب کیا گیا ہو

۶۔ سامعین کی خواندگی

۷۔ پرانی جاپانی موسیقی کی خواندگی	۷ برس

بعدِ تحصیل خواندگی میں وہ ہی لوگ داخلہ پاتے ہیں جو موسیقی کا علم اتنا رکھتے ہیں کہ اس خواندگی میں آگے چل سکیں - انتخابی خواندگی میں ان لوگوں کو داخلہ ملتا ہے جن کی نسبت حکام کو یہ یقین ہوتا ہی کہ "جو مضمون انھوں نے منتخب کیا ہی اس میں انتہائی ترقی کریں گے"۔ سامعین کی خواندگی میں ان لوگوں کو داخل کیا جاتا ہی جو موسیقی میں کسی قدر لیاقت پیدا کر چکے ہیں"۔

مجھ ہندوستانی کے لئے اس درس گاہ میں سب سی زیادہ دلچسپ پہلو یہ تھا کہ فن کی حیثیت سے موسیقی کی قدر و قیمت بڑھانے کی کوشش میں یہاں ہر طرح کی ہمت افزائی کی جاتی ہے - جاپان کے لوگ مغربی موسیقی کا علم اور اس کے لطف سی محظوظ ہونے کا مادہ پیدا کرنے کا ایسا دلی شوق رکھتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے جو جاپان کے شرفا عظام سے ہیں حال میں ایک خاص سرودگاہ تعمیر کرایا ہی جہاں وہ اپنے صرف سی یورپ کے مشہور ماہرانِ موسیقی کو مدعو کرتے ہیں تاکہ جاپان کے چیدہ و منتخب لوگوں کو ان چیزوں کے سننے کا موقع ملے جو یورپ کی موسیقی میں فی الواقع بڑا درجہ رکھتی ہیں - اسی سرودگاہ میں میں نے ایک جاپانی خاتون کو پیانو بجاتے ہوئے سنا تھا - انھوں نے موسیقی میں ایسی شہرت حاصل کی تھی کہ چیکاگو واقع امریکہ کے مدرسہ موسیقی میں ان کو پروفیسری کا عہدہ دیا گیا تھا دراں حالیکہ اہل امریکہ اپنے ملک میں جاپانیوں کو ملازم رکھنے کے بہت خلاف ہیں

مسٹر زمبالسٹ جن کو اس وقت تمام دنیائے مغرب مشہور ترین وائیولین بجانے والوں میں شمار کرتی ہے ایک روز اثنائے گفتگو میں مجھ سے کہنے لگے کہ جاپان

کے لوگوں میں یورپ کی موسیقی کو سمجھنے سیکھنے اور اس سے لطف اٹھانے کا جس قدر مادہ ہے اس کو دیکھ کر وہ بالکل حیرت زدہ ہو گئے ہیں۔ مجھ سے بھی اکثر اعلیٰ تعلیم یافتہ جاپانیوں نے یہ عجیب بات کہی کہ گو وہ اپنے جاپانی رقص کی بہت مداح ہیں لیکن اصلی و خالص موسیقی سے جہاں تک بحث ہے وہ یورپ کی موسیقی کو جاپانی موسیقی پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ جس وقت وہ ان دونوں کا مقابلہ کرتے ہیں تو یورپ کی موسیقی میں ایک ہی چیز کا بار بار اعادہ کم پاتے ہیں۔

اندھے بہرے اور گونگوں کے مدرسے

اس قسم کے مدارس جاپان میں ۷۴ ہیں۔ ان میں سے دو سرکاری ہیں۔ ۷ عمومی اور ۶۵ خانگی۔ ۲ سرکاری مدارس ہیں۔

۱۔ ٹوکیو کا مدرسہ اندھوں کے لئے۔ ۲۔ ٹوکیو کا مدرسہ بہرے اور گونگوں کے لئے

ٹوکیو کا مدرسہ اندھوں کے لئے اس مدرسہ کا مقصد یہ ہے کہ اندھوں کے لئے ایک عام تعلیم کا سامان مہیا کر دیا جائے۔ اور ان کو ایسے فنون سکھائے جائیں جن سے وہ اپنی روزی پیدا کر سکیں۔ یہ مدرسہ براہ راست وزیر تعلیم کی نگرانی میں ہے اور جس قدر روپیہ ہر سال اس پر صرف ہوتا ہے اس کی رقم ۲۳۳۸۸ ین (۳۵۰۸۲ روپیہ) ہے۔ اس میں ۲۰۵ طلبہ اور ۲۵ معلم ہیں۔

نصاب کی تقسیم ذیل کی خواندگیوں میں ہوئی ہے

۱- معمولی خواندگی

۲- حرفتی خواندگی

(ا) موسیقی

(ب) جسم کے کسی آفت رسیدہ حصّے کو سوئی سے گودنا اور مالش کرنا۔

۳- تربیتی خواندگی

(ا) معمولی شاخ (ب) موسیقی کی شاخ

(ج) سوئی سے گودنے اور مالش والی شاخ

۴- بعدِ تحصیل خواندگی

معمولی خواندگی میں ۵ برس سے زائد حرفتی خواندگی میں اگر موسیقی بطور مضمون خاص کے لی گئی ہو تو ۶ برس سے زائد ورنہ ۵ برس صرف ہوتے ہیں۔ تربیتی خواندگی کی معمولی شاخ میں ۵ ماہ سے زائد یا ایک سال صرف ہوتا ہے۔ شاخ موسیقی میں ۲ سال صرف ہوتے ہیں۔

ٹوکیو کا مدرسہ بہرے اور گونگوں کے لئے۔

یہ مدرسہ بھی براہ راست وزیر تعلیم کی نگرانی میں ہے۔ اس پر سرکار کی طرف سے ۲۵۵۳۷ ین (۳۸۳۰۵ روپیہ ۸ آنہ) سالانہ صرف ہوتے ہیں۔ اس میں ۲۲۳ طلبہ ہیں اور ۱۹ معلم۔ بہروں اور گونگوں کو

ایک عام تعلیم دینے اور ایسے فنون سکھانے کے علاوہ جن سے وہ اپنی روزی پیدا کریں یہ مدرسہ اسی قسم کے دوسرے مدارس کے واسطے معلموں کو بھی تربیت دیتا ہے۔

نصاب میں حسب ذیل خواندگیاں ہیں

۱۔ معمولی خواندگی

(ا) شاخ اعلیٰ

(ب) شاخ ادنیٰ

۲۔ حرفتی خواندگی

(ا) رنگین تصویر کشی

(ب) لکڑی کا کام

(ج) سینا

۳۔ تربیتی خواندگی

(ا) معمولی شاخ

(ب) رنگین تصویر کشی کی شاخ

(ج) لکڑی کے کام والی شاخ

(د) سینے پرونے والی شاخ

۴ - خواندگی بعد تحصیل

معمولی خواندگی کی شاخ ادنی میں ۶ برس سے زائد اور شاخ اعلی میں ۲ برس صرف ہوتے ہیں - حرفتی خواندگی میں ۵ برس سے زائد اور تربیتی خواندگی کی شاخ میں ۶ ماہ یا ایک سال اور باقی شاخوں میں دو برس صرف ہوتے ہیں بعد تحصیل خواندگی میں عام طور پر دو برس صرف ہوتے ہیں -

تیئسواں باب

تعلیم صنعت و حرفت
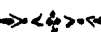
جاپان کے استقرار تمدن کی تاریخ میں اُس سہولت اور سرعت سے زیادہ کوئی چیز حیرت انگیز نہیں ہے جو اس ملک نے اپنی صنعت و حرفت کے نشو و نما کے لیے مغربی طریقوں کے سیکھنے میں ظاہر کی۔ عہد وسطیٰ کی حالت سے یک لخت ایک ہی جست میں وہ حالت پیدا کر لینی جو آج امریکہ جیسے اعلیٰ ترقی یافتہ ملک کی ہے اور ایک ہی پشت میں اپنی قوتوں کو ایسا کافی طور پر منضبط و متشکل کر لینا کہ مغربی دنیا کے حرفتی ملکوں سے سخت مقابلہ کے لیے تیار ہو جائے حقیقت میں بہت بڑے کام ہیں۔ اس تالیف میں چونکہ اتنی گنجائش نہیں کہ زیادہ تفصیل سے اس مضمون پر کچھ لکھ سکوں اس لیے مجھکو یہاں صرف اُس عملی حکمت کے مجمل بیان پر اکتفا کرنا چاہیے جس پر جاپان نے عمل کر کے وہ کامیابی حاصل کی جو بلاشبہ آج اس کو نصیب ہے۔

ابتدائی زمانہ میں جیسے کہ دنیا کے اور ملکوں کی کیفیت تھی جاپان میں بھی صنعت و حرفت کی ترقی کا زیادہ تر حصر حکمراں جماعتوں کی توجہ و سرپرستی پر تھا اور قوم کی معاشی زندگی کی تنظیم کچھ اس طور پر تھی کہ اُس سے ذاتیں قائم ہو جاتی تھیں۔ باپ جو پیشہ کرتا تھا اُسی کو بیٹا جاری رکھتا اور اُستاد جو کام کرتا تھا وہی اس کا شاگرد اختیار کرتا تھا۔ یہ میلان طبیعت ایسا زبردست تھا کہ رفتہ رفتہ بہت سے قبیلوں اور گھرانوں نے خاص خاص پیشوں کو بلا شرکت غیرے اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ اور اشی کاگا خاندان کے شوگنوں نے تو یہاں تک کیا کہ خاص خاص چیزوں کے بنانے اور بیچنے کے لیے خاص خاص مقامات معین کر دیئے۔ اور صرف چند منتخب پیشہ وروں کو ایسے کاموں کا اجارہ مطلقاً دیدیا جن میں وہ اُستاد مانے جاتے تھے۔

جب جاگیرداری حکومت ۱۸۶۸ء میں شکست ہو گئی تو وہ تمام مصنوعی رکاوٹیں جو جاپان کی صنعت و حرفت کی ترقی میں مانع تھیں بالکل دور کر دی گئیں اور ان کی جگہ وہ انتظامات و جماعتیں قائم کی گئیں جنہوں نے جاپان کو اشیا سازی میں مشرق کا سب سے بڑا ملک بنا دیا۔

۱۸۶۸ء میں عود شہنشاہی اور اس کے بعد ملک کے کھل جانے کے ساتھ ساتھ غیر ملکوں کا مال تجارت نہایت جلد اور بکثرت ملک میں آنا شروع ہو گیا۔ اور اب اس بات کو جاپانی بخوبی سمجھنے لگے کہ جب دنیا کے اور ملکوں سے اچھی طرح مقابلہ کی ٹھن گئی ہے تو اب اپنے ملک میں صنعت و حرفت کو ترقی دینا ایک نہایت ہی

ضروری مسئلہ ہو گیا ہے ۔ ارباب حکومت کو بہت جلد اس نتیجہ پر لا محالہ پہونچنا پڑا کہ جاپان کو اپنی برّی و بحری فوجوں کو سامان سے مہیّا کرنے کے لیے جس چیز کی ضرورت ہے وہ صرف ان چھوٹی چھوٹی نازک و نفیس چیزوں کا تیار کرنا ہی نہیں ہے جن کی خوبصورتی و خوشنمائی کی اب تمام دنیا نے تعریف شروع کر دی تھی بلکہ حقیقی ضرورت یہ ہے کہ ایسی مخصوص صنعتوں کی ترقی کے لیے جیسے کہ لوہے اور فولاد کے کام ہیں انتظام و بندوبست کرنے میں اپنی کوششیں صرف کرنی چاہئیں ۔

بس حکومت نے صنعت و حرفت کے کاموں میں پوری توجہ سے مدد دینے کی تدبیر اختیار کی اور یہ امداد لیسے اہتمام و استقلال کے ساتھ دی کہ اس امر کے اعتراف میں کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ صنعت و حرفت میں جاپان کی ترقی قطعاً حکومت ہی کا ایک بڑا کارنامہ ہے ۔ مختلف صنعتوں کے جاری کرنے اور ان کو ترقی دینے کے لیے ذیل کی تدابیر اختیار کی گئیں ۔

(الف) یورپ کے ترقی یافتہ ملکوں میں لوگ بھیجے گئے تاکہ وہاں کی صنائع کو بغور دیکھیں اور ان کے بارے میں کیفیتیں لکھیں اور یہ بتائیں کہ کونسی صنعت کا شروع کیا جانا جاپان میں بکارآمد ہوگا ۔

(ب) غیر ملکوں کے صنعتی طریقوں کو اپنے ملک کے کاریگروں پر ظاہر کرنے کے لیے غیر ملکوں کے ماہرین فن بڑی فیاضانہ شرائط کے ساتھ مقرر کیے گئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ کارخانے اور دیگر ادارات جو صنعت و حرفت سے متعلق ہوں قائم کریں ۔

(ج) قوم میں صنعت و حرفت کے فنون موجودہ کی اشاعت کے لیے صنعتی کارخانوں اور اداروں کے ساتھ ساتھ صنعت و حرفت کی تعلیم کا انتظام بھی کیا گیا۔

(د) ایک بڑی تعداد میں حکومت کے مملوکہ کارخانے کھولے گئے جن کو کچھ عرصہ کے بعد حکومت نے خانگی کمپنیوں کی طرف منتقل کر دیا۔

(ھ) ایسے خانگی صنعت و حرفت کے کاموں کے لیے جن کو حکومت نے پسند کیا بہت فیاضی سے مالی امداد منظور کی گئی۔

(و) اخیر میں تجارتی کاموں میں آسانی پیدا کرنے کے لیے اور اس غرض سے کہ اپنے ملک اور اس سے باہر لوگوں میں اپنا اعتبار بڑھے لین دین اور سکّہ کا انتظام نہایت صحیح اصول پر جاری کیا گیا۔

پس زمانہ عہد شہنشاہی میں حکومت نے جو تدابیر اس خصوص میں اختیار کیں اُن میں ایک تدبیر یہ بھی تھی کہ خاص طور پر اپنے ملک کی بنی ہوئی منتخب اشیا کی ایک بڑی تعداد وائینا کی بین الاقوامی نمایش میں جو ۱۸۷۳ء میں ہوئی تھی بھیجیں۔ ستر سرکاری ملازمین بھی ایک جرمن ماہر سائنس ڈاکٹر واگنر کی افسری و رہنمائی میں وائینا روانہ کیے گئے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے یورپ کے اور ملکوں کو بھی دیکھا اور جب یہ لوگ وطن کو واپس آئے تو انھوں نے صنعت و حرفت کے ایسے غیر ملکی طریقے وہاں جاری کیے جو اُن کی رائے میں جاپان کے لیے نہایت فائدہ مند تھے۔

حکومت نے کوئی موقع جاپان کو اس بات کی اجازت دینے میں ہاتھ سے

نہ جانے دیا کہ جہاں تک زیادہ سے زیادہ بین الاقوامی نمایشوں میں شرکت ممکن ہو خواہ وہ یورپ میں ہوں یا امریکہ میں جاپان شریک ہو۔ اور جب اُس نے دیکھا کہ جاپان کی ایسی چیزوں کی مثلاً سنہری رنگین برتنوں، لوہے کی اشیا، اور پارچوں وغیرہ وغیرہ کی مانگ بڑھتی جاتی ہے تو اُس نے چند تاجروں کو ترغیب دی کہ وہ ایک کمپنی قائم کریں جس کا مقصد یہ ہو کہ وہ زیادہ باقاعدہ طریقہ سے غیر ملکوں میں اپنی چیزوں کا نِکاسا دے۔

واقعہ یہ ہے کہ ملک کے معاشی ذرائع کو ترقی دینے میں کوئی تدبیر ایسی نہ تھی جس پر عمل نہ کیا گیا ہو۔ اور اس سلسلہ میں جو عجیب و غریب رازِ ترقی حکومت پر کھل گیا وہ اس سے ظاہر ہے کہ اکثر موقعوں پر خود اُس نے صنعت و حرفت کے کام شروع کر کے لوگوں کو دکھا دیا کہ ان چیزوں کی مختلف شاخوں میں کس طرح معقول نفع پیدا کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اُن کے متعلق کام کرنے کا طریقہ اُن کاروباری اصولوں کے مطابق ہو جو بالکل آج کی تاریخ کے ہیں۔

چونا، کاغذ، فولاد، دیاسلائی، کپڑے اور ریشم بنانے کے کارخانے سرکاری کارخانوں کی حیثیت سے کھولے گئے اور سرکاری طور پر ان کا انتظام کیا گیا یہاں تک کہ ہر شخص نے دیکھ لیا کہ جو نفع ان کارخانوں سے ملتا ہے وہ حقیقت میں موجب ترغیب و تحریص ہے۔ جب یہ دکھا دیا گیا تو یہ کارخانے خانگی کمپنیوں کے حوالے کر دیے گئے جن کو خود حکومت نے اسی غرض کے لیے قائم کیا تھا۔

کاروبار کرنے والے لوگوں کی جماعتیں دنیا کے مختلف حصوں میں برابر بھیجی جاتی رہیں اور جو اطلاعیں وہ لاتی تھیں ان کو جاپان کے ہر ایسے مقام میں جو صنعت و حرفت کا مرکز ہوتا پہونچا دیا جاتا تھا۔ بہت سے صنعتی کارخانوں کے لیے حکومت نے فیاضانہ طور پر مالی امداد بھی منظور کی لیکن شرط یہ کر لی کہ جو حکمت عملی اُس نے محکوم کر دی ہے اس کی پابندی لازمی ہو گی۔ اور اگر کوئی جنگ شروع ہو جائے گی تو وہ حکومت کے لیے ہر طرح کی سہولت اور آسانی پیدا کریں گے۔

یہ حکومت کی مالی امداد و حفاظت ہی کا نتیجہ تھا کہ دخانی جہازوں کی مشہور عالم کمپنیاں مثلاً نیپون یوسن کیشا۔ اوساکا شوسن کیشا اور تویو کسین کیشا وجود میں آئیں اور آج وہ اپنے کام کے لیے نہ صرف یورپ کی بلکہ امریکہ کی زیادہ دولت مند جہازی کمپنیوں سے کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہیں۔

غیر ملک کے ماہرین فن سے صنعت و حرفت کا علم سیکھ کر جن کو اسی غرض سے مقرر کیا گیا تھا جس قدر جلد اس علم کو اہل جاپان کام میں لائے ہیں اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جہاں ۱۸۷۷ء میں محکمہ ریلوے میں ۱۲۰ انگریز انجینیر، ڈرایور، مہتمم (فورمین) تھے وہاں ۱۸۸۰ء میں یعنی تین برس بعد صرف تین غیر ملکی ماہر باقی رہ گئے تھے۔ اور اس بات کو یاد کر کے کہ پہلی ریل جو جاپان میں کھولی گئی تھی اس کا زمانہ ۱۸۷۲ء تھا یہ امر اور بھی زیادہ قابل قدر ہو جاتا ہے۔

جہازوں کے بنانے میں بھی خواہ جنگی ہوں یا تجارتی آج جاپان غیروں کی امداد کا مطلق

محتاج نہیں۔ سفینہ سازی کے جو کارخانے لب بحر اُس نے تیار کیے ہیں اور جو آلات وہ اس کام میں استعمال کرتا ہے ان کی نسبت مجھکو اطلاع ملی ہے کہ یورپ کے ایسے ملکوں کے سامانِ سفینہ سازی کے ساتھ جیسے کہ فرانس اور اٹلی کے ہیں اُن کا بخوبی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

لیکن صنعت و حرفت کے نشو و نما میں جاپان نے جس قدر ترقی کی ہے وہ نتیجہ ہے ایک شدید محنت و جانفشانی کا اور اُس انتظام کی خوبیوں کا جو حکومت نے ان چیزوں کی تعلیم کے لیے ملک میں قائم کیا۔ صنعتی تعلیم گاہوں سے پوری پوری تعلیم و تربیت پائے ہوئے نوجوانوں کی ایک مسلسل رو کا ہمیشہ جاری رہنا وہ چیز ہے جس نے آج جاپان کو اس قابل بنا رکھا ہے کہ مشرق بعید میں با وجودیکہ امریکہ جیسا اعلیٰ انتظام رکھنے والا ملک اُس کا حریف مقابل ہے جاپان اپنے ہی بل بوتے پر قائم و برقرار ہے۔

صنعت و حرفت کی تعلیم کے موجودہ انتظام کے جاری ہونے سے پہلے صرف شاگردی ہی کا ایک طریقہ تھا جس سے کوئی شخص کسی پیشہ کا علم حاصل کر سکتا تھا۔ ان بچوں کو جن کے باپ انھیں کوئی پیشہ سکھانا چاہتے تھے مشہور سوداگروں یا کاریگروں کے پاس لیجاتے تھے اور اِن کے پاس بطور شاگردوں یا امیدواروں کے ان کو چھوڑ آتے تھے یہاں جب وہ اپنے پیشہ کی ابتدائی باتیں سیکھ لیتے تھے تو پھر رفتہ رفتہ اسی پیشہ کے متعلق اہم خدمتیں اِن کے سپرد کی جاتی تھیں اور جب ان کی عمر ۱۵ یا ۱۶ برس کی ہو جاتی تھی تو پھر اُن کا آقا یا اُستاد جو اس وقت تک اُن کو روٹی کپڑا ہی دیتا رہا تھا برائے نام کچھ اُنکی

تنخواہ بھی مقرر کر دیتا تھا۔ ان شاگردوں کو وہ اپنی اولاد کی مثل سمجھتا تھا اور شاگردوں کو بھی یہ بات سکھائی جاتی تھی کہ اُستاد کا بار احسان ان پر ایسا ہی ہے جیسے کہ اُس کی حقیقی اولاد پر ہے۔

جب ادنیٰ اور اعلیٰ زمانہ شاگردی کے مراحل خیریت سے طے ہو جاتے تھے اور اُستاد کی رائے میں شاگرد کا کام اور چال چلن دونوں قابل تعریف ہوتے تھے تو اُستاد بسا اوقات اپنے شاگرد کو اتنا روپیہ دیدیتا تھا کہ وہ بطور خود کام شروع کرے مگر اس کے ساتھ یہ شرط ہوتی تھی کہ اُستاد کا جو تجارتی نام ہے اس نام سے شاگرد بھی اپنا کام جاری کرے۔

عام ادبی تعلیم جیسا کہ آج کل ہم اُس کو سمجھتے ہیں اس شاگرد کو مطلقاً نہیں دیجاتی تھی۔ اِس بارے میں جب اُس کو معمولی تحریر کا فن جو کوئی بڑا دماغی کام نہیں ہے اور نامہ نویسی آجاتے تھے تو گویا اِس کی تمام ضروریات علمی پوری ہو جاتی تھیں۔ تھوڑا سا حساب اور دو تین بالکل ابتدائی کتابیں تجارت کی شام کو پڑھائی جاتی تھیں۔ لیکن جس قدر تجارتی معلومات اس زمانہ کے سوداگروں کے لیے ضروری تھیں اس کا بہت بڑا حصہ درحقیقت تجارت میں روزمرہ کے تجربے سے حاصل ہو جاتا تھا۔

عود شہنشاہی کے بعد ہی جبکہ جدید ضروریات کے لیے ملک کی نئی تنظیم ہو رہی تھی صنعت و حرفت کی تعلیم کے لیے بھی زیادہ سہولتیں پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہونی شروع ہو گئی پس ۱۸۰۶ء میں محکمہ تعمیرات کے متعلق جس کی تنظیم جدید طریقہ پر ہوئی تھی ایک مدرسہ اس مقصد سے کھولا گیا کہ اس محکمہ کے لیے لائق انجینیر ہندس،

مہیا ہو سکیں۔ یہ صنعت و حرفت کی تعلیم کے متعلق پہلا مدرسہ تھا جس کو حکومت نے قائم کیا تھا۔ اس کے عملہ میں انگریز تھے جن کو جاپانی حکومت کے گماشتوں نے جو انگلستان میں تھے نہایت احتیاط سے جاپانی حکومت کے لیے منتخب کیا تھا۔ ۱۸۸۶ء تک یہ مدرسہ نہایت مفید کام کرتا رہا پھر اسی سال جب کہ ٹوکیو کے شہنشاہی جامعہ کو اُس کی موجودہ شکل میں قائم کیا گیا تو یہ مدرسہ بھی اُس جامعہ کا کلیہ ہندسیہ بنا دیا گیا۔

جب یہ قدم بڑھ لیا تو پھر بہت جلد دیگر ادارات صنعت و حرفت بھی قائم ہونے شروع ہو گئے۔ ۱۸۷۷ء میں ٹوکیو میں ایک مدرسہ زراعت کا اور ۱۸۸۲ء میں ایک دوسرا مدرسہ جنگلات کا کھولا گیا۔ ۱۸۹۰ء میں ان دونوں مدرسوں کو ایک کر کے ٹوکیو کی شہنشاہی جامعہ کا کلیہ زراعت بنا دیا گیا۔ ۱۸۷۵ء میں دائی کاونٹ اری نوری موری نے پہلا خانگی مدرسہ تجارت کی تعلیم کے لیے جاپان میں قائم کیا۔ یہ مدرسہ ترقی کر کے پہلے ٹوکیو کا اعلیٰ مدرسہ تجارت ہو گیا اور پھر ۱۹۲۰ء میں وہ ٹوکیو کا جامعۂ تجارت ہو گیا جس کا ذکر جامعات کے باب میں آ چکا ہے۔

آخر الامر ۱۸۸۱ء میں ایک مدرسہ کاریگروں کے لیے کھولا گیا جہاں مختلف قسم کی صنعت و حرفت جدید ترین طریقوں کے مطابق سکھائی جاتی تھی اور جہاں ایسی تحقیق اور تجربے کیے جاتے تھے جن سے مختلف صنعتوں میں اور زیادہ ترقی ہو۔ اس مدرسہ کا نام اب ٹوکیو کا اعلیٰ مدرسہ صنعت و حرفت ہے۔ جس وقت میں اس مدرسہ میں گیا تو جس وسیع پیمانہ پر اس کو کام کرتے ہوئے دیکھا اس پر مجھ کو تعجب ہوا۔ اس میں ایک

ہزار طلبہ کے قریب ہیں اور استادوں کی تعداد ۹۰ ہے۔ اور سالانہ خرچ اس پر ۴۹۰۰۹۲ روپیہ ہے جس کے معنی ۴۱۰۰۵ روپیہ ماہوار کے ہوئے۔ اس کے نصاب تعلیم میں۔ رنگنا۔ کاتنا۔ بننا۔ کوزہ گری۔ علمی کیمیا۔ برقی کیمیا۔ ہندسہ میکانیکی۔ برق۔ معماری۔ اور ان کے علاوہ بہت سی اختیاری اور بعد تحصیل خواندگیاں ہیں۔

ڈاکٹر یوشی ٹیگ نے جو اس مدرسہ کے صدر ہیں مجھ سے کہا کہ پہلے انہوں نے انگلستان کے مقام لیڈز میں تعلیم پائی تھی۔ اس کے بعد وہ محض اپنا تجربہ بڑھانے کے لیے جرمنی بھیج دیے گئے۔ ان کی بڑی تمنا یہی ہے کہ یہ مدرسہ ایک دن جامعہ صنعت وحرفت بنا دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے متعلق حکومت سے اب خط وکتابت بھی ہو رہی ہے۔ جمہور جاپان خود کس حد تک ایسے ادارات کی مدد کرنے کے لیے تیار رہے اس کا حال اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر یوشی ٹیگ نے مجھ سے کہا کہ جو لوگ اس مدرسہ میں اپنی تعلیم ختم کرتے ہیں ان میں سے ۹۵ فی صدی ہمیشہ اس بات پر بھروسہ کر سکتے ہیں کہ ملک کے خانگی کارخانوں میں بلا دقت ان کو کام مل جائے گا۔

یہاں تک صرف ایسے ادارات کا ذکر ہوا جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ صنعتی تعلیم دی جاتی ہے اور اس وجہ سے یہ ادارات گویا صنعتی تعلیم میں بالکل چوٹی کی چیزیں ہیں لیکن جن مدارس میں کہ طلبہ کی کثیر تعداد تعلیم پاتی ہے وہ ان ادارات سے ایک درجہ کم ہیں اور یہ ہی وہ مدارس ہیں جنہوں نے عوام میں صنعتی علم کی اشاعت میں سب سے زیادہ حصہ

بنا ہے - یہ مدارس آپس میں تعلق رکھتے ہیں اور ان سے صنعتی تعلیم کا ایک مکمل انتظام کم وبیش اُس انتظام کے مطابق پہلو بہ پہلو قائم ہو جاتا ہے جو قوم کی تعلیم عامہ کے لیے قائم کیا گیا ہے۔

اس کل انتظام کو پورے طور پر سمجھنے کے لیے یہ بات جاننی ضروری ہے کہ جاپان میں "صنعتی تعلیم" جس چیز سے مراد لی جاتی ہے اس میں بہ نسبت ہندوستان کی صنعتی تعلیم کے بہت زیادہ مضامین شامل ہیں۔ جاپان کی صنعتی تعلیم میں علاوہ تمام صنعتی فنون اور فن انجینیری کے مختلف شعبوں کے زراعت، تجارت، ماہی پروری، علاج حیوانات حتیٰ کہ جہازرانی تک شامل ہیں۔ اس تعلیم کی چار منزلیں ہیں۔

(۱) منزلِ جامعہ۔ (۲) منزلِ اعلیٰ (۳) منزلِ وسطیٰ (۴) منزلِ ادنیٰ

ان منازل میں سے منزلِ اوّل کی تصریح کی ضرورت نہیں۔ منزلِ دوم میں وہ صنعتی مدارس اور کلیات ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے باب میں مدارس خاص کی حیثیت سے ہو چکا ہے۔ اور جن میں داخلہ کے لیے ضروری ہے کہ درخواست گزار اگر لڑکا ہے تو مدرسۂ وسطانیہ کی خواندگی پوری کر چکا ہو اور اگر لڑکی ہے تو لڑکیوں کے مدرسۂ اعلیٰ کی خواندگی ختم کر چکی ہو۔ منزلِ وسطیٰ میں تمام صنعتی مدارس قسم (۲ الف) کے شامل ہیں۔ یعنی ایسے مدارس جو صرف ان طلبہ کو داخل کرتے ہیں جو ۱۴ سال سے زیادہ عمر رکھتے ہیں اور جنہوں نے ایک اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کی خواندگی ختم کر لی ہو یا اُسی کے برابر لیاقت رکھتے ہوں۔ منزلِ ادنیٰ میں جو مدارس شامل ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) تمام صنعتی مدارس قسم (ب) یعنی ایسے مدارس جو ایسے بچوں کو داخل کرتے ہیں جن کی عمر ۱۲ برس سے زیادہ ہو اور جنہوں نے معمولی ابتدائی مدرسہ کی خواندگی ختم کر لی ہو (۲) تمام صنعتی مدارس تسلسلی یا جن کو بعض اوقات مدارس ضمنی بھی کہتے ہیں۔

قسم (الف) کے صنعتی مدارس درجہ میں مدارس وسطانیہ کے برابر سمجھے جاتے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ کو زراعت۔ ماہی پروری۔ بحری پیداوار۔ تجارت۔ ہندسہ میکانکی۔ اور جہاز رانی وغیرہ وغیرہ کا کام کرنے کے لیے تیار کریں۔ خواندگی کی مدت بالعموم ۳ سے ۵ سال تک ہے۔ اور بعض اوقات اس میں ۶ سال صرف ہوتے ہیں یہ سب یومیہ مدارس ہیں ۔ ان کو ہفتہ کے ہر یوم میں ۵ گھنٹے کام کرنا ہوتا ہے۔ ان مدارس میں سے نوّے فی صدی ایسے ہیں جن کی کفیل صوباتی حکومتیں ہیں یعنی وہ ادارات عمومی (پبلک) ہیں باقی کا انتظام خانگی طور پر ہوتا ہے۔ یہ امر کہ یہ مدارس کس قدر ہر دل عزیز ہیں اس واقعہ سے ثابت ہے کہ صرف ۱۹۲۰ء میں ۲۳ ، ۸ ، ۹ طلبہ نے داخلہ کی درخواست دی لیکن جگہ کی قلت کی وجہ سے ان میں سے صرف ۵ ، ۰ ، ۱۴ طلبہ یعنی ۲۴ فی صدی داخلہ حاصل کر سکے۔

قسم (ب) کے مدارس صنعتی وہ ہیں جو محض صنعتی مضامین میں صرف ابتدائی تعلیم دیتے ہیں اور اس لیے ان کو درجہ میں ابتدائی مدارس کے برابر سمجھنا چاہیے۔ ان کی خواندگی کی مدت بالعموم تین برس سے زائد نہیں ہوتی اور یہ کل مدت صنعتی مضامین متعلقہ کے پڑھنے میں صرف ہوتی ہے۔ برخلاف صنعتی مدارس تسلسلی کے جہاں وقت کا کچھ

حصہ عام مضامین کی تحصیل میں بھی صرف کیا جاتا ہے۔

لیکن جاپان میں صنعتی تعلیم کا سب سے بڑا ذریعہ جس پر ہم کو نہایت غور کرنا چاہیے وہ صنعتی مدارس ضمنی یا تسلسلی ہیں۔ اس قسم کے مدارس جاپان میں ۱۳ ۲۲ ۱ ہیں جن میں سے ۱۲۰۰۷ عمومی (پبلک) ۲۰۲ خانگی اور ۴ سرکاری ہیں۔ اور مجموعی تعداد طلبہ کی جو ان میں پڑھتی ہے ۱۲۹۳۵ ہے۔ ۴ سرکاری مدارس یہ ہیں۔ مدرسہ ضمنی جس کا تعلق ٹوکیو کے اعلیٰ صنعتی مدرسہ سے اس غرض سے کر دیا گیا ہے کہ حکام ان مدارس کے انتظام اور طریقۂ تعلیم پر غور کر سکیں۔ دو مدارسِ شب ہیں جن میں ایک کا نوگویا کے اور دوسرے کا کوماموٹو کے اعلیٰ مدرسہ صنعتی سے تعلق کر دیا گیا ہے۔ اور ایک مدرسۂ شب جو کوبی کے اعلیٰ تجارتی مدرسہ سے اس لیے متعلق کیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعلیمی ضرورتیں پوری ہوں جو دن کے اوقات میں اپنے اپنے پیشوں میں مصروف رہتے ہیں۔

ان ۲۲۱۳ ضمنی مدارس میں ۴۶ تو ایسے خالص صنعتی مضامین کے لیے ہیں جیسے کہ دیوانی و میکانیکی ہندسہ (سول و میکانیکل انجینئرنگ) تعمیرات، کاتنے، اور بننے وغیرہ کے کام ہیں۔ ۰۰۸ ۲۷ مدرسے زراعت کی تعلیم دیتے ہیں (اس تعلیم میں ریشم کے کیڑوں کی پرورش اور جنگلات کے کام وغیرہ کی تعلیم بھی شامل ہے)۔ ۱۴۴ مدارس بحری پیداوار کے ہیں۔ ۲۰۲ مدارس فن تجارت کے ہیں۔ ایک مدرسہ جہاز رانی کا ہے اور ۲۰۲۳ مدارس ایسے متفرق مضامین کی تعلیم دیتے ہیں جیسے کہ

کھانا پکانا۔ کپڑے دھونے اور سینے وغیرہ وغیرہ کے کام۔

یہ ضمنی مدارس حقیقت میں اُن معمولی اور اعلیٰ مدارس کے ایسے سند یافتہ لوگوں کے لیئے ہیں جو مدارسِ وسطانیہ یا لڑکیوں کے مدارسِ اعلیٰ میں داخلہ نہیں چاہتے لیکن اس کی ضرورت رکھتے ہیں کہ صنعت و حرفت کا کوئی فن سیکھ کر روزی پیدا کرنے لگیں۔ گو ان مدارس کی اصلی غرض یہ ہی ہے کہ اُن لوگوں کو جو کوئی پیشہ کرنا چاہتے ہیں تعلیم دیں لیکن وہ اس بات کا بھی بہت لحاظ رکھتے ہیں کہ اپنے طلبہ کو اس طرح تعلیم دیں کہ بحیثیت ایسی عمدہ رعایا کے جس کو پیشہ وری میں تعلیم دی گئی ہے وہ قومی زندگی بسر کرنے کی بھی پوری لیاقت رکھتے ہوں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ یہ مدارس صرف صنعت و حرفت ہی کے مضامین نہیں پڑھاتے بلکہ ابتدائی مدارس میں ان کے طلبہ جو عام تعلیم حاصل کر چکے ہیں اس میں بھی اُن کو آگے پڑھاتے ہیں۔

عام طور پر مدارس تسلسلی یا ضمنی کوئی مکان جو اُن کی مِلک ہو نہیں رکھتے۔ بلکہ ابتدائی مدارس کے مکانات اپنے کام میں لاتے ہیں۔ اور یہ اس طرح ممکن ہوتا ہے کہ ضمنی مدارس رات کے وقت معمولاً کھانا کھانے کے بعد درس دینا شروع کرتے ہیں ضمنی مدارس اپنے واسطے ایسے معلم مقرر کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو یا تو صنعتی مدارس درجۂ وسطانیہ یعنی مدارس قسم (الف) کے سند یافتہ ہوں یا ایسے لوگ ہوں جن کی صنعتی تعلیم ایسے ادارات میں ہوئی ہو جو اس تعلیم کے لیے مخصوص ہوں۔ چونکہ ایسے معلم کم ملتے ہیں اور ان کی مانگ بہت زیادہ ہے اس لیے میں نے اکثر ابتدائی

مدارس ہی کے معلموں کو ان ضمنی مدارس میں رات کے وقت پڑھاتے ہوئے دیکھا۔ رعایا کی قومی سلامتی کے خیال سے حکومت ان مدارس کی اس درجہ قدر کرتی ہے کہ ابتدائی درجہ کے ادارات میں صرف یہی مدارس ایسے ہیں جن کو بلا انقطاع ۱۸۹۳ء سے مالی امداد خزانہ شہنشاہی سے ملتی رہی ہے۔

چونکہ جاپان میں ضمنی مدارس تعلیم صنعت و حرفت کی طولانی زنجیر میں پہلی کڑی ہیں اور چونکہ وہ ایسے ادارات ہیں جن کی نقل ہم بھی بہت فائدہ کے ساتھ اُتار سکتے ہیں اس لیے ان کے انتظام اور قواعد کا حال جن کی پابندی سے وہ اپنا کام کرتے ہیں میں یہاں کسی قدر بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

ان مدارس کا نصاب ادنیٰ اور اعلیٰ خواندگیوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ادنے خواندگی کی مدت ۲ سال کی ہے اور اعلیٰ خواندگی میں جو خواندگی حرفتی یا تجارتی مدارس کی ہے اس کی مدت ۲ سال کی ہے اور جو خواندگی زراعت اور ماہی پروری کی ہے اس کی مدت ۲ سال سے تین سال تک کی ہے۔ ادنیٰ خواندگی میں مضمونِ متعلقہ کی ابتدائی باتیں سکھائی جاتی ہیں اور خواندگی اعلیٰ میں اُسی مضمون کے متعلق زیادہ تفصیلی درس دیا جاتا ہے۔ ایسے طلبہ کے لیے جو اعلیٰ خواندگی کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں مگر اس کے بعد بھی وہ اپنی تعلیم جاری رکھنی چاہتے ہیں تو معقول و مناسب خواندگیاں مقرر کی جا سکتی ہیں۔ علاوہ بریں اگر خاص حالات کسی مقام کے متقاضی ہوں تو ایک ضمنی مدرسہ میں صرف ادنیٰ خواندگی یا صرف اعلیٰ خواندگی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

اس امر کی بھی اجازت دی گئی ہے کہ ایسے طلبہ کے فائدہ کے لیے جنھوں نے اعلیٰ خواندگی ختم کر لی ہے یا وہ مناسب عمر کے آدمی ہیں اور اس قدر علم اور لیاقت رکھتے ہیں کہ انتہائی قسم کی صنعتی تعلیم ان کو دی جائے تو صنعتی مدارس اعلیٰ ترین درجہ کے قائم کر دیے جائیں۔

اس امر کی بھی اجازت دی گئی ہے کہ صنعتی مدارس اعلیٰ ترین درجہ کے ایسے طلبہ کے فائدہ کے لیے قائم کر دیئے جائیں جنھوں نے اعلیٰ تعلیم ختم کر لی ہے یا وہ مناسب عمر کے آدمی ہیں اور اس قدر علم و لیاقت رکھتے کہ انتہائی قسم کی صنعتی تعلیم ان کو دی جائے۔ ایسی خواندگیوں میں یہ سوالات کہ خواندگی کس قدر ہو کیا کیا مضامین پڑھائے جائیں، درس کے لیے کس قدر گھنٹے مقرر ہوں، خواندگی کی نوعیت اور مقامی حالات کا پورا لحاظ کر کے طے کیے جاتے ہیں۔

معمولی ابتدائی مدارس کے سند یافتہ لوگ یا ایسے لوگ جن کی قابلیت ان کی مثل ہے ادنیٰ خواندگی میں شریک کیے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ جنھوں نے ادنیٰ خواندگی ختم کر لی ہے یا وہ اعلیٰ ابتدائی مدارس کے سند یافتہ ہیں یا اُن کی مثل لیاقت رکھتے ہیں وہ اعلیٰ خواندگی میں شریک کیے جاتے ہیں۔

اُن ضمنی مدارس میں جو حرفتی یا تجارتی مضامین پڑھاتے ہیں ایک سال میں کام کے گھنٹوں کی مجموعی تعداد ۲۰۰ سے ۲۴۰ گھنٹوں تک ادنیٰ خواندگی میں اور ۲۱۰ سے ۲۴۰ گھنٹوں تک اعلیٰ خواندگی میں ہے۔ اور زراعتی یا ماہی پروری کے

مدرسوں میں ۲۰۰ سے ۴۲۰ گھنٹوں تک ادنیٰ خواندگی میں اور ۱۶۰ سے ۳۲۰ گھنٹوں تک اعلیٰ خواندگی میں ہے۔

مضامین جو پڑھائے جاتے ہیں وہ لڑکوں کے لیے حسب ذیل ہیں

ادنیٰ خواندگی

اخلاقیات جاپانی زبان

ریاضیات سائنس

مضامین جو مخصوص تعلیم سے متعلق ہوں :۔

اعلیٰ خواندگی

اخلاقیات جاپانی زبان ریاضیات

مضامین جو مخصوص تعلیم سے متعلق ہوں :۔

انتباہ :۔ ادنیٰ خواندگی میں سائنس اور اعلیٰ خواندگی میں جاپانی زبان یا ریاضی چھوڑی جاسکتی ہے۔

لڑکیوں کے لیے مضامین حسب ذیل ہیں :۔

اعلیٰ خواندگی

اخلاقیات جاپانی زبان ریاضی

خانہ داری سینا

مضامین جو مخصوص تعلیم سے متعلق ہوں :۔

اعلیٰ خواندگی

اخلاقیات   جاپانی زبان   ریاضی

خانہ داری   سینا

مضامین جو مخصوص تعلیم سے متعلق ہوں:۔

انتباہ :۔ ادنیٰ خواندگی سے خانہ داری اور سینا اور اعلیٰ خواندگی سے جاپانی زبان اور سینا ایک یا دو مضامین ترک کیے جا سکتے ہیں۔

علاوہ ان مضامین کے جو اوپر بیان ہوئے اگر ضرورت ہو تاریخ۔ جغرافیہ جاپانی دستور۔ جسمانی ورزشیں۔ سیاسی معاشیات۔ بہی کھاتہ۔ غیر ملک کی زبانیں وغیرہ وغیرہ ان میں سے ایک یا ایک سے زیادہ مضامین تعلیم کے لیے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لیے منتخب کیے جا سکتے ہیں۔

مدرسہ کے افسروں کو پوری آزادی دی گئی ہے کہ وہ کوئی ایک مضمون یا اُس کا حصہ کسی دوسرے مضمون میں اضافہ کر کے ایک نیا مرکب پیدا کر دیں یا کسی مضمون یا ایسے مضامین میں سے کسی مضمون کو جو زیر بحث خواندگی سے متعلق ہے ترک کر دیں۔ اس بات کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ ایک طالب علم کو دوبارہ وہی مضامین پڑھائے جائیں جو وہ کہیں اور سیکھ چکا ہے۔ ان کو اس کی بھی اجازت ہے کہ عارضی خواندگیاں تھوڑی مدت کے لیے کسی خاص مضمون کی اپنے طلبہ کے فائدے کے لیے مقرر کریں۔

تمام مدارس ضمنی میں طلبا کی جسمانی تربیت اور تندرستی کی احتیاط ہر قسم کی رکھی جاتی ہے۔ اور خاص توجہ اس طرف کی جاتی ہے کہ لڑکوں میں کسی قدر علم جابیا ان کے قوانین کا اور ایسے دیگر چند امور کا پیدا کریں جو لوگوں کو عمدہ رعایا بنانے اور قومی فلاح کے لیے ضروری ہوتے ہیں کفایت شعاری کی ضرورت پر خاص طور سے زور دیا جاتا ہے۔ ہر مدرسہ کو اپنے قواعد بنانے میں ذیل کے امور بیان کرنے ضرور ہوتے ہیں :۔

۱۔ مدرسہ کی غرض

۲۔ خواندگیاں جو مقرر کی گئی ہیں اور ان کی وسعت

۳۔ مضامین جو پڑھائے جاتے ہیں اور ان کا معیار

۴۔ تعداد گھنٹوں کی جو پڑھانے میں صرف کیے جاتے ہیں

۵۔ وقت اور موسم جن میں مدرسہ کھلا رہتا ہے

۶۔ تعطیلات جو دی جاتی ہیں

۷۔ مدرسہ میں طلبہ کا داخلہ اور علیحدگی

۸۔ مدرسہ کی فیس وغیرہ وغیرہ

ان مدارس میں بھی جن کو کسی صوبہ نے قائم نہیں کیا ہے بلکہ وہ خانگی مدارس ہیں تمام ایسے معاملات جن کا تعلق خواندگی کی وسعت، پڑھائی کے مضامین اور اُن کے معیار، پڑھائی کے گھنٹوں کی تعداد وغیرہ وغیرہ سے ہے ان سب کی

منظوری حاکم صوبہ کی جانب سے ہونی ضروری ہے۔

مدارس ضمنی میں جو کام ہوتا ہے اس کی نوعیت کو تفصیل کے ساتھ ظاہر کرنے کے لیے میں ذیل میں ایسے تین مدارس کے قواعد درج کرتا ہوں جن میں ایک زراعتی مدرسہ ہے ایک تجارتی اور ایک صنعتی۔

استیکاگا کے دیہی زراعتی ضمنی مدرسہ کے قواعد

خواندگیاں :۔

ادنیٰ خواندگی . . . . ۲ سال

اعلیٰ خواندگی . . . . ۳ سال

بعد تحصیل خواندگی . . . . ۳ سال

مضامین جو پڑھائے جاتے ہیں

ادنیٰ خواندگی

مضامین	فی سال کس قدر گھنٹے	جماعت سال اول	جماعت سال دوم
اخلاقیات	۲۰	قومی اخلاقیات کا خاکہ	وہی جو جماعت سال اول میں ہے
جاپانی زبان	۷۰	پڑھنا معمولی فقروں کی تصریح۔ انشا اور تحریر	〃
حساب	۵۰	کسور اعشاریہ۔ اعداد مرکب گولیوں والے چوکھٹے سے حساب کرنا	کسور تناسب۔ سیکڑے کا حساب گولیوں والے چوکھٹے سے حساب کرنا۔
سائنس	۲۰	نباتیات۔ حیوانیات	عضویات۔ طبیعیات اور کیمیا علم حوادث سماوی
زراعت	۴۰	عام فصلیں۔ ترکاریاں وغیرہ	جنگلوں کی حفاظت۔ بیل۔ ریشم کے کیڑوں کی پرورش

اعلیٰ خواندگی

مضامین	فی سال کسقدر گھنٹے	جماعت سال اول	جماعت سال دوم	جماعت سال سوم
اخلاقیات	۲۰	اخلاقیات کا خاکہ	وہی جو سال اول میں ہے	وہی جو سال اول میں ہے
بلدیات	۲۰	انصاف اور نیکوکاری ایک ملک کی بنیادی ترقی۔ ہمارا قومی چلن	جاپانی دستور۔ قانون بیت شہنشاہی	اپنے اوپر خود حکومت کرنے کا طریقہ۔ شہر قصبے اور گاؤں کا سیاسی انتظام کرنا۔ مالیات اور اس میں سلیقہ شعاری کی ضرورت
جاپانی زبان	۴۰	پڑھنا۔ عام فقروں کی صراحت انشا اور تحریر	وہی جو سال اول میں ہے	وہی جو سال اول میں ہے
حساب	۴۰	کسور اعشاریہ۔ اعداد مرکب گولیوں والے چوکھٹے سے حساب کرنا	کسور۔ سیکڑے کا حساب گولیوں والے چوکھٹے سے حساب کرنا	
زراعت	۶۰	زمین ۔ کھاد	معمولی فصلیں خاص فصلیں	ضمنی کام

بعد تحصیل خواندگی

مضامین	فی سال کس قدر گھنٹے	کیفیت
اخلاقیات	۱۰	قومی اخلاقیات اور قانون اور معاشیات کا خاکہ
زراعت	۵۰	کسانی اوزاروں کا استعمال۔ زراعتی پیداوا سے مصنوعات تیار کرنے۔ زراعتی معاشیات اور قوانین وغیرہ وغیرہ

مدرسہ کی اجلاسی مدتیں :-

مدرسہ کا سال یکم ماہ اپریل کو شروع ہوتا ہی اور ۳۱ مارچ کو ختم ہوتا ہے

مدت اول	یکم اپریل سے	۳۱۔ اگست تک
مدت ثانی	یکم ستمبر سے	۳۱۔ دسمبر تک
مدت ثالث	یکم جنوری سے	۳۱۔ مارچ تک

پڑھانے کے زمانے :

پہلی مدت اجلاس میں	یکم اپریل سے	۳۰۔ اپریل تک
دوسری مدت اجلاس میں	یکم ستمبر سے	۱۵۔ اکتوبر تک

تیسری مدت اجلاس میں ۸ جنوری سے ۲۵ مارچ تک

کام کے دن :-

دوشنبہ - سہ شنبہ - پنجشنبہ - جمعہ - شنبہ

پڑھانے کے لیے گھنٹوں کی فی ہفتہ تعداد دس ہے۔ بعد تحصیل خواندگی میں یہ تعداد تین گھنٹے فی ہفتہ ہے۔

تعطیلات :-

خوشی منانے کے دن۔ خدائے نگہبان کی عید۔ عدم زدگان شاہی کی یادگار کا تہوار - کل ایام ماسوا ان کے جن میں پڑھائی ہوتی ہے۔

تجارتی ضمنی مدرسہ پوکوہاما کے قواعد

خواندگیاں :-

ادنیٰ خواندگی . . . ۲ سال

اعلیٰ خواندگی . . . "

اعلیٰ ترین خواندگی . { (الف) انگریزی حصہ مشق ۲ سال
(ب) قانون و معیشت کی مشق ۲ سال }

ادنیٰ خواندگی

مضامین	جماعت سال اول معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ	جماعت سال دوم معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ
اخلاقیات	قومی اخلاق کا خاکہ	۱	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	۱
جاپانی زبان	پڑھنا۔ انشاء۔ تحریر۔ آسان فقروں کی تصریح	۴	"	۳
ریاضی	حساب۔ گولیوں والے چوکھٹے سے حساب کرنا	۴	"	۳
انگریزی	پڑھنا مطلب بیان کرنا خوشنویسی	۶	پڑھنا مطلب بیان کرنا انشاء	۶
تجارت	کچھ نہیں	۰	خاکہ	۲
	میزان	۱۵	میزان	۱۵

اعلیٰ خواندگی

مضامین	جماعت سال اول معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ	جماعت سال دوم معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ
اخلاقیات	ایک شہری کے فرائض	۱	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	۱
ریاضی	تجارتی حساب	۲	"	۲
بہی کھاتہ	تجارتی بہی کھاتہ	۳	بنک کا بہی کھاتہ	۲
تجارت	تجارت کا خاکہ	۳	تجارتی جغرافیہ	۲
انگریزی	پڑھنا مطلب بیان کرنا۔ صرف و نحو۔ انشا۔ تقریر	۶	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	۶
معاشیات	کچھ نہیں	۔	معاشیات کا خاکہ	۲
	میزان	۱۵	میزان	۱۵

اعلیٰ ترین خواندگی ۔ انگریزی شق

مضامین	جماعت سال اول معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ	جماعت سال دوم معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ
تجارتی انگریزی	تجارتی خط و کتابت۔ فن تجارت کا خاکہ۔ انگریزی تقریر	۷	تجارتی خط و کتابت۔ فن تجارت کا خاکہ۔ انگریزی تقریر ٹائپ رائٹر کا استعمال	۷
انگریزی زبان	پڑھنا مطلب بیان کرنا۔ صرف و نحو۔ انشار	۸	وہی جو سال اول کی جماعت میں ہے	۸
	میزان	۱۵	میزان	۱۵

اعلیٰ ترین خواندگی شقِ قانونی و معیشت

مضامین	جماعت سال اول — معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ	جماعت سال دوم — معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ
قانون کا خاکہ	عام بیان - خاص امور	۲	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	۲
،، دیوانی	عام اصول - اشیاء کا قانون	۳	معاہدوں کا قانون	۲
تجارتی قانون	،، تجارتی کمپنیوں کا قانون	۲	قانون ہنڈیاں - قانون تجارت بحری قانون بیمہ	۳
قانون بین الاقوامی	-	۰	بین الاقوامی قانون عمومی	
		۰	بین الاقوامی قانون خانگی	۲
معاشیات	عام اصول	۲	معاشی حکمت عملی	۳
بنک کے معاہدے	۰	۰	نظریہ اور عمل	۱
روپیہ کے معاہدے	عام اصول	۲	۰	۰
تجارتی جغرافیہ	عام خاکہ	۱	۰	۰
غیر ملکی بیوپار خانے	۰	۰	نظریہ اور عمل	۱
حساب لگانے کا علم	اعلیٰ درجہ کا بہی کھاتہ	۲	جمع خرچ کا تختہ تیار کرنا	۱
	میزان	۱۵	میزان	۱۵

متذکرہ بالا مضامین کے علاوہ کسی اور مضمون میں بھی اگر ضرورت ہو تو درسی خطبے دیئے جا سکتے ہیں۔

مدرسہ کا سال اور پڑھانے کا وقت

مدرسہ کا سال یکم اپریل کو شروع ہوتا ہے اور ۳۱ مارچ کو ختم ہوتا ہے۔ پڑھائی ۶ بجے شام سے ساڑھے نو بجے شام تک رہتی ہے۔

کاماگاوا کے تجارتی مدرسہ کے قواعد

مقصد:۔

اس مدرسہ میں ان لوگوں کو ضروری علم اور صنعت و حرفت کے فنون سکھائے جاتے ہیں جو پہلے سے صنعت و حرفت کے کاموں میں مصروف یا مصروف ہونے والے ہوں۔ ان کو قومی زندگی بسر کرنے کی بھی تربیت دیجاتی ہے۔

خواندگیاں

خواندگی ذیل کی شاخوں میں تقسیم کی گئی ہے

شاخ ابتدائی . . . ۲ برس

شاخ وسطانی . . . ۲ برس

شاخ اعلیٰ . . . ۱ برس

شاخ وسطانی و اعلیٰ کی ایک اور تقسیم ذیل کے حصوں میں کی گئی ہے

۱۔ مشینوں والی خواندگی ۲۔ تعمیر والی خواندگی

۳۔ برق والی خواندگی ۴۔ نمونے تیار کرنے والی خواندگی

ابتدائی خواندگی

مضامین	جماعت سال اول معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ	جماعت سال دوم معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ
اخلاقیات	روزمرہ کا اخلاق	½	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	½
جاپانی زبان	پڑھنا اور انشا پردازی	۲	״	۲
اصطلاحی ریاضی	حساب اور گولیوں والے چوکھٹے پر حساب کرنا	۳½	״	۳½
طبیعیات اور کیمیا	طبیعیات	۲	کیمیا	۲
انگریزی	پڑھنا	۳	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	۳
جسمانی ورزشیں	معمولی	۱	״	۱
	میزان	۱۲	میزان	۱۲

مشینوں کی خواندگی شاخ وسطانیہ میں

مضامین	جماعت سال اول معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ	جماعت سال دوم معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ
اخلاقیات	ایک قوم کے فرائض	½	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	½
ریاضی	حساب۔ جبر و مقابلہ	۲	جبر و مقابلہ۔ علم ہندسہ	۲
جاپانی زبان	پڑھنا اور انشا پردازی	۲	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	۲
انگریزی (اختیاری ہے)	پڑھنا	۰	”	۰
میکانک	مشینوں کا اصول	۳	”	۳
میکانیکی	نقشہ کشی بذریعہ آلات			
نقشہ کشی	نقشہ کشی عام	۴	”	۴
جسمانی ورزشیں	معمولی	½	”	½
	میزان	۱۲	میزان	۱۲

فن تعمیر کی خواندگی شاخ وسطانیہ میں

مضامین	جماعت سال اول	گھنٹے	جماعت سال دوم	گھنٹے
	معیار مضمون	فی ہفتہ	معیار مضمون	فی ہفتہ
اخلاقیات	ایک قوم کے فرائض	½	وہ ہی جو جماعت سال اول میں ہے	½
ریاضی	حساب وجبر مقابلہ	۲	حساب وعلم ہندسہ	۲
جاپانی	پڑھنا اور انشا پردازی	۲	وہ ہی جو جماعت سال اول میں ہے	۲
انگریزی (اختیاری ہے)	پڑھنا	۰	"	۰
فن تعمیر	مضامین متعلق فن تعمیر	۳	"	۳
تعمیری نقشہ کشی	نقشہ کشی	۴	"	۴
جسمانی ورزشیں	معمولی	½	"	½
	میزان	۱۲	میزان	۱۲

برقی خواندگی شاخ وسطانیہ میں

مضامین	جماعت سال اول	گھنٹے	جماعت سال دوم	گھنٹے
	معیار مضمون	فی ہفتہ	معیار مضمون	فی ہفتہ
اخلاقیات	ایک قوم کے فرائض	½	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	½
ریاضی	حساب وجبر مقابلہ	۲	جبر مقابلہ وعلم ہندسہ	۲
جاپانی	پڑھنا اور انشا پردازی	۲	وہی جو جماعت سال اول میں ہے	۲
انگریزی (اختیاری ہے)	پڑھنا	۰	"	۰
برقی ہندسہ	مضامین متعلقہ	۳	"	۳
برقی نقشہ کشی	نقشہ کشی بذریعہ آلات نقشہ کشی عام	۴	"	۴
جسمانی ورزشیں	معمولی	½	"	½
	میزان	۱۲	میزان	۱۲

نمونوں کے نقشے تیار کرنے کی خواندگی شاخ وسطانیہ میں

مضامین	جماعت سال اول — معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ	جماعت سال دوم — معیار مضمون	گھنٹے فی ہفتہ
خلاقیات	ایک قوم کے فرائض	½	وہ جو جماعت سال اول میں ہے	½
ریاضی	حساب وجبر مقابلہ	۲	جبر مقابلہ وعلم ہندسہ	۲
جاپانی	پڑھنا اور انشا پردازی	۲	وہ ہی جو جماعت سال اول میں ہے	۲
انگریزی (اختیاری ہے)	پڑھنا	۰	"	۰
نمونوں کے نقشے بنانے	ایک رنگ کو دوسرے رنگ میں رفتہ رفتہ لانا مختلف رنگوں کی ترتیب کہ ایک پر دوسرا کھل جائے	۳	"	۳
نمونوں کے نقشے بنانے کی مشق	نقشہ۔ نقشہ نویسی	۴	نقشہ نویسی	۴
جسمانی ورزشیں	معمولی	½	وہ ہی جو جماعت سال اول میں ہے	½
	میزان	۱۲	میزان	۱۲

شاخ اعلیٰ ترین میں بھی وہ ہی خواندگیاں ہیں جو شاخ وسطانیہ میں ہیں اور کسی

مضمون کو سکھانے کے لیے اس کی تفصیل کے متعلق طلبہ کی خواہشوں کا لحاظ کیا جاتا ہے

تعداد طلبہ فی جماعت

سال اول شاخ ابتدائی . . . . . . تقریبًا سو طلبہ داخل کئے جائیں

سال دوم شاخ وسطانیہ . . . . . . ″

سال سوم شاخ اعلیٰ ترین . . . . . . ″

داخلہ کی لیاقت

شاخ ابتدائی

طالب علم کی تندرستی اور چال چلن اچھا ہو اور ارادہ کا پکا ہو۔

ابتدائی مدرسہ کی خواندگی میں کامیاب ہوا ہو یا عمر ۱۴ برس سے

زیادہ ہو اور یہی لیاقت ہو۔

شاخ وسطانی

تندرستی اچھی ہو چال چلن عمدہ ہو اور ارادہ کا پکا ہو۔

اعلیٰ ابتدائی مدرسہ کی خواندگی میں کامیاب ہوا ہو۔ یا اسی کے برابر

لیاقت ہو۔

شاخ اعلیٰ ترین

تندرستی اچھی ہو چال چلن عمدہ ہو اور ارادہ کا پکا ہو۔ اس مدرسہ کی شاخ وسطانیہ کی خواندگی میں کامیابی حاصل کر چکا ہو۔

مدرسہ کے اوقات

سبق ۷ بجے شام کو شروع ہوتے ہیں اور ۹ بجے رات کو ختم ہو جاتے ہیں۔ موسموں کے مطابق وقت میں تبدیلی کی جاتی ہے۔

فیس :-

پچاس سین یا بارہ آنہ ماہوار سوائے ماہ اگست کے جب کہ مدرسہ بند رہتا ہے۔ جب میں نے اِس مدرسہ کو دیکھا تھا تو اس کی کتابوں میں ۲۵۰ طلبہ کے نام درج تھے اس کا سالانہ خرچ ۵۰۰۰ ین (یعنی ۲۲۵۰ روپیہ) تھا۔ معلمین کی تعداد ۲۵ تھی اور سالانہ آمدنی جس میں فیس اور صوباتی امداد کی رقمیں شامل تھیں ۳۹۰۰ ین (۲۰۰۵۰ روپیہ) سال آئندہ میں اس مدرسہ کو ۴۰۰ طلبہ کے لیے جگہ مہیا کرنی ہو گی اور معلمین کی تعداد ۳۰ کر دینی ہو گی۔ یہ مدرسہ ناگاواسکے صنعتی مدرسہ کی عمارت میں ہوتا ہے جس پر ۳۰۰۰۰ ین (۴½ لاکھ روپیہ) صرف ہوا تھا۔ مدرسہ کی صاف ستھری شکل اور مختلف قسم کے آلات جو اس میں موجود تھے وہ حیرت انگیز تھے۔

چوبیسواں باب

نتیجہ
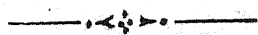
صفحاتِ ماسبق میں جو کچھ بیان ہوا اس سے یہ امر ضرور روشن ہوگیا ہوگا کہ جاپان کو چند فوائد قدرتاً ایسے حاصل ہیں جو ان ممالک محروسہ کو حاصل نہیں۔ جاپانیوں کی مثل ہم ایک ہم جنس قوم نہیں۔ اس سلطنت کے محدود رقبہ میں بہت سی مشکلات مثلاً اختلافِ علم و شائستگی، اختلافِ نسل، اختلافِ مذہب اور اختلافِ زبان اسی نوع کے مجتمع ہوگئی ہیں جن کے مقابلہ میں اس وقت مجموعاً تمام ہند حالتِ کش مکش میں ہے۔ بس تقریباً تمام اغراض کے لئے ہم کو اپنے سررشتہ تعلیم کا انتظام اس طرح کرنا پڑتا ہے کہ گویا اس کو صرف ایک ملک سے بحث نہیں ہے بلکہ مختلف ملکوں کے ایک مجموعہ سے بحث ہے جس میں ہر ایک کی زبان اور ہر ایک کی قوم اپنی اپنی علیحدہ ہے۔

ایسے مختلف الجنس عناصر میں یک جہتی پیدا کرنی آسان کام نہیں ہے۔ بعض لوگ

تو اُس کو غیر ممکن سمجھتے ہیں۔ لیکن خواہ ممکن ہو یا غیر ممکن میرے خیال میں اس پر سب اتفاق کریں گے کہ اس کوشش میں کامیابی کا بہتر سے بہتر موقع اگر کسی کو حاصل ہے تو وہ سررشتہ تعلیم کو ہے۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سرکار عالی کو یہ امر بخوبی فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ رعایا کی تعلیم پر روپیہ خواہ کتنا ہی زیادہ صرف ہو کبھی زیادہ نہیں ہے بشرطیکہ سررشتۂ تعلیم اپنے تمام کام صحیح اصول پر کرتا ہو۔

جوں جوں دنیا ترقی کرتی جاتی ہے اور ضروریات زندگی میں تنوع بڑھتا جاتا ہے ویسے ہی تعلیمی ضروریات بھی گراں قیمت ہوتی جاتی ہیں اور اب کوئی قوم جو اس بات کو گوارا کرے گی کہ قومیں جو ترقی کی منزل میں آگے بڑھی چلی جاتی ہیں ان سے پیچھے رہ جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ سیاسی اور معاشی اعتبار سے اپنے سے زیادہ ترقی یافتہ اقوام ہمسایہ کا طوق غلامی ہمیشہ کے لئے اپنی گردن میں ڈال رہی ہے۔ دنیا اس وقت جنگ اعظم کے گرداب ہلاکت سے ایک بدلی ہوئی شکل میں ابھری ہے اور اب پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت ایک صحیح انتظام تعلیم کی پورے طور پر سمجھ میں آ رہی ہے۔

انگلستان جو تغیر طلب معاملات میں سست کاری کے لئے ضرب المثل ہے اس کو بھی اب تعلیم کے متعلق ایک زیادہ فیاضانہ حکمت عملی اختیار کرنی پڑی ہے۔ انگلستان کے مصارف تعلیم میں کس حد تک اضافہ ہوا ہے اس کا حال چند سال ہائے گزشتہ کی ان تجویزوں کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے جن کا آغاز سابق وزیر تعلیم دی رائٹ

انہوں [illegible] کے ایک سفر نے کیا تھا۔ [illegible] بھی آگ سے تباہ ہوگیا ہی لیکن وہ برابر
طرف متوجہ ہی کہ اپنے ادارات تعلیمی کی خوبیوں میں کمی نہ پیدا ہونے دے۔ قیام ج
میں بہت کم چیزوں نے میرے دل پر ایسا اثر کیا تھا جیسا کہ اُن عطیات نے کیے
شہنشاہ جاپان نے اپنی جیب خاص سے ملک کی تعلیمی اغراض کے لئے عنایت فرما
تھے۔ صرف اُن کا آخری عطیہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ کا تھا اور اس کے دینے کی غرض
کہ جاپان کا سررشتہ تعلیم اپنی ان تجاویز پر عمل کرنا شروع کردے جن کے ملتوی
کا خوف اُس مالی کمی کی وجہ سے ہوگیا تھا جو جاپان کی شرکتِ جنگ اور دنیا بھر
بازاروں میں روپیہ کے اُتار چڑھاؤ سے پیدا ہوئی تھی۔ اس وقت جب کہ میں
ہوں مجھکو اطلاع ملی ہی کہ سالانہ رقم جو شہنشاہی حکومت جاپان ابتدائی تعلیم کے
دیا کرتی تھی اُس میں ساڑھے چار کروڑ روپیہ کا اور اضافہ ہوا ہی اور اس کے
تین کروڑ روپیہ اس غرض سے اور منظور کیا گیا ہی کہ ٹوکیو اور اوساکا کے اعلیٰ
صنعتی اور کوبی کے اعلیٰ تجارتی مدرسے اور ٹوکیو اور ہیروشیما کے اعلیٰ مدارس معلم
جامعات کے درجے تک ترقی دی جائے۔ علاجِ دنداں کے لئے ایک سرکاری ا
قائم کیا جائے اور ۱۶ مدارس اعلیٰ میں بعد تحصیل خواندگیاں جاری کی جائیں۔

پس اب وہ وقت آگیا ہی کہ ہماری سرکار عالی بھی اس امر کا قطعی فیصلہ کر
کہ زیادہ سے زیادہ وہ کیا رقم ہی جو ایک ایسے ضروری کام میں صرف کرنے
تیار ہی کیونکہ جیب تک زیادہ روپیہ خواہ شاہی سرمایہ سے خواہ لوکل سر

نہیں ملے گا اس وقت تک سررشتہ تعلیم کے کاموں میں وسعت نہیں پیدا ہو سکے گی۔
اس پیچیدگی میں جو ہم کو ایک ہی وقت میں مختلف قوموں اور مختلف زبانوں سے
واسطہ رکھنے میں پیدا ہوئی ہے میرے نزدیک صرف تین قوتیں ہیں جن کو سررشتہ تعلیم
اپنی اس کوشش میں کہ ممالک محروسہ کی رعایا میں یک جنسیت پیدا ہو کام میں لا سکتا ہے
اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ حضور بندگان عالی اعلیٰ حضرت سلطان دکن کے ساتھ دلی خیر خواہی۔

۲۔ حبّ وطن

۳۔ سرکاری زبان کا علم

۱۔ حضور بندگان عالی اعلیٰ حضرت سلطان دکن کے ساتھ دلی خیر خواہی

اس جوشِ عقیدت و خیر خواہی پیدا کرنے میں جو جاپانیوں کو اپنے شہنشاہ کے ساتھ
ہے اور جس کا ذکر اس کتاب کے پہلے باب میں ہوا ہے جاپان کے سررشتہ تعلیم نے بڑا
حصہ لیا ہے۔ کوئی موقع جس میں شہنشاہ کی ذات سے طلبہ کی زندگی میں قرب پیدا کیا جا سکتا
ہے۔ فروگزاشت نہیں کیا جاتا اور تعلیم کے متعلق شہنشاہ کا منشور مورخہ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء
وہ تحریر ہے جس پر تمام جاپان کے اخلاقی تعلیم کی بنیاد قائم کی گئی ہے۔ اس منشور کا انگریزی
ترجمہ بارن کیکوچی کی کتاب تعلیم جاپان سے اخذ کر کے اس کا اردو ترجمہ یہاں
درج کیا جاتا ہے۔

اسے ہماری رعایا تم معلوم کرو کہ :-

ہمارے اسلاف شاہی نے ہماری شہنشاہی کو ایک وسیع اور دائمی بنیاد پر قائم کیا ہے اور نیکی بڑی مضبوطی اور گہرائی سے اس میں قائم کی ہے۔ ہماری رعایا نے جو ہمارے ساتھ عقیدت اور فرزندانہ سعادت رکھنے میں ہمیشہ متفق رہی ہے پشتہا پشت سے اس نیکی کی خوبیوں کی مثال پیش کی ہے۔ یہ ہی ہماری شہنشاہی کی اساسی خصوصیتوں کی بڑی شان ہے اور ہماری تعلیم کا سرچشمہ بھی یہ ہی ہے۔ اے ہماری رعایا تم کو چاہیئے کہ اپنے والدین کے فرمان بردار رہو۔ اور اپنے بھائیوں اور بہنوں سے محبت رکھو۔ شوہروں اور بیویوں کی حیثیت میں باہم سلوک سے رہو۔ دوست رہو سچے اور وفادار۔ اپنے چلن میں حیا اور اعتدال رکھو۔ اپنی فیاضی سب تک پہنچاؤ۔ علم حاصل کرو۔ ہنر سیکھو اور اس سے اپنے دماغی قویٰ کو بڑھاؤ اور اخلاقی قوتوں کو مکمل کرو۔ مزید برآں عموم کی بھلائی میں اضافہ کرو اور مشترکہ فوائد کو ترقی دو۔ ہمیشہ دستور کا لحاظ رکھو اور قوانین کے پابند رہو۔ اگر ضرورت پیدا ہو تو شجاعت و اولوالعزمی سے سلطنت کے لئے اپنی خدمتیں پیش کردو اور اس طرح ہمارے شہنشاہی تخت کی "جو زمین اور آسمان کے برابر پرانا ہے" حفاظت کرو اور اس کے اقبال کو قائم رکھو۔ پس اس طرح تم نہ صرف ہماری اچھی اور وفادار رعایا رہو گے بلکہ اپنے بزرگوں کی بہترین روایات کو منور و معروف کرو گے۔

سو اصول جو یہاں بیان ہوئے ہیں [illegible]

[illegible] ہیں۔ تم ہم کو اور تم [illegible] اس [illegible] دی تھی کہ اس کی پابندی [illegible] کی اور [illegible]

ان کی رعایا یکساں کرے۔ وہ تمام ازمنہ میں غلطی سے پاک اور تمام مقامات میں

صحیح اور درست ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم اسی طریقت کو نہایت ادب و تعظیم سے

تم سب کے ساتھ جو ہماری رعایا ہو شامل ہو کر اپنے گوشۂ دل میں جاگزیں کرلیں

تاکہ ہم سب کو وہی نیکی حاصل ہو جو ہمارے بزرگوں کو حاصل تھی۔

کوئی مدرسہ جاپان میں ایسا نہیں ہے جہاں اس منشور کی ایک نقل مہیا نہ کی گئی ہو جو نقلیں سرکاری مدارس میں بھیجی جاتی ہیں ان پر شہنشاہ اپنے قلم سے دستخط کرتے ہیں۔ اسی طرح جاپان میں کوئی درس گاہ ایسی نہیں ہے جس میں شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم نے اپنی تصویریں نہ بھیجی ہوں۔ منشور شاہی اور ان تصویروں کو بڑا متبرک سمجھا جاتا ہے اور صرف خاص خاص موقعوں پر ان کو دکھایا جاتا ہے اور اس وقت ان کی تعظیم اس طرح کی جاتی ہے کہ گویا شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم بذات خود وہاں موجود ہیں۔ ان تصویروں کے متعلق جو رسوم اس موقعے پر جملہ مدارس میں ادا کرنی ہوتی ہیں ان کے بارے میں سررشتۂ تعلیم نے نہایت احتیاط اور غور سے قواعد مرتب کر رکھے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

کیگن سیٹسو کے دن (جو جاپان کے سب سے پہلے شہنشاہ کی تاج پوشی کی یادگار کا ایک سالانہ تہوار ہے) اور تینچو سیٹسو کے دن (جو شہنشاہ کا یوم ولادت ہے) اور پہلی جنوری کو معلمین اور بچے سب مدرسہ میں جمع ہوں گے۔ پہلے وہ

سب مل کر (قومی گیت) کیمی گا یو گائیں گے۔ پھر وہ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی تصویروں
کو نہایت ادب سے سلام کریں گے (اس سلام میں سر جھکا کر کمر کو خم کرنا پڑتا ہے)
پھر صدر معلم منشور شاہی جو تعلیم کے متعلق ہے بہ آواز بلند پڑھے گا۔ اس کے بعد وہ
منشور کی عبارت کے معنی بیان کرے گا۔ اور پھر معلم اور بچے ان گیتوں میں سے جو
ایسے موقعوں کے لئے مخصوص ہیں ایک گیت گائیں گے۔

ایسی رسوم کو بچپن ہی سے دیکھتے دیکھتے جو اثر طلبہ کے دلوں پر ہوتا ہوگا اس کا
تصور آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ شہنشاہ اور شہنشاہ کی اولاد کو یہ طلبہ اپنی زندگی کی ایسی
زندہ قوتیں اور ایسے اثرات سمجھتے ہیں جو ہمیشہ اُن سے نزدیک ہیں۔

انگلستان میں گو ایسی رسومات جو اوپر بیان ہوئیں نہیں کی جاتیں لیکن ہر ایک تدبیر
اس بات کی کی جاتی ہے کہ مدرسہ کے بچوں کو جہاں تک ممکن ہے یہ بات محسوس ہوتی رہے
کہ بادشاہ اور ولی عہد کو بذاتہ ان کی طرف توجہ ہے۔ اس اثر کو پیدا کرنے کے لئے
صرف بچوں کے اخباروں اور رسالوں کو کام میں نہیں لایا جاتا بلکہ دیگر ذریعوں سے
بھی جیسے کہ سائینو میٹوگراف کے تماشے ہیں یہ اثر پہنچایا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی سال
۲۴ مئی کو جس کو امپائر ڈے مانا جاتا ہے بادشاہ اور ملکہ نے بچوں کو جو سلطنت کے
ابتدائی مدارس میں تعلیم پاتے تھے اپنا ایک نوید خوشنودی بھیجا اور یہ اس طرح کہ
گرموفون میں اس نوید کے بہت سے ریکرڈ تیار کرائے تاکہ ان کے ذریعے سے
ایک ہی دن تمام مدارس میں بچے نوید شاہی سن سکیں۔ اس کے متعلق تمام ضروری

بندوبست کمیٹی سررشتۂ تعلیم لندن نے کیا تھا۔

جب کہ ایسے ممالک جو قومی اعتبار سے بہ نسبت ہمارے زیادہ یک جنس ہیں اور علیم و شائستگی کے لحاظ سے زیادہ یکسانی رکھتے ہیں اپنے مدارس کے طلبہ میں بادشاہ کی خیر خواہی و عقیدت کے خیالات کو ترقی دینے میں ایسی تدابیر اختیار کرتے ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ ہمارے لئے جو صرف ایسی ہی قوموں سے جن کی زبان مختلف ہے واسطہ نہیں رکھتے بلکہ ایسے لوگوں سے بھی تعلق رکھتے ہیں جن کی تعلیم و شائستگی اور جن کا مذہب مختلف ہے یہ چیز کیسی ضروری ہے۔

اس لئے میں نہایت اصرار سے یہ رائے رکھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی خلد اللہ ملکہ، کا ایک فوٹوگراف سرکار عالی کی طرف سے سررشتۂ تعلیمات کے تمام مدارس کو مہیا کیا جائے۔ نیز حضرت جہاں پناہی کی خدمت اقدس میں بکمال عجز و نیاز گزارش کرکے ایک ارشاد خسروی ایسا حاصل کیا جائے جس سے طلبائے ممالکِ محروسہ کی ہمت افزائی ہو اور اس ارشاد شاہانہ کی نہایت خوب صورت مطبوعہ نقول تمام مدارس میں بھیجی جائیں۔ اس کی بھی ضرورت ہے اور سرکار عالی سے اس کی منظوری بھی ہو چکی ہے کہ محکمہ تعلیمات ابتدائی مدارس کے لئے مناسب درسی کتابیں تیار کرنے کا فوراً بندوبست کرے۔ ان کتابوں میں خاص توجہ ان عواطف شاہانہ اور مکارم خسروانہ کی طرف دلائی جائے جو شاہانِ آصف جاہی نے اپنی رعایا پر ہمیشہ ظاہر فرمائے ہیں اور ایسی تعلیم کے ساتھ جو طلبہ کے حق میں نہایت مفید ہو ان

کتابوں میں ایسے کل مضامین بھی بیان کئے جائیں جن سے طلبہ کو یہ معلوم رہے کہ ہر ایک جماعت کے بہترین فوائد کا خیال یکساں طریقے پر حضرت جہاں پناہی کے گوشۂ دل میں متمکن ہے۔

۲- حب وطن

یہ چیز بھی صرف ایسی مناسب کتابوں کی مدد سے سکھائی جا سکتی ہے جن میں نہایت سلیس اور دل چسپ طریقے سے وہ تمام باتیں بیان ہونی چاہئیں جو بالعموم ہند کی اور بالخصوص ان ممالک محروسہ کی تاریخ میں عظمت اور بزرگی رکھتی ہیں۔ ان میں زیادہ تر زور ان تاریخی جغرافی اور اثری خصوصیات پر دیا جائے جن سے واسطہ رکھنے پر اس سلطنت کے تمام لوگ بلالحاظ نسل و مذہب واقعی فخر و ناز کر سکتے ہیں۔ اگر یہ درسی کتابیں مناسب طریقے پر تالیف کی جائیں اور ان میں دل چسپ سوانح بڑے آدمیوں کی زندگی کے درج کئے جائیں تو ان سے وہ اخلاقی تعلیم بھی مل سکتی ہے جس کی ضرورت ہمارے ملک کے مدرسوں میں سخت ہے۔

۳- سرکاری زبان کا علم

جاپان میں جو کچھ میں نے دیکھا اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ اس کی جلد علمی ترقی کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہاں بالکل شروع ہی سے جاپانی زبان کو ذریعۂ تعلیم قرار دیا گیا تھا۔ یہ امر ظاہر کرنے کے لئے کہ صرف میں ہی اس نتیجے پر نہیں پہنچا ہوں میں

یہاں مسٹر گریفس جیسے مستند عالم کی ایک عبارت نقل کرتا ہوں جن کی واقفیت جاپان کے حالات سے اُس زمانے سے کہ وہ ایک غیر متحدہ جاگیری ملک تھا اس وقت تک کہ وہ متحد ہو کر دنیا کی ایک زبردست قوت بن گیا بے مثل تھی۔ وہ عبارت یہ ہے:-

جاپان میں تقریباً چار برس رہنے اور اس سلطنت کے شائقین ترقی سے رسم و ملاقات کے بعد راقم کو اس کا مضبوط یقین ہو گیا ہے کہ جاپانیوں کی طینت کو بدلنے اور تمدن جدید کی طرف اُن میں تحریک پیدا کرنے کا زیادہ تر باعث جیسا کہ جاپانی زبان کی مطبوعہ کتابوں کا مطالعہ ہوا ہے اور کوئی سبب یا مجموعہ اسباب نہیں ہوا۔

یہاں ان امور کو بیان کر دینا مفید ہو گا جو میرے نزدیک اس بات کی قوی دلائل ہیں کہ ہم اپنی بہترین کوششیں ہند کی زبانوں میں سے ایک زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے میں صرف کر دیں۔

۱— یہ بات سب پر روشن ہے کہ کسی ملک کے باشندوں میں علم کی جلد اشاعت کے لئے ضروری ہے کہ حصول علم کے طریقے کو حتی الامکان سہل اور زود حاصل بنا دیا جائے یہ صرف اس طرح ہو سکتا ہے کہ لوگوں کی مادری زبان میں علم ترجمہ کر دیا جائے اور اس طرح ان کی اس مشکل میں کمی کر دی جائے کہ وہ ایک غیر زبان کے محتاج رہیں جو نہ کبھی ایک ملکی زبان کے برابر درجہ پا سکتی ہے اور نہ اپنے استعمال میں اس کے برابر سہولت ادا پیش کر سکتی ہے۔

اس بارے میں اس کمیٹی کے فیصلے خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں جو انگلستان کے وزیر تعلیم نے حال میں اس امر کی تحقیق کے لئے مقرر کی تھی کہ انگلستان کے نظم تعلیم میں انگریزی زبان کیا درجہ رکھتی ہے۔ اس کمیٹی کے صدر سر ہنری نیو بولٹ تھے اور اس کے اراکین میں سر آرتھر کوئلر کاؤچ اور پروفیسر فرتھ جیسے بڑے بڑے لوگ تھے۔ انھوں نے ملکی زبان کے مسئلے کو نہایت زور کے ساتھ پیش کیا اور بیان کیا کہ:۔

انگریزی زبان میں تعلیم تمام انگریزوں کے لئے ایک نہایت ضروری مسئلہ ہے اور وہ اپنی نوعیت ہی کے لحاظ سے ایسا ہے جو دیگر اصناف تعلیم پر مقدم ہے۔ یہ امر محتاج ثبوت نہیں کہ جب تک ایک بچہ اپنی مادری زبان پر ایک خاص درجے کی قدرت حاصل نہیں کر لیتا اس وقت تک کوئی دوسرا تعلیمی نشو نما قطعی غیر ممکن ہوتا ہے۔ اگر بالفرض علم حساب یا تاریخ یا جغرافیہ میں ترقی نہیں کی ہے تو بچہ صرف ان ہی چیزوں میں پیچھے رہ جاتا ہے اور یہ کمی آئندہ پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن زبان کے نہ جاننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے پاس دوسروں پر اپنے مطلب کو ادا کرنے بلکہ متخیلہ کو کام میں لانے تک کا بھی کوئی ذریعہ نہیں ہے . . . .

ظاہر ہے کہ انگریزی کم درجے کی اہمیت رکھنے والی چیز نہیں ہے۔ اس کا شمار دیگر اصناف تعلیم میں نہیں ہے۔ لیکن وہ ابتدا ہی سے ایک ضروری اور لازمی تعلیم ہے اور باقی تمام تعلیموں کا سرچشمہ ہے۔

انگریزی قدرتی طور پر ایک خاص حد تک آ جائے
لیکن اُس خاص حد تک انسان جلد پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد ہر سمت میں
دماغی نشوونما ایسے لوگوں کے لئے بہت کم ہو جاتا ہے جنھوں نے اپنی
مادری زبان میں بخوبی دستگاہ حاصل نہیں کی ہے۔ جو چیز انسان صاف
بیان نہیں کر سکتا اس کو وہ اچھی طرح جانتا بھی نہیں اور اس کا عکس یہ ہے
کہ اپنے خیال کو الفاظ میں ادا کرنے کی ناقابلیت اس کے خیال کو بھی محدود
کر دیتی ہے۔ . . . . اب پھر ہم اُن
دو باتوں کو بیان کئے دیتے ہیں جن پر ہم اپنی دلائل کی بنیاد قائم کریں گے
پہلی بات انگریزوں کے بچّوں کی طبیعت و خصائص کے پورے نشوونما
کے لئے انگریزی ایک بنیادی و اساسی ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ
امر مسلمہ ہے کہ انگریزی کا استعمال سب کو قدرتاً نہیں آتا بلکہ وہ ایک فن لطیف ہے
اور اس کو بطور فن لطیف کے سکھانا چاہیئے۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں صرف ایک ہی دیسی زبان مروج نہیں ہے۔ اب چوں کہ یہ ہمارے لئے ممکن نہ تھا کہ چاروں دیسی زبانوں کو ثانوی و اعلیٰ تعلیموں کے لئے ذریعۂ تعلیم بناتے اس لئے اُردو کو جو مدت سے ہماری سرکاری زبان ہے اور اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہی ایک زبان ہے جس کا علم اس سلطنت میں عام ہے ذریعہ تعلیم بنانا بالکل صحیح انتخاب ہے۔ علاوہ بریں سر ہنری نیو بولٹ

والی کمیٹی کی رپورٹ سے کچھ عبارت پھر نقل کرکے ہم کہہ سکتے ہیں کہ انگریزی زبان کی نسبت جو کچھ اس میں کہا گیا ہی وہ اُردو زبان کے لئے بھی درست ہی:

اگر ہم اُن چشموں پر جن سے یہ دریا نکلا ہی اور جن ندیوں نے اُس کے پانی کو بڑھایا ہی اور جن بھرپور موجوں کے ساتھ وہ ہم تک پہنچا ہی، غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اس میں اور فوائد بھی جو دوسری جگہ میسر نہیں اس طرح شامل ہیں جس طرح کہ ایک بڑے سے بڑے دریا میں شامل ہو سکتے ہیں وہ زرخیز اثرات جو بہت سے ملکوں اور بہت سے ازمنہ تاریخ سے اس میں بہتے ہوئے آئے ہیں ان سب کو اس طرح تحت میں لایا گیا ہی کہ اُن سے ایک دریا بن جائے جو مطلقاً ہماری ہی سرزمین کا ہو۔ مختلف انسانی تجربات کی طغیانی جس کو وہ ہماری زندگی اور زمانہ تک لاتا ہی کسی معنی یا درجہ میں ہم سے غیر نہیں ہی بلکہ وہ ہماری ہی قوم کے لوگوں اور ہمارے ہی علم و شائستگی اور ہمارے ہی ملک کے ساتھ مخصوص تجربوں کی طغیانی ہوتی ہی۔

۲۔ یہ کہنا کہ کسی کی مادری زبان اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ اس وجہ سے مقرر نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ علمی خیالات کو ادا کرنے میں ایسی اعلیٰ درجے کی قدرت نہیں رکھتی ہی جیسے کہ کوئی اور غیر زبان رکھتی ہی ایک خطرناک تحریک پیش کرنی ہی۔ اس خیال سے مجھکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ آج جاپان کا کیا حال ہوتا اگر وہاں کے لوگ بھی ہماری طرح سو برس تک

اپنے قوائے دماغی کو اس کوشش میں ضائع کرتے کہ ایک غیر زبان کو وہی درجہ دیں جس کو قدرت نے ہماری مادری زبان کے لئے مخصوص کیا ہے۔ ہند کی کسی دیسی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے کا خوف ایسی چیز ہے جس کے مہمل ہونے کا اندازہ اس شخص کو ہو سکتا ہے جو آج انگلستان میں اس بات کا وعظ کہنا شروع کرے کہ جرمن زبان میں چوں کہ کیمیا کی تحصیل کے لئے بہتر کتابیں موجود ہیں اس لئے انگلستان کے جامعات میں کیمیا کی کل تعلیم جرمن زبان میں ہونی چاہیئے۔ اس بارے میں جو کچھ تحریک عقلاً کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ انگلستان میں جو شخص اعلیٰ کیمیا کی تحصیل کرنی چاہیئے اس کے لئے جرمن زبان کا جاننا بھی ضروری ہے تا کہ اس مضمون پر جو مستند تصانیف ہیں ان سے استفادہ کر سکے۔ اس ضرورت کا ہم نے بھی جامعہ عثمانیہ کے نصاب تعلیم میں اس طرح لحاظ کیا ہے کہ انگریزی زبان کی تحصیل کو مدارس کی جماعتوں سے لے کر کلیات کی جماعتوں تک لازمی قرار دیا ہے۔

اب ہم کو ان مدارج پر غور کرنا ہے جن سے ترقی کرتے کرتے انگریزی زبان اس درجے کو پہنچی ہے کہ وہ ذریعۂ تعلیم بننے کے لئے موزوں ہو گئی۔ ۱۳۶۲ء تک لاطینی زبان کو انگلستان میں وہ درجہ حاصل تھا جو آج ہند میں انگریزی زبان کو حاصل ہے۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کوئی علم جس کو اس وقت علم کہا جا سکتا تھا ایسا نہیں تھا جس کا انگریزی زبان کے ذریعے سے سکھایا جانا ممکن تھا۔ جس طرح تعلیم کے لئے لاطینی زبان تھی اسی طرح معاشری ارتباط اور انتظام حکومت کے لئے فرانسیسی زبان تھی۔ اگرچہ

۱۳۶۲ء سے انگریزی زبان کا عدالتوں اور پارلیمنٹ میں استعمال شروع کر دیا گیا تھا لیکن لاطینی زبان کو اس حیثیت سے کہ وہ ایک بین الاقوامی علمی زبان ہے اس درجہ فضیلت حاصل رہی کہ مدت تک انگریزی زبان کو ترقی دینے کی طرف توجہ کرنا ایسی ہی حماقت کا فعل سمجھا گیا جیسا کہ آج کل ہند میں بعض لوگ اردو زبان کی ترقی کی طرف زیادہ توجہ کرنے کو ایک احمقانہ حرکت سمجھتے ہیں۔ غرض لاطینی کو ایسی فضیلت دی گئی کہ اس کے مقابلہ میں انگریزی زبان زیادہ توجہ کے لائق نہیں معلوم ہوئی۔ اس زمانہ میں انگلستان میں بہت سے معلم ایسے تھے جو انگریزی کی بہ نسبت لاطینی زبان میں بہتر طریقہ پر لکھ پڑھ سکتے تھے۔ ۱۵۴۵ء تک یہ حال رہا کہ روجر اسکم جو ملکہ الزبتھ کا استاد تھا اپنی کتاب ٹوکسوفلیس میں جس کا مضمون تیراندازی تھا لکھتا ہے کہ "اس نے یہ کتاب انگریزی میں لکھی ہے گو اس کو کسی دوسری زبان میں لکھنا خود اس کے علمی مطالعہ اور اس کے نام کے لئے زیادہ مفید و مناسب ہوتا۔" کیوں کہ "انگریزی زبان میں مضمون اور اس کی گرفت دونوں چیزیں ایسی حقیر و ذلیل شکل میں ہوتی ہیں کہ اس سے بدتر کوئی کام انسان کے لئے نہیں ہو سکتا۔" لیکن پھر رفتہ رفتہ یہ خیال پیدا ہونا شروع ہوا کہ لاطینی کو علم کا مالک مطلق بنائے رکھنا اور قوم کی مادری زبان کو ترقی نہ دینا سخت حماقت ہے۔ یہ خیال ۱۵۸۲ء میں ملکاسٹر نے ایک کتاب میں جو انگریزی تحریر کے متعلق شائع کی تھی بڑی خوبی سے ادا کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ "مجھکو روما پیارا ہے لیکن لندن اس سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ میں اطالیہ کو پسند کرتا ہوں لیکن انگلستان کو

اُس سے بھی زیادہ پسند کرتا ہوں۔ میں لاطینی زبان کی عزت کرتا ہوں لیکن انگریزی زبان کی پرستش کرتا ہوں"۔ لیکن یہ اثر پیوریٹن عقائد کا تھا (جن کے ماننے والے مذہبی رسوم اور عبادات میں زیادہ سادگی و سچائی کے دل دادہ تھے) جس نے لاطینی زبان کے اس درجے کو توڑ دیا جو اُس نے بالکل منشائے قدرت کے برخلاف قوم کی دماغی اور علمی زندگی میں حاصل کر لیا تھا۔ انجیل کو انگریزی زبان میں مطالعہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی میں خیال کرنے اور انگریزی لکھنے کا شوق انگریزوں میں بہت بڑھ گیا اور یہ شوق برابر ترقی کرتا رہا حتی کہ سترہویں صدی عیسوی کے آخر میں لاطینی زبان بہ حیثیت علمی زبان ہونے کے اپنی جگہ انگریزی کے لئے خالی کرنے لگی۔

انگلستان کے مشہور فلسفی لاک نے اپنی ایک کتاب میں جس کا نام "تعلیم کے متعلق بعض خیالات" تھا اور جو ۱۶۹۰ء میں شائع ہوئی تھی انگریزی زبان کی تعلیم کی بڑے جوش سے حمایت کی اور لکھا کہ :-

چوں کہ انگریزی ہی وہ زبان ہے جس کو ایک انگریز شریف آدمی ہمیشہ استعمال کرے گا اس لئے یہ ہی وہ زبان ہے جس کو خصوصیت کے ساتھ اُسے حاصل کرنا چاہیئے اور جس میں محنت و احتیاط سے اپنے طرز بیان کو پاک اور سلیس بنانا چاہیئے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

۔۔۔۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ عام طور پر اس میں غفلت کی جاتی ہے۔

اور نوجوان آدمیوں کو خاص ان کی زبان میں بہتر بنانے کے لئے کہ وہ اس کو
کامل طور پر سمجھ سکیں اور اس کے اُستاد ہو جائیں کہیں کوئی زحمت نہیں اُٹھائی جاتی
اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی مادری زبان لکھنے میں معمول سے زیادہ صفائی یا
نفاست رکھتا ہے تو یہ محض اتفاق یا اس کے خاص ملکے یا کسی اور چیز کا نتیجہ ہو
مگر اس کی تعلیم یا کسی زحمت کا جو اُس کے اُستاد نے اُٹھائی ہو نتیجہ نہیں ہوتا۔

انیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ جب عموم کی تعلیم قوم کا مقصد ہوگئی تو صنعت و حرفت کی جلد ترقی کرنے اور اس کے ساتھ اس ضرورت نے کہ پیشہ ور جماعتوں کو معقول تعلیم دی جائے حامیانِ تعلیم کے لئے کوئی دوسری صورت بجز اس کے باقی نہ رکھی کہ وہ انگریزی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنائیں اور اس کی زیادہ ترقی میں اپنی تمام کوشش صرف کریں ۔ انگریزی زبان نے جو کام کیا ہے وہی ہند کی بڑی دیسی زبانیں بھی کرسکتی ہیں بشرطیکہ پوری توجہ و جاں فشانی سے اس کے لئے کوشش کی جائے ۔

۳ ۔ اپنے طلبہ کو اس لائق بنانے کے لئے کہ وہ علم کو اپنا جزو دماغ بنائیں اور خود فکر و خیال کرنے کے عادی بنیں یہ امر ضروری ہے کہ طریقۂ خیال اور وہ ذریعہ جس سے خیال ادا کیا جاتا ہے حتی الامکان ایسا قرار دیا جائے جو اُن کے لئے بالکل قدرتی ہو۔ یہ صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہند کی دیسی زبانوں کو ذریعۂ تعلیم و تربیت بنایا جائے۔ جامعہ عثمانیہ کے طلبہ کے متعلق ہمارے تجربے نے گو وہ ابھی زیادہ مدت کا نہیں ہے برطانوی ہندی جامعات کے اساتذہ کو جنھوں نے ان طلبہ کا ریاضی تاریخ و معاشیات میں

امتحان لیا تھا اس بات کا یقین دلا دیا کہ اب چوں کہ نحوی ترکیبیں ایک ایسی غیر زبان
کی جس میں ہند کی دیگر جامعات کے طلبہ کو کتابیں پڑھنی اور امتحانوں میں جوابات لکھنے
ہوتے ہیں جامعہ عثمانیہ کے طلبہ کا اصل مضمون کی طرف سے دھیان نہیں بٹنے دیتیں اس لئے
ان میں صرف یہ ہی قابلیت نہیں ہے کہ اپنی مادری زبان میں اپنے خیالات زیادہ صاف
طور پر ادا کر دیں بلکہ خواندگی کے اصل مضمون پر بھی ان کو اتنا عبور رہوتا ہے کہ اسی مضمون
میں ہند کی برطانوی جامعات کے ایک درجہ اونچے طلبہ کو بھی یہ بات حاصل نہیں ہوتی

۴ - ایک ملک کی معاشرتی زندگی میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے اس بات کی
ضرورت ہے کہ اس فرق کو جو تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ میں ہے جہاں تک ممکن ہو کم
کیا جائے - یہ امر محتاج بیان نہیں کہ کوئی طریقہ تعلیم جو جماعتوں کو ایک دوسرے سے
جدا کرنے کی طرف مائل ہو قومی تعلیم کہلانے کا شایاں نہیں - بیشتر اس سے کہ قومی
یا جماعتی اتحاد ترقی پا سکے اس امر کو ممکن الوقوع کر دینے کی ضرورت ہے کہ قوم کے
مجموعی تجربات علمی و دماغی سے حصہ لینے میں کل جماعتیں شریک ہوں - دوسرے
لفظوں میں یہ سمجھئے کہ ایسی تدبیر کی ضرورت ہے جس سے غیر تعلیم یافتہ لوگ بغیر زیادہ دماغی
کاوش کے محض ان لوگوں کے قرب اور میل جول سے جن کو ہند میں ہم نئی تعلیم والے
کہتے ہیں جدید خیالات حاصل کر لیں - یہ بات صرف اسی طرح ممکن ہے کہ جدید خیالات کو
ذہن نشین کرنے کے لئے ملک کی دیسی زبانیں استعمال کی جائیں - اس کی صحت کا ثبوت
اس واقعہ سے ملتا ہے کہ جب کبھی کوئی سیاسی موقع ایسا آتا ہے جس میں عامہ خلائق کے

دلوں پر گہرا اثر پہنچانے کے لئے اِن سے خطاب کرنے کی ضرورت ہوتی ہی تو ہمیشہ دیسی زبانوں سے کام لیا جاتا ہی باوجودیکہ تقریباً دوسو برس سے انگریزی ہمارے ملک کی تعلیمی زبان ہی۔ میرا ذاتی تجربہ یہ ہی کہ ایسے لوگوں کے مجمعوں میں بھی جن کو انگریزی زبان کا علم اور اس کو بولنے کی مہارت تقریباً اپنی مادری زبان کی مثل ہی جس وقت مسدس حالی کا ایک بند ان کے سامنے پڑھا جاتا ہی تو اُن کے دل پر ایسا گہرا اثر ہوتا ہی کہ کسی انگریزی مصنف کا پُرجوش سے پرجوش کلام بھی وہ اثر پیدا نہیں کرتا۔ جو کچھ اوپر بیان ہوا اس کی بہترین مثال ہند میں عدم تعاون کی تحریک کا جلد زور پکڑ جانا ہی۔ اگر اس تحریک کے اصول لوگوں کے سامنے ان کی دیسی زبانوں میں بیان نہیں کئے جاتے تو جس قدر پیرو اس کو حاصل ہوئے اس کا دسواں حصہ بھی حاصل نہ ہوتے۔

۵- ہمارے گھر کے چین اور گھر والوں میں سلوک رکھنے کی نظر سے بھی اس بات کی ضرورت ہی کہ ہمارے مردوں کی علمی زندگی اور ہماری عورتوں کے درمیان جو قعر عمیق حائل ہی اس کو جہاں تک جلد ممکن ہو پاٹ دیا جائے۔ یہ اس طرح ممکن ہی کہ ہم اپنی عورتوں کو جو مختلف معاشری رسوم کی وجہ سے مدرسوں میں اتنی مدت تک پڑھنے سے محروم رکھی گئی ہیں جس قدر مدت تک لڑکے پڑھ سکتے ہیں ایسی کتابیں ان ہی کی مادری زبان میں لکھی ہوئی پیش کریں جو ان کو بتائیں کہ وہ کون سی مختلف قوتیں ہیں جو فی زماننا دنیا میں انسانی زندگی کو نئے قالب میں ڈھال رہی ہیں۔ جب تک یہ نہیں

یا جائے گا اُس وقت تک کوئی اصلی ترقی اس حلقے میں نہیں کی جا سکتی جب تک ہمارے بچوں کو اپنی زندگی کا وہ زمانہ گزارنا پڑتا ہے جو بے انتہا جلد اثر قبول کرنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں ایسے خاندانوں کا شمار بے حد ہے جن میں مرد تو نہایت ترقی یافتہ خیالات رکھتے ہیں لیکن عورتیں ان ہی خیالات باطل میں مبتلا ہیں جو عہد وسطیٰ کو یاد دلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی چیز بیچ میں ایسی حائل ہے جو ہمارے مردوں کے خیالات کو عورتوں کی طبیعت تک نہیں پہنچنے دیتی۔ وہ چیز سوائے زبان کے اور کچھ نہیں ہے۔ مردوں نے جس زبان کے ذریعے سے خیالات حاصل کئے ہیں وہ اس زبان سے بالکل مختلف ہے جو عورتیں بولتی ہیں ایسے مرد ہمارے ملک میں کتنے ہیں جو اپنی ذہین سے ذہین رشتہ دار عورتوں کو بھی اگر وہ انگریزی نہیں جانتی ہیں سائنس کی ایسی ابتدائی باتیں بھی جیسے کہ طاعون سے بچنے کے لئے ٹیکہ لگانے کا مسئلہ ہے سمجھا سکتے ہیں۔

۶- ہمارے ملک کی صنعت وحرفت میں بھی کوئی عام ترقی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم پیشہ ور جماعتوں کو ایسی کتابیں نہ دیں جن کو وہ آسانی سے سمجھ لیں اور جن کو وہ پڑھ کر وہ صرف اپنے طریقہ کاری میں بہتر نہیں ہو سکتے بلکہ اپنے کارخانوں کا انتظام بھی بہتر طریقہ پر کر سکتے ہیں۔

اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ جاپان کی موجودہ نسل کسی غیر زبان کا صحیح علم حاصل کرنے کی طرف سے کس قدر بے پروا ہے میں یہاں تقریباً ستر مضامین میں سے جو ٹوکیو کی شہنشاہی جامعہ کے بی اے کے طالب علموں نے انگریزی میں لکھے تھے پانچ مختصر عبارتیں جو ہند کے متعلق ہیں منتخب کر کے درج کرتا ہوں

I

Whenever I hear or read the word 'India,' I see the visions of cocoanut palms, under and through which tall sunburnt—skinned people among whom Mr. Tagore is seen, and wild beasts go bare-foot to and for. Tagore stands up from his deep meditaion and low voices slip from his grave lips. In a moment, people and beasts come in haste around him, as the hens surround their feeder who brings bait to give them. They hear a deep voice. That is Tagoer's who recites his new composed poem. Suddenly their faces are animated but they stand like statues. When his recitation comes to an end, they part in all directions, like the hens which are seemed to sate their appetite feeling full of new power in them. And the evening mist wraps the poet entirely up who is left alone in his meditation. The moon rises. And the figure of the poet is dimly seen in the mist, the figure which floats and moves slowly about in the mist like the ghost in the "Hamlet" and then suddenly stops to meditate. Cool wind comes from the purple coloured sea and sweeps the mist away, but the figure is seen no more, perhaps it is swept together with the mist. The moon rises at last to the midst of the sky and the black shadows of the palms float upon the white sand. People sleep upon it; some in the moon-beams, other in the dark shadows of the trees. All is silent, like the tranquility of soul. Only the dim sound which is made by the growth of plants is heard among the dim noise of their snore. Angels and devils come from God-knows-where. And they do some thing upon some of the people who sleep. Some who are touched by angels sleep with smiling faces, other who are called upon by devils sleep with horrible faces and groan, the rest remaining in their sound asleep. They sleep till at last the sun rises in the east sky and the long lines of the shadows of the stems of the palms are drawn on the white sand. Here and there people rise up, like the man who awake from the anesthesia, rubbing their eyes.

Tagore reappears with his eyes shut. Being encouraged by him people begin to move lively. They move with the excitement in their brains and rest with the poems in their bosom.

II

A voilent climate; the grand heaven kissing mountain-ranges; wide and lordly rivers; huge plants and normous animals. Strangely wonderful dawn and

splendid sunset they must have. Non of her nature is mild as that of Japan. Here in Japan we have no tiger, no boa ; in the forest, which is not at all so monstrous and gorgeous as I imagine that of India to be, we have pheasants insted of peacocks. Our rivers are shorter. Our landscape may be pretty, but it lacks grandeur and scarcely causes us wonder. To that of India, colours of nature in Japan are lighter, less gorgeous. The land is fruitful, and we lead easy existance.

Thus influenced by surrounding nature, our thoughts want profoundity, if they are delicate. Likewise, at dawn, in the evening, and through all seasons and all weathers ; with gigantic mountains, fields, forests so deep, long rivere as if running into Eternity, huge and fierce animals and beautiful birds, and broiling heat in summer—Death hovering always about man wherever he may go—Indian nature so influenced her nation that they had but to come to the core of Life. And they learnt to be one with Nature, the outer world. And what the sages of such a people said two thousad years ago remains true to this day. Of one thing there may be a great many names in this world, or the name may change from one to another along with the flaw of time. But the fact remains without change from the begining to the last. One man said it is the firmament that move another said it it the Earth. One calls it is the law of gravity, another declares it depends upone relativity. Still the fact of the Universal existence is the same, it suffers no change however many human brains may think in different ways. The old Indian philosopers dwelt in a house which is constructed of Lives and Deaths, and they breathed the atmosphere of eternal Truth. So, their thoughts last for ever through the vast ocean of change where numberless millions of waves arise and die every instant.

III

India is the most important colony to Ingland the empire, because India itself is full larger than Ingland in area, and the producture of nature is abundant. The trade between India and Ingland the home country is so prosperous that, it seems to us the trade between foreign countries, not the trade between his own dominions. Indeed India is natural resources to Ingland. Ingland have a great many of colony, but there is no such important colony as India.

There was once some magnificent kingdoms in, so called, India and a great king among them was known once

a conqueror of all world that was known in those days. So, now some Indians dreamed sometimes of becoming independent and of establishment of their own great empire. We cannot take rebellious for an accident of happening, because some insubordinate Indians attempted to realise their dreaming. I could call of my memories some facts, that an insurrection was designed by rebellious Indian and though the design was not succeeded of course, so great many Inglishman and women habited in India was killed by them. Thus the peace of India has been often broken by rebellious Indian. Therefore, all of the prime-minister of Ingland have been to nowadays so suffered and efforted in order to hold peace of India. Anglo-Japanese alliance was combined to support the peace of India. Though, Anglo-Japanese alliance was today untied, so Japan is friend for ever with Ingland. Therefore if Indian peace was deetroyed, so Japan will go to assist Ingland.

IV

In the East there are two old and large countries. One of them is China and the other is India. Each of them has a large territory and has not real ability to rule over it well. Woe to such countries as have no power to govern them. Look at the present state of things of China and India. Though China is an Independent country, it is only a name and not has a real ability to govern herself. She is alwys under disturbances. This shows that the Chinese are really worthless people. As for India it is not even a country of independence, it is subject to England.

About two hundred years age, I think when all Europeans turned their eyes for the East, for the riches of the Orient, England established the East Indian Co. and at first she competed with France about the rights and interests of India, however, the former won the contest. After that England invaded India several times and at last she made India her subject. Though Indians were uncivilized at the time, and yet I dislike the will, and the will to invade the country. Invasion is against humanity. It is barbarous indeed.

But I think it well that a powerful country leads and protects righteously other small and weak one. Such a country as cannot protect and rule over herself is I should think very dangerous for the peace of the world. Look at China. China is a suitable example for this. I think India is one of such countries. If she become independent,

she will fall in the same destiny as China. From this point of view, it is good that India is subject to England.

V

Two weeks ago Mr. Swamidas, the chief committee of the Madras Y. M. C. A. came and visited the Tokyo Imperial University Y. M. C. A. and spend a few days with us quite happily.

When I took the very first glimpse of him, that black countenance of him give me some unpleasant strangeness and a little fearfulness, because it was the first time for me to see a pure Indian and moreover it is said, he is by far more black than any other Indian: he often said to us, 'The colour is black, but my heart is white.

One evening he told us about Mr. Gandi, who is an Indian patriot and the greatest character in present India, as he said, and his indepndent movements, and the present circumstances in India.

Sad enough! Not because of his narration. I could not understand his English at all. But when looking into his black face and listening to him speaking, a profound, heavy sympathetic feeling occured to my mind anew. I have ever learned the ancient Indian history, especially I have once read "Ramayana" and dreaming of those splendid and glorious days of Rama and the ancient Brahmans and having compared the present age with the old, I had profoundly been moved and concluded that India must be independent.

I do not know much about India of present days. But I know that India is in the power of English Government, English soldiers and English capitalists. I do not know whether the Indian are content or not, whether they are enlightened or not. And I do know what kind of people the present Indian are.

But I know a little of the ancient India and her magnificent and glorious civilization to which I have much respect and longing. And here I feel a profound sympathy with the present India. I do not say this, as a Japanese a man of the East, but as a man, a member of the human being, and if religious men say you are created by God, as a son of God, that India must be independent after all, and if impossible, the people of India must be made or must made themselves possible to be independent.

جو اسباب صفحاتِ ماسبق میں میں نے بیان کیے ہیں ان کی بنا پر میں تحریک کرتا ہوں کہ اس سلطنت میں جو مناسب و معقول انتظام تعلیم کا جامعہ عثمانیہ کو قائم کر کے کیا گیا ہے اس کی ہر طرح پر نہ صرف ہمت افزائی کی جائے بلکہ اس کے حلقۂ عمل کو بھی زیادہ وسیع کر دیا جائے - یہ اس طرح ممکن ہے کہ مطبع جامعہ عثمانیہ کا عملہ بڑھا دیا جائے اور اس کی دو شاخیں کر دی جائیں - ایک شاخ صرف طلبائے جامعہ کے لئے ایسی کتابیں طبع کرنے میں مصروف رہے جو اُن کے نصاب کے لئے درکار ہوں اور دوسری شاخ ایسی عام کتابیں طبع و شائع کرے جن سے توقع ہو کہ وہ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہٗ کی ایسی کثیر التعداد رعایا میں مفید معلومات شائع کرے گی جن کو اردو زبان کا علم تو بخوبی حاصل ہوگا لیکن اس سے آگے جو تعلیم ہمارے مدارس یا کلیات میں دی جاتی ہے اُس سے وہ محروم ہے - مجھکو اس کا پورا الیقین ہے کہ اگر یہ دوسری شاخ کھول دی گئی تو کم سے کم ایسے مصارف جو اس کے چلانے پر عاید ہوں گے وہ خود جلد ادا کرنے لگے گی کیوں کہ جہاں تک میرا علم ہے ایسا کوئی مطبع جو اس قسم کا کام کرتا ہو اس وقت ملک میں موجود نہیں ہے - مالی اعتبار سے اس کو کامیاب بنانے میں جس چیز کی ضرورت ہے وہ محض یہ ہے کہ اس کا انتظام اچھا ہو اور اشتہار دینے کا سلسلہ باقاعدہ ہو -

اسی طرح جامعہ عثمانیہ کے شعبہ تالیف و ترجمہ کو بھی وسعت دی جائے اور اس کے دو حصے کر دیئے جائیں - ایک حصے کا تعلق ان کتابوں سے ہو جو جامعہ عثمانیہ کے

یہ کے لئے درکار ہوں اور دوسرا حصہ ایسی کتابوں کی تالیف و ترجمہ کا بندوبست
ہے جو عموم کے استعمال کے لئے ہوں۔

اگرچہ میرے محبّ محترم نواب حیدر نواز جنگ بہادر (جو اس وقت معتمد محکمۂ
تعلیمات تھے) اپنی عرضداشت مورخہ ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۵ھ میں اور اس
یادداشت میں جس میں قیام جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کی تحریک کی تھی اس مسئلہ پر تمام و
کمال بحث کر چکے ہیں، لیکن بے موقع نہ ہوگا اگر میں یہاں کچھ عبارت اس تقریر کی
نقل کروں جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر سر والٹر ریلے نے ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء
میں یونیورسٹی کالج ایبری رسٹ ویتھ کے طلبہ کے سامنے کی تھی۔ اس عبارت کے
پڑھنے سے صرف یہی بات ہم پر روشن نہ ہوگی کہ ہم کیوں اپنی جامعہ کو علم و ہنر کا
سب سے بڑا مقام نہ بنا دیں بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ جامعہ کی عمدگی سلطنت
حیدرآباد کی آئندہ اقبال و عروج سے کیسی وابستہ ہے۔ پروفیسر موصوف کی عبارت
یہ ہے:-

جس مسئلے کی میں نے تحریک کی ہے اگر اس پر ایک عام خیال ظاہر کرنا چاہوں
تو مجھ کو یہ کہنا چاہیئے کہ ایک جامعہ ایسا سررشتہ ہے جو ہمارے میراث علم کی حفاظت
کرتا ہے اور اس کو ترقی دیتا ہے، وہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ علم کو زندہ رکھتا ہے
(کیونکہ علم صرف نمو طبعی کے طریقے پر ترقی کرتا ہے) زندگی سے مراد جسم کے اجزا
کا تحلیل ہوتے رہنا اور ان کی جگہ جدید اجزا کا پیدا ہوتے رہنا ہے۔ ایک جامعہ کو

ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیئے کہ ان طریقوں کو خارج کرے جن کی جگہ نئے طریقے پیدا ہوگئے ہیں اور نئے نئے علوم اور ان علوم تک پہنچنے کی نئی نئی راہوں کی اہمیت اور اُن کے معنی معلوم کرتی رہے۔ وہ تمام تخیلاتِ ابتدائی کو پھر معرض بحث میں لاتی ہے اور ان کی نظرثانی کرتی ہے۔ وہ شروع سے پھر شروع کرتی ہے اور بنیادوں سے تعمیر اُٹھاتی ہے۔ پُرانی زمین میں ہل چلا کر نئی نئی فصلیں پیدا کرتی ہے۔ علم کی سرحدوں پر ہوشیار بیٹھی رہتی ہے۔ کثرت سے لوگوں کو قواعدداں بنانے یا بارکوں میں قواعد سکھانے کی اس کو پروا نہیں ہے۔ کوشش و تلاش کرنے والوں کی ہمت بڑھاتی ہے۔ لہذا ایسے رہنماؤں کی طولانی صف میں جو علم کی سرحدوں کو بڑھا کر نئے ملکوں کو قبضے میں لاتے ہیں ہر ایک کو اس کی جگہ کے لئے مخصوص کرتی ہے۔ وہ کبھی اس جستجو میں نہیں پڑتی کہ نمونے کے مطابق چیزیں تیار کرے بلکہ وہ انسان کی قوت اور انسان کے علم کو بڑھانے کی کوشش کرتی ہے ....

.... اگر تم خاص خاص علمی تحقیقات کو اس وجہ سے خارج کروگے کہ اس وقت کوئی شخص ایسا موجود نہیں ہے جو ان کا فائدہ کسی قسم کا بھی آئندہ کے لئے بتا سکے تو یہ ایک خطرہ ہوگا جس سے آگاہ رہنا چاہیئے۔ اگر یہی بات ہوتی تو پُرانے زمانے کے بڑے بڑے کشّافوں کا کیا حال ہوتا۔ کون مقناطیس کی خاصیت کو دیکھ کر پیشین گوئی کرسکتا

تھا کہ ایک دن ناخدا کا قطب نما اس سے نکل آئے گا۔ ہاروی جس وقت دورانِ خون کے مسئلے کو حل کر رہا تھا تو کیا وہ ثابت کر سکتا تھا کہ وہ کوئی نہایت ہی مفید و مناسب کام کر رہا ہے۔ یا کہربا کی اس عجیب خاصیت کو دیکھیے کہ جب اس کو رگڑا جاتا ہے تو وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں اپنی طرف گھسیٹ لیتا ہے۔ یہ عجیب بات ایک بے کار طبیعت کا دل خوش کن مشغلہ یا سائنس کا ایک کھلونا معلوم ہو سکتی تھی۔ لیکن کل کے کھلونے آج کے انجن ہیں اور کہربا میں جو قوت ہے وہ ٹرینوں کو گھسیٹتی ہے۔ بڑے بڑے ملکوں کو ملا دیتی ہے اور قطر زمین کی مسافت پر انسان کی تقریر کو قابل سماعت بنا دیتی ہے . . . .

. . . . یہ سچ ہے کہ ہر ایک جامعہ کا فرض ہے کہ ضرورت مندوں کی امداد کرے اور ایک معقول حد کے اندر جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی مدد کرے تاکہ اتفاقی نقائص جو ان کی پہلی تربیت میں رہ گئے ہیں وہ رفع کر دیئے جائیں اور انسان کو اپنی کل قوتوں کا استعمال کرنا سکھا دیا جائے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جامعہ کوئی بڑا مفید کام کر رہی ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی مدد کرتی ہے جن کی طبیعتیں تحصیل علم کی طرف خاص میلان نہیں رکھتیں اور بڑی محنت اور بہت امداد سے ان کو اس قابل بنا رہی ہے کہ معمولی علم رکھنے والوں میں ان کا شمار ہو جائے بلکہ برعکس اس کے اس کا ایسا کرنا مضر ہے۔ یہ اپنے کو ایک مشین بنانا ہے کہ اس سے

ادنیٰ قسم کی اشیاء کثرت سے گھڑی جائیں اور اُن پر کھرا مال ہونے کی بڑائی قابلِ عزت تصدیقی مُہر لگا دی جائے . . . .

. . . . ہر تیس برس

یا ایسی ہی ایک مدت کے بعد ہم کو تمام علم اور دنیا کی کل صنعت بدل ڈالنی پڑتی ہے۔ ہم کو وہ سامان مہیا کرنا ہی کہ جس سے آج کے شیر خوار اور نوعمر ان رازوں سے واقف اور ان قوتوں کو کام میں لانے والے بن جائیں جو زمانہ گزشتہ میں دانشمند سے دانشمند لوگوں کو حاصل تھے یا اب ایسے ہی لوگوں کو حاصل ہیں۔ ان رازوں میں سے بعض راز اور ان قوتوں میں سے بعض قوتیں باوجود ہماری کوششوں کے یقیناً ضائع ہو جائیں گی اس لئے بہتر ہو گا کہ ہم اپنی حکمت عملی میں فیاض رہیں ہمارا مقصد محض تجدید اجزا سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ اگر ہم وہیں بیٹھا رہنا چاہتے ہیں جہاں بیٹھے ہیں تو ہم کو بہت تگ و دو کرنی چاہیئے۔ اگر ہم اُس علم کو جو ہمارے پاس ہی اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو ہم کو علم میں کثرت پیدا کرنی چاہیئے اور اس کو بڑھانا چاہیئے۔

مسئلہ تعلیم ابتدائی کی بابت میری رائے یہ ہی کہ چوں کہ اس سلطنت کے زیادہ تر باشندے زراعت پیشہ ہیں اس لئے ہمارے دیہاتی مدارس میں جو تربیت دی جائے اُس کی تعلیم ایک زراعتی بنیاد پر قائم ہونی چاہیئے۔ تعلیم عموم کا کوئی انتظام جو اُس سلطنت کے مختلف اقوام کی زراعتی ضروریات کو ملحوظ نہ رکھے گا وہ مجبور ہو گا کہ نہایت

حقیر نتائج پیدا کرے۔ جس طرح جاپان میں ضروری ہوا اسی طرح اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ محکمہ تعلیم جہاں تک اس کی قدرت میں ہو زراعتی معلومات کا حتی الامکان صحیح علم لوگوں میں پھیلائے۔ اس کو عمل میں لانے کا بہتر سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ محکمہ زراعت سے واقف اور اس کے پاس ایسے اراضیات ہوں جن پر وہ کام کر سکیں۔ اب جس حد تک زمین سے بحث ہے میں اس کے بارے میں تحریک کرتا ہوں کہ محکمہ مال گزاری سے چند منتخب مدارس کو قطعات اراضی تفویض کئے جائیں اور تقریباً کل مقاصد کے لئے وہ اُن مدارس کی ملکیت سمجھے جائیں۔ ہمارے ابتدائی مدارس کو رفتہ رفتہ جزوی زرعی مدارس بنا دینے میں دوگونہ فائدہ ہے۔ ایک یہ کہ ایسے مدارس دیہات کے لوگوں میں زراعت کا صحیح علم شائع کریں گے اور اس طرح اس سلطنت کی پیداوار میں ترقی ہوگی اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ مدارس ہماری ابتدائی تعلیم کو دیہات میں زیادہ ہر دل عزیز کر دیں گے کیوں کہ اُن سے دیہات کے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ان کے بچّوں کو صرف پڑھنا لکھنا ہی نہیں سکھایا جاتا جس کے ساتھ ان کو کچھ زیادہ خصوصیت نہیں ہے بلکہ ان کو ایسے مضامین بھی سکھائے جاتے ہیں جن سے وہ زیادہ لائق و ہوشیار کاشتکار بن جاتے ہیں اور اس وجہ سے ان کو اپنے گاؤں کے ساتھ جس میں پیدا ہوئے ہیں زیادہ وابستگی ہو جاتی ہے اور اپنے آبائی پیشہ کو اختیار کرنے کی طرف سے بھی غیر مطمئن و ناراض نہیں رہتے۔

اس سوال کے بارے میں کہ زراعتی مضامین سکھانے کے لئے معلم کیوں کر فراہم

ہوں۔ میں نہایت وثوق سے اس سلطنت میں ایک زرعی کلیہ کے قائم کئے جانے کی تحریک کرتا ہوں جو مختصر ہو مگر اس میں تمام خوبیاں موجود ہوں۔ کسی ریاست کو جس کی وسعت اس سلطنت کی سی ہو اور جس میں زراعت کے مختلف طریقے رائج ہوں ایسے ذرائع کا کام میں لانا ناگوار نہیں ہو سکتا جو نہ صرف اس کے زمین کی پیداوار بڑھانے والے ہوں بلکہ اس کی رعایا کے حصۂ کثیر کی خوشحالی کا بھی موجب ہو سکتے ہوں۔ یہ زرعی کلیہ جس وقت کھولا جائے گا تو وہ بہترین ذریعہ اس بات کا ہو گا کہ ہمارے معلموں کو زراعت کی ضروری تعلیم دے اور ابتدائی مدارس میں جو کام زراعت کا جاری ہو اس کے انتظام کی نگرانی کرتا رہے۔

ابتدائی مدارس جو شہروں کی حدود میں قائم ہیں ان کو صنعت و حرفت کی طرف مائل کرنا چاہیئے۔ یہ کام ایسے معلموں کی مدد سے ہو سکتا ہے کہ جنھوں نے عثمانیہ مدرسہ صنعت و حرفت میں جو دارالضرب سے متعلق اسی سال جاری ہوا ہے تربیت پائی ہو۔

ہمارے ابتدائی مدارس میں جو تعلیم دی جاتی ہے ان میں بہ حیثیت مجموعی ترقی پیدا کرنے کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اولاً ہمارے مدارس معلمی کی استعداد و قابلیت کو بڑھانا اور ثانیاً مدارس معلمی سے فارغ ہو کر جو معلم نکلیں ان کے آئندہ کام کی بہتر طریقے پر نگرانی۔ یہ دونوں کام اس طرح آسان ہو سکتے ہیں۔

۱۔ ایک مختصر کلیہ تعلیم المعلمین جو تمام ضروری سامان سے مہیا ہو قائم کیا جائے میں اس کے متعلق اپنی تحریک اس سلسلے میں کہ جامعہ عثمانیہ میں ایک شعبۂ تعلیم

جاری کیا جائے ارسال کرچکا ہوں۔

۲- ہمارے مدارس کے مہتممان صوبات اور اضلاع کو ایسے ذرائع سے مہیا کرنا جن سے وہ سال میں ایک مرتبہ ایک وقت میں ایک ہفتہ کے لئے معلمین کو اس غرض سے جمع کریں کہ ان کے سامنے سال بھر کی مدت میں جو عام نقائص ان کے پڑھانے میں نظر آئے ہیں ان کی تصریح کی جائے۔

لیکن اس بارے میں ہماری سب سے سخت ضرورت یہ ہے کہ مدارس معلمی معقول طور پر ساز و سامان سے مہیا ہوں۔ اس وقت اس سلطنت میں ایک مدرسہ معلمی ایسا نہیں ہے جس کے پاس کوئی ایسا مکان جس سے اس کی معقول ضروریات رفع ہوسکیں موجود ہو۔ ہم کو اپنے مدارس معلمی اور ان سے متعلق مدارس مشقی کو تعلیم گاہوں کا ایک اعلیٰ نمونہ بنا دینا چاہیئے کیوں کہ ان ہی کے طریقہ انتظام اور کام کی نقل وہ معلمین اتاریں گے جو ہر سال بڑی تعداد میں ان مدارس سے تعلیم پاکر اپنے دور و دراز دیہات کو واپس جائیں گے۔

دوسرا امر جو مجھکو اس سلطنت میں تعلیم کے قابل اطمینان ترقی کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی بندوبست ایسا کیا جائے جس سے ہمارے لئے یہ ممکن ہو کہ محکمۂ تعلیم کے بہترین لیاقت رکھنے والے عہدہ داروں کو ترقی یافتہ ممالک غیر میں اس غرض سے بھیج سکیں کہ یہ لوگ وہاں کے طریقۂ تعلیم اور تعلیمی انتظامات کو بغور مطالعہ کریں اور ان سے اپنے کام میں ترقی کے نئے نئے تخیلات حاصل کریں۔

ایشیائی یورپی وظائف کے موجودہ قواعد ایسے مقدمات سے متعلق نہیں ہوتے ۔ بہت برسوں کے تجربے کے بعد جاپان اس نتیجے پر پہنچا کہ ممالک غیر میں ایسے لوگوں کو بھیجنے کی جگہ جو بالکل نوعمر طالب علم ہوں اور کلیات اور جامعات سے تعلیم پاکر حال ہی میں نکلے ہوں ان لوگوں کا بھیجنا زیادہ مفید ہی جو جاپان میں عملی تجربے اپنے کام کے حاصل کر چکے ہوں ۔ لیکن چوں کہ مجھکو اس بات کا یقین ہی کہ ہند کے جس قدر زیادہ لوگ یورپ جائیں گے اسی قدر زیادہ اس ملک کا فائدہ ہی ۔ میں ایسی کوئی تحریک نہیں کر سکتا کہ نوجوان طلبہ کا یورپ بھیجا جانا بند کر دیا جائے ۔ میں جو کچھ تحریک کر سکتا ہوں وہ یہ ہی کہ ایسے ترقی کرنے والے محکمے کے لئے جیسے کہ محکمہ تعلیم، محکمہ تجارت و صنعت وغیرہ ہیں سرکار عالی ایسا بندوبست فرمائے کہ جو عہدہ داران لائق ملازم ثابت ہوئے ہیں وہ غیر ملکوں کو روانہ کئے جائیں ۔

اگر صحیح طور پر عمدہ قسم کے عہدہ دار منتخب کئے جائیں تو پھر جاپان کی مثل ہمارے لئے بھی ضروری نہیں کہ ان سے امتحان پاس اور ڈگریاں حاصل کرائی جائیں ۔ سرکار عالی ان سے جو کچھ طلب کرے وہ غیر ملکوں کے متعلق تفصیلی کیفیت ہو اور ایسی ترقیوں کے متعلق تحریکیں ہوں جن کو اس سلطنت میں فائدہ کے ساتھ اختیار کیا جا سکتا ہی ۔ جس وقت ہمارے عہدہ دار مختلف ملکوں کو بھیجے جائیں تو ان کو ہدایت کر دی جائے کہ وہ اُن ملکوں میں ماہرین سے صلاح و مشورہ حاصل کریں جن کی نسبت مجھے یقین ہی کہ وہ ضرور مشورہ دے کر اور ایک تفصیل وار نقشہ ہدایتوں کا

ان کے لیئے مرتب کرکے کہ کس طرح کام کرنا چاہیئے نہایت خوشی سے ان کی مدد کریں گے۔

پس میں خاص طور پر تحریک کرتا ہوں کہ جہاں تک محکمہ تعلیمات سے تعلق ہے اس امر کی اجازت ہونی چاہیئے کہ ہر سال ایک مرتبہ کم سے کم ایک آزمودہ کار عہدہ دار ایک یا دو سال کے لئے امریکہ یا یورپ بھیجا جائے اور سمجھا جائے کہ وہ ڈیپوٹیشن پر ہے اور اس بنا پر اس کو ڈیپوٹیشن الاونس ۲۰۰ پونڈ سالانہ کا علاوہ اخراجات سفر کے دیا جائے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس تدبیر سے جو نفع ہوگا وہ اس کے مصارف سے کہیں زیادہ ہوگا۔

یہ مسئلہ کہ ہم اپنے نوجوانوں کو سرکاری ملازمت کے علاوہ دوسرے سلسلوں کی طرف متوجہ کریں اب ایک سخت ضروری مسئلہ ہوگیا ہے اور اگرچہ میں اس بات کو بخوبی سمجھتا ہوں کہ جب تک ہمارے ہاں صنعت و حرفت کی اس قدر ترقی نہ ہوجائے کہ تربیت یافتہ کاریگروں کو کام مل سکے اس وقت تک صنعت و حرفت میں زیادہ لوگوں کو تربیت کرنے سے کچھ فائدہ نہیں لیکن میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ وہ وقت آگیا ہے کہ عموم کی صنعتی تعلیم کی طرف سرکار عالی توجہ فرمائے اور اس کی تنظیم وسیع پیمانے پر کی جائے۔ اس سلسلے میں کیا خوب ہو اگر ہر صوبے کے مستقر میں ایک کارخانہ قائم کردیا جائے جہاں لڑکوں کو مقامی صنعت و حرفت کے کاموں کو وسعت دینی اور ان میں ترقی کرنا سکھایا جائے۔

حال میں مسٹر گیملین نے جو تجربہ اورنگ آباد کے مدرسہ تعلیم صنعت و حرفت

میں تعلیم صنعت و حرفت کے بورڈ کی جانب سے کیا ہے میرے اس یقین میں وثوق پیدا کرتا ہے کہ لایق عملہ اور سرکار عالی کی دلی سرپرستی سے یہ کارخانے جلد اپنے خود کفیل ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں قاسم بازار کے مہاراجہ صاحب نے کپتان پتیاول کی ہدایت سے جو کام شروع کیا ہے وہ اس لائق ہے کہ ہماری سرکار عالی اس پر بہ نظر غائر توجہ فرمائے۔

اس سلطنت کی صنعت و حرفت میں ترقی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سائنس کی تعلیم کی طرف جہاں تک ممکن ہو ترغیب دی جائے۔ میں تحریک کرتا ہوں دو وظیفے جن میں ہر ایک ۱۵۰ روپئے ماہوار کا ہو، سرکار عالی سائنس کے ایسے سند یافتہ لوگوں کے لئے منظور فرمائے جو سائنس کی اعلیٰ تعلیم ایسے مقامات میں حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں جیسے کہ انسٹی ٹیوٹ آف سائنس بنگلور وغیرہ ہیں۔ اس بات کے کہنے میں مبالغہ نہیں ہے کہ آج کل قوموں کی فلاح و بہبودی کا دار و مدار اس پر ہے کہ وہ کس حد تک اپنی زندگی کو سائنس کے اصولوں کے مطابق درست کرنے کی قابلیت رکھتی ہیں۔

اسی قسم کی دیگر تدابیر بھی جو جاپانیوں نے اختیار کی تھیں صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے سرکار عالی کی توجہ کے لائق ہیں۔ ہر صوبے کے مستقر میں مقامی صنعت و حرفت کی سالانہ نمائشوں کا اور ایسے کاریگروں میں تقسیم انعامات کا بندوبست ہونا چاہیئے جن کے مصنوعات عمدہ اور قابل قدر ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ایک

مرکزی ایجنسی قائم کی جائے جو پردیس کے بازاروں میں اس سلطنت کا تیار کیا ہوا مال پہنچاتی رہے اور سلطنت کے اندر صنعت و حرفت کا انتظام ہمارے محکمۂ صنعت و حرفت کے لائق عہدہ داروں کی ہدایت سے ہوتا رہے۔ اگر ان ہی عمدہ طریقوں پر جن پر جاپانیوں نے ان چیزوں کو چلایا یہاں بھی ان کو چلایا جائے تو میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ ہمرو کی پارچہ بافی اور بدری کا کام جس کو اس ریاست کے لئے مخصوص سمجھنا چاہیئے پھر اسی طرح سرسبز نہ ہو جائے جیسے کہ سابق میں تھا۔

پس میں تحریک کرتا ہوں کہ سرکار عالی کی سرپرستی میں ایک چھوٹا سا کارخانہ ہمرو کی پارچہ بافی اور بدری کے کام کا کھولا جائے اور ان کے نمونوں کا باقاعدہ طور پر اشتہار پہلے ایسے تجارتی مرکزوں میں جیسے کہ کلکتہ اور بمبئی ہیں اور پھر پیرس لندن اور نیویارک میں دیا جائے جہاں ایسی چیزوں کی مانگ آسانی سے پیدا کی جاسکتی ہے۔

میں اس امر کی تحریک بھی کرتا ہوں کہ بلدہ حیدرآباد میں جلد ایک مدرسہ تجارتی کاروبار کا قائم کیا جائے جس میں مضامین تجارت کا نصاب تعلیم دو سال کی مدت کا ہو۔ یہ مدرسہ ایسے طلبہ کے لئے ہو جو مدرسۂ وسطانیہ کے امتحان میں کامیاب ہو چکے ہوں اور نیز ایسے طلبہ کے لئے ہو جو یا تو حیدرآباد اسکول لیونگ سرٹیفکٹ کے امتحان میں یا جامعہ عثمانیہ کے امتحان میٹرک میں کامیاب ہو چکے ہوں۔ مدرسہ وسطانیہ کے امتحان میں کامیاب طلبہ کے لئے خواندگی کی مدت پورے دو سال

کی ہو اور حیدرآباد اسکول لیونگ سرٹیفکیٹ اور جامعہ عثمانیہ کے امتحان میٹرک کے
کامیاب طلبہ کی خواندگی صرف ایک سال کی ہو۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ایسا مدرسہ
قائم کرنے سے ایک طرف تو سرکار عالی کی رعایا کو جدید طریقہ تجارت کی تعلیم حاصل
کرنے کا موقع ملے گا اور دوسری طرف طلبہ کو معلوم ہوگا کہ ان کی کوششوں کے لئے
ایک نیا رستہ بھی کھل جاتا ہے۔ اس مدرسہ کو کامیاب بنانے کے لئے اس سلطنت
کے بعض بڑے بڑے تاجروں کو شریک کرنے کی ضرورت ہوگی۔ کیوں کہ اگر یہ لوگ
ایک بار بھی اس پر رضامند ہوگئے کہ اس مدرسہ کے اتنے فی صدی کامیاب
طلبہ کو وہ ملازمت دے دیں گے تو پھر مدرسہ کی کامیابی میں کسی طرح کا شبہ نہیں
رہے گا۔ اس مدرسہ کا خاص کام انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں کاروباری
مراسلت کا سکھانا ہوگا۔ جوں جوں اس سلطنت کے صنعتی کاروبار کو ترقی ہوتی
جائے گی اس مدرسہ کے طلبہ کے مستقبل میں بھی بہتری کی شکل پیدا ہوتی جائے گی۔
سب سے زیادہ مشکل مسئلہ جو ہم کو پیش ہے وہ بہرکیف اس سخت جہالت کا
مقابلہ کرنا ہے جو عوام کی کثیر تعداد میں ایسے ضروری و جاں بخش معاملات کی نسبت
پھیلی ہوئی ہے جیسے کہ حفظان صحت کے ابتدائی اصول ہیں جن کے بخوبی سمجھنے پر
رعایا کی آئندہ بہبودی کا انحصار ہے۔ اس سلسلے میں میری تحریک یہ ہے کہ محکمہ تعلیمات
ایک انتظام بصری تعلیم کا قائم کرے۔ اس میں محکمہ طب کی شرکت و امداد کی ضرورت
ہوگی۔ سینما کی ایک ایسی مشین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آسانی سے منتقل

ہو سکے اور اس کے لئے ایسے فلم جو ہماری ضروریتوں کے لئے خاص طور پر تیار کئے گئے ہوں اگر مہیا کر دیئے جائیں تو بہت سی مفید معلومات سے ان لوگوں کو بھی بہرہ مند کیا جا سکتا ہی جن کے پاس نہ تو اتنا وقت ہی اور نہ جن میں اتنی لیاقت ہی کہ وہ کتابوں سے ایسی ضروری و مفید معلومات حاصل کر سکیں۔ اس کا تجربہ پہلے بلدۂ حیدرآباد میں کیا جائے جہاں برقی روشنی موجود ہی اور سینما مشین سے ایسی جگہ کام لینا بہت ہی آسان ہی۔ جاپان کے اکثر مقامات میں بصری تعلیم بہت ہی کامیاب ثابت ہوئی ہی اور وہ دیگر اقسام کے تعلیم و تربیت کی ایک بڑی قابل قدر اور خوش کن مددگار رہی ہیں تے اس مضمون پر کہ " ایک بچے کا منہ اندر سے کیوں کر صاف رکھا جا سکتا ہی " اور اسی قسم کے کئی اور مضمونوں پر ایک پورا سلسلہ زیر سما خطبوں کا سنا تھا۔ اور مجھکو اس توجہ اور شوق پر حیرت ہوتی تھی جس سے سامعین جن کی تعداد تقریباً تین ہزار کے ہوا کرتی تھی اُن باتوں کو جو ان کو سمجھائی جاتی تھیں سنتے تھے۔ جاپان میں اس قسم کے خطبے بالعموم باغوں میں دیئے جاتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم بھی ایسا کریں تو یہ ہمارے لئے بہت مفید ہو۔ چوں کہ ہمارا مقصد یہ ہی کہ جس قدر جلد اور جس قدر ممکن ذریعوں سے ہو سکے ہر قسم کا ایسا علم پھیلائیں جس سے ترقی ہو اس لئے اب سینما کی طرف سے جو مفید معلومات کے پھیلانے میں سب سے آسان ذریعہ ہی غفلت نہ کرنی چاہیے۔ اس معرکہ عظیم میں جو ہم کو جہالت کی جگہ علم کے پھیلانے میں در پیش ہی ہم کسی چیز کو بھی جو ہماری امداد

کا ذریعہ ہو سکے نظر انداز نہیں کرسکتے۔

خاتمہ

تتمہ

جس وقت یہ صفحات طبع ہو رہے تھے تو ہند میں اُس سخت زلزلہ کی خبر آئی جس نے جاپان میں ایک تہلکۂ عظیم پیدا کیا ہے۔ اس مصیبت و بربادی پر تمام دنیا کا دل ہل گیا ہے اور دنیا کے تمام ممالک جاپانیوں کی مدد جس قدر ان سے ممکن ہے کر رہے ہیں۔ جاپانیوں کی قوم نے اس مصیبت میں جیسے صبر و استقلال اور ہمت سے کام لیا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اُس میں زندگی اور جوانی موجود ہے اور ایک مرتبہ پھر دنیا کو دکھا دیا گیا کہ جاپان کا شہنشاہی خاندان اور جاپان کی قوم ایسے یک دل ہیں کہ کوئی ان کو جدا نہیں کرسکتا ہے۔ کیوں کہ نہ صرف سلطنت جاپان کے ولی عہد دبے ہوئے زخمیوں اور مُردوں کو ایک معمولی مزدور کی طرح نکالنے میں مصروف ہیں بلکہ انھوں نے (۱۰۰۰۰۰۰۰) ین (۱۵۰۰۰۰۰۰ روپیہ) جو غالباً ان کی جیب خاص کی پوری رقم ہے قوم کو نذر کر دیا۔ اس وقت کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں مجھکو وہ جاپانی گیت یاد آرہا ہے جو میں نے ایک مرتبہ چند نوعمر طالب علموں کو مل کر گاتے ہوئے سنا تھا:

ٹنجی موگز و زُو

بکارہ می ناری

ٹینچی واکز ورےی

یاماکاواوا

سکوروتامیشی نو

ارابا ٹوئی

اوگوکانوموئوو ا

کیمی گامی یو

کیا ہی اگر زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے ؟

کیا ہی اگر آسمان گر پڑے ؟

کیا ہی اگر پہاڑ سمندر سے مل جائیں ؟

بہادر دِلو۔ ہر ایک اوریب

جان لو کہ ایک چیز ہی جو ہمیشہ قائم رہے گی

تباہی اس پر غالب نہ آئے گی

وہ ہمیشہ کے لئے ہی مبارک ہی اور پاک

(یعنی) یہ شہنشاہی اقلیم